مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی
قادری رحمۃ اللہ علیہ

آستانہء خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی سہروردی دریائی دولہا رحمت اللہ علیہ
مقام بیرپور شریف، ضلع، مہیساگر گجرات

مصنف :
محبوب المشائخ، نور الاولیاء
غلام عباس المعروف پیر سید الحاج محمد مدنی بابا ایف دریائی
سجادہ نشین درگاہ شریف ٹرسٹ B-387 مقام بیرپور، ضلع، مہیساگر گجرات

ناشر :
سنی مسلم کمیٹی
امام احمد رضا منزل، ویری دروازہ، گونڈل 360311 (گجرات) فون : 02825-224786

مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

Manaqib-e-Khwaja Mahmood Dariyai
Soharvardi Qadri Rahmatullah Alayhe

Aastana-e-Khwaja Mahmood Dariyai Rahmatullah Alayhe
At.Birpur, Dist.Mahisagar, Gujarat (INDIA)

By
Mehboobul Mashaikh Noorul Auliya
Gulam Abbas Al Maroof Peer Saiyed Alhaj
Mohammad Madni baba F. Dariyai Soharwardi Qadri
Sajjada nashin Dargah Sharif - Trustee B-387
At. Birpur, Dist.Mahisagar, Gujarat (INDIA)

Publisher
SUNNI MUSLIM COMMITTEE
Imam Ahmed Raza Manjil, Veri Darwaja,
At. Gondal, Gujarat (INDIA) Ph. 02825-224786

۷۸٦/۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہیدِ اعظم سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کربلا کے تمام جاں نثار شہیدوں کی مبارک یاد میں یہ کتابیں شائع کرنے میں آتی ہیں۔

مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

مصنف :

محبوب المشائخ، نورالاولیاء

غلام عباس المعروف پیر سید الحاج محمد مدنی بابا ایف دریائی

ناشر :

سنی مسلم کمیٹی

امام احمد رضا منزل، ویری دروازہ، گونڈل 360311 (گجرات)

فون : 02825-224786

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

زیرِ سرپرست

حضرت پیرِ طریقت شیخ المشائخ استاد العلماء

الحاج سید قمرالدین باوا صاحب

دریائی اشرفی کارنٹوی (فاضلِ شاہی)

نام کتاب	:	مناقبِ خواجہ محمود دریائی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
مصنف	:	محبوب المشائخ، نورالاولیاء، غلام عباس المعروف پیر سید الحاج محمد مدنی بابا ایف دریائی
ترتیب وتدوین	:	پروفیسر عزیز اللہ شیرانی
اشاعت	:	2021ء اشاعت کتاب نمبر : 346
تعداد	:	2000
صفحات	:	464+32 کلر فوٹو=496
پریس	:	ڈیزائن ڈاٹ پرنٹرس (مدنی گرافکس) نڈیاد گجرات
کمپوزنگ	:	ٹونک اردو کمپیوٹرس، ٹونک راجستھان
صدر	:	الحاج سلیمان بھائی، جمعہ بھائی ایسانی برکاتی دریائی
نائب صدر	:	پیرِ طریقت وخلیفہ مفتیٔ گجرات الحاج سید محمد میاں حاجی عبدالمجید میاں ناگانی
ناشر	:	سنی مسلم کمیٹی، گونڈل 360311 (گجرات)
ہدیہ	:	نیچے دیے گئے پتے پر پوسٹ کارڈ لکھ کر مفت منگائیں۔

سنی مسلم کمیٹی، امام احمد رضا منزل، ویری دروازہ، گونڈل 360311 (گجرات)

فون : 02825-224786

سورۃ الفاتحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ o الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ o
اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ o اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ o
صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ غَیۡرِالۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ
وَلَاالضَّآلِّیۡنَ o

ترجمہ :

نام سے اللہ کے بڑا مہربان بخشنے والا۔

ساری حمد اللہ ہی کے لئے پروردگار سارے جہانوں کا۔ بڑا مہربان بخشنے والا۔ مالک روزِ جزا کا۔ تجھ ہی کو ہم پوجیں اور تیری ہی مدد چاہیں۔ چلا ہم کو راستہ سیدھا۔ راستہ ان کا کہ انعام فرمایا تو نے جن پر۔ نہ ان کا کہ غضب فرمایا گیا جن پر اور نہ گمراہوں کا۔ (معارف القرآن)

یہ قرآن پاک تمام دنیا کے لئے نصیحت بن کر آیا ہے۔

حضرت عثمان بن عفان غنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن شریف سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔ (بخاری شریف)

درودِ ابراہیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ o
اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ o

ترجمہ :

نام سے اللہ کے بڑا مہربان بخشنے والا۔

اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر صلوٰۃ بھیج۔
جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر صلوٰۃ بھیجی۔ بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو برکت دے۔
جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل کو برکت دی۔ بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

تاجدارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی شخص کسی کتاب لکھتے وقت مجھ پر درود شریف لکھے تو جہاں تک وہ کتاب میں میرا نام ہوگا وہاں تک ملائکہ (فرشتے) اس شخص کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہیں گے۔

خراجِ عقیدت

السلام علیکم !

''مناقبِ خواجہ محمود دریائی'' یہ کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر خلفائے راشدین، ام المؤمنین، پنجتنِ پاک، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تک اور وہاں سے لے کر تابعین تبع تابعین امامِ اسلام حنفی شافعی مالکی حنبلی تک وہاں سے سلسلۂ قادریہ، سہروردیہ، چشتیہ، دریائیاہ تک اور وہاں سے لے کر اکابرینِ امت میرے مشائخین میرے والدین، استاد، دین کے رہبروں کو یہ کتاب منسوب کرتا ہوں۔

ان جانوں کی ساعتوں، نصیحتوں، صحبتوں بابرکتوں اور دعاؤں کے اثر سے یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اہلِ بیت، آلِ پاک، غوث وخواجہ محمودوں ومخدوموں کا سایہ مجھ پر ہم دم رکھیں۔ آمین !

محبوب المشائخ، نورالاولیاء غلام عباس المعروف

پیر سید الحاج محمدمدنی بابا ایف دریائی

قطبی اشرفی چشتی سہروردی قادری الہاشمی

خلیفۂ شیخ الاسلام وخلیفۂ شیخ المشائخ

مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

منقبت

مدح در شانِ حضرت محبوب اللہ دریائی دولہا (رحمۃ اللہ علیہ)

ازقلم : شاعرِ خانقاہِ دریائی، حضرت علامہ مولانا پیر سید شاہ گلاب الدین گلاب دریائی سہروردی قادری (رحمۃ اللہ علیہ) مدفن : بیرپور شریف

حامیٔ دینِ نبی، خاصۂ سبحانی تھے
عارف و اہلِ صفا ، واصلِ ربّانی تھے

غوث الہند ، قطبِ زماں تھے وہی محبوبِ الٰہ
عاشق وشاہد و مشہود وہ رحمانی تھے

راہبر، راہنما پیر، وراہِ نبوی
رہنمائی میں وہ چوں سیدِ جیلانی تھے

خلق میں شہرۂ آفاق تھے اور خُلق میں وہ
مثلِ سالارِ رسول اہلِ مہربانی تھے

ان کا ہیچ وہ چوں بُزرو سلمانِ نعمان
زہد و طاعات میں چوں شبلیٔ اعوانی تھے

فیض بخشی میں وہ چوں ابرِ بحرِ فیاض
دل رباعی میں وہ چوں یوسفِ کنعانی تھے

گلشنِ فکر کے وہ طوطیٔ شیریں زباں
ہُدہُد کاشفِ اسرارِ خدا دانی تھے

قبلۂ اہلِ جہاں قاتلِ نفس وشیطاں
عالم و عامل خوش مذہبِ نعمانی تھے

بیش قیمت خدمت

عید میلاد کے موقع پر اپنے

مکانوں، دوکانوں، محلوں، مسجدوں، مدرسوں میں روشنی کریں۔

آج کی یہ مہنگائی کے دور میں جہاں پرنٹنگ کے پیپر کے پوسٹ کے بھاؤ آسمان پہ ہے ان سب کے بیچ میں سنی مسلم کمیٹی، گونڈل فری (مفت) پوسٹ سے پچھلے ۴۷ سال سے دینی کتاب کی شکل میں گھر گھر دین کی باتوں کو پہنچا رہی ہے۔

دین کی اس شمع کو روشن رکھنے کے لئے قلم روپی زمانہ میں دینی کتابیں جیسے ثوابِ جاریہ کے نیک کام میں پھول نہیں تو پھل کی پنکھڑی کی شکل میں مدد کر کے خوشی اور غم کے موقع پر یاد کر کے زکوٰۃ، صدقہ، فطرہ، خیرات، للہ، عقیقہ، قربانی کی کھالیں وغیرہ طریقے سے امداد آج ہی بھیج کے مذہبِ اہلِ سنت کی سچی خدمت کرنے میں ساتھ دیں۔

سنی مسلم کمیٹی

امام احمد رضا منزل، ویری دروازہ، گونڈل 360311 (گجرات)

فون : 02825-224786

فہرست

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
1	حمد باری تعالیٰ..........حضرت سیدنا خواجہ محمود محبوب اللہؒ	22
2	نعت شریف..........خواجہ محمود دریائیؒ	23
3	پیارا مدینہ..........پیر سید محمد مدنی بابا ایف دریائی	24
4	منقبت در شان پیرانِ پیر شیخ سید عبدالقادر جیلانیؓ..........امام احمد رضا خاںؒ	25
5	مقدمہ..........پروفیسر عزیز اللہ شیرانی	26
5	پیش لفظ..........الحاج سید قمرالدین باوا دریائی اشرفی	32
6	ایک ناچیز گنہگار کے دو الفاظ..........عثمان غنی، شیدا قریشی	37
7	دو لفظ..........پیرزادہ حاجی حمیدالدین	39
8	دیباچہ مصنف کے قلم سے..........پیر سید محمد مدنی بابا ایف دریائی	41
	اظہارِ تشکر	51
9	تعارفِ مصنف	52
10	سید کسے کہتے ہیں؟	58
	تصوف ومشائخ کے سلسلے	66
11	مسلکِ تصوف کیسے بنا؟	67
12	دورِ تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین	69
13	دورِ تبع تابعین	70
14	قادریہ سلسلہ	72
15	سلسلۂ خواجگان سلسلۂ نقشبندیہ	73
16	سلسلۂ شاذلیہ	75

17	سلسلۂ کبرویہ	75
18	سلسلۂ چشتیہ	76
19	سلسلۂ شتاریہ	80
20	سلسلۂ سہروردیہ	82
21	حضرت قطبِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی گجرات میں آمد	103
22	خلفائے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ	110
23	گجرات میں مسلمانوں کی آمدورفت	118
24	گجرات پر محمود غزنوی کا حملہ	120
25	شہاب الدین غوری کے بے شمار حملے	120
26	علاءالدین خلجی کا حملہ اور گجرات پر مسلمانوں کا قبضہ	121
27	گجرات میں مسلمانوں کی آزاد حکومت	121
28	ظفر خان کو گجرات بھیجنا۔	122
29	احمد شاہ پہلا	122
30	مظفر شاہ حلیم	123
31	صوبہ گجرات میں کتب خانے	137
32	حضرت قاضی سید محمود رحمۃ اللہ علیہ دریائی بیرپوری کا گوجری۔اردو کلام	151
33	زیارت ٹور	157
34	شاہ علی سرمست رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں کا بیان	183
35	مدینہ شریف سے شیر پر سوار ہو کر شیراز کی جانب جانا	184
36	شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت علی سرمست سے ملاقات کے لئے بھیجنا	185
37	شیراز میں جادوگر کا مقابلہ	186
38	بیوہ سادات کی مدد کرنا اور مرحوم سادات کو قبر سے زندہ کرنا	187

39	شیراز شہر سے ہندوستان کی طرف ہونا راستے میں راہب (پادری) کی دعوت دینا اور کھانے میں زہر دینا۔	187
40	پٹن شہر اتر گجرات میں تشریف لانا۔	188
41	راجا کرن کی بیوی مینڑ دیوی کو اولاد عطا کروانا جو سدھ راج کے نام سے مشہور ہوا۔	188
42	پٹن شہر میں سب سے پہلے مسجد تعمیر کروانا	189
43	مقام کھنبات بندر جانا اذان دینا۔	190
44	کھنبات کے اندھے فقیر کو آنکھیں عطا کرنا اور زندگی بھر کا کھانا کھلا دینا و مسلمان کرنا۔	191
45	کھنبات میں بانجھ عورتوں کو اولاد عطا کرنا۔	191
46	کھنبات کے برہمن کو مسلمان کرنا۔	191
47	امانت دیانت دار کو واپس دلانا۔	192
48	آپ کا وصال کی خبر دینا اپنی قبر دو قبروں کے بیچ کی وصیت کرنا اور وہ قبر وہاں خود بخود دور ہو کر حضرت کی قبر کے لئے جگہ کر دینا۔	192
	حضرت سیدنا شاہ سلیمانؒ کی کرامات	193
49	شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کنویں میں دم کیا ہوا پانی ڈال دینا اور کافر جو آپ کے دشمن تھے وہ آپ سے محبت کرنے لگے۔	194
50	آپ پر جادو کرنا صبر سے کام لے کر ۷۰۰ بلاؤں کو کڑھائی میں جلا کر راکھ کر دینا۔	194
51	ناگور (راجستھان) کے ملیکھا دیو کو بھگانا۔	195
52	آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم مطابق پالن پور (اتر گجرات) جانا، مسجد تعمیر کرنا۔	196
53	راہب (پادری) کا اسلام قبول کر لینا۔	196
54	آپ کی دعا سے برسات ہونا......	197
55	وقتِ وصال مریدوں و سامعین کو حاضر رکھنا، قرآن پاک پڑھتے پڑھتے، سورتِ یاسین شریف پر ختم ہونا اور روح کا نکلنا۔	198

56	وفات بعد نیک خاتون بی بی کو جنازے کے پاس بلا کر مرید بنانا۔	198
	سیدنا شاہ قطب محمود دادا کارنٹوی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے حالات	199
57	شاہ قطب محمود دادا کارنٹوی قدس اللہ سرہٗ نور اللہ ناگور میں مسلمانوں کا ایمان بگاڑنے والا مخلخل جن شیطان کو بھگانا۔	200
58	ناگور میں مسجدِ قوتِ اسلام کی تعمیر کروانا۔	200
59	شاہ سید محمود غوثِ زماں کا کارنٹا شریف برہمن کی بیٹی کو بچانے جانا۔	201
60	شیر سانپ پر سوار ہو کر (سندھو جی) کی فوج کو ہٹانا۔	202
61	سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر کارنٹا شریف آباد کرنا، مسجد تعمیر کرنا۔	203
62	سلطان محمود خان کا حضرت محمود کو کارنٹا شریف جا کر مدد کا حکم کرنا۔	203
63	دیو کو بھگانا قلعہ تعمیر ہونا۔	203
64	حضرت کا خطبہ سننا روپ کنور لڑکی کا۔	204
65	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت سید السادات مخدوم جلال الدین جہاں نیاں سے مخدوم سید قطب الاقطاب شاہ خطیب محمد کارنٹوی سے کارنٹا شریف ملاقات کو آنا۔	205
66	مخدومِ جہاں نیاں جہاں گشت سے کرامتیں واپس کروانا۔	207
67	قطب کارنٹا شریف کی شادی کے لئے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے	207
68	آپ کی اولاد - وصال	208
	حضرت سیدنا شاہ قاضی محمد کے حالات	209
69	سیدنا شاہ محمد قطب الاقطاب احمد آباد	210
70	بچپن میں اکیلے رہنا یا کالو سندھی کے ساتھ گھومنا......	210
71	علم دین حاصل کرنے کے لئے حجرے میں چلے جانا	211
72	حافظ قرآن ہونا و مقبولیت حاصل کرنا۔	211
73	احمد آباد میں آنا، آپ کے گھوڑے کا تقویٰ	212

74	گجرات کے بادشاہ کو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں آنا اور شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کو قاضیٔ دینِ اسلام پر مقرر کرنا۔	212
75	عورت کو دیو ماہون کے چنگل سے چھڑانا۔	213
76	سابرمتی ڈوبتی ناؤ انسانوں کی اپنی نعلین سے بچانا۔	214
77	شیر کا مکان بچھو نے لے لیا جو دلا دینا۔	214
78	آپ کی اولاد نہ ہونا خواب آنا، آپ کی اولادِ پاک	215
79	وفات بعد کی کرامت - وفات سال	215
80	حضرت سیدنا شاہ حمّاد سہروردی، قادری کے حالات	216
	حضرت قاضی سید شاہ حماد العالم رحمۃ اللہ علیہ کو وصال کے بعد مدارج ولایت عبور کروائے۔	219
81	حضرت شاہ حمید الدین چاہلدہ عارف باللہ سہروردی بیر پوری کے حالات	223
82	حضرت سیدنا شاہ حمید الدین چاہلدا عارف باللہ پیدائش - علم، تقویٰ	224
83	علم حاصل کرنے شاہِ عالم سراج الدین محبوبِ باری کی درس گاہ میں جانا و مرید ہونا۔	224
84	سید سمیع الدین عرف حضرت قاضی سادھن	225
85	پیشین گوئی و شاہ سید محمود دریائی کے لئے سرکارِ مدینہ ﷺ کی بشارت سے نکاح کرنا۔	226
86	حضرت سیدنا شاہ حمید الدین چاہلدا نکاح کے واقعات۔	227
87	حضرت شاہ حمید الدین و حضرت شاہ منجن عرف شاہِ عالم بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) لباس (زریں کپڑے) سے شاہِ عالم بابا سے شاہ حمید الدین کا دنیوی طریقے سے پسند نہ آنا۔	227
88	شاہ حمید الدین کا شاہِ گجرات سے ملاقات کا انکار کرنا۔	228
89	حضرت شاہ سید حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبۂ غوث اور قطبیت کا پانا۔	230
90	بیر پور کی سرزمین پر اسلام کی ابتداء۔	230
91	بیراگی اور حضرت حمید الدین سے جنگلی اختراع	232
92	حضرت حمید الدین کا بیراگی کو دفع کرنے کے لئے دوہلپور کوراجا واگھ جی سے مشورہ۔	232

93	راجاواگھ جی کے لشکر کا بیراگی کے اوپر زبردست حملہ اور بیراگی کا قتل	233
94	بیر پور میں اسلام کا جھنڈا بلند اور مسجدِ اول کی بنیاد	234
95	گجرات کے ہر شہر سے ہر قوم کو آپ نے بیر پور میں آباد کیا۔	235
96	راجاواگھ.جی کی حضرت حمیدالدین کے ساتھ غداری اور سلطان محمود بیگڑا کا لشکر بالاسنور کی زمین پر۔	237
97	حضرت سید میراں.جی علیہ الرحمہ کے ساتھ غداری اور سلطان محمود بیگڑا کا لشکر بالاسنور کی دھرتی پر	240
98	بیر پور کی دھرتی پر حضرت حمیدالدین کی شانِ حکومت	240
99	راجہ واگھ جی کی زبردست ہار اور ہندو مسلم سمادھان	241
100	جھاڑ کی جھڑ کے پاس انگلی سے باوری ندی بنا دینا۔	242
101	حضرت شاہ خواجہ حمیدالدین (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں غوثِ بے مثال کا وصال	242
102	جگری	243
103	بیعت یعنی مرید بننے کے واقعات	245
104	برہان پور کی عورت کو وصال کے بعد مرید بنانا و شجرہ عطا کیا۔	245
105	خواجہ محمود محبوب اللہ و پڑپوتا مرید و جانشین بنانا۔	249
106	جگری	249
107	پانی دو طرف ہو جانا۔	249
108	حضرت شاہ حمیدالدین رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کی کرامت	250
109	جگری	250
110	غزل	250
111	کلام گفت محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ در وقتِ وصال حضرت شاہ حمیدالدین رحمۃ اللہ علیہ۔	251
112	الاپ ماں بوقتِ وصالِ گفت محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ	252

113	حضرت خواجۂ خواجگان، قاضی القضاۃ، قدوۃ الاصفیاء، زبدۃ الاولیاء، مجدّدِ سلسلۂ سہروردیہ شاہیہ، حضور پیرانِ پیر دستگیر محمود محبوب اللہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وواقعات	253
114	نمازِ تہجد کے لئے والد، چچا کو نیند سے اٹھانا۔	254
115	قطب ربانی کا رنٹا حضرت سیدنا شاہ محمود محبوب یزدانی قادری، سہروردی کی بشارت۔	255
116	حضرت سید شاہ شاہِ عالم محبوب باری رحمت ورضوان کی بشارت	256
117	شکمِ مادر میں والدہ کا	257
118	معراج میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نورِ محمودی سے ملاقات ہونا۔	258
119	کلام	258
120	جگری دادرا	259
121	سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آیتِ کریمہ کے درس دینے میں حضرت محمود دریائی کی روح کا ہونا۔	259
122	عقدہ	259
123	ولادتِ حضرت محمود محبوب اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) پیدائش کے وقت شرمگاہ پر سے ہاتھ نہ ہٹانا۔	260
124	جگری	260
125	پیدا ہوتے ہی روزہ رکھنے کا شرعی کردار۔	261
126	دودھ پینے کے زمانے میں حضرت شاہ عالم کی بارگاہ میں بزرگی اور مرید بننے کی خبر۔	262
127	خواجہ دریائی کا اگلا ہوا دودھ-دایا کا چوس لینا۔	262
128	حرام غذا (بوراک) سے والدہ کو بچانا اور سات سال کے بعد اینٹ سے گواہی پیش کرنا۔	263
129	حضرت خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کے نکاح کا بیان۔	263
130	بارگاہِ غریب نوازؒ میں خواجہ دریائی کی حاضری۔	264

131	سلطان مظفر شاہ حلیم کے وزیروں کا خواجہ محمود دریائی کی ملاقات کو آنا......	265
132	عقدہ-خواجہ محمود دریائی کا خون کے آنسو بہانا۔	266
133	مظفر شاہ خواجہ دریائی کی ملاقات میں آیا جاگیریں پیش کرنا	267
134	کلام اول نصیحت	267
135	عقدہ- دیگر پند آمیز	267
136	عقدہ-سویم نصیحت آمیز گفت	268
137	سلطان مظفر حلیم نے حضرت حمید الدین چاہلدا سے ملاقات چاہی مگر......	268
138	دنیا خوبصورت شکل میں زرین لباس میں آنا خواجہ محمود محبوب اللہ کے پاس	269
139	عقدہ در پیشۂ محبوب اللہ	270
140	مظفر شاہ اور دخترِ دھوبن	271
141	حاکم کا سر نظر نہیں آتا	273
142	فقیر کی روٹی کا سوکھا ٹکڑا دے......	274
143	حیدر آباد دکن کے مراد خان کے گم شدہ بیٹے کو باپ سے ملا دینا	275
144	شہر پٹن گجرات کو خبیث شیطان کی شرارت سے چھڑانا	276
145	نظم	277
146	خواجہ دریائی کا شری ناتھ دوارا ہندوؤں کے ساتھ جانا	278
147	کلام	279
148	عقدہ	279
149	پتھر کو مصری (شکر) بنا دینا۔	280
150	حضرت خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی کے داماد حضرت عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات۔	280
151	بارش کی دعا کے لئے سیدزادے نجم الدین اور سید عبدالمصطفی کا دریائی دولہا کی بارگاہ میں آنا۔	281
152	جگری	283

153	چتوڑ کے قلعہ کی فتح کے لئے-بادشاہ بہادر شاہ کا حضرت خواجہ دریائی دولہا کی بارگاہ میں آنا......	283
154	بہادر شاہ کی بدتمیزی اور حضرت محمود دریائی کا ناراض ہونا۔	284
155	گجرات کی حکومت ہمایوں اور مغلوں کے نام کرنا	284
156	دکن (ساؤتھ انڈیا) کے دو برہمن کو اولاد کے لئے لقمہ دینا	285
157	پانی کا پھٹا ہوا مٹی کا مٹکا دوبارہ بنا دینا	286
158	خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی کا اپنے داماد عبدالرزاق کو سپاری کا ٹکڑا دینا	286
159	سید شاہ میراں سید علی داتار کے پیرومرشد حضرت خواجہ محمود دریائی دولہا سے شہادت عطا کرنا اور مانڈو (مدھیہ پردیش) کا قلعہ فتح ہونا	288
160	خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا کا اور جوگی بالناتھ جادوگر کی ملاقات	291
161	اثر حضرت شاہِ عالم و حضرت محمود محبوب اللہ دریائی دولہا کی دعا کا اثر جو کامیاب ہے۔	292
162	مظفر شاہ کے انتقال کے بعد	293
163	بہادر شاہ کو عبرت ہوئی	294
164	رانی کو اودے پور کی گدی سونپنا	295
165	پریم گلی (کوہِ الت) پہاڑ کے غار میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور کئی سال کے روزے رکھنا۔	295
166	محبوب اللہ خطاب-اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت محمود دریائی دولہا کو محبوب اللہ کا خطاب ملنا۔	296
167	کلام در شانِ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔	297
168	نعت شریف	297
169	غارِ پریم گلی سے باہر آنا......	297
170	نائی کا حجامت کرنے آنا اور وسوسہ ہونا......	298
171	دوہرا گفت محبوب اللہ	298
172	بخارا کے حاجیوں کا حضرت کی ملاقات کو آنا	299
173	قرآن کی آیتوں کو آسمان میں بتانا	300

174	قرآن کے پیغام کو شعروشاعری میں پیش کرنے کی عجب لیاقت	301
175	حضرت خواجہ محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کو غیب سے قاضی کا لقب اور مبارکبادی	302
176	بیرپور کی پیر مکّی میں حافظ کا لقب غیبی آواز سے پانا	305
177	دریائی دولہا کا لقب کیسا ہوا؟	305
178	میاں صاحب کی کشتی طوفانِ دریا سے بچا کر کنارے نکالا	307
179	سوداگر عزیز اللہ کشتی طوفانِ دریا سے بچائی	307
180	حضرت محمود دریائی دولہا علیہ الرحمۃ کے خلفائے کرام	308
181	وردِ اسمائے محمودی	310
182	خوفِ خدا سے ڈرنا اور پیر مکّی میں جا کر رونا۔	311
183	شاہ عالم کا قبر سے نکل کر حضرت محمود کو تبرک دینا	312
184	ولی کا طمانچہ بھی شاعر بناتا ہے	314
185	جوتیاں سر پر رکھنے سے باڈگاؤں کے شہید اور تاجدار	314
186	حضرت محمود کے ذکر سے بھالیج کی مچھلیوں پر آگ بے اثر	315
187	سالوں سال پرانی قبر سے مردہ کو زندہ کیا	316
188	جرگال گاؤں کے گوپے کی عورت سے جادو کو دور کیا	316
189	ان کے ہاتھ کے جو کے دانے بھی سونا ہوتا ہے	317
190	احمد نگر کے سات ظالموں کو بیرپور میں بیٹھے بیٹھے تباہ کردیا	318
191	پرندوں کے غمخوار خواجہ محمود پیا	319
192	احمد آباد کے خلیفہ کے گھر میں ذبح کے لئے پرندوں کو زندہ کرنا۔	320
193	کھنبات کے خلیفہ کی دعوت میں بھی بکرے کو زندہ کیا	320
194	افضل خاں افغانی کو اسمِ اعظم نہ سکھانے میں حکمت	321
195	محمود پورا کے حاجی کو عرب کے جنگل میں کھانا کھلا کر مکہ شریف میں پہنچادیا۔	322

196	وضو سے بچے ہوئے پانی سے برسوں سوکھا جھاڑ پھر تازہ	323
197	علینہ کے مالک پھدو کی باادب اور بے ادب لڑکیوں کا انجام	323
198	حضرت محمود دریائی دولہا کی دعا سے شہر لونا ولا آباد ہوا	324
199	آپ کا سفر	325
200	پیر خواجہ محمود دریائی سرکار نے ایک لمحہ میں اپنے داماد کی مدد کی	326
201	حضرت سید شاہ محمود دریائی کی ایک نظر سے ہاڑ پنجر سے (ہڈیاں کا ڈھانچہ)	327
202	بیرپور کے دیسائیوں کو قید سے رہائی دلانے کے لئے	327
203	دریائی دولہا کا فرمان	327
204	حضرت خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کا خلافت وجاگیریں تقسیم کرنا	328
205	جگری	330
206	شیخ الاسلام بارگاہِ والد ماجد میں	331
207	جگری گفت محمود محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ	332
208	خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا کا شہرِ چانپانیر محمد آباد پاواگڑھ میں داخل ہونا۔	332
209	کلام گفت محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ دروقتِ وصال	336
210	کلام وصال محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ گفت است	336
211	کلام وصال محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ دروقتِ وصال	336
212	کلام آخر وصال محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ گفت	337
213	خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا کے وصال کے وقت۔ غسل کرواتے وقت کی کرامت	337
214	عقدہ۔شاہ سید جمال محمد رحمۃ اللہ علیہ کا والد کی وفات پر بلا دل گفتگو	339
215	جگری گفت حضرت چاند محمد بن حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ	339
216	خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا کا وصال کے بعد بھی بنیے کو قرض لوٹانا۔	339

217	خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک بنانے کا بیان۔	340
218	ملک العماد ملک ودیگر کا وصال	341
219	حضرت خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں کے حالات وواقعات	342
220	کلامِ گفت محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ	343
221	دوہرا گفت دادا پیر شاہ شاہِ عالمیاں منجھن رحمۃ اللہ علیہ مان دوہے زختہ	343
222	عقدہ شاہ جمال محمد رحمۃ اللہ علیہ	344
223	حضرت خواجہ محمود دریائی دولہا کے فرزندوں کے واقعات	344
224	حضرت شیخ الاسلام عرف حضرت لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ	345
225	شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ کا شہر موڈاسہ میں قحط دور کرنا	346
226	شاہ ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ کا ابوتراب کو مرید بنانا۔	347
227	شاہ ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شرابی کو مرید بنانا	348
228	شاہ ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال اور آپ کی اولاد	348
229	محمد شریف بن ابومحمد سلطان بندر جانا	350
230	شاہ جمال اللہ غوث العالم رحمۃ اللہ علیہ کے تین محل	350
231	سلطان بہادر شاہ کا لڑکا محمود حضرت شاہ سید جمال الدین کو ملنے آنا	351
232	گجرات کی حکومت اکبر کے نام کردینا	353
233	اکبر جلال الدین کا حملہ کرنا	353
234	بیان اکبر کا دہلی سے اور تخت نشین ہونا گجرات پر	354
235	اکبر بادشاہ کا حضرت سید جمال اللہ دریائی کو ملنے آنا	355
236	وصال جناب حضرت جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ	357
237	شاہ پیار اللہ نور اللہ ولد شیخ الاسلام حضرت شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ	358
238	حضرت خواجہ سید پیار اللہ رحمۃ اللہ علیہ	359

239	حضرت شاہ پیار اللہ نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا چارپائی اچکنا	361
240	حضرت دلیل العلماء شاہ عالم بن شاہ پیار اللہ کی دعاؤں سے بورسد کی ہندو عورت کو لڑکا ہونا	361
241	حضرت عبدِ منعم ابنِ شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ	362
242	حضرت شاہ عبد منعم رحمۃ اللہ علیہ	362
243	حضرت شاہ عمر بن شاہ عبد منعم رحمۃ اللہ علیہ ورافضی	363
244	پیار اللہ نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں کے حالات	364
245	جام نگر-نوانگر میں حضرت پیر سید شاہ منصور بن شاہ پیار اللہ کا سوکھے کنویں کو ہرا ابھرا کردینا	365
246	حضرت محمد چاند برادر حضرت خواجہ محمود محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو چرایا ہوا انار آپ کو کھانے دینا......	366
247	حکایت حضرت محمد چاند صاحب بن حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کا شیر سے بات کرنا......	367
248	حضرت شاہ عبدالقوی بن حضرت شاہ چاند محمد رحمۃ اللہ علیہ کا گاؤں بھالیج میں آگ کو بجھانا۔	367
249	حضرت بی بی ہدیہ علیہا الرحمۃ کی دعاؤں سے بلائیں دور ہونا......	368
250	حضرت شاہ علی رضا صاحب بن حضرت شیخ سید حاجی محمد یعقوب (قدس سرہٗ) کا بیان۔	368
251	خاندانِ دریائی کے بزرگوں کے حالات وواقعات	369
252	رحلت نامہ مولانا حافظ سید زین الدین رحمۃ اللہ علیہ	382
253	دعائے محمودی	384
254	شجرۂ عالیہ قادریہ شاہیہ دریائیہ	387
255	شجرۂ عالیہ سہروردیہ شاہیہ دریائیہ	388
256	شجرۂ عالیہ چشتیہ شاہیہ دریائیہ	390
257	شجرۂ عالیہ مغربیہ شاہیہ دریائیہ	392
258	شجرۂ طیبہ مشائخ سلسلۂ عالیہ قادریہ اشرفیہ	394
259	شجرۂ قادریہ، سہروردیہ، دریائیہ اصلہا ثابتٌ وفرعہا فی السمآء	396
260	ختم خواجگان	397

261	سلسلۂ سہروردیہ کے اشغال	401
262	بزم خواجہ دریائی کمیٹی	405
263	کمیٹی کی جانب سے کیے گئے کاموں کی فہرست	405
264	دربارِ خواجہ دریائی سرکار میں حاضری دینے والے بادشاہ، راجا، مہاراجا، نواب، سلطان، وزراء، امراء، مکھیہ منتری، ایم پی، ایم ایل اے وغیرہ کی فہرست	408
265	بموقعۂ صندل وعرس خواجہ محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ میں خدمت دینے والے سخی حضرات	410
266	بیرپور شریف ایک نظر میں (آج اور کل)	412
267	شائع کتب اور حوالہ جات کتابیات	425
	شائع کی گئی کتابیں	426
268	حوالہ جات۔ ان کتابوں سے مضامین لیے ہیں۔	429
269	منقبت اور نجات عمل۔ منقبت	431
270	منقبت	432
271	پیارا مدینہ	432
272	نجات عمل پر موقوف ہے نسب پر نہیں۔	435
	شجرہ نسب دریائی صاحب قاضی محمود محبوب اللہ کی ایک شاخ	436
	زیارت مصر	440
	زیارت بغداد	444
	مثال الاجازۃ والخلافۃ	447
	سرکارِ خواجہ کی مناجات کا اردو ترجمہ	453
	لعنۃ اللہ علیہم دشمنانِ اہل بیت	453
	دعائیہ قطعہ ومناجات	455
	مناقب خواجہ محمود دریائیؒ کتاب پر تاثرات	457

مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

حمد باری تعالیٰ مناجاتِ باری تعالیٰ

از : حضرت سیدنا خواجہ محمود محبوب اللہ قادری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

عليمٌ انت تعلم وجع صدری

شفاء الوجه غيرك ليس عندی

ترجمہ: اے علیم! تو میرے دل کی گھبراہٹ کو جانتا ہے۔ گھبراہٹ کی شفا تیرے سوا میرے نزدیک کچھ نہیں۔

بقية البغتةً فی سبيل عشقك

نسية الانا حبك كيف حالی؟

ترجمہ: باقی رہ گیا میں اتفاقاً تیرے عشق کی راہ میں، بھول گیا اس وقت تیری محبت کو، کیسا ہے میرا حال؟

بقية الدائما سراً وّجهراً

اليك النداد اسمك يا حبيبی

ترجمہ: روتا ہوں میں ہمیشہ باطن اور ظاہر میں تجھ ہی کو پکارا، تیرے ہی نام سے، اے میرے حبیبؐ!

كمجنونً كنت فی يومٍ و ليلیٰ

كريمٌ، ساترٌ، اغفر ذنوبی

ترجمہ: مجنوں کی طرح ہوں میں رات میں اور دن میں اے کریم! اے ستار! میرے گناہوں کی مغفرت فرما۔

انا المحمود مشغولٌ بحمدك

سواك ليس فی قلبی وعينی

ترجمہ: میں محمود مشغول ہوں تیری حمد میں، تیرے سوا میرے دل اور میری نظر میں کچھ نہیں ہے۔

نعت شریف

از : حضرت سیدنا خواجہ محمود محبوب اللہ قادری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

۱ ساجن آیا گلی ہمارے، کھلی میری دہیا رے

ترجمہ : محبوب ہماری گلیوں میں آئے (ان کے آنے سے) میرے دل کی کلیاں کھل گئیں۔

۲ لوگ سہایا دیکھن آیا اُگا پونم چندا رے

ترجمہ : لوگ جب دیکھنے آئے آپ کو، تو کہہ دیا کہ آپ پونم کے چند جیسے ہیں۔

۳ جن نے دیکھا ان نے شیش نمایا، ہوکر رہیاں بندا رے

ترجمہ : آپ کو جس کسی نے بھی دیکھا اس نے سر جھکا لیا اور آپ کا غلام بنکر رہ گیا۔

۴ جگ بھاگ محمودؔ کے وہ نبی، نبی محمودؔ پایا رے

ترجمہ : محمودؔ کا نصیبہ جاگ اٹھا کے جو نبی پائے وہ نبی بھی محمودؔ پائے ہیں۔

(بحوالہ : محمود خوانی، مفاتیح الاقلوب فارسی)

(حضرت دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم میلاد کی آمد پر اس نعت شریف کا ذکر گجری زبان میں کیا ہے جو قدیم اردو کا ایک روپ ہے جسے ہندوستانی بھی کہا جاتا ہے۔)

پیارا مدینہ

از : پیر طریقت سید الحاج محمد مدنی بابا دریائی اشرفی چشتی قادری سہروردی مقام پیر پور شریف

۱ نور سے لبریز آپ کا مدینہ
حبیب خدا کا پیارا مدینہ

۲ جا رہے ہیں سارے کے سارے قافلے
دیکھو جانبِ سفر مدینہ

۳ تھاک سفر کا سارا اتر جائے گا
دیکھ لو جی بھر کے نظر سے مدینہ

۴ کوئی چیز کی یہاں کب کمی ہے
برکتوں سے رحمتوں سے بس بھرا مدینہ

۵ قدم قدم رکھنا سنبھل کے او جانے والے
احترام کے لائق ہے شہر مدینہ

۶ نظر بھر کے گنبدِ خضریٰ دیکھو
سما جائے دل کے اندر مدینہ

۷ یہ ریاض الجنۃ کو دیکھو
جنت سے کم ہے کیا مدینہ

۸ وہ نہیں اور ہے ان کی حاضری
ان سے الگ تھا کب مدینہ

۹ فنا ہو کر گئے جو رضائے الٰہی
ان دیوانوں کا جگر مدینہ

۱۰ مدنی کے مدنیؔ کی بس یہ تمنا
بنے اس کا مدفن پیارا مدینہ

منقبت

درشانِ پیرانِ پیر روشن ضمیر غوث الصمدانی، شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

از : عاشق اہلِ بیت مجدّد دودین وملت، امام احمد رضا خاں

المطابق اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تو ہے وہ غوث کے ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا

جو ولی قلب تھے اور بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف
کعبہ کرتا ہے طوافِ شہہِ والا تیرا

تو ہے نوشہ، براتی ہے یہ سارا گلزار
لائی ہے فصلِ چمن گونتھ کے سہرا تیرا

مرکزِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کِشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

ڈالیاں جھومتی ہیں رقصِ خوشی جوش پہ ہے
بلبلیں جھومتی ہیں گاتی ہیں ترانہ تیرا

دلِ اعداء کو رضا تیز نمک کی دھن ہے
ایک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

مقدمہ

پروفیسر عزیز اللہ شیرانی

شعبۂ اردو، مولانا آزاد یونیورسٹی، جودھپور (راجستھان)

خواجہ محمود دریائیؒ کی ذات والا صفات نویں صدی کے ہندوستان میں ایک نمایاں روحانی اور علمی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کی ولادت 873ھ مطابق 1438ء میں والد ماجد سید شاہ قاضی حمید الدین عارف باللہ کے مکان محلّہ سارنگ پور احمد آباد، گجرات میں ہوئی۔

'تحفہ القاری' میں مرقوم ہے کہ "قاضی صاحب کے خاندان کے ایک بزرگ شاہ علی مست شیراز سے بمقام نہروالا پٹن آئے ہیں۔" واضح ہو کہ جب آپ عمر شباب پر پہنچے اس وقت آپ نے آپ کے جدامجد حضرت شاہ حسن ذاکرؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھے سرکار دوعالم صلعم کے حکم سے ملک ہندوستان جانا ہے، آپ کے والد صاحب نے کچھ منزل تک آ کر آپ کو رخصت دی اور آپ مدینہ شریف سے سراج (ایران) کی طرف روانہ ہوئے تب آپ کے ساتھ میں ۹ اور آدمی تھے۔" قاضی محمود دریائیؒ کا سلسلہ بزرگ شاہ علی سرمست شیرازی سے ملتا ہے۔

شاہ علی سرمست کے بعد انکے خلف الصدق شاہ سلیمان، شاہ سلیمان کے بعد ان کے فرزند قطب محمود کے بعد قاضی محمد نے سجادۂ طریقت کو رونق بخشی۔ قاضی محمد نے احمد آباد میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ قاضی موصوف حضرت قطب عالم کے مرید وخلیفہ تھے۔ ان کی چار اولادیں ہوئیں۔ شاہ حمید الدین، شاہ حماد، شاہ حامد اور ایک دختر شاہ حمید الدین حضرت شاہ عالم کے مرید تھے۔ ان کی اولادیں شاہ معروف، حضرت قاضی محمود، محبوب اللہ، شاہ احمد، چاند محمد، شاہ محمد، شیخ گوہر۔"

حضرت محمود دریائی نے علوم عقلی ونقلی میں اپنے والد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے اور بعد میں طالبانِ علم کو بھی علم وفقہ، تفسیر، احادیث، منطق وفلسفہ، حکمت، ہیئت، ہندسہ وغیرہ میں درس دیتے تھے۔ حضرت محمود کے خاص مریدوں میں شیخ موسیٰ، شیخ باجن، شیخ قاضی سید محمود مصطفیٰ، ملک دولت، ملک الشرق اور اسلام خاں وغیرہ تھے۔

صوفی محمود دریائیؒ بھی معرفت الٰہی سے بہرہ ور تھے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر ثابت قدم اور عمل پیرا رہے۔ انہوں نے تصوف اور شریعتِ اسلامی کی پیروی کرتے ہوئے عبادت ومعاملات کی ادائیگی، یادِ الٰہی اور خدمت خلق میں زندگی صرف کی۔ قرآن وحدیث کی تبلیغ میں صوفیائے کرام کے ملفوظات ومکتوبات اور منظومات کی بڑی اہمیت ہے۔ جو انسان کو ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہیں۔

تصوف محمود دریائیؒ کے ملفوظات، مکتوبات اور شاعری خصوصاً گجری زبان کی شاعری میں بدرجۂ اتم موجود ہے۔

حضرت قاضی محمود دریائی صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ ان کا دیوان 'دیوانِ حضرت قاضی محمود دریائیؒ' مجموعہ گجری 2014ء میں شائع ہوا۔ دیوان کے مرتب پروفیسر قاضی محمد نصیر میاں محمود میاں سابق صدر شعبۂ اردو، فارسی واسلامیات، گجرات کالج احمد گجرات ہیں۔ گجرات اردو ساہتیہ اکادمی، گاندھی نگر اس کی ناشر ہے۔

پروفیسر محی الدین بمبئی والا، ڈائریکٹر حضرت پیر محمد شاہ لائبریری اینڈ ریسرچ سینٹر احمد آباد نے اس کتاب کے پیش لفظ میں حضرت قاضی محمود دریائیؒ کی تصنیفات وتالیفات کی فہرست دی ہے اس میں 'کنز الکرامات' (فارسی مخطوطہ) مرتب سید شاہ قاضی منصور بن چاند محمد بن شاہ حمید الدین چاہلدہ، ، محمود خوانی، مکتوباتِ دریائی 'تحفۃ القاری' اور متاع القلوب فارسی مخطوطہ مرتبہ حضرت عبدالرزاق جعفری۔ یہ دونوں مخطوطات پیر محمد شاہ لائبریری احمد آباد میں ایکشین نمبر 1232 1233 - پر موجود ہیں۔ ان دونوں مخطوطات کی سی ڈی پروفیسر محی الدین بمبئی والا ڈائریکٹر لائبیری نے مدنی بابا صاحب کو دی ہے۔ راقم الحروف نے وہ سی ڈی اور اس مخطوطات کا اندراج لائبیری کے جرنل میں دیکھا ہے۔ خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

مراۃ احمدی میں بھی قاضی صاحب کے مختصر حالات درج ہیں۔ محمود دریائی کے ملفوظات سے ''تحفۃ القاری'' شائع ہو چکی ہے جسے پیر محمد شاہ لائبریری احمد آباد نے شائع کیا ہے اس میں دریائیؒ کا منظوم کلام بھی شامل ہے۔ ان میں گجری زبان کی ذکریاں یا جکریاں بھی شامل

مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

ہیں جو اردو زبان کی پیدائش کے ارتقاء میں خصوصیت کی حامل ہیں۔ اس کے علاوہ بھی گجری ادب میں شاہ بہاء الدین باجن حیات اور گجری کلام، کلام اشرف گجراتی، کلیات میاں داداخاں سیاح اور غزل بعد از ولؔی وغیرہ خاص ہیں۔ لسانی اعتبار سے اردو زبان وادب کے ارتقاء میں دیوان دریائی کی بڑی اہمیت ہے جسے تفصیلی معلومات (مقدمہ) کی شکل میں اس کے مرتب پروفیسر قاضی محمد نصیر میاں محمود میاں نے بیان کی ہے۔

دیوان میں جکریوں کی ترتیب مندرجہ ذیل راگوں کے اعتبار سے دی ہے۔ جکری در پردہ مارو 26، در پردہ بلاول 24، در پردہ بھاکرہ 20، در پردہ للت 13، در پردہ دھنا سری 81، در پردہ ٹوری 20، در پردہ رام کلی 66، در پردہ اساوری (اساڑھی) 40، در پردہ سارنگ 10، در پردہ ملہار 12، در پردہ کوری (گوری) 39، در پردہ کانرا 7، در پردہ کدارہ (کیدار) 21۔

دیوان دریائی کے گجری کلام کے مرتب نے کلام کے نیچے حاشیہ میں گجراتی الفاظ کے اردو میں معنیٰ بھی دیئے ہیں جو گجری کلام کو سمجھنے میں آسانی پیدا کرتا ہے۔ پروفیسر قاضی نصیر الدین محمود میاں نے اس کتاب کو گجراتی زبان میں بھی مرتب کیا ہے جو 1439ھ میں سنی مسلم کمیٹی مقام گونڈل ضلع راجکوٹ گجرات سے شائع کیا ہے جن کی تعداد 1001 ہے۔ مشکل الفاظ کے معنیٰ بھی نیچے حاشیہ میں دیے ہیں۔ دیوان میں شامل جکریوں کے موضوعات حسب ذیل ہیں:

وصل وفراق، حسن واخلاق، حق وصداقت، رحم وکرم، صدقہ خیرات، اور دیگر پند ونصائح وغیرہ۔ جکری غزل کی طرح خصوصی رنگِ سخن رکھتی ہے۔ جکری میں حسن وعشق کی باتیں محبوب سے مخاطب ہو کر کی جاتی ہیں۔ چند عورتیں مل کر دائرہ بنا کر مزامیر کے ساتھ ہتھیلیوں کی تال پر گاتی ہیں۔ خواجہ محمود دریائیؒ کی جکریاں مقبول خاص وعام ہیں۔

''مناقب خواجہ محمود دریائیؒ '' میں ان جکریوں اور دیگر گجری کلام کو حسب ضرورت شامل کیا گیا ہے۔ جو اس کتاب کی رونق کو دوبالا کرتا ہے۔

اس کتاب کے مصنف محبوب المشائخ نور الاولیاء غلام عباس المعروف پیر سید الحاج محمد مدنی بابا الیف دریائی نے تحقیق وکاوش سے مناقب خواجہ محمود دریائیؒ تصنیف کی ہے جو ان کی روحانی

عقیدت اور اپنے اسلاف کی محبت کی ترجمان ہے۔انہوں نے اپنے بزرگوں کی انسانی خدمات اور روحانی فضیلتوں سے روشناس کرایا۔اورتصوف کا پیغام عام کیا۔

مناقب خواجہ محمددریائیؒ کی مشمولات :

حمد باری تعالیٰ، نعت شریف اور منقبت سے کتاب کی ابتدا کی ہے۔سید کی تعریف اور مسلک وتصوف کے تعارف کے بعد دور تابعین، تبع تابعین اور تصوف کے سلسلوں قادریہ، نقشبندیہ، شاذلیہ، کبرویہ، چشتیہ، شطاریہ، سہروردیہ کے بارے میں اختصار سے روشنی ڈالی ہے۔
پھر حضرت قطب عالمؒ کی گجرات میں آمد کا ذکر ہے۔

خلفائے شاہ عالمؒ کے ساتھ گجرات کی تاریخی اہمیت اور اہم واقعات بیان کئے ہیں۔
مثلاً گجرات پر محمود غزنوی، شہاب الدین غوری اور علاؤالدین خلجی کے حملوں کا مختصراً ذکر کیا ہے۔
مسلمانوں کی آزاد حکومت کے تحت احمد شاہ اول اور مظفر شاہ حلیم کی تفصیل اور گجرات کے کتب خانوں کا تعارف کرایا ہے۔حضرت قاضی سید محمود دریائیؒ کے گجری کلام کا کچھ حصہ پیش کیا ہے۔

مصف کتاب غلام عباس المعروف پیر سید الحاج محمد مدنی بابا ایف درریائیؒ نے ''زیارتِ ٹور'' کے عنوان سے روحانی مراکز کی زیارت کا ذکر کیا ہے۔

دریائی سلسلہ کے جدِ اعلیٰ شاہ علی سرمستؒ کی کرامتوں کا بیان کیا ہے ان کے بعد شاہ قطب محمود دادا کارنٹوی قدس سرہٗ کی کرامتیں بتائی ہیں۔اسی کے ساتھ آپ کی اولاد اور وصال کا بیان ہے۔اس ضمن میں سیدنا شاہ محمد قطب الاقطاب، حضرت سیدنا حماد سہروردی قادری، حضرت شاہ حمید الدین چاہلدہ عارف باللہ کے حالات وکرامات پیش کئے ہیں۔

اولاً حضرت خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وواقعات بیان کئے ہیں۔ان کی ولادت کے واقعات، نکاح، بارگاہ غریب نوازؒ میں خواجہ دریائیؒ کی حاضری اور دریائی دولہا کی کرامات کا ذکر کیا ہے۔مثال کے طور پر شہرپٹن، گجرات کو خبیث شیطان کی شرارت سے چھڑانا، قرآن کے پیغام کو شعروشاعری میں پیش کرنے کی عجیب لیاقت دریائی دولہا کا لقب پانا۔میاں صاحب کی کشتی طوفانِ دریا سے بچاکر کنارے نکالنا، سوداگر عزیز اللہ کی کشتی

طوفانِ دریا سے بچائی۔

حضرت محمود دریائیؒ کے خلفائے کرام :

پرندوں کے غمخوار خواجہ محمود پیا، کلامِ گفت محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ دروقتِ وصال، خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک بنانے کا بیان۔

حضرت کے فرزندوں کے حالات وواقعات :

حضرت شیخ الاسلام عرف حضرت لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ۔

تاریخی واقعات :

گجرات کی حکومت اکبر کے نام کردینا، جلال الدین اکبر کا حملہ کرنا، بیان اکبر کا دہلی سے اور تخت نشین ہونا گجرات پر۔اکثر بادشاہ کا حضرت سید جمال اللہ دریائی کو ملنے آنا، شاہ پیار اللہ نور اللہ ولد شاہ لاڈ محمد، حضرت عبدِ منعم ابن شاہ لاڈ محمد، حضرت شاہ عمر بن شاہ عبدِ منعم رحمۃ اللہ پیار اللہ نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں کے حالات وغیرہ۔

کتاب میں چھ شجرے بھی دیے گئے ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ شجرۂ عالیہ قادریہ شاہیہ دریائیہ ۲۔ شجرۂ عالیہ سہروردیہ شاہیہ دریائیہ
۳۔ شجرۂ عالیہ چشتیہ شاہیہ دریائیہ ۴۔ شجرۂ عالیہ مغربیہ شاہیہ دریائیہ
۵۔ شجرۂ طیبہ مشائخ سلسلۂ عالیہ قادریہ اشرفیہ
۶۔ شجرۂ قادریہ سہروردیہ دریائیہ

ختم خواجگان اور سلسلہ سہروردیہ کے اشغال بھی دیئے ہیں۔

بیرپور ایک نظر میں :

بیرپور کی تاریخی جغرافیائی اور موجودہ صورتِ حال سے آگاہی فرمائی ہے۔
علاوہ ازیں کمیٹی کی شائع کی گئی کتابوں کی فہرست دی گئی ہے۔ماخذات کتب کی فہرست بھی دی ہے۔آخر میں دو منقبت اور ایک نعت بعنوان بہار مدینہ شامل اشاعت ہے۔

"نجات عمل پر موقوف ہے نسب پر نہیں" کے ارشادات کے ساتھ کتاب کا اختتام ہوا ہے۔ کتاب کے آخر میں یادگاری تصویریں بھی دی گئی ہیں۔ تفصیل اس طرح ہے:

(۱) 50 سال سے قبل درگاہ شریف بیرپور کی تصویریں۔

(۲) آستانۂ خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ بیرپور شریف ضلع مہیسا گر گجرات اس میں شامل ہیں۔ مزارِ پاک حضرت خواجہ محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خاندان کے روضے اور مقبرے، مساجد، غارِ دریائی خانقاہ، لنگر خانہ، راہ درسگاہ پریم گلی، پہاڑ پر حضرت سیدنا قطب الدین دریائیؒ کا مزار مبارک، مظفر خاں کی مسجد بیرپور، دیگر مساجد، عیدگاہ، مدرسہ، چلّے وغیرہ کی رنگین تصاویر ہیں۔

"مناقب خواجہ محمود دریائیؒ" کے اردو ایڈیشن میں مندرجہ ذیل اضافے بھی کئے ہیں۔ اور ایک اہم شجرہ دیا گیا ہے۔

درگاہ خواجہ محمود دریائی بیرپور گجرات کی زمینوں سے متعلق، گجرات ہائی کورٹ، اور سپریم کورٹ کے اہم فیصلوں کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔

تعارف مصنف میں مصنف کی خلافت وخدمات، یہ خلافت عراق کے شہر بغداد اور ام عبیدہ میں حاصل ہوئی تھیں۔ ان کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور خلافت نامے (عربی) بھی کتاب کے آخر میں شامل کئے ہیں۔

کمیٹی کی جانب سے مزید کیے گئے کاموں کی تفصیل دی گئی ہے جس میں موجودہ دور میں تعاون کرنے والوں کے نام درج کئے ہیں۔

امید کی جاتی ہے کہ "مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ" اردو کے محققین ومعتقدین، مریدین اور اہل تصوف کے لئے ایک روحانی تحفہ ثابت ہوگی۔

پروفیسر عزیز اللہ شیرانی
شعبۂ اردو، مولانا آزاد یونیورسٹی، جودھپور (راجستھان)

پیش لفظ

از : فخرِ قلم، حضرت مفتی، پیرِ طریقت علامہ الحاج سید قمر الدین احمد پیرزادہ کارنٹوی صاحب دریائی، اشرفی، رفاقتی

حضرت خواجۂ خواجگان، قاضی القضاۃ، قدوۃ الاصفیاء، زبدۃ الاولیاء، مجددِ سلسلۂ سہروردیہ، شاہیہ حضور پیرانِ پیر دستگیر محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں دو دو سطریں پیش کی ہیں۔ گر قبول افتدز ہے عزّ وشرف۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہِ الکریم ۔ اما بعد !

اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ اس نے ہماری ہدایت کے لئے حضورِ پاک ہادیٔ عالم خلیفۃ اللہ اعظم حضرت عالمِ ما کان وما یکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور ہماری ہدایت فرمائی اور ہمیں دینِ اسلام کی تبلیغ اور ہدایت ونجات کے لئے صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، غوث وخواجہ، علمائے ربانیین، ومفتیانِ دینِ متین عطا فرمائے۔ الحمد للہ۔

حضور پاک صلی الہ علیہ وسلم کی عطا اور کرم فرمائی کے بارے میں اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت، عاشقِ رسول مولانا شاہ احمد رضا فاضلِ بریلوی محدثِ اسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :

فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالہ ترا   آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا ترا
اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے بالا ترا   اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ ترا

سبحان اللہ ! اولیائے کرام کو جو کرامت وفضیلت وعنایت حاصل ہیں وہ حضور صاحبِ کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے در سے ہی حاصل ہے۔ آپ کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چلنے ہی سے اور عمل کرنے ہی سے، دینِ اسلام کی تبلیغ کرنے سے ہی حاصل ہے۔

قرآن شریف میں اولیائے کرام کی فضیلت اور بلندیٔ شان، اس طریقے سے بیان

فرمائی ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:

الا ان اولیاء اللہ لا خوفٌ علیھم و لا ھم یحزنون o

ترجمہ : خبر دار بیشک اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف ڈر اور رنج وغم نہیں ہے۔

اللہ پاک کے ولی وہ ہوتے ہیں جو خوفِ خدا رکھتے ہیں اور شریعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہیں اور امتِ رسول کو دین کی دعوت دیتے ہیں۔حقیقت تو یہ ہے کہ اولیائے کرام کی محنتوں اور تبلیغوں کی وجہ سے اسلام دور دور تک پھیلا۔

اس وقت میں آپ کے سامنے ہمارے برادرِ عزیز اور سلسلۂ صوفیائے منسلک، جناب مولانا شفیع نقیب الاولیاء، عاشقِ اصفیاء غواصِ بحرِ دریائی دولہا، محترم الحاج پیر سید غلام عباس عرف محمد مدنی میاں ابنِ صوفی فتح محمد صاحب سہروردی، قادری، اشرفی، دریائی محمودی کی تالیف کردہ کتابِ مستطاب مناقب خواجہ محمود دریائی بزبانِ اردو، ہندی، ہندی رسم الخط میں پیش کررہے ہیں۔اس کی دل وجان سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے ہمارے جدِّ امجد غوث الہند حضرت شاہ خواجہ میاں محمود دریائی دولہا پیر پوری سہروردی قادری کے جن کو 14 خانوادوں کی اجازت وخلافت وکرامت وولایتیں حاصل تھیں۔جس کو پڑھ کر آپ کا دل اولیائے کرام کی محبت وعقیدت سے لبریز ہوجائے گا۔ماشاءاللہ۔

بھائی عزیز مدنی میاں جو 10-8 سال سے خوب خوب جستجو کرکے حضرت خواجہ محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وکرامت کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہے اور آپ کی یادداشت ڈائریوں میں درج کرتے رہے، اس کے علاوہ دادا سید شاہ خواجہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں جہاں قیام فرمایا، جہاں جہاں آپ نے چلّہ کشی کی، جہاں جہاں آپ دینی دعوت کے لئے تشریف لے گئے وہاں وہاں کے چلّوں کی بھی معلومات حاصل کی اور وہاں کے فوٹو بھی پیش کئے ہیں۔

میں نے بھی اس کتاب کے مضامین کو بہت گہرائی سے پڑھا اور پڑھ کر بہت محظوظ ہوا کہ آپ نے خوب سے خوب تر کام انجام دیا ہے۔میں آپ کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔

یہ ایک اس کتاب کی مقبولیت، معلومات اور دستاویزی تصاویر کو دیکھ کر پڑھ کر پڑھنے والوں کو اور آنے والی نسل کو خوب معلومات حاصل ہوگی۔یہ بات اب تک آپ کی شان میں لکھی ہوئی جتنی بھی کتابیں ہیں، اس میں ممتاز نظر آئے گی، بھائی مدنی بابا، جس طریقے سے تلاش کر کر کے اور جستجو میں جو محنت کی ہے وہ قابلِ تحسین ہے۔حضرت دریائی دادا کو کہاں کہاں سے فیض حاصل ہوا اور کہاں کہاں آپ نے فیض تقسیم کیا۔کہاں کہاں اسلامی جنگوں میں شامل ہوئے اور کیسی کیسی کرامتیں صادر فرمائیں اس کا بالکل خلاصہ وار تحریر فرماکر خاندانِ دریائی دولہا کو اور عاشقانِ دریائی دولہا کو معلومات کا سمندر گویا کوزے میں دریا سمیٹ کر پیش کردیا ہے اس میں کوئی شک نہیں۔گجراتی، اردو، انگلش، فارسی میں تو آپ کی شان میں بہت کتابیں نظم ونثر میں شائع ہوئی ہیں، تو ہم آپ نے ہندی میں یہ کتاب مستطاب: مناقب خواجہ محمود دریائی دولہا شائع کرکے خوب خوب معلومات مہیا کیں جس کا فائدہ ہندوستان کی ہندی زبان جاننے والے حضرات راجستھان، ایم پی، مہاراشٹر، یوپی، بہار وغیرہ کے بسنے والوں کو خوب خوب معلومات حاصل ہوگی۔الحمدللہ ہم آپ کی کتاب لکھ کر آپ کو نہیں چمکارہے ہیں بلکہ ہماری ذات کو آپ سے چمک مل رہی ہے۔ہم اپنے آپ کو چمکارہے ہیں۔آپ کی شان تو بہت نرالی ہے۔ہم آپ کا بیان کرسکتے ہیں۔پورے گجرات میں آپ کے عرس شریف جیسا کہیں اور شاندار عرس نظر نہیں آتا ہے یہ سب کو معلوم ہے۔

ہمارے دادا مادری ولی ہونے کے باوجود آپ محدث، حافظِ قرآن اور اسلامی شاعر تھے۔آپ نے سنا ہی ہوگا کہ جو حضرات حافظ قرآن ہوتے ہیں ان کا مرتبہ کتنا بلند وبالا ہوتا ہے۔حضور پاک رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من کان اللہ کان اللہ لہٗ جو اللہ والا ہوجاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کا ہوجاتا ہے۔مولانا روم فرماتے ہیں گفتگوئے گفت اللہ بود، گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود۔اسی حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''من عادیٰ لی ولیاً فقد اٰذنتہٗ بالحرب''، جس (بدنصیب) نے میرے

کسی ولی عداوت کی اس کو میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔(مشکوٰۃ شریف،ص ۱۹۷)

حافظ قرآن جو سنی صحیح العقیدہ ہو اس کا جسم نہیں سڑتا۔امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اذا مات حامل القرآن اوحی اللہ الی الارض ان لا تاکل، لحمۂ فتأکل الارض رب کیف اکل لحمۂ وکلامك فی جوفه ’’ترجمہ:حضور ﷺ نے فرمایا،جس وقت حافظِ قرآن انتقال کرتا ہے،تو اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس حافظ کے گوشت کو نہ کھائے،زمین دربارِ خداوندی میں عرض کرتی ہے۔اے پروردگار میں کس طرح اس کا گوشت کھا سکتی ہوں جب کہ اس کے سینے میں تیرا کلام (قرآن شریف) موجود ہے۔چوں کہ حافظ قرآن کلامِ الٰہی کو اپنے سینے میں حفاظت کرتا ہے۔اس لئے خداوندِ قدوس قبر میں اس کے جسم کی حفاظت فرماتا ہے۔

الحمدللہ! ہمارے جدِّ امجد غوث الہند خواجہ میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ حافظ قرآن اور محدث اسلام تھے۔اور آپ کی یہ کرامت اور دعاؤں کو بھی آج کیسے بھلا سکتے ہیں کہ ہر دور میں آپ کی نسل وخاندان میں جید عالم،حافظ قرآن،محدث اور اسلامی مبلغ پیدا ہوتے رہے جو آپ اس کتاب میں مطالعہ فرمائیں گے۔آپ کی بے شمار کرامتوں میں ایک کرامت جو آزادیٔ بھارت تک خاص وعام کی نظروں نے دیکھی ہے،وہ یہ ہے کہ صندل ۱۱ویں ربیع الآخر کی رات کو آپ کی شان میں منقبت پڑھتے پڑھتے سیڑھیاں چڑھتے تھے تب کھنباتی تالا ٹوٹ کر،زنجیر کھل کر نیچے گر جاتا تھا۔مزارِ اقدس سے پھول کی پنکھڑیاں اچھل کر آپ کے قبر شریف سے مزار میں بارش کی برستی تھیں۔الحمدللہ!

اور آپ کے خاندان پر آپ کی یہ کرم نوازی رہی کہ آج تک سب کے سب اہلِ سنت وجماعت میں رہے،نہ کوئی شیعہ،رافضی بنا نہ وہابی،دیوبندی بے ادب ہوا۔یہ سب آپ کی دعا اور کرامتوں کا ہی نتیجہ ہے۔الحمدللہ!

آپ اس کتاب کو پڑھیں گے تو ایمان تازہ ہو جائے گا،دل میں ولیوں کی محبت

مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

ٹھاٹھیں مارنے لگیں گی،ہمارے بھائی نے اپنے پختہ قلم کے ذریعہ جو محنت کی ہے،وہ داد کے قابل ہے۔اس کے علاوہ اس ضخیم کتاب کو چھاپنے کے لئے ہماری سنی مسلم کمیٹی گونڈل نے جو بیڑا اٹھایا ہے،اس کے بھی ہم ممنون ومشکور ہیں کہ ہر وقت آپ ہماری کتابوں کو شائع کرا کے سنی عوام تک پہنچاتے ہیں،اس میں بھی خصوصاً ہمارے دوست جناب حاجی محمد سلیمان جے ایسانی برکاتی دریائی اور جناب سید حاجی محمد میاں ناگانی صاحب برکاتی دریائی صاحب کا ہم تہہِ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔آپ کی اس سعی بلیغ کو خوب خوب کامیابی ملے یہی ہماری دعا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمدٍ والہٖ وسلم
برحمتك یا ارحم الراحمین۔

فقط دعا گو و دعا جو :

سید پیر حاجی قمر الدین باوا قادری دریائی اشرفی

سرپرست : سنی مسلم کمیٹی گونڈل ومعاون طیبہ،ماہنامہ احمد آباد
قطب نگر،نوری منزل،مقام پوسٹ کارنٹا،تحصیل خانپور،لوناواڑہ
ضلع مہیسا گر 389230 گجرات موبائل 09723678178
۴/ جمادی الآخر ۱۴۳۵ھ
وقت عصر بروز جمعرات تاریخ ۲۰۱۴/۴/۴ء

ایک ناچیز گنہگار کے دو الفاظ

ولیِ کامل، غوث، زماں، قطبِ عالم، سرچشمۂ ہدایت، شمعِ بزمِ واصلین، پیشوائے قافلۂ عاشقین، روشن ضمائر، غوث الخلق، مرجع علم و عرفان، حضرت خواجہ محمود شاہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کی سیرتِ مبارک پر یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں مہک رہی ہے اس کو شائع کرانے کا کام انجام فرمایا یہ مقدس ہستی، جن کو لوگ خلیفۂ شیخ الاسلام، شہزادۂ دریائی دولہا، فخرِ انجمنِ سادات، پیشوائے قوم و ملت، سید مدنی بابا دریائی کے نام سے جانتی، پہچانتی اور مانتی ہے۔ انہی کی کوششوں اور کاوشوں کا ثمرہ ہے کہ آج اتنی متبرک کتاب منظر عام پر آئی ہے۔

حضرت خواجہ محمود دریائی دولہا علیہ الرحمۃ والرضوان ان اولیاء میں سے ہیں جن کی ولایت، غوثیت، قطبیت، محبوبیت، شانِ کرامت، رفیع الدرجہ عظمت، بلند و بالا رفعت، خاندانی شرافت، بے مثال سخاوت، عرفان و محبت، وجدان و کیفیت، سرچشمۂ فیض و رحمت، خداداد چشمِ بصیرت، روحانی حکومت اور حد درجہ پابندئ سنت و شریعت کے افلاک شاہد ہیں اور دیکھ کر حاملانِ عرشِ الٰہی انگشت بدنداں ہیں اور اہلِ ادراک حیران و پریشاں ہیں۔

آپ کے اوصاف و شخصیت کے بارے میں کچھ لکھنا یہ مجھ جیسے گنہگار کے لئے ایسا ہی ہے جیسے قطرے کو سمندر کے بارے میں لکھنے کو کہا ہے۔ ذرے کو سورج کی پیمائش لامحالہ کا کام سونپا جائے، خشک پتوں کو گلزار کی شناخت پوچھی جائے۔ ریگستان کے گرم جھونکوں کو جنت کی بہاروں کا مزاج پوچھا جائے۔

حضرت خواجہ محمود شاہ دریائی دولہا کا فیضان سارے عالم کو پہنچا۔ سارے جن و بشر آپ کے شیدائی، حور و ملک آپ کے تمنائی کہکشاؤں نے آپ کی راہوں میں آنکھیں بچھائیں، چاندنی نے چادرِ عقیدت بچھائی۔ پھولوں نے آپ کی مدحت سنائی، کلیوں نے آپ کی توصیف گنگنائی۔

خواجہ محمود شاہ دریائی دولہا سے ہم مرزاپور قریش جماعت کے قبیلہ والوں کی بھی خاص نسبت ہے۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ خواجہ محمود دریائی دولہا کے حقیقی چاچا جان، عطائے مصطفیٰ، کرامتِ شاہِ عالم حضرت سرکار سیدنا شاہ حماد رحمۃ اللہ علیہ جن کا آستانہ شریف سرسپور میں ہے تو ہماری قریش جماعت کے کئی قبیلے ایسے ہیں جن میں ہمارے پرکھوں اور بڑے بزرگوں کے پرانے زمانے سے یہ رواج آج تک قائم ہے کہ بچہ ۴ سال ۴ ماہ ۴ دن کا ہو تو سرس پور حضرت شاہ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر جا کر بچے کی بسم اللہ خوانی کی جاتی ہے۔ یہ رواج برسوں پرانا ہے اور اس

مقدس آستانے کی نسبت اور فیضان سے بچپن سے ہی ہمارے بچے مالا مال ہو جاتے ہیں سبحان اللہ! ماشاء اللہ! اسی طرح ہمارے بچوں کے عقیقہ کے لئے ہماری قریش جماعت کے کئی قبیلوں میں پرکھوں سے یہ رواج ہے کہ بچوں کا عقیقہ سرخیز آستانۂ شیخ احمد کھٹو پر جا کر عقیقہ کیا جائے سبحان اللہ!

آخر میں بارگاہِ خواجہ محمود شاہ دریائی دولہا میں نذرانۂ عقیدت کے طور پر چند اشعار پیش کر رہا ہوں :

خواجۂ محمود کا فیضِ اثر — سنگریزے ہو گئے رشکِ قمر
آپ کے قدموں کی برکت سے حضور — خشک شاخوں پہ لگے شیریں ثمر
کیجئے ہم پر نگاہِ التفات — اے رسول اللہ کے لختِ جگر
آپ کا ثانی کہاں سے لائیں ہم — آپ ہیں کانِ ولایت کے گہر
حیدر و حسنین زہرہ کے طفیل — دیکھ لیں ہم سب درِ خیر البشر
آ گیا جیسے مدینہ روبرو — آپ کا در ہے درِ خیر البشر
آپ ہیں غوث الخلائق، اے ولی! — آپ ہیں روشن ضمائر سربسر
عرش کی تصویر ہے روضہ تیرا — لوح کی تحریر پڑھتی ہے نظر
لب کشائی کی نہیں جرأت مجھے — سب میرے احوال ہیں پیشِ نظر
دونوں عالم ہیں نظر کے سامنے — اللہ ! اللہ! وہ فراست کی نظر
دو جہاں میں لاج رہ جائے ، حضور! — آپ کے شیدا پہ ہو ایسی نظر

غلامِ سید جناب عثمان غنی شیدا قریشی

مدیر : الاشرف (ماہنامہ)

خلیفۂ شیخ الاسلام، قریش واڑ، مرزاپور، احمد آباد

۶ رجب ۱۴۳۵ھ مطابق ۶ مئی ۲۰۱۴ء بروز منگل بعد نماز مغرب

نوٹ : شہر احمد آباد کے کالوپور دریاپور جماپور تین دروازے وغیرہ علاقوں کے مسلم یہاں اپنے بچوں کے عقیقہ کرتے ہیں اور بسم اللہ شریف کی رسم ادا کراتے ہیں۔ یہاں عجز زبان (توتلاپن) کے علاج کے لئے یہاں دعا کی جاتی ہے۔ آستانۂ حضور سیدنا شاہ حماد بن شاہ محمد بن شاہ محمود دادا کارنٹوی مقام شاہ حماد درگاہ چارٹولہ قبرستان کے لائن میں سرسپور، سارنگ پور احمد آباد

دولفظ

برادرانِ ملت.............السلام علیکم !

پیر کچھ نہ کچھ مریدوں کو خدمت کا صلہ دیتے ہیں
غفلت کے ہٹا کر پردے، رب سے بندے کو ملا دیتے ہیں

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

میرے چاچا بزرگوار حضرت پیر سید الحاج محمد مدنی بابا المعروف دریائی قادری کے دستِ مبارک سے یہ کتاب ''مناقبِ خواجہ محمود دریائی'' دین پرست، نورافروز، حکمت وتاریخِ صوفیا ہندوستان میں کیسے آئے۔ سلسلانِ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ وغیرہ بزرگوں کے حالات اور سیاسی پہلوؤں پر بھی آپ نے اچھا انداز پیش کیا ہے۔

اس کتاب کے لئے (مدیر نے) ہمارے خاندان کے بزرگوں کے آئے ہوئے گجرات کے الگ الگ جگہوں کی فوٹوگرافی کے لئے مجھے ہی ساتھ رکھا۔ جب پتہ چلا کہ خاندانِ دریائی دولہا وآپ کے اکابرین نے دینِ اسلام کے لئے کتنی محنت کی ہے۔ آج بھی کہیں ایسی جگہ موجود ہیں جہاں اکیلے انسان کے لئے مشکل پیش نظر آتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے پکے ولیِ کامل لوگ کا ہی کام تھا جو اسلام کی تبلیغ واشاعت کا کام انجام دے گئے۔ جگہ جگہ در بدر جانا، جہاں کوئی ہمارا نہیں۔ غیر زبان الگ الگ راستے، الگ الگ کھانے پینے کے طریقے، کسی بھی طرح کا کوئی کمیونکیشن نہیں۔ مگر پھر بھی اپنے دینِ اسلام کی اللہ تعالیٰ کے دینِ متین کی تبلیغ کی اور لوگوں کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا۔ خواجہ دریائی سرکار کا یہ فیضان ہے کہ آج بھی ۵۵۰ سال سے زیادہ گجرات، ایم پی، راجستھان کی غیر اسلامی قوم آپ سے فیض حاصل کرتی ہے اور ان لوگوں میں آپ کی دلی محبت پائی جاتی ہے۔

مدیر نے اپنی ایک عظیم مہم کو آج پورا کیا یہ کتاب خاندانِ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر تاریخ کے ریسرچ کرنے والوں کو فائدہ پہنچائے گی۔ اور ہمارے خاندانِ دریائی کے آگے آنے والے ملفوظات سے علم رکھنے والوں کو ایک عظیم دستاویزی ذخیرہ ملے گا۔ آپ نے اس

مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

کتاب میں ہمارے جدِّ اعلیٰ خواجہ دریائی سرکار پر کافی ریسرچ کیا ہے۔ آپ کہیں بھی کبھی بھی دریائی سرکار کی کتاب یا ان کی ذات بابرکت سے لگتے سیمینار میں جاتے رہتے ہیں۔

یہ کتاب مشائخِ طریقت کے لئے تحفۂ حیات وسکون کا ذریعہ بنے گی قوم کو نیا انداز ملے گا۔ آخر میں اس کتاب کے لئے مجھے پسند کیا اپنے تاثرات کے لئے میں اس لئے کتاب کے مدیر وسنی مسلم کمیٹی گونڈل کا بیحد تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے غوث وخواجہ مخدوم ودریائی کی نظرِ کرم کرے۔ اس طرح دین کے اولیاء اللہ کے حالات، واقعات سے ہمیں نوازتے رہے۔ ان تمام کی عمر میں، روزی میں، علم میں اضافہ کرے۔ آمین !

زندگی کو سنوارے گی ، عنایت پیر کی
قید کر لو اپنے سینے میں، محبت پیر کی
سر سے لے کر پاؤں تک، توحید میں رنگین ہے
مجھ سے پوچھو میں نے تو دیکھی ہے رنگت پیر کی

دعا گو

پیرزادہ سید حاجی حمیدالدین ایم دریائی قادری

خلیفۂ مفتیِ گجرات (قمرالدین باوا)

ایڈووکیٹ (ٹرسٹی خواجہ محمود دریائی درگاہ شریف ٹرسٹ)

مقام پوسٹ دھولکا، ضلع احمد آباد

۱۶؍جمادی الآخر ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۷؍اپریل ۲۰۱۴ء

عرس سرکارِ شاہِ عالم بروزِ جمعرات وقتِ ظہر

دیباچہ : مدیر کے قلم سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہِ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین o

واما بنعمۃ ربك فحدث o

ترجمہ : اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (کنزالایمان)

انبیائے کرام کے تذکرہ کرنا عبادت ہے اور اولیاء وصالحین کا ذکر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔ (جامع الحدیث نمبر 12503، کنزالعمال حدیث نمبر 32247)

اپنے اسلاف کی تاریخ کو فراموش نہ کر   بزمِ توحید ورسالت کو سجادے مسلم
جس کی آواز میں پنہاں ہے حیاتِ ابدی   وہ پیغام پھر ایک بارے سنادے مسلم

ڈاکٹر علامہ اقبال

تمام تعریف، عبادت اور حمد وثنا اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل کے لئے جو نہایت رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے تمام عشق وادب، محبت اور کروڑوں درود وسلام اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب، نورِ مجسم حضور رحمتِ عالم سیدِ لولاک، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور تمام ادب واحترام تمام خلفائے راشدین، صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام شہداء وصالحین اور عالی مقام اولیاء اللہ کے لئے جن کا دامن قیامت کے روز ہماری نجات کا ذریعہ ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم میں جو کئی سالوں سے منصوبہ بنا کے چلا تھا اور جو ارادہ کیا تھا وہ بڑی مدت کے بعد اختتام پر پہنچا۔ میں اپنی یہ نایاب کتاب میں ایک ہی رسالے میں سارے ان پہلوؤں کو شامل کرلوں اس نسخے میں، تواریخ، صوفیاء اولیاء سلسلہ طریقت، صوفیاء کیسے بنیں، ہند وگجرات کے سیاسی واسلامی ادب وتہذیب کے ساتھ میرے جد اعلیٰ کی خدمات عظمت تبلیغ واشاعت کے واقعات ساتھ ساتھ ان پہلوؤں کو بھی شامل کیا جو میں نے آگے لکھا ہے۔ میں نے

دریائی سرکار اپنے حیاتی زندگی کے جو دن رات گزرے تھے ان گاؤں شہروں میں جاجا کر آج کے حالات کیسے ہیں وہ پورا پروگرام پیچھے صفحات پر آپ کو پڑھنے کو ملے گا۔ تمام سلسلوں کی سوانح حیات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور یہ کتاب لکھنے کا طریقہ وارادہ مجھے اور امتِ اسلامیہ کو کیا فائدہ دے گا وہ کچھ اس طرح ہے۔ اس کتاب 'مناقبِ خواجہ محمود دریائی' کے ہندی رسم الخط (ترجمہ) کرنے کا عہد کیا تاکہ یہ تذکرہ مشائخِ سلسلوں سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور ہمارے آستانۂ پاک حضور سیدنا شاہ خواجہ محمود دریائی مقام بیر پور شریف کی حدِ راجستھان، مدھیہ پردیش واوپر کی جانب مہاراشٹر کے لوگوں کی بھی ڈیمانڈ تھی کہ حضرت کی سوانح ہندی میں ہو۔ جو ان تمام لوگوں کی دعا وہ جدّ عالی کے بارگاہ میں میری دعا وروحانی عرفانی مدد سے کامیابی ہوئی۔ میرا لکھنا وسمجھنا حضرت خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق تو نہیں۔ مگر ان کے خیال میں کھو کر یہ لکھا ہے۔ آپ کا یہ دیباچہ میری یہ کتاب کا پورا کا پورا یقین کے ساتھ جامہ بنانے میں نے قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ پڑھنے والوں کو سالکین، عارفین وصالحین کے درجات بنانے میں میری یہ کتاب کام کرے گی۔ ان شاء اللہ۔

مشک آنست کہ خود ببوید   نکرے عطار بگوید

ترجمہ : کستوری اپنے آپ مہک مہکا دیتی ہے اور وہ اپنی پہچان اپنے آپ کرادیتی ہے۔ کستوری بیچنے والے کو اس کی تعریف کے نغمے ترانے بیان کرنے کی ضرورت رہتی نہیں ہے۔

داغِ غلامیت کرد رتبۂ خسرو بلند   میر ولایت شود بندا کہ سلطان خرید

حضرت امیر خسرو نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی قبول کی اس لئے اس کا درجہ بلند ہوا۔

سلطان جسے غلام بنا کر خرید لیتا ہے تو وہ کبھی حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح وہ سلطنت کا مالک بھی بن سکتا ہے۔

حضرت خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اپنی عالمِ دنیا کی مشہور ومعروف فارسی کتاب ''تذکرۃ الاولیاء'' کی اپنی تقریظ میں تحریر کرتے ہیں کہ اولیاء کے حالات لکھنے کو میں برکت سمجھتا ہوں۔ اور لکھنے کا مقصد جس طرح ایک چھوٹا دائرہ بڑے دائرے میں سماجاتا ہے اس

طرح میرا یہ مقصد اور خواہش ہے۔حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''تذکرۃ الاولیاء'' کتاب لکھنے کا مقصد کچھ اس طرح ہے۔

(مدیر بھی کتاب لکھنے کا یہ طریقہ پسند کرتا ہے۔)

پہلی وجہ

الف(۱) یہ کتاب میری یادگار رہے۔

الف(۲) انسان اس کتاب کو پڑھ کر فائدہ حاصل کرے اور مجھے دعاؤں میں شامل رکھے۔

الف(۳) اللہ تعالیٰ کے نیک بندے (ولیٔ کامل) لوگوں کے حالات میرے ہاتھوں سے لکھنے سے خوش ہوں گے۔تو اس خوشی سے مجھے آخرت کے وقت میری نجات کا ذریعہ بنے گا۔

الف(۴) حضرت امام ہروی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حضرت یحیٰ عمار رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد لوگوں نے خواب میں ان سے پوچھا۔آپ پر کیسی گذری؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ او یحیٰ میں تمہیں کڑے سوال اور سخت پوچھ تاچھ کرتا مگر تو نے ایک مجلس میں میرا ذکر کیا تھا۔ان باتوں کو میرا ایک ایک دوست سن رہا تھا۔سن کر وہ بہت خوش ہوا تھا یہ ذکر کرنے کی برکت سے میں نے تجھے بخش دیا ہے۔

ب(۲) لوگوں نے حضرت شیخ بوعلی دکال رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کوئی شخص اولیائے کرام کے حالات سنے اور اس پر عمل نہ کر سکے تو ان کے حالات وواقعات سنانے والے کو فائدہ حاصل ہوگا یا نہیں؟ آپ نے جواب عنایت فرمایا دو فائدے ہوں گے۔(۱) وہ شخص طالب ہوگا تو اس کی طلب بڑھ جائے گی اضافہ ہوگا اور ہمت مضبوط ہوگی۔(۲) اور اگر وہ شخص متکبر ہوگا تو اس کا تکبر گھٹ جائے گا۔

ج(۲) لوگوں نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ مریدوں کو پیروں کے ذکر سے کیا فائدہ ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا مردانِ خدا اللہ والوں کا ذکر اللہ تعالیٰ کے لشکروں کا ایک لشکر ہے۔مرید یہ لشکر سے مدد حاصل کرتا ہے اور مضبوط ہوتا ہے اور اس قول کے لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اگلے پیغمبروں کے قصے آپ سے اس لئے بیان کیے ہیں

کہ آپ کو اطمینان وسکون ملے اور آپ کا دل مضبوط ہوجائے۔

د(۴) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''عند ذکر الذاکرین تنزل الرحمۃ'' ذاکرین کا ذکر کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

ر(۵) اولیاء اللہ کے حالات لکھنے کا پانچواں مقصد یہ ہے کہ بزرگوں کی روحوں سے پریشان حال زمانے والوں کو فیض ملے اور اس فیض کی برکت سے لوگوں کی موت سے پہلے سعادت کی دولت نصیب ملے۔

س(۶) میں نے قرآن کریم اور حدیث کے بعد اولیاء اللہ کے کلام کو ان تمام کلاموں کو بہتر اور قرآن وحدیث کے مطابق دیکھا۔اس لئے میں بزرگوں کے حالات لکھتا ہوں اور یہ کام اسی لئے شروع کیا ہے کہ میں خود ان کے مراتب میں شامل نہ ہوسکوں تو صرف اللہ تعالیٰ ان کے ذکر کی بدولت مجھے بھی انہی جیسا مراتب والا بنادے۔حدیث میں آیا ہے کہ ''من تشبہ بقومٍ فھو منھم'' جو انسان جس قوم کی نقل کرتا ہے تو وہ انسان اسی قوم کا ہی کہلاتا ہے۔

ص(۷) قرآن اور حدیث سمجھنے کے لئے عربی زبان پر مہارت، قابلیت ضروری ہے تو میں نے اولیاء اللہ کے حالات فارسی زبان میں لکھے۔(اور میں نے ہندی میں ترجمہ کیا۔)

ط(۸) یہ ایک سیدھا سادھا دستور ہے، کہ کسی شخص کے دل کو چوٹ پہنچتی تو وہ شخص جلد غصہ میں آجاتا ہے۔اور مارنے اور قتل کرنے تک آمادہ ہوجاتا ہے۔اور مخالف بات اثر کرتی ہے تو موافق بات کیا اثر نہ کرے گی۔ضرور اثر کرے گی۔حضرت شیخ عبدالرحمٰن اشفاق رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا: قرآن اور حدیث پڑھنے والوں کو اس کا مطلب سمجھ میں نہ آئے تو کیا کچھ فائدہ ملے گا یا نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے ضرور فائدہ ہوگا۔دوا پینے والا بھلا دوا کے فارمولے اور اس میں کون کون سی چیز ہے اس سے کہاں واقف ہوتا ہے؟ مگر پھر بھی وہ دوا استعمال کرتا ہے اور اس سے فائدہ حاصل کرتا ہے۔اسی طرح عربی متن کا مطلب نہ سمجھنے والوں کو فائدہ ملے گا۔ان شاء اللہ!

ع(۹) میں ایسا چاہتا تھا کہ جتنا ہو سکے اپنی محنت سے زیادہ سے زیادہ اولیائے کرام اور اللہ

تعالیٰ کے نیک بندوں کا ہی ذکر کروں انہی کے حالات کہوں نہ کہ سناؤں۔اس لئے میں نے یہ کتاب لکھی۔(تذکرۃ الاولیاء)

ف(۱۰) لوگوں نے حضرت امام یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ دنیا میں اولیاء اللہ باقی نہ رہے تو ہم کیا کریں؟ اور دنیا والے مکروہات سے کیسے بچیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ ان کے حالات (اولیاء اللہ) ولیوں کے کچھ حصے ہر روز پڑھتے رہیں۔

ق(۱۱) میں نے اپنی ہمت کے مطابق اولیاء اللہ کے حالات لکھنے کی وجہ میری ان سے دلی محبت جتائی ہے۔اس لئے کہ ہر شخص کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جو جس کے ساتھ محبت رکھا کرتا تھا۔اس قول کی طرح مجھے اس کی برکتیں نصیب ہوں گی اور ملیں گی۔

ک(۱۲) آج کے زمانے میں بدکاری و بے حیائی و برائیاں زیادہ تر پھیل رہی ہیں۔نیک کام کرنے کو چھوڑ دیا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ اس کتاب سے نیک لوگوں کی (اولیاء) یاد تر وتازہ رہے اور لوگ اس سے محبت پیدا کریں۔اور لوگ ان لوگوں کی تلاش کریں اور ان کے فائدہ حاصل کر کے اپنی سعادتِ ابدی نصیب کریں۔آمین!

ل(۱۳) قرآن کریم اور حدیث قدسی کے بعد اولیاء اللہ کا کلام سب سے زیادہ بہتر ہے وہ اس لئے اور اس وجہ سے۔

(۱) یہ کلام دنیوی الفت دور کرتا ہے۔

(۲) یہ کلام پڑھ کر آخرت کی یاد کرتے ہیں۔

(۳) اس کلام سے خدا کی دوستی پیدا ہوتی ہے۔

(۴) یہ کلام سن کے آخرت کی تیاری کرنے سمجھ ملتی ہے۔

(۵) بزرگوں کے الفاظ نامرد، مرد کو شیر، شیر کو فرد اور فرد کو صاحبِ درد بنا دیتا ہے۔

م(۱۴) یہ کتاب لکھنے کا چودہواں مقصد یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ بزرگوں اولیاء اللہ کل قیامت میں میری شفاعت کرائیں گے۔یہ اس بات سے سوچ کر لکھتا ہوں کہ جس طرح اصحابِ کہف اپنے کُتے (قطمیر) سے رعایت کی تھی اسی طرح یہ بزرگ لوگ میری رعایت کریں گے اور رتبہ

میں تو میں اس کتے سے بھی کمتر ہوں۔

سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ معراج کے حالات پڑھتے پڑھتے مجھے یقین ہوا کہ بزرگوں کے حالات اور واقعات فائدہ نہ دینے والے ہوتے تو حق سبحانہٗ وتعالیٰ انبیاء علیہم السلام کے قصے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہرگز نہ پہنچتے۔

قرآن پاک میں بھی حضرت آدم، حضرت موسیٰ، حضرت اسماعیل، حضرت ابراہیم، حضرت عیسیٰ علیہم السلام وغیرہ انبیاء کے تذکرے نہ آتے۔اس وجہ سے بزرگوں، اولیاء اللہ کے حالات سے، کمال سے، ریاضت سے، مجاہدات سے، کرامات سے اور ملفوظات سے سلسلوں کے مریدوں کو جانکاری نصیب ہوتی ہے۔اور ان سے بزرگوں سے زیادہ محبت ان کے دلوں میں اضافہ کرتے ہیں جب محبت زیادہ ان مریدوں کو ملتی ہے تو انہیں انوار سے فیضان سے برکتیں نصیب ہوتی ہیں اور فائدہ ملتا ہے۔اس وجہ سے جدِّ کریم نے حضرت پیر سید شاہ منصور بن خواجہ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا کہ آسکارا آسکارا (یہ بڑے ہو کر میری سوانح عمری کو لکھیں گے) جب شاہ منصور چھوٹے تھے تو آپ زمین پر پاؤں پچھاڑتے تھے۔حضرت خواجہ محمود دریائی نے فرمایا تھا اوپر کا جملہ آپ نے خواجہ دریائی کے حالات فارسی میں محمود خوانی لکھی ہے۔اور حضرت بی بی ہدیہ کا قول ہے کہ میرے دادا خواجہ دریائی فرماتے ہیں کہ جس نے میرے واقعات کو لکھا اور آگے بڑھایا اسے ولایت نصیب ہوگی۔

حدیث : جس نے لوگوں کا شکر نہ کیا گویا اللہ تعالیٰ کا شکر گزار نہیں ہوسکتا۔

پیش لفظ لکھنے کے لئے اور اس کتاب کو نظرِ ثانی پروف و علمی، تاریخی، مضمون کے لئے اور سفرِ کتاب تیار کرنے میں جن کی بڑی اعلیٰ قدر دعا، ہمت، طاقت، حوصلہ افزائی، رہنمائی، صدارت رہی ایسے صوبے گجرات کے میرے تجربہ سے لکھ سکتا ہوں کہ پاواگڑھ سے جوناگڑھ، داہود سے دوارکا، شاملاجی سے واپی تک، کنڈلا سے کنواٹ تک، کہیں بھی آپ جیسا کوئی پیر نظر نہیں آیا۔

ایسا کوئی سید زادہ مخدوم زادہ، پیرزادہ، مفتی، شیخ طریقت نظر نہیں آتا کیوں کہ آپ میں، علمِ عربی، اردو، گجراتی کے ساتھ ساتھ ہر پہلو شامل ہے۔آپ دار العلوم میں سرپرست،

جلسوں میں سرپرست، لٹریچر میں سرپرست، دوروں میں سرپرست، کنبہ میں سرپرست، اولاد میں چوتھی پشت دیکھنے میں سرپرست، روحانی دنیا میں سرپرست ایک باپ کے سایہ کے بنا دعا کا سہارا، دین کا عظیم غازی، مجاہدِ دینِ اسلام، شیخ الکبیر، فاضل شاہی، شہنشاہِ قلم، مبلغ عالم، ولیٔ کامل السید علامہ مفتی الحاج حضرت پیر کمال الدین عرف قمرالدین عبدالرحمٰن دریائی قطبی اشرفی چشتی سہروردی، قادری الہاشمی، دامت برکاتہٗ العالیہ کا میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری کتاب کے لئے دو الفاظ لکھے۔ اس لئے کسی نے ٹھیک ہی کہا ہے بڑوں کی صحبت بڑا بنا دیتی ہے۔ سچ والوں کے ساتھ رہنے چلنے، پھرنے کھانے پینے سے دل روحانی بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں، علم میں، عمل میں، صحت میں بے حساب اور زیادہ برکت عطا کرے، دین دنیا کے لوگوں کو آپ سے فیض ملے اور ہمارے اوپر روحانی فیضِ دریائی کا خاص سایہ ملتا......ملتا رہے۔

اس کتاب کے لئے دلی مدد کرنے والوں کو میں کیسے بھول سکتا ہوں؟ اس میں سب سے پہلے (۱) میرے بھتیجے جناب پیرزادہ سید حاجی حمیدالدین ایم دریائی اشرفی جو میرے ٹور میں ہر وقت ساتھ ساتھ رہے اور دو لفظ اس کتاب کے لئے لکھے ہیں۔ (۲) جناب حاجی مجاہد اسلام مبلغ اسلام شیخ نثار احمد ماسٹر صاحب (چاچا) ٹرسٹی دارالعلوم مدینۃ العلوم موضع رتن پور ضلع کھیڑا (دعوتِ اسلامی سوسائٹی ٹرسٹ) رائے کھنڈ، احمد آباد (۳) جناب شیخ حاجی غلام رازق صاحب اردو اسکول سلاپس روڈ، جی پی او، احمد آباد (۴) مرحوم مولانا مقبول عالم مصباحی صاحب (۵) شیخ اشفاق بھائی (۶) جناب سنی مجاہد الحاج منیر کلیمی، قریشی صاحب ناظم اعلیٰ وٹرسٹی دارالعلوم شاہِ عالم (۷) جناب عثمان غنی شیدا قریشی اشرفی خلیفۂ شیخ الاسلام (مرزاپور)۔ انہوں نے اپنے دو الفاظ پیش کیے وہ پروف بھی کئے ہیں۔ (۸) جناب رفیق بھائی قریشی (دوست، ہانڈی) (۹) جناب پیرزادہ سید محمد ثاقب بابا ایم دریائی اشرفی (میرے فرزندِ اول) (۱۰) جناب وہورا عبدالقیوم عبدالرحمٰن، خلیفۂ دریائی اشرفی (نرسنڈا، نڈیاد-کھیڑا) (۱۱) جناب پیرزادہ سید ریاض الدین جے دریائی اشرفی (۱۲) پیر سید محمد یوسف میاں ایف دریائی اشرفی (۱۳) جناب پیرزادہ سید محمد ثقلین

بابا ایم دریائی اشرفی (میرے فرزندِ دویم)

جنہوں نے یہ کتاب منظرِ عام پر لانے کے لئے ہر وقت دن رات مجھے اپنا پورا وقت دیا ساتھ ساتھ قدم بقدم میرے ساتھ چلے۔ کیوں کہ کام آسان نہیں تھا اور دنیاوی کاموں کی بھی مشکلوں کا سامنا کر کے میرا ساتھ دیا۔ اس نیک کام میں ساتھ دینے والے حضرات نے سچے عاشقِ سرکار دریائی کے دیوانوں نے پہاڑ کی چٹانوں کے سامنے اپنی روحانی دل اور سینہ رکھ دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور هل جزاء الاحسان الا الاحسان ٥ (سورۂ رحمٰن، آیت نمبر ٦٠)

ترجمہ : کیا ہے احسان کا بدلہ بجز احسان کے۔ (معارف القرآن) کی طرح اہل بیت کے صدقے یہ حضرات کی مدد کرے یہ دعا ہے۔

کتاب کے لئے مجھے ہر دم دامے درمے قدمے سخنے بلکہ اپنے دلوں کو بھی میری طرف رکھ کر مدد کرنے والوں کے لئے میں جتنا لکھوں اتنا کم ہے۔ کیوں کہ ہر کام کے مقصد منظر عام پر لانے کے لئے تعاون مدد چاہیئے جو مجھے گجرات کی مصروف و معروف خدمتِ دینِ اسلام کی عظیم تنظیم سنی مسلم کمیٹی جیسی کوئی ٹیم نظر نہیں آتی ہے۔ یہ کمیٹی نے جو کام کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ کہ جن کی جانب سے اب تک کئی اشاعتیں (لاکھوں کتابیں) شائع کر تقسیم کر دی ہیں۔ یہ نیک مقصد کے لئے سنی مسلم عوام کا بھی بڑا حصہ ہے ورنہ کئی کمیٹیاں وجود میں آئی اور چلی گئیں۔ میری ۲۰۰۵ء کے گونڈل کے دورے میں انہیں میں نے یہ رائے پیش کی آپ ہندی میں سرکار دریائی کی شان میں کوئی کتاب شائع کریں۔ یہ بات میرے منہ سے نکلی تھی کہ جناب الحاج صوفی سنّی مجاہد اسلام کے سچے مبلغین سلیمان بھائی جے ایسانی صاحب نے میری بات کو فوراً قبول کرلیا۔ بعد میں جناب پیر سید الحاج مجاہدِ اول، شیشہ دل، سُنّیت کے پرچم کو ہمیشہ بلند رکھنیو الے آلِ نبی اولادِ علی حضرت حاجی محمد میاں بن حاجی عبدالمجید میاں ناگانی برکاتی دریائی فاطمی وہاشمی کو یہ بتایا گیا۔ دونوں نے مشورہ کر کے مجھے کہا آپ اپنا کام شروع کر دیں ہم آپ کو یہ کام میں خواجہ دریائی مشن کو آگے لے جانے میں ہمہ وقت ساتھ ہیں۔

یہ دونوں حضرات سے کوئی نا کوئی تقریباً ۲۰ سال سے ہر سال عرس خواجہ دریائی سرکار میں

اپنی خدمت خانقاہِ رزاقیہ، دریائیہ ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے یہاں کے ہر ایک پہلو کو دیکھا اور سمجھا ہے۔ کہ یہاں کیا کیا ضرورت ہے یہ دونوں حضرات ہماری فیملی کے برابر تعلق رکھتے ہیں۔

کام بڑا مشکل تھا جگہ جگہ جانا دورے کرنا، کتابوں کا مطالعہ کرنا، وقت نکالنا، مگر جب بندے غریب کو ولیِ کامل حضور دریائی سرکار کی روحانی مدد سے جو جو لوگ سنتے گئے ملتے گئے تمام کی دلی دعاؤں سے یہ کام اول سے آخر پورا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اہلِ بیت آلِ پاک کے صدقے جناب سید محمود باپو ناگانی، جناب حاجی سلیمان بھائی ایسانی صاحبان کی آل در آل اب تک جتنی کتابیں شائع کی ہیں اس کا جزائے خیر ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی وہ ان کے رشتہ داروں کی روزی میں، عمر میں، علم میں، صحت میں بے شمار برکتیں و جزائے خیر عطا کرے۔ آمین!

اس کتاب کے پروف کے لئے حضرت شیخ نڈیاد پیر سید صلاح الدین بابا بخاری اشرفی دریائی (خلیفۂ اشرفی دریائی) موضع نڈیاد کا بھی میں احسان مند ہوں کہ آپ نے اپنا قیمتی وقت نکال کر ہمیں وقف کیا۔ اللہ تعالیٰ خواجہ دریائی شاہِ عالم سرکار کا فیض اور زیادہ عطا کرے۔ آپ اور زیادہ مقبولیت حاصل کریں ویسی خواجہ دریائی میں خاص دعا ہے۔

ساتھ میں کتاب کی ٹائپنگ، پرنٹنگ، ڈیزائن میں ایک اور سنی بھائی کا ساتھ ملا۔ منصوری شکیل عبدالغنی (مدنی گرافکس) مقام پوسٹ نڈیاد کا پورا تعاون ملا ان کا بھی دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں میرے بزرگوں سے محبت سُنّی مشائخ سے وابستہ رکھے اور نیک کام میں ان کے کامیابی عطا ہو ایسی بارگاہِ خداوندی میں دعا ہے۔

اس کتاب کے اول اردو بیچ کا میں آسان ہندی نہ کر سکا اور بعد میں کچھ لوگوں کا مشورہ رہا کہ بولی چالی روزمرہ کی زبان آسان ہندی میں لکھیں۔ کیوں کہ یہ کتاب ہندوستان کے کئی گاؤں اور چھوٹے شہروں میں جائے گی اس لئے آسان زبان رکھیں۔ میرے خانقاہ کے ساتھیوں کا بھی یہی مشورہ تھا کہ آپ آسان ہندی زبان رکھیں۔ اس لئے پڑھنے میں غلطیاں، ترجمہ میں ہوئی ہوں تو برائے کرم معاف کریں اور ہم سے اصلاح کے لئے میرے ایڈریس پر یا انٹرنیٹ سے لکھ بھیجیں۔ کوئی واقعات یا مضمون سے کوئی شکایت ہو تو بھی مجھے اپنے علم سے نوازیں اور اپنے

قیمتی مشورے اچھے برے مجھے ضرور دیں یا لکھ بھیجیں تو زیادہ اچھا ہوگا۔ میری غلطیوں کی اصلاح ہوگی اور اگلے ایڈیشن کے لئے آسانی ہوگی۔

میں ان تمام میرے بزرگوں عالموں مشائخ دوست و احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے میری مدد کی اور ساتھ میں رہنمائی و ہدایت دی اور حوصلہ افزائی و کرم نوازش کی۔

صحبتِ صالح تُرا صالح کند
صحبتِ طالع تُرا طالع کند

ترجمہ : نیک پاکیزہ لوگوں کی صحبت (ساتھ بیٹھنے) سے نیک بنو گے۔
برے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے برے (گنہگار) بنو گے۔

تاریخ ۶ رمئی ۲۰۱۴ء بروز منگل چاند کی ۶ ررجب المرجب ۱۴۳۵ھ بوقت صبح بعد نمازِ فجر۔

دعا گو

خاک پائے اولیاء (درِ دریائی کا لاچار غلام) محبوب المشائخ، نور الاولیاء

غلام عباس المعروف

(۱) پیر سید الحاج محمد مدنی بابا ایف دریائی

قطبی اشرفی چشتی سہروردی قادری الہاشمی خلیفۂ شیخ الاسلام و خلیفۂ شیخ المشائخ

عطائے شاہ جی-2، عمارٹینامینٹ، سنجر پاک سے پہلے، دینا بینک لائن، وشالا سرکل، جوہاپورا سرخیز روڈ،
احمد آباد- 380055، موبائل 091-9879181156

(۲) پیرزادہ سید محمد مدنی بابا ایف دریائی

خواجہ دریائی ریسرچ سینٹر و کتب خانہ رزاقیہ
آمنہ منزل، جونا سرکاری گیسٹ کے پیچھے، مقام پوسٹ تابیر پور شریف-388260 م
جی مہاساگر، گجرات، موبائل 091-9879181156

Email: gpeerzada@yahoo.com

اظہار تشکر

"مناقب خواجہ محمود دریائیؒ" کے ہندی ایڈیشن مطبوعہ 2014ء کی مقبولیت اور اردو شائقین کے اصرار پر اسے اردو رسم الخط میں شائع کیے جانے کا ارادہ کیا۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی کے تعاون اور لوک سیوا سنگھ احمد آباد کے زیر اہتمام منعقدہ مارچ 2021ء قومی سیمینار بعنوان 'اکیسویں صدی میں اردو زبان و ادب کے خدو خال' میں میری ملاقات مولانا آزاد یونیورسٹی جودھپور (راجستھان) کے شعبۂ اردو کے پروفیسر عزیز اللہ شیرانی سے ہوئی۔ میں نے 'مناقبِ خواجہ محمود دریائیؒ' کا ہندی ایڈیشن شیرانی صاحب کو پیش کیا۔ دوران گفتگو میں نے شیرانی صاحب سے یہ عرض کیا کہ اردو حلقہ میں بھی اس کتاب کی بڑی چاہت ہے۔ لہٰذا آپ اس کتاب کو اردو میں از سرِ نو مزید اضافہ و ترمیم کے ساتھ ترتیب و تدوین فرمادیں۔ اور مقدمہ بھی لکھ دیں تو عنایت ہوگی۔۔ خدا کا شکر ہے کہ پروفیسر موصوف نے میری گذارش قبول کرتے ہوئے بہت کم عرصے میں اس کتاب کے ہندی متن کی اردو میں ترتیب و تدوین فرمائی۔ میں ان کا تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں جن کی علمی اعانت سے "مناقب خواجہ محمود دریائیؒ" کی یہ کتاب اردو رسم الخط میں شائع ہوکر منظر عام پر آرہی ہے۔ آخر میں حاجی میاں ابن قادری پرنسپل صاحب کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مزید اضافہ میں میری مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں لمبی عمر کے ساتھ ساتھ علم میں اضافہ کرے۔

دعا گو مصنف کتابِ ہٰذا

غلام عباس المعروف پیر سید الحاج محمد مدنی بابا ایف دریائی

اگست 2021ء

تعارف مصنف

نام : والد ماجد کی طرف سے غلام عباس اور نانا جان کی جانب سے محمد مدنی میاں رکھا گیا۔ آپ کی پیدائش کے وقت نانا جان پیر سید الحاج عبدالرزاق باوا حج کے دوران مدینہ شریف میں موجود تھے۔ وہیں پیدائش کی خبر ملتے ہی اپنے نواسے کا نام محمد مدنی میاں رکھا تو والد صاحب حضرت فتح محمد نے خط لکھ کر بتایا کہ حضور آپ کے رکھے ہوئے نام سے ہی آپ کا نواسہ مشہور ہوگا اور میرا رکھا ہوا نام صرف کاغذ پر ہوگا۔ ایسا ہی ہوا جیسا والد صاحب نے فرمایا تھا۔

پیدائش : ۸؍شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ بروز پیر بوقت صبح صادق مطابق ۲۲؍جولائی ۱۹۶۵ء

والد : فتح محمد ابنِ پیر سید مولانا شہاب الدین دریائی قادری، سہروردی، جلالی۔

والدہ : سیدہ آمنہ بی بی۔

والد کی طرف سے : محمد مدنی میاں بن فتح محمد بن شہاب الدین بن جمال الدین بن کمال الدین بن عبدالجبار بن علم الدین عرف شاہِ عالم بن محمد شاہ میٹھا بن شہاب الدین بن الہادیہ بن حضرت شاہ عالم صاحب بن پیار اللہ بن لاڈ محمد بن خواجہ محمود دریائی دولہا قدس سرہٗ العزیز۔

والدہ کی طرف سے : سیدہ آمنہ بی بی بنتِ عبدالرزاق بن شہاب الدین عرف شاہ صاحب میاں بن کمال الدین بن عبدالجبار...... باقی اوپر دیے گئے نام مطابق یہ نسب نامہ پورا کا پورا حال کے زمانے تک کا سول کورٹ میں رجسٹر ہوا ہے یعنی کہ یہ نسب نامہ سندی ہے۔

نسب نامہ: آپ والد اور والدہ دونوں کی طرف سے خواجہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے ہیں۔

تعلیم : دنیاوی علم درجہ ۸ تک اور دینی علم دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد میں ۱۹۷۸ء میں۔

معاش : آیات نکاس ممبئی دو سال سپروائزر کمپنی میں رہے۔ عرس خواجہ دریائی میں ہر سال کیسیٹ، سی ڈی وغیرہ کے اسٹال کیے، ٹراویلس، پاسپورٹ، ویزا، اسلامی پوسٹر و بیکری آئٹم وغیرہ کا بھی کام کیا، کھیتی بھی کی تھی۔

خلافت ۱ : بتاریخ ۲۹/ جون ۲۰۰۹ء مطابق ۱۴/ جمادی الآخر بروزِ جمعہ بعد مغرب مدنی مسکن مرزاپور، احمد آباد میں حضرت شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں بابا اشرفی، جیلانی، کچھوچھوی نے سلسلۂ عالیہ، اشرفیہ، چشتیہ، قادریہ کی اجازت اور خلافت سے نوازے گئے۔سبحان اللہ!

خلافت ۲ : بتاریخ ۳/فروری ۲۰۰۸ء مطابق ۴/ذی القعدہ کے روز کارنٹا شریف گجرات کے مشہور ومعروف پیر مفتی گجرات رئیس التحریر سلطان المشائخ، شیخ العالم علامہ الحاج پیر سید قمرالدین باوائے پیرزادہ دریائی نے سلسلۂ دریائیہ، رفاقتیہ، رضویہ، برکاتیہ، اشرفیہ، چشتیہ، قادریہ عالیہ وغیرہ کی خلافت کی سند اور عمامہ شریف باندھ کر دعائے خیر دی۔ (یہ حضرت میرے سگے چچیرے بڑے ابا جان کے صاحبزادہ کی بنا پر بڑے بھائی جان ہوتے ہیں۔)

خلافت ۳ : حضرت پیر سید عبدالرزاق دریائی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصیت نامہ میں ۲۹/جنوری ۱۹۷۷ء مطابق ۸/صفر ۱۳۸۷ھ بروز جمعہ کے دن آپ نے تحریر کیا کہ میرے بعد میں آپ کو اسلامی مسائل کے طور پر حقدار بناتا ہوں۔ آپ اچھے اخلاق اسلامی پرہیزگاری پر رہ کر عملی زندگی گزاریں اور آپ کو یہ اجازت دیتا ہوں جو میرے پاس دین دنیاوی ملکیت کے وارث بناتا ہوں۔

خلافت ۴ : بتاریخ ۱۸/دسمبر ۲۰۱۸ء مطابق ۱۴۴۰ھ کی مبارک رات میں عراق کے شہر بغداد میں حضور پیرانِ پیر غوث الاعظم قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانۂ مبارک میں سلسلۂ قادریہ رضویہ کی خلافت مفتیِ اعظم ھند کے خلیفہ حضرت عبدالحمید پالمر صاحب قبلہ کی جانب سے خلافت واجازت مجھے عطا کی گئی۔ اور دیگر میرے ساتھی مفتی محمد اشرف صاحب، حافظ حبیب اللہ، سید قمرالدین ووہرا، عبدالقیوم، وحافظ زبیر (ٹورنٹو، کناڈا) وغیرہ متذکرہ تمام حضرات کو خلافت سے نوازا گیا۔

خلافت ۵ : بتاریخ ۱۹/دسمبر ۲۰۱۸ء مطابق ۱۲/ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ ہجری عراق کے روحانی مرکز امِ عبیدہ (رفاعی سٹی) کے آستانۂ حضور سیدنا قطب الاقطاب سید احمد کبیر رباعی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانۂ مبارک میں آپ کے صاحب سجادہ نشین سید عمار رفاعی مدظلہ العالی نے سلسلۂ رفاعیہ کی خلافتوں سے متذکرہ حضرات کو نوازا و ذکرِ الٰہی وسلسلۂ ورفاعیہ کے اذکار سے ہمیں نوازا گیا۔ اور

میرا ہاتھ تھام کر آستانۂ سیدنا احمد کبیر رفاعی کے قریب لے جا کر خوب دعاؤں سے مجھ حقیر فقر کو دوبارہ نوازا گیا۔ بعدازاں آپ کی رہائش پر ہم سبھی کو لے گئے اور غلاف مبارک عطا کیا۔ حضرت سید عمار مدظلہ العالی Egypt کے Cairo شہر میں واقع Al- Azhar University میں عربی کے استاد ہیں۔ اس کے علاوہ آپ قرآن وحدیث پر ڈاکٹریٹ کر چکے ہیں۔ آپ کی یہ عنایت ہے کہ خلافتوں کی سندیں آپ نے ہمارے Egypt کے طالب علم جو بریلی صوبہ یوپی کے باشندے ہیں، انہیں کے ہاتھوں ہمیں تحریر کردہ سندیں مرحمت فرمائیں۔ میں مولانا ذیشان علی کا بھی بیحد ممنون ہوں کہ آپ ہمارے لئے اتنی زحمت اٹھا کر سندیں گھر تک پہنچا گئے۔

خلافت ۶ : بتاریخ ۱۲/دسمبر ۲۰۱۸ء مطابق ۱۳/ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ عراق میں واقع عظیم روحانی مرکز شہر بغداد میں ابوالقاسم جنید بغدادی کے آستانۂ مقدسہ کی ہمیں زیارت نصیب ہوئی، آپ کے صاحبِ سجادہ نشین اور خطیب وامام حضور شیخ علی قارق الحمو دالحنفی القادری مدظلہ العالی نے ہمیں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی ہمیں زیارت نصب کروائی۔ بعدازاں متذکرہ بالا حضرات کو سلسلۂ جنیدیہ وقاریہ کی ہمیں خلافت واجازت کے ساتھ ساتھ آپ کے اذکار ودلائل الخیرات شریف عطا کی۔ اور اُسے پڑھنے اور پڑھانے کی اجازت دی۔ الحمدللہ!

ذاتی تعارف :

شادی : ۲۳/مئی ۱۹۹۲ء بروز سنیچر مطابق ۲۰/ذی القعدہ ۱۴۱۲ھ بیر پور شریف میں اپنے چچازاد بھائی کے یہاں زوجہ حجانی جہاں آرا بی بی خاتون بنتِ جمال الدین اولاد : آپ کی دو صاحبزادی اور دو صاحبزادے ہیں۔

(ا) سیدہ اکرمہ بی بی عرف فلک ناز (کمپیوٹر انجینئرنگ ڈگری و M.A. Part 2) جنہوں نے ایم اے گجرات یونیورسٹی سے مکمل کیا۔ تاریخ ۲/نومبر ۲۰۱۸ء کو بروز جمعہ آپ کا نکاح سفیان ابنِ زین العابدین ہاشمی قریشی کے ساتھ کیا جو کامرس گریجویٹ ہیں۔ بعد میں لندن میں رہے۔ فی الحال MSC. IT یونیورسٹی آف لسٹر میں زیرِ تعلیم ہیں۔ اور نواسا محمد جس کا نامِ نامی صافن حسن ہے۔

(۲) سیدہ امارابی بی عرف سعدیہ (F.S.L. گجرات کالج احمد آباد)

اس کے علاوہ گجرات کالج احمد آباد سے BS.C. Zoology مکمل کیا۔

P.G. Diploma in P.H.M. India Institute of Public)
Health (Gandhi Nagar) in guj.)

N.I.B. Co-Ordinator in three distict of gujrat Ahmedabad, gandhi nagar anb Botade.

Selected by the Govt. of Gujrat for the period of one year then she resigned .

عقد خوانی : ۲۱ رجون ۲۰۱۹ء مطابق شوال ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ عزیزی سید محمد مسنون احمد ابن عبدالقادر سے نکاح ہوا۔ فی الحال آسٹریلیا کے شہر کی griffith Univeristy میں بطور Research fellow in health Econics کے عہدے پر فائز ہیں۔ الحمدللہ! اللہ کے فضل وکرم سے بہت ہی قلیل وقت میں آپ کی درس وتدریس کی خدمت کی قدر وقیمت کو مد نظر رکھتے ہوئے یونیورسٹی نے آپ کا (P.R.) کردیا ہے۔ اور فی الحال بیٹی اور داماد وہیں مقیم ہیں۔ دوصاحبزادے ہیں: (۱) محمد ثاقب (E.C. Enginering) کے ساتھ ویب ڈیزائن بھی کیا ہے۔ اورابھی پرائیویٹ جاب کررہے ہیں۔ (۲) محمد ثقلین نے (NursingCourse) کیا ہے۔

دونوں صاحبزادے ابھی غیر شادی شدہ ہیں۔

خدمت : دین وسنیت کا پیغام، پیغامِ دریائی دولہا وسوانح حیات کو پہچانا اور ریسرچ کرنا۔

کتاب : آپ نے یہ کتابیں لکھی ہیں۔ (۱) حلال اور حرام (۲) کفن، دفن۔ (۳) سوانح خواجہ دریائی دولہا (۴) ورد وظائف کا طریقہ (۵) اسلامی طریقۂ زندگی۔ اس کے علاوہ آپ سنی میگزین میں اپنے کالم میں لکھتے رہتے ہیں۔ آپ نے ''فیض دریائی'' نامی رسالہ جوار جنوری ۲۰۱۵ء سے ۲ رفروری ۲۰۲۰ء تک مسلسل شائع کیا تھا۔ بعدازاں اسے بند کردیا گیا، یہ رسالہ Govt. India (R.N.I.) سے رجسٹرڈ تھا۔

خاص شوق : روحانی علم حاصل کرنا اور تصوف کی کتابیں پڑھنا۔

خواہش: اکابرینِ گجرات، اسلامی سرمایہ ہماری وراثت اور گجرات کے پچھلے ۲۰۰ سال کے تمام پیر بزرگوں خانقاہوں عالموں پر تاریخی کتابیں لکھنا اور ویڈیو ریکارڈنگ اور سی ڈی ریکارڈنگ کرانا اور خدمت پیرومرشد حضرت شیخ الاسلام کی طرف منسوب کرنا۔

سفر: آپ نے اسلام کے پھیلاؤ کے لئے گجرات بھارت کے علاوہ افریقہ، زامبیا، عراق، مصر، تنزانیہ، کینیا، کومروس اور سعودی عرب وغیرہ ملکوں کا سفر کیا ہے۔

خانقاہ : بیرپور شریف میں حویلی جیسی خانقاہ ہے اور جوہاپورا احمد آباد میں خانقاہِ دریائی، عطائے شاہ جی بنگلہ ہے جہاں تینوں بھائی ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔

تمنا : حج جو میں نے اپنی والدہ ماجدہ ام الخیر سید آمنہ بی بی زوجہ پیر فتح محمد کے ساتھ تمنا کی تھی، لیکن اپنی کم نصیبی کی وجہ سے لبیک نہ ہوسکی۔ کیونکہ والدہ ماجدہ کا انتقال ۱۱ رجمادی الآخر بروز بدھ مطابق ۲۶ رمئی ۲۰۱۰ء کو صبح ۶ بج کر ۴۵ منٹ پر بمقام احمد آباد میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ٥ بیرپور شریف میں دفن کیے گئے۔ میں میری بیوی، بڑے بیٹی، بیٹا کے ساتھ ممبئی تھا وہاں سے اسپیشل وہیکل لے کر جنازہ میں شریک ہوا تھا۔ بندے کو ۲۰۱۱ء میں عمرہ کا شرف حاصل ہوا جو ۲۱ رمارچ ۲۰۱۱ء مطابق ۱۴۳۲ھ کو بمبئی سے مکہ شریف پہنچے اور ۳ راپریل ۲۰۱۱ء کو مدینہ شریف سے جدہ اور جدہ سے ممبئی صبح ساڑھے چار بجے آگئے۔ اس کے بعد ۱۸ راکتوبر ۲۰۱۲ء بروز جمعرات مطابق ۱۴۳۳ ہجری میں احمد آباد سے میں اور میری زوجہ سیدہ جہاں آرا بی بی کے ساتھ حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوا اور یہ دورہ بڑا روحانی وعرفانی رہا۔ ہم نے ۱۱۔۱۱ عمرے اور ۱۰۵۔۱۰۵ طواف کئے۔ جن میں عمرے وطواف اللہ کے رسول اہلِ بیت اطہر، خلفائے راشدین اور آدم علیہ السلام وبی بی حوا کے نام سے طواف کیے دیگر صحابہ کرام سلسلۂ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، اشرفیہ، قطبیہ، دریائیہ وشاہیا کے ناموں سے وہ ہمارے تمام مرحوم و ہمارے قریبی نانا نانی، دادادادی، ماموں مامی، اور ہمارے گھروں کے میرے بچے کے علاوہ تمام بھائی، بہنوں، بہنوئی، چاچا چاچیوں ان کے تمام بچوں کے نام سے بھی طواف کیے تھے۔ مریدوں اور خداموں کے نام سے بھی طواف کیے اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ہماری عبادتوں کو قبول فرمائے۔ ہم تاریخ

۲۹/نومبر ۲۰۱۲ء کو عصر کے وقت احمد آباد آ گئے تھے۔ ہم نے یہاں ایئر پورٹ پر ظہر اور عصر کی نماز با جماعت ادا کی، الحمد للہ! ہمارے گھر احمد آباد میں لوٹ آئے اللہ سے دعا ہے کہ سب مسلمانوں کو اپنے گھر کعبۃ اللہ کی زیارت کرنے کا شرف نصیب کرے اور بخشش کا پروانہ نبیٔ برحق کی ذاتِ با برکت سے نصیب ہوا۔ آمین......ثم آمین!

(۲۰۱۸ء میں ہم تمام اہل وعیال کے ساتھ عمرہ کے لئے گئے، جو آپ کی زندگی کی ایک بڑی تمنا تھی جو بحمد اللہ مکمل ہوئی۔)

سیاست : آپ کو بتاریخ ۲۷/فروری ۲۰۱۳ء کو راشٹریہ سونیا گاندھی بریگیڈ کانگریس کا گجرات کاریہ کارنی میں احمد آباد ضلع کا عہدۂ صدر پر مقرر کیا گیا ہے۔

غازی : ۹/اپریل ۱۹۸۷ء قومی فسادات میں سلاخوں میں بے گناہ تقریباً سوا چار سال تک رہے۔ اس دوران سلاخوں میں نماز باجماعت ادا کرتے اور کرواتے رہے اور لوگوں (مسلمانوں) کو علمِ دین کی باتیں بتاتے تھے اور سکھاتے تھے۔ اس میں ہندوستان کے قومی فسادات آئی پی سی کی تمام قلمیں لگائی گئی تھیں۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے احسان اور جدّ کریم سرکار خواجہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں سے ۱۰۲ گواہ کی گواہی دینے کے باوجود ہم ۲۸ مسلمان باعزت بری ہوگئے۔ یہ ۲۶/مارچ ۱۹۹۱ء کے روز خاص کورٹ نڈیاد نے باعزت بری کردیئے تھے۔ بیر پور، بالاسنور، آنند، نڈیاد، وڑودرا سینٹرل جیلوں میں رکھا گیا تھا۔

خلقِ مخلوق : آپ کا پیدائشی ماحول نانا حضور کی جانب سے اور والد گرامی کی جانب سے خانقاہی ماحول نصیب ہوا تھا۔ جن میں دین کی اشاعت کا کام کرنا، مریدین معتقدین سے ملنا جلنا انہیں ظاہری و باطنی مسائل کو حل کرنا اور مہمانوں کا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا وغیرہ شامل تھا جو دن ورات اسلامی ماحول میں چلا آرہا ہے اور چلتا رہے گا۔ ان شاء اللہ!

اللہ کرے زورِ خدمت اور بھی زیادہ (آمین)
یہ ان کا کرم ہے، بات اب تک بنی ہوئی ہے
اللہ تعالیٰ کرے زورِ خدمت اور بھی زیادہ

سید کسے کہتے ہیں؟

سید کے معنی سردار، شریف، بزرگ، پیشوا، رئیسِ قوم وغیرہ ہیں۔ اولاد کے لئے قرآن وحدیث میں آل، ذریت اور اولاد کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مگر سردار کے لئے قرآن وحدیث میں سید کا لفظ ہے۔ ہم سنی تو ہر ولی کو سردار سمجھتے ہیں۔ تو تمام ولیوں کے سردار حضرت علیؓ کو سردار یعنی سید کیوں نہ کہیں؟ صرف اور صرف بی بی فاطمہؓ کی اولاد کو ہی سید کہنا چاہیئے یہ قانون بنانا غیر مناسب ہوگا۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو اولادِ فاطمہ نہیں ہیں تو کیا؟......خود بی بی فاطمہ بھی آلِ فاطمہ نہیں ہیں، تو کیا......؟ بی بی فاطمہؓ کے علاوہ حضرت علیؓ کی اور بھی بیویاں ہیں، بی بی فاطمہ کی آل اور دیگر بیویوں کی اولاد میں امتیاز رکھنے کے لئے آلِ فاطمہ کو سید اور دیگر بیویوں کی اولاد کو علوی کہا جاتا ہے۔ مگر یاد رکھئے علوی کو بھی سید ہی کی طرح فضیلت حاصل ہے۔ دونوں واجب الاحترام۔ دونوں پر زکوٰۃ وصدقہ حرام، بلکہ بنی ہاشم یعنی حضرت علی، حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت عقیل، حضرتِ عباس، حضرت حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کی اولاد کو زکوٰۃ وصدقہ کھانا جائز نہیں۔ آلِ فاطمہ نہ ہونے کے باوجود سید کی طرح فضیلت کا ملنا، ان کی سیادت یعنی ان کے سید ہونے کی دلیل ہے۔ اسلامی تواریخ میں بنی ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سید کہنا جائز و مناسب سمجھا گیا ہے۔ علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبِ فتاویٰ حدیثیہ کے نزدیک تمام اہلِ بیت کی گنتی ساداتِ گرامی میں ہوتی تھی۔ اور پہلے زمانے میں علوی، جعفری، عباسی پر بھی لفظ سید کا استعمال ہوتا تھا۔ جیسا کہ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے۔ (ترجمہ: بیشک شریف یعنی سید کا اطلاق تمامی اہلِ بیت پر ہوگا۔ اگرچہ عباسی ہو یا عقیلی ہو، یا علوی ہو، امام حسن اور امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے ساتھ خاص ہونا یہ کوئی شرعی قانون نہیں۔ بلکہ ایک عرفی اصطلاح ہے اور عرفی اصطلاح کی وجہ سے علوی حضرات کے سید ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

مولانا اختر رضا خان ازہری صاحب نے اپنے ایک فتوے میں خود ہی ارشاد فرمایا ہے:

''ہندوستان میں سید سے اولادِ زہرہ مراد لیتے ہیں مگر یہ تخصیص عرفی ہے جس کے سبب علوی وغیرہ سید ہونے سے نہ نکلیں گے۔(بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول، جلد۲، صفحہ ۵۸۴)

یعنی حضرت فاطمہ زہرہ کی اولاد ہونا شرط نہیں، علوی، عباسی، جعفری، عقیلی وغیرہ کا شمار بھی سیدوں میں ہوتا ہے۔(نورانی کلینڈر احمد آباد جنوری ۱۹۹۷ء/۱۴۱۷ھ)

قرآن کی روشنی میں اہل بیت کی فضیلت

پہلی آیت : قل لا اسئلم علیه اجراً الاالمودة فی القربیٰ ومن یقترف حسنةً نز د لهٗ فیها حسناً (سورۂ شوریٰ، آیت ۲۳، پارہ ۲۵)

ترجمہ : کہہ دو میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کوئی اجر مگر دوستی قرابت داروں کی اور جو کمالِ خوبی کو بڑھادیں گے ہم اس کے لئے اس میں خوبی کو۔(معارف القرآن)

دوسری آیت : واعلموا انما غنمتم من شیءٍ فان لله خمسهٗ وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمی والمسٰکین وابن السبیل (پارہ۱۰، رکوع۱)

ترجمہ : اور جانو کہ جو کچھ مال غنیمت حاصل کیا تم نے اللہ کا پانچواں حصہ ہے۔ اور رسول کا اور ان کے قرابت مندوں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا۔(معارف القرآن)

تیسری آیت : انما یریداللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراo (پارہ۲۲، رکوع۱)

ترجمہ : یہی چاہتا ہے اللہ کہ دور کرے تم سے ہرنا پاکی کو، اے نبی کے گھر والو! اور پاک کردے تمہیں خوب۔ (معارف القرآن)

چوتھی آیت : لااقسم بھٰذا البلد وانت حلٌّ بھٰذا البلد ووالدٍ وما ولدo (پارہ۳۰، رکوع۱۵)

ترجمہ : نہیں، کیا مجھے قسم ہے اس شہر کی کہ تم چلنے پھرنے والے ہو اس شہر میں اور قسم ہے باپ کی اور اس کی اولاد کی۔(معارف القرآن)

پانچویں آیت : فمن حاجك فیه من بعد ماجآءك من العلم فقل تعالوا ندع

ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت الله علیٰ الکاذبینo (پارہ۳، رکوع۱۴)

ترجمہ : تو جس نے بھی حجت نکالی ان کے بارے میں بعد اس کے کہ آچکا تم تک علم تو کہہ دو کہ لو اب آجاؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں ہمارے اپنوں اور کی پھٹکار جھوٹوں پر۔(معارف القرآن)

حدیث کی روشنی میں فضائلِ اہلِ بیت

قسم خدائے پاک کی، کسی مردِ مسلمان کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا جب تک کہ وہ، اے اہلِ بیت۔ تم کو اللہ کے لئے اور میری رشتہ داری کے خیال سے دوست نہ رکھے۔(امام احمد/ترمذی/نسائی)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احترام اور ادب کے حقوق کو، اہلِ بیت کی خبر گیری اور محبت میں ادا کرنے کا خیال رکھو۔(بخاری شریف)

اے عبدالمطلب کی اولاد! میں نے تمہارے لئے خداوندکریم سے تین باتوں کی دعا کی ہے کہ:

۱۔ اللہ تمہارے دلوں کو مصیبتوں اور تکلیفوں میں ثابت، مضبوط اور مستقیم رکھے۔

۲۔ تمہارے ان پڑھوں کو خدا علم نصیب کرے۔ اور تم میں سے بے راہوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

۳۔ تم کو سخی، بہادر اور رحم دل بنائے۔(طبرانی اور حاکم)

ہر چیز کے لئے نیوں، پایا اور جڑ ہوتی ہے۔ اور اسلام کی جڑ، بنیاد اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اہلِ بیت کی محبت ہے۔

خداوندِ کریم نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اہلِ بیت میں سے جو لوگ خدا کی توحید کا اور میری رسالت وتبلیغ کا اقرار کرتے ہوں گے انہیں خدا عذاب نہیں دے گا۔(حاکم)

میری امت میں سب سے پہلے شفاعت، میں اپنے اہلِ بیت کے لئے کروں گا۔ (طبرانی)

جولوگ حوضِ کوثر پر پہلے آئیں گے، وہ میرے اہلِ بیت ہوں گے۔ (دیلمی)

لوگوں میں سب سے اچھے عرب لوگ ہیں اور عرب میں سب سے اچھا قبیلہ قریش کا ہے۔اور قریش میں سب سے عمدہ کنبہ بنی ہاشم ہے۔ (دیلمی)

ہر قسم کا رشتہ اور قرابت داری قیامت کے دن ٹوٹ کر موقوف ہوجائے گا مگر میرا رشتہ اور قرابت داری باقی رہے گی۔ (طبرانی)

ہر قسم کا نسبی اور سسرالی رشتہ قیامت کے دن منقطع ہوجائے گا (یعنی کٹ جائے گا) سوائے میری رشتہ داری اور سسرالی رشتہ کے، یہ باقی رہیں گے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احترام

حضرت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نظروں میں

ایک بار حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک معاملے میں حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اصرار کیا اور کہا:

یا امیر المؤمنین! اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا (بالفرض) کسی معاملے میں آپ کے پاس آتے تو آپ کیا کرتے؟ کہا، ’’میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا۔‘‘ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ’’تو پھر میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چچا ہوں۔‘‘ کہا، ابوالفضل ہیں۔ کیوں کہ مجھے معلوم ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبوب تھے۔ اور میں سردارِ دوعالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کو اپنی محبت پر ترجیح (فضیلت) دیتا ہوں۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا) کا جب انتقال ہوا تو بنی ہاشم نے الگ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکومت کی طرف سے الگ، انصار کی تمام آبادیوں میں اعلان کرایا، جس کسی نے سنا چل کھڑا ہوا۔ کیا مرد، کیا عورت،

اس کثرت سے لوگ جمع ہوئے کہ جنازۂ مبارک تک کوئی شخص پہنچنا چاہے تو بدقت تمام پہنچ سکتا تھا۔ خود بنی ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اولادِ عبدالمطلب نے مبارک جنازے کو اس طرح گھیر لیا تھا کہ آخر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ کو پولس کے ذریعہ لوگوں کو ہٹانا پڑا۔

جب کبھی عرب میں قحط پڑتا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ بنا کر بارش کی دعا کرتے کہ یا الٰہ العالمین! جب ہم پر قحط آیا کرتا تھا تو ہم اپنے نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تیری مقدس بارگاہ میں وسیلہ لایا کرتے تھے اور بارش برس جایا کرتی تھی۔ اب ہم اپنے نبی کے بزرگ چچا کو تیری بارگاہ میں وسیلہ لاتے ہیں۔ تو اپنا فضل کر اور بارش برسا۔ چنانچہ بارش ہوجاتی۔ (بخاری شریف)

حدیث کی روشنی میں اہلِ بیت کے چاہنے والوں کو خوش خبری

(۱) آیتِ کریمہ ’’ قل لا اسئلکم علیه اجراً الاالمودة فی القربیٰ ‘‘ کی تفسیر میں حضرت علامہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : جو اہلِ بیت کی محبت پر فوت ہو (انتقال فرمائے) اس نے شہادت کی موت پائی۔‘‘

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص اہلِ بیت کی محبت میں فوت ہوگیا وہ مکمل ایمان کے ساتھ فوت ہوگیا۔‘‘

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص اہلِ بیت کی محبت میں فوت ہوا وہ تائب (توبہ کرکے) فوت ہوا۔ اسے حضرت عزرائیل علیہ السلام اور منکر نکیر جنت کی بشارت (خوشخبری) دیتے ہیں۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : ’’آگاہ ہوجاؤ جوشخص اہلِ بیت کی محبت میں فوت ہوا اسے ایسی عزت کے ساتھ جنت کی طرف روانہ کیا جاتا ہے جیسے دولہن دولہے کے گھر بھیجی جاتی ہے۔‘‘

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جوشخص اہلِ بیت کی محبت میں فوت ہوا

اس کی قبر میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔"

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "آگاہ ہو جاؤ۔ جو شخص اہلِ بیت کی محبت میں فوت ہوا، اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کی زیارت گاہ بنا دیتا ہے۔"

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "خبردار ہو کر سن لو جو شخص اہلِ بیت کی محبت میں فوت ہوا وہ مسلکِ اہلِ سنت والجماعت پر فوت ہوا۔" (تفسیر کبیر، جلد ۲، صفحہ ۳۹)

(۲) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "میدانِ حشر میں کسی بندے کے قدم (اپنی جگہ سے) نہ ہٹیں گے جب تک کہ اس سے پوچھ نہ لیا جائے کہ اس نے اپنی قیمتی زندگی کن کاموں میں گزاری؟ اور اپنے جسم کو کیسے کیسے کاموں میں استعمال کیا؟ مال کس کس طرح سے کمایا؟ اور کہاں کہاں خرچ کیا؟ اور اہلِ بیت سے محبت رکھتا تھا یا نہیں؟" (طبرانی)

(۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سب سے زیادہ ثابت قدم رہنے والا وہ شخص ہوگا جو میرے اہلِ بیت اور میرے صحابہ کی محبت میں زیادہ مضبوط، قوی اور سخت ہوگا یعنی انہیں بیحد چاہتا ہوگا۔" (دیلمی)

(۴) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے دنیا میں اولادِ عبدالمطلب، بنی ہاشم سے یا میرے اہلِ بیت سے کوئی نیکی، اچھا سلوک یا احسان کیا پھر وہ اہلِ بیت اس کا بدلہ نہ دے سکے تو قیامت کے دن اس سید کی طرف سے میں پورا بدلہ ادا کروں گا۔" (ابونعیم)

(۵) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین چیزیں ایسی ہیں جو شخص ان چیزوں کی حفاظت کرے گا رب تعالیٰ اس کی دنیا اور دین دونوں کی حفاظت فرمائے گا: (۱) اسلام کی عزت (۲) میری عزت اور (۳) میرے اہلِ بیعت کی عزت۔ (حاکم، دیلمی)

اہلِ بیت کے دشمنوں کو دھمکی

(۱) آیتِ کریمہ "قل لا اسئلکم علیه اجراً الاالمودة فی القربیٰ" کی تفسیر میں حضرت علامہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل حدیث پیش کی ہے جس کے آخر میں لکھتے ہیں کہ حضرت حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، خبردار ہو کر سن لو جو شخص اہل بیت کے بغض وعداوت پر مرا، وہ قیامت کے دن اس حالت میں اٹھے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید۔ اور آگاہ ہو جاؤ جو شخص اہل بیت کے بغض اور عداوت پر مرا، وہ جنت کی خوشبو سے محروم کر دیا جائے گا۔ (تفسیر کبیر، جلد ۲، صفحہ ۲۹)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت شمس الہدیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کے ایک گوشے اور مقامِ ابراہیم کے درمیان چلا جائے اور نماز پڑھے اور روزے رکھے پھر وہ اہل بیت کی دشمنی پر مر جائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نور الہدیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بنی ہاشم اور انصار سے بغض رکھنا کفر ہے اور عرب سے کفر رکھنا نفاق ہے۔ (طبرانی)

(۴) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا: "اے لوگو! جو شخص اہلِ بیتِ نبوت سے یعنی سیدوں سے بغض وعداوت رکھے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے یہودی بنا کر اٹھائے گا۔ (طبرانی)

مسئلہ : ہاشمی (سید) غنی (مالدار) اور غیر مسلم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

مسئلہ : بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اور کوئی دوسرا بھی ان کو نہیں دے سکتا۔ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

بنی ہاشم یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اولاد (نسب) میں سے ہیں۔

ابولہب کی اولاد کی گنتی بنی ہاشم میں نہیں کی جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ : کسی کی ماں ہاشمی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ اولاد ہاشمی نہیں کہا جائے گا۔ کیوں کہ نسب باپ کے خاندان سے گنی جاتی ہے۔ اس لئے اس شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

(طیبہ ماہانہ، ۸، اگست ۲۰۱۱ء مطابق رمضان ۱۴۳۲ھ)

سیدوں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد المطلب کی نسب والے، خاندان والوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ اس کے علاوہ فدیہ، کفارہ، فطرہ، صدقہ وغیرہ ان پاک بزرگوں کے نسب والوں اور مراتب والوں کو دینا جائز نہیں ہے۔ دوسری کوئی اور سوغات اللہ، تحفہ، ہدیہ، ثواب کے طور پر دینا درست ہے۔

(طیبہ ماہانہ، ستمبر ۲۰۰۹ء مطابق رمضان ۱۴۳۰ھ)

اسلام ہندوستان میں

مالابار (کیرلا) کے دریا کے (ساحل) کنارے پر حضرت رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارک ہی اسلام کی اشاعت کا دور ۶۲۹ عیسوی میں تھری شور ضلع کے کوکگلور، کیرلا میں ہندوستان کی پہلی مسجد چیرامن مسجد کی تعمیر ہوئی تھی۔ جب کہ آپ سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۶۳۲ عیسوی میں ہوئی تھی۔

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مقام کیسر) کوڈ میں آپ کا مزار ہے۔ مدراس تملناڈو۔ اور حضرت حبیب بن مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات ہیں۔

تمل ناڈو، کیرلا، کرناٹک، کونکن اور گجرات کے دریا کے علاقے میں عرب تاجروں کے ذریعہ بھی اسلام کی تبلیغ واشاعت ہوئی تھی۔

تصوف اور مشائخ کے سلسلے

مسلکِ تصوف کیسے بنا؟

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور ہم نشینی سے جو شرف حاصل کیا تھا اور جس قدر شرف اندوز ہوئے تھے اور تزکیۂ نفس کی جس منزل پر پہنچے تھے اس کی بشارت خود قرآن پاک نے دی اور ہم نشینیٔ رسولِ پاک کے فیضان کو اس طرح ظاہر فرمایا۔

کتاب وحکمت ہی کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ خلفائے راشدین اور دیگر حضراتِ صحابہ میں ہر مطمئن نفس اور ہر ہستی پاکیزہ کردار اور اعلیٰ اخلاق سے متصف تھی اور ان میں سے ہر ایک کمالاتِ انسان کے منتہا کو پہنچ گیا تھا۔ اصحاب صفہ میں سے ہر ایک پاک دین و پاک بیں توکل ورضا کا پیکر اور صدق وصفا کا ایک مرقع تھی، تاریخِ اسلام میں انہیں نفوسِ قدسیہ کو صوفیائے کرام کا پہلا گروہ کہا جاتا ہے۔ یعنی تصوفِ اسلام کا پہلا دور انہی حضرات پر مشتمل تھا۔ تصوف کے بنیادی اصول یا ارکانِ تصوف استغراقِ عبادت توبہ، زہد، ورع فقر، توکل اور رضا، شریعت میں بھی اسی اہمیت کے حامل ہیں جس طرح طریقت میں تھے، اور تصوف کے ابتدائی دور میں رہے۔

صحابہ کرام اور اصحابِ صفہ میں سے ہر ہستی انہی اوصافِ حمیدہ اور خصائل کی آئینہ دار تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایثار تاریخ اسلام آج بھی فخر سے پیش کرتی ہے گھر میں جس قدر اثاثہ تھا وہ تمام پیغمبر اعظم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا اور جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق! اہل وعیال (گھر والوں) کے لئے کیا چھوڑا؟ تو جواب دیا کہ ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہیں، اسی کا نام کمالِ ایثار اور کمالِ توکل ہے۔ آپ کے زہد وتقویٰ اور خوف ورضا کا یہ حال تھا اور آپ کے فخر اختیاری کی صورت یہ تھی کہ آپ ہمیشہ یہ دعا فرماتے۔

(اے اللہ دنیا کو میرے لئے فراخ فرما پھر مجھے اس سے بچا۔)

آپ نے اپنی زندگی میں یہ پاکیزہ صفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے اخذ کیے تھے۔ اور مغفرتِ خداوندی کے تمام اسرار ورموز آپ ہی سے سیکھے تھے۔ اسی بنا پر حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلک تصوف کا امام گردانتے

ہیں۔ اور اکثر سلاسلِ تصوف آپ ہی پر منتہا ہوتے ہیں۔

یہی حال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا، زہد وفقر کی یہ حالت تھی کہ لوگوں نے آپ کے جسم مبارک پر کبھی کوئی ایسا کپڑا نہیں دیکھا جو پیوند دار نہ ہو۔ دنیا کے بارے میں آپ کا مشہور مقولہ ہے: جس گھر کی بنیاد مصیبتوں پر رکھی گئی ہو اس کا بغیر مصیبت کے ہونا محال ہے۔

صبر وتوکل میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ اپنی مثال ہیں۔ عظیم سے عظیم مصیبت پر بھی آپ نے صبر وتوکل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایثار وانفاق فی سبیل اللہ کا بھی یہی حال تھا مدینہ منورہ میں بیر (کنواں) عثمان رضی اللہ عنہ آج بھی آپ کے اس فضل کی نشانی موجود ہے۔ آپ بارہ سال خلیفہ رہے اس مدت کے آٹھ ہزار درہم وظیفۂ خلافت سے آپ نے ایک درہم بھی لینا قبول نہیں کیا۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ایثار کا یہ عالم تھا کہ شبِ ہجرت میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے رات بھر بسترِ رسالت پر دراز رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی عزیز کو اپنی جان پر مقدس سمجھا۔ سادگی، فقر ورضائے الٰہی اور معرفتِ الٰہی میں بھی آپ بڑے ممتاز تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی بنیاد پر تصوف کے بہت سے سلاسل آپ پر منتہا ہوتے ہیں۔ چنانچہ سرخے اربابِ تصوف حضرات جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یعنی اصولِ معرفت اور آزمائش میں ہمارے مرشد علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے استغفار وعبادت کا یہ عالم تھا کہ جب آپ نماز پڑھتے تو آپ کو دنیا کی کچھ خبر نہیں رہتی تھی۔ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین میں سورۂ علق کی ان آیت کی تفسیر ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرات عشرۂ مبشرہ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اس سے مراد حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی ذات والا ہے۔

خلفائے راشدین اور عشرۂ مبشرہ کے بعد اصحابِ صفہ ان صفاتِ ستودہ کا مظہر کامل تھے یہ وہ غریب ونادار حضرات تھے جو محض اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں مکہ شریف سے اپنا گھر بار چھوڑ دیارِ رسول میں آگئے تھے، رہنے کا کہیں ٹھکانہ نہ تھا، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

مسجد نبوی کے قریب ایک چبوترا (صفہ) تعمیر کروادیا تھا۔ (اللہ تعالیٰ کے احسان سے ناشر نے یہیں اسی جگہ پر ۲۰۱۱ء میں و۲۰۱۲ء میں اپنی ازواج کے ساتھ حج کے موقع پر یہاں نفل، سنتیں، فرض نمازیں ادا کرنے کا اور درود وسلام پڑھنے کا شرف ملا تھا۔) اس چبوترے پر ان حضرات کے شب وروز تنگدستی اور عسرت میں بسر ہوتے تھے اور یہ حضرات عبادتِ الٰہی اور مجاہدِ نفس میں اپنے شب وروز بسر فرماتے تھے۔ قرآن پاک اور حدیث شریف میں ان کا ذکر بڑی تفصیل سے آیا ہے۔ یہی حضرات دورِ اول یا دورِ رسالت وخلافتِ راشدہ کے اربابِ تصوف ہیں۔ خاص طور پر صوفیانہ خصائل کی صحیح تصویر تھے، یہی صوفیانہ خصائل وکردار بعد کے اربابِ حال اور اصحابِ تصوف کیلئے نمونۂ تقلید بن گئی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حالات کا مشاہدہ فرمانے کے بعد اس طرح ان کو خوش خبری اور بشارت تھی۔

اے اصحاب صفہ! تمہیں بشارت ہو پس میری امت سے جو لوگ ان صفات سے متصف ہوں گے۔ جن سے تم متصف ہو اور ان پر رضامندی سے قائم رہیں گے تو وہ بیشک جنت میں میرے ہم نشین ہوں گے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی بشارت اور حضرت والا کا یہی ارشاد تصوف کی عملی زندگی کا بنیادی نکتہ ہے۔ تصوف کے دور عروج تک صوفیائے کرام کی پاکیزہ زندگیاں اور ان کے پاکیزہ نفوس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کو منتہائے مقصود بنائے رہے اور یہی بے سروسامانی ان کا سرمایۂ زندگانی تھا۔ فقر فخری ان کا تاجِ شاہانہ تھا۔

دورِ تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین

تصوف کے دورِ اول کے سلسلے میں مختصراً عرض کر چکا۔ تصوف کا دوسرا دور تابعین کا دور ہے۔ یہ دور تقریباً ایک سو سال کی مدت پر پھیلا ہوا ہے یعنی ۳۴ ہجری سے ۱۵۰ ہجری تک اس دورِ تابعین میں اصحابِ تصوف میں دو بزرگ ہستیاں بہت نمایاں ہیں۔ ایک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ (جنہوں نے سلوک میں نظریۂ اویسی کی بنیاد کھڑی کی) اور دوسری بزرگ ہستی حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ قرن کے رہنے والے تھے اور عہدِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بحیات تھے۔ لیکن شرفِ دیدار حاصل نہ کر سکے۔ محبتِ

رسول کا یہ عالم تھا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پُرعظمت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر آپ کو پہنچایا۔ آپ کے متعلق بہت سے واقعات تاریخ تصوف میں موجود ہیں۔ محبت رسول اور یادِ الٰہی میں آپ کی وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ آپ جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتے تھے جب لوگ روتے تھے تب آپ ہنستے تھے اور جب یہ لوگ ہنستے تھے تو آپ رونے لگتے تھے۔ آپ مدتوں تک بادیہ گردی کرنے کے بعد کوفہ چلے گئے اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل ہوگئے۔ ۳۷ ہجری میں جنگِ صفین میں جامِ شہادت نوش کیا۔ (۲) وہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا صحیح سالِ پیدائش تو تحقیق نہیں ہوسکا البتہ آپ کا سالِ وفات ۱۱۰ ہجری مطابق ۷۳۸ عیسوی ہے۔ آپ مشہور تابعین سے ہیں۔ آپ کو بکثرت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے فیض صحبت حاصل ہوا۔ زہد وورع وصبر اور خشیت الٰہی آپ کے خاص اوصاف تھے۔ خضوع وخشوع کا یہ عالم تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ جس نماز میں دل حاضر نہ ہو وہ نماز عذاب سے زیادہ قریب ہے۔ تابعین میں آپ کے علاوہ اور بھی صوفیائے کرام موجود تھے لیکن تاریخی اعتبار سے مذکورہ حضرات زیادہ نمایاں شخصیت کے مالک ہیں، تصوف کے بہت سے سلسلے آپ سے شروع ہوتے ہیں۔

دورِ تبع تابعین

تبع تابعین میں جو صوفیائے کرام گزرے ہیں ان کا دور ۱۵۱ ہجری مطابق ۷۶۸ عیسوی سے ۳۵۰ ہجری مطابق ۹۶۱ عیسوی متعین کیا گیا ہے۔ اس دو سو سالہ دور میں اسلامی تصوف کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں مختصراً یہ کہ اس دورِ تصوف کا دورِ زریں کہلاتا ہے۔ اس دور کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ جہاد، عباد اور نساک حضرات کو صوفی کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔ لفظ صوفی کا سب سے پہلے استعمال (صوفی ابوالہاشم رحمۃ اللہ علیہ متوفیٰ ۱۵۱ ہجری مطابق ۷۳۸ عیسوی) سے ہوا۔ وہ دنیائے تصوف میں سب سے پہلے صوفی سے مخاطب کیے گئے۔ حضرت ابوہاشم رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کے رہنے والے تھے لیکن ان کا انتقال شام میں ہوا۔

مسجدیں اس دور میں خونریزی اور سفاکی کی آماجگاہ بن گئی تھیں۔ سکونِ قلب اور خضوع وخشوع کے ساتھ ان مسجدوں میں ذکرِ الٰہی ممکن نہ تھا۔ اس لئے ابوالہاشم کوفی نے شام کے مالک

رملہ میں عیسائیوں کے صومعہ کی طرح روحانی تربیت اور ذکرِ الٰہی کے لئے سب سے پہلے خانقاہ تعمیر کرائی۔ تبع تابعین کے دور میں نظری اور عملی تصوف میں بہت سی تبدیلیاں وجود میں آئیں۔ ترکِ دنیا کا مفہوم عہدِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف اس قدر تھا کہ اس کے ساتھ یہ حکم بھی موجود تھا کہ یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے گویا دست بہ کار دل بہ یار لیکن تبع تابعین کے دور میں ترکِ دنیا کا مفہوم یکسر بدل گیا۔ بادیہ پیمائی صحرا نشینی اور ترکِ تعلقات کا نام ترک دنیا رکھا گیا اور اس کا سبب وہی ملکی انتشار اور سیاسی ابتری تھا۔

حبِ الٰہی کا نظریہ پہلے بلاواسطہ تھا یعنی اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو الٰہی کے حصول کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

(آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھنا چاہتے ہو تو تم میری اتباع اور پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔) سب پر نظریہ بلاواسطہ ہو گیا۔ اب بذریعۂ ذکر و مراقبہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی جانے لگی۔ حضرت رابعہ عدویہ (متوفی ۸۵ ہجری مطابق ۸۰۱عیسی) سے یہ نظریہ وجود میں آیا۔ یہ محترمہ بھی بصرہ کی رہنے والی تھیں۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۵ ہجری مطابق ۸۵۹عیسوی) نے نظریہ وحدت الوجود کو پیش کیا۔ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے (متوفی ۲۶۱ ہجری مطابق ۸۷۵عیسوی) تبع تابعین کے دور کے مشائخ عظام میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۹۷ ہجری مطابق ۹۱۰ عیسوی) تبع تابعین میں بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ حضرت داتا گنج بخش ان کو شیخ المشائخ طریقت میں اور امام الائمہ شریعت میں تسلیم کرتے ہیں۔ آپ بھی نظریۂ وحدت الوجود کے زبردست ہمنوا تھے۔ حسین بن منصور حلاج (متوفی ۳۰۹ ہجری مطابق ۹۳۲عیسوی) یہ فارس کے شہر بیجا کے رہنے والے تھے۔ مدتوں مرشد کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ آخرکار پھرتے پھرتے بغداد پہنچے اور حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ نظریۂ وحدت الوجود میں توکل اور انتہاپسندی کی بدولت ان کو ۹۳۶عیسوی میں سولی پر چڑھا دیا گیا۔ حضرت ابوبکر شبلی (متوفی ۳۳۴ ہجری مطابق ۹۴۹ عیسوی) تبع تابعین کے دور کے مشہور صوفی اور سرخیل سلاسلِ طریقت ہیں۔ آپ بھی

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور نظریۂ وحدت الوجود کے زبردست اور عظیم داعی تھے۔ دورِ تبع تابعین میں ان مشاہیر صوفیائے کرام کے علاوہ اور دیگر حضرات اور ان حضرات کے مریدنے اطراف واکناف ممالکِ اسلامیہ میں پھیلے ہوئے تعلیم طریقت اور اس کی اشاعت میں مصروف ہیں۔

اب میں ہندوستان میں اس وقت موجود مشائخ سلسلہ جو اس وقت اپنی روحانی طریقہ کار خدمت انجام دیتے ہیں ان کی نامزنی دینے کی فہرست لکھتا ہوں۔ حالانکہ دنیا کے ہر گوشہ گوشہ میں تقریباً ۳۷۱سلسلوں کے نام سے خدمت اسلام کی انجام دیتے ہیں۔ خیر، ہم ہند کے بڑے سلسلوں کی فہرست دیکھیں۔

(۱) سلسلۂ ادریسیہ (سلسلۂ کبرویہ کی یمن شاخ)

(۲) جلالیہ بخاریہ (سلسلۂ سہروردیہ کی شاخ اوچ میں مخدوم جہاں نیاں رحمۃ اللہ علیہ سے)

(۳) غوثیہ (ستاریہ سلسلہ کی ہندوستان کی شاخ)

(۴) قادریہ (۵) ملامتیہ (۶) خواجگاہ نقشبندیہ

(۷) کبرویہ (۸) مداریہ (ہندوستان) (۹) مغربیہ

(۱۰) چشتیہ (۱۱) ناصریہ (شاذلیہ کی شاخ) (۱۲) رسول شاہیہ (گجرات)

(۱۳) ستاریہ (۱۴) سہروردیہ (۱۵) طیفوریہ۔

لیکن ہم ان سلسلوں کا تذکرہ کریں گے یا لکھیں گے تو کتاب موٹی ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے ہم انہی سلسلوں کو لکھے جو آج مشہور اور مقبول ہے۔ جن کا تذکرہ نیچے لکھ رہا ہوں۔

(۱) قادریہ سلسلہ:

قادریہ سلسلہ کی تنظیم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے قریب ۵۰ سال بعد ہوئی، ہندوستان میں سلسلۂ قادریہ کے سب سے پہلے بزرگ حضرت شیخ نورالدین مبارک غزنوی ہیں۔ (اخبار الاخیار کے مطابق آپ حضرت شیخ شہاب الدین سہروری المتوفیٰ ۶۳۳ ہجری) کے خلیفہ تھے۔ سہروردی سلسلۂ قادریہ میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

خلیفہ اور صحبت یافتہ تھے۔ حضرت عبدالقادر جیلانی کے خاندان اور نسب والا شان سے تعلق رکھنے والے بزرگان بغرض اشاعتِ اسلامی اور ترویج روحانیت ہندوسندھ کے علاقہ میں نویں صدی ہجری سے آتے رہے ہیں۔ انہی میں مشہور قادری بزرگ حضرت سید محمد غوث قادری حلبی گیلانی ۷۸۸ھ ہجری میں ہندوستان تشریف لائے اور اوچ میں مقیم ہوئے۔ اسی سلسلہ میں ایک دوسرے بزرگ سید بہاء الدین گیلانی بہاول شیر قلندر کا نام بھی آتا ہے۔ انہوں نے ۹۷۳ھ ہجری میں وفات پائی اور **اس سلسلہ کے سب سے پہلے گجرات میں تشریف لانے والے شیخ شمس الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ آئے۔** آپ نے حضرت شیخ اسماعیل بن ابراہیم جبروتی سے فیض حاصل کیا تھا اور وہی فیض و برکات سے گجرات کی سرزمیں پر قادریہ سلسلہ سے عوام کو فائدہ پہنچایا تھا۔ ان کے بعد بہادر شاہ بادشاہ نے شیخ جمال بن الحسین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو گجرات بلایا۔ آپ کی وفات ۹۷۱ھ ہجری میں ہوئی تھی ان کے بعد آپ کے بیٹے شیخ یتیم اللہ کی وفات ۱۰۰۹ھ میں ہوئی۔ وہ بھی بڑے پایہ کے مشائخ تھے۔ یہی سلسلے شیخ عبدالفتاح عسکری رحمۃ اللہ علیہ جو جید شیخِ طریقت و باعمل عالم تھے۔ آپ احمد آباد میں رہتے تھے اور ایک عظیم قادریہ سلسلہ کے نامور بزرگ بالا حضرت سید عبدالصمد خدانما بھی جلوہ گر تھے۔ ان کا مزار احمد آباد کے مشہور تین دروازہ کے قریب ایڈوانس سنیما کی گلی میں ہے۔ بندے ناشر نے کئی بار وہاں نماز و فاتحہ خوانی کی ہے۔ اور ان کے سجادہ نشین جناب پیرزادہ حکیم محمد عثمانیہ صاحب ہیں جو ٹوپی والا کالوپور میں رہتے ہیں۔ ان کے دونوں بیٹے جناب حاجی ابراہیم صاحب، جناب حاجی اسماعیل بھائی صاحب میرے عزیز دوست ہیں۔ حضرت سید عبدالصمد خدانماں کی وفات ۱۱۰۹ھ ہجری میں ہوئی اور آپ کا عرس ۵/ جمادی الاول میں آتا ہے۔

(۲) سلسلۂ خواجگان سلسلۂ نقشبند :

اس سلسلہ کا قیام سب سے پہلے ترکستان میں ہوا۔ یہ اپنی تعلیم محبت کے باعث ان کی اجتماعیت کا اہم جزو بن گیا۔ خواجہ احمد لیسوی (المتوفی ۱۱۶۶ء) اس سلسلہ کے سرخیل ہیں۔ جنہیں لوگ خواجہ عطا کہتے تھے۔ ان کے بعد خواجہ عبدالخالق غجدوانی (المتوفی ۱۱۷۹ء) کے ذریعہ اس سلسلہ کے روحانی نظام کو استحکام ملا۔ آپ کی وفات ۱۲/ ربیع الاول ۵۷۵ھ ہجری میں ہوئی۔ مزار

مبارک غجدوان میں ہے۔ ان کے بعد حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش ۴/ محرم ۷۱۸ھ ہجری میں ہوئی) آپ کے سادات حسنی سید ہیں۔ عمر شریف ۷۳ سال پورے ہوئے پیر کے روز ۳/ ربیع الاول کو ۷۹۱ھ ہجری مطابق ۱۳۸۸ھ عیسوی وفات ہوئی۔) مزار مبارک بخارا شریف (رشیا) میں ہے۔ آپ کی ذاتِ بابرکات تھی جس کی وجہ سے اس سلسلہ کو قبولیتِ عام اور شہرتِ دوام ملی، ان کی بے پناہ جدوجہد کی وجہ سے ہی آپ کے بعد اس سلسلہ کا نام سلسلۂ نقشبندیہ کے طور پر مشہور اور مقبول ہوگیا۔ اکبر بادشاہ کے عہد میں حضرت خواجہ باقی باللہ نے نقشبندی سلسلہ کو ہندوستان میں استحکام بخشا۔ ان کے حلقۂ مریدین میں سے ایک بڑی ہی نامور شخصیت حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ہیں۔ اس سلسلہ کی ترویج و اشاعت میں آپ نے بڑا کردار ادا کیا ہے۔ تحریکِ تصوف میں مجدد صاحب کی ایک بڑی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے شریعت اور سنت کی اتباع پر زور دے کر رسمی طور پر داخل ہوجانے والے غیر اسلامی عناصر کو اسلامی فکر سے بالکل علیحدہ کر دیا۔ اور تحریکِ تصوف میں پھر سے نئی جان ڈال دی۔ اس سلسلہ کے مشہور بزرگوں میں مثلاً خواجہ محمد معصوم خواجہ سیف الدین، شاہ ولی اللہ، مرزا مظہر جانِ جاناں اور شاہ غلام علی نے سلسلہ کی ترویج و اشاعت میں بیحد کامیاب کوشش کی۔ **یہ ہوئی ہندوستان کی تاریخ گجرات میں نقشبندی سلسلہ کی بنیاد سب سے پہلے شیخ حضرت نورالدین ابوالفتاح شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل ہوئی۔** آپ میر سید شریف کے خلیفہ تھے۔ اس کے بعد کئی مدتوں کے بعد خواجہ جمال الدین خوارزمی آئے۔ اور آپ سورت شہر میں جلوہ گر رہے۔ آپ کی وفات ۱۰۶۶ھ ہجری میں سورت میں ہوئی یہیں آپ کا مزار ہے۔ آپ کے بعد آپ کی اولاد میں خواجہ ابوالحسن، خواجہ سید محمود، خواجہ نورالحسن خواجہ فیض الحسن خواجہ نورالاعلیٰ وغیرہ کئی مدتوں تک علمِ الٰہی اور علمِ نبوی کے روشن مینار رہے۔ اور ہزاروں لوگوں نے آپ کے فیوض و برکات سے فائدہ حاصل کیا۔ ان میں خواجہ محمد دہداری رحمۃ اللہ علیہ خواجہ جمال الدین (خواجہ دانا) رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ مولانا عبدالرحمٰن جامی سے فیض لیا تھا۔ آپ ہم زمانہ تھے آپ کے ہاتھ پر مقام کامریج ضلع سورت کا مشہور راجا تانسین نے اسلام قبول کیا تھا جو کامریج کا آخری راجہ تھا۔ اسلام لانے کے بعد

بختیار نام سے مشہور ہوئے۔ اسی راجہ تانسین عرف بختیار نے خواجہ محمد دہدار کا روضہ وگنبد بنوایا تھا۔ حضرت خواجہ دہدار رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۹ محرم ۱۰۱۶ھ ہجری مطابق ۱۶۰۷ء عیسوی میں ہوئی۔ آپ کا مزار سورت موضع ہری پورا علاقہ میں ہے۔ (بندے ناشر کو کئی بار اس بارگاہ میں جانے کا موقع ملا ہے اور روحانی غذا سے سیراب ہوا۔)

(۳) سلسلۂ شاذلیہ :

یہ سلسلہ شیخ ابوالحسن علی شاذلی بن عبداللہ شریف حسینی سے منسوب ہے جو اسکندریہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ولادت ۵۵۶ھ ہجری میں مراکش میں ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے آپ کو مغربی بھی لکھتے ہیں۔ آپ کے آباء کا نسب حضرت امام حسن بن علی مرتضٰی سے جا ملتا ہے۔ آپ اپنے مریدوں کو کسی بھی میٹھے چشمہ سے پیاس بجھانے سے منع نہیں فرماتے تھے۔ اور ان سے کہتے تھے کہ کسی بھی ولی اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض پانے کی آپ کو میری طرف سے اجازت ہے طریقہ الگ ہے میں سندِ شجرہ کا قائل نہیں۔

(۴) سلسلۂ کبرویہ :

اس سلسلہ کے بانی حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ (المتوفیٰ ۱۲۲۱ء عیسوی) تھے ان کا نظامِ اصلاح وتربیت غیر معمولی طور پر مؤثر تھا۔ یہ طریقہ کچھ ایسا حیات بخش تھا کہ وہ جس پر توجہ فرما دیتے پتھر بھی ہوتا آئینہ بن جاتا۔ اس بنا پر ان کو ''شیخ ولی تراش'' (یعنی ولی بنانے والا بزرگ) کہا جاتا تھا۔ ہندوستان میں طریقِ سلوک سے متعلق دو تصانیف بہت مشہور ہیں۔ آپ نے منگولوں کا (مغلوں) مقابلہ کرتے ہوئے شہادت حاصل کی۔ لیکن آپ کے مریدین نے انہی منگولوں میں ایسا کام کیا کہ وہ گروہ در گروہ مسلمان ہوتے گئے۔ ان میں شیخ مجدالدین بغدادی (المتوفیٰ ۱۲۱۹ء عیسوی) شیخ سعید الدین حموی (التوفیٰ ۱۲۵۲ء عیسوی) شیخ رضی الدین علی لالا (المتوفیٰ ۱۲۴۴ء عیسوی) شیخ سیف الدین باخرجی (المتوفیٰ ۱۲۶۰ء عیسوی) اور شیخ بہاء الدین والدِ مولانا جمال الدین رومی کے نام خاص ہیں۔ خواجہ فریدالدین عطار، شیخ مجدالدین بغدادی کے مرید تھے۔ کبرویہ سلسلہ کی بعد میں بہت سی شاخیں بن گئیں۔ مثلاً فردوسیہ، حمادیہ، اشرفیہ وغیرہ شیخ

سیف الدین باخرجی کے مرید شیخ بدرالدین سمرقندی نے فردوسی سلسلہ کو ہندوستان میں روشناس کرایا۔ بعد میں یہی تینوں سلسلہ سید علی ہمدانی شیخ شرف الدین یحیٰ منیری (المتوفیٰ ۷۸۲ھ ہجری مطابق ۱۳۸۰ء عیسوی) اور سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی (۸۰۸ھ ہجری مطابق ۱۳۸۰ء عیسوی) کے نام سے منسوب ہو کر خوب پھلے پھولے۔ سلسلۂ فردوسیہ کے متعلق اہلِ تصوف کی دورائے ملتی ہیں۔ بعض اسے شیخ نجم الدین کبریٰ سے منسوب کر کے کبرویہ میں داخل کرتے ہیں۔ تو بعض سہروردیہ بتاتے ہیں۔ سلسلۂ فردوسیہ کا آغاز دہلی سے ہوا تھا لیکن اس کی نشو ونما، شہرت اور وسعت بہار کے حصہ میں آئی۔ دیورہ میں خاندان سادات عباسیان کے درمیان بھی قادریہ، چشتیہ، ستاریہ کے علاوہ خاص طور پر سلسلۂ فردوسیہ بھی مرکزِ توجہ رہا۔ اور قاضی شاہ محمد عباس دیوروی کے ذریعہ اسے بڑا فروغ حاصل ہوا۔

(۵) سلسلۂ چشتیہ :

ہندوستان میں صوفیائے کرام کا آنا چوتھی صدی ہجری کے آخر سے شروع ہو چکا تھا۔ مدتوں تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کامل اور زمانہ ساز شخصیت تھی۔ آپ نے دعوت وتبلیغ اور ارشاد کے لئے اجمیر کو اپنا ٹھکانہ بنایا۔ آپ کو سلسلۂ چشتیہ کے بانیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ۵۸۸ھ ہجری میں اجمیر میں راجہ پتھورا (پرتھوی راج چوہان) کی حکومت تھی۔ خواجہ غریب نواز کو بڑی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ مگر یہ مردِ مجاہد کوئی عام آدمی نہ تھا یہ اللہ تعالیٰ کا مقبول اور اللہ تعالیٰ کے رسولِ برحق کا دل کا ٹکڑا تھا۔ جو سنجر میں پیدا ہوا اور شیخِ باکمال حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی پاک صحبت کا اثر رکھنے والے غریب نواز کے عزمِ معظم کا کمال تھا کہ آپ نے اس علاقہ میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ حضرت خواجہ غریب نواز کے علاوہ اور بھی چشتی بزرگ اس زمانے میں ہندوستان آئے۔ مثلاً ترکستان سے حضرت محمد ترک نانرنولی ہندوستان آئے۔ اور نارنول میں سکونت پذیر ہوئے۔ وہیں ۶۴۲ھ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے سامنے ہی اپنے چہیتے مرید خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو سلسلہ کی نشر واشاعت کے لئے مقرر کر دیا تھا۔ ان کے

ذریعہ شمالی ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ کو زبردست عروج حاصل ہوا۔ سلسلہ کی اشاعت کے تعلق سے شیخ قطب الدین بختیار کاکی کے بعد شیخ حمید الدین صوفی سوالی ناگوری کا نام کافی مشہور ہے۔ شیخ ناگوری صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کی کتاب ''اصولِ طریقت'' کافی مشہور ہوئی۔ آپ نے ۶۷۲ھ مطابق ۱۲۷۳ء میں وصال فرمایا۔ ناگور راجستھان میں آپ کا آستانہ فیض وبرکات کا سینٹر ہے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے بہت سارے خلفاء ہوئے لیکن حضرت فرید الدین گنج شکرؒ اور شیخ بدرالدین غزنوی نے سلسلہ کی ترویج اور اشاعت میں کافی شہرت حاصل کی ہے۔

بابا فرید گنج شکر نے شروعات میں دہلی میں کافی جدوجہد کی، اس کے بعد آپ ہانسی گئے اوراجودھن میں مقیم ہوگئے۔ جس کی وجہ سے چشتیہ سلسلہ کی کافی اشاعت ہوئی۔ آپ کا نام خاص طور سے پورے ہندوستان میں اور شمالی ہند میں مشہور ہوگیا تھا۔ لوگ دور دور سے آپ سے ہدایت حاصل کرنے کو حاضر ہوتے۔ انہی میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ بابا فرید نے مضبوط نظامِ اصلاح وتربیت کے ذریعہ مریدین کا ایسا گروہ تیار کیا جس نے چشتیہ سلسلہ کی خانقاہوں سے ملک کے گوشہ گوشہ کو آباد کردیا۔ آپ کے خلفاء میں شیخ جمال الدین ہانسوی، شیخ بدرالدین اسحاق، شیخ نظام الدین اولیاء، شیخ علی احمد صابر کلیری اور شیخ عارف جیسی شخصیات شامل ہیں۔ ان سب میں نظام الدین اولیاء اس بات میں سب سے الگ نظر آتے ہیں کہ ان کے ذریعہ ہی چشتیہ سلسلہ کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ دہلی میں ان کی خانقاہ پر آدھی صدی سے زیادہ تک لوگوں کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ اور رشد وہدایت کے دروازے سب پر کھلے رہتے تھے۔ آپ نے اپنے بہت سارے خلفاء کو پورے ہندوستان میں دور دور تک سلسلہ کی اشاعت کی غرض سے بھیجا تھا۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی نے اس سلسلہ کو وسعت اور استحکام بخشا۔ آپ نے دہلی کے نامناسب حالات میں بھی سلسلہ کی خوب خوب اشاعت کی۔ تراب نامی قلندر نے آپ پر چھرے سے حملہ کردیا۔ اس حادثہ کے تین سال بعد ۷۵۷ھ مطابق ۱۳۵۶ء میں آپ نے وصال فرمایا۔

شیخ سراج الدین المعروف بہ اخی سراج نے بنگال کی زمین پر چشتیہ سلسلہ کو آگے بڑھانے

میں بڑی محنت کی ہے۔ آپ کے سب سے زیادہ مشہور خلیفہ شیخ علاء الحق بن اسعد پنڈوی بنگالی تھے۔ انہوں نے پنڈوا میں ایک بڑی خانقاہ قائم کی اور سلسلہ کی تعلیمات کو عام کرنے لگے۔ ان کے بعد حضرت نور قطبِ عالم پنڈوی اور میر سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اس سلسلہ کو بہت فروغ دیا۔

حضرت شیخ برہان الدین غریب نے سرزمینِ دکن میں سلسلہ کی اشاعت اور اس کی تعلیم کو رواج دینے میں بہت محنت کی ہے۔ آپ اپنے مریدوں کی اصلاح اور تربیت پر بطورِ خاص محنت کرتے تھے۔ ان کے مرید شیخ زین الدین نے بھی سلسلہ کو پھیلایا۔ اسی زمانے میں اسی سلسلہ کے ایک اور مشہور بزرگ حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز بھی دکن پہنچے۔ آپ کی ذات سے دکن میں چشتیہ سلسلہ کو بہت فروغ حاصل ہوا ہے۔ گلبرگہ (کرناٹک) میں آپ نے ایک عظیم الشان خانقاہ قائم کی۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ اعلیٰ درجے کے شارح تھے۔ آپ کے خلفاء میں شاہ یداللہ، شیخ علاء الدین گوالیاری، شیخ محمد اکبر حسینی، سید یوسف حسینی، شیخ ابوالفتح قریشی، سید سدالدین اودھی، شیخ فخر الدین بغدادی، شیخ زادہ شہاب الدین اور قاضی محمد سلیمان خاص طور سے مشہور ہوئے۔ حضرت گیسو دراز کے خلفاء ومریدین اور ان کی تصنیف وتالیف دونوں نے زبردست کام کیا اور تصوف کے خیالات کو عام وخاص سب تک پہنچایا۔

گجرات میں چشتیہ سلسلہ کا کام حضرت قطب الدین بختیار کاکی اور نظام الدین اولیاء کے عہد سے کچھ نہ کچھ ہوتا رہا لیکن باقاعدہ طور پر نشر واشاعت معرکہ علامہ کمال الدین، شیخ یعقوب، شیخ کبیر الدین ناگوری، اور سید کمال الدین کج بینی نے انجام دیا۔ علامہ کمال الدین (المتوفی ۷۵۷ھ) حضرت چراغ دہلوی کے خلیفہ اور بھانجے تھے۔ ان کی اولاد میں برابر بافیض اور باصلاحیت بزرگ پیدا ہوتے رہے جن سے چشتیہ سلسلہ گجرات میں رو بہ ترقی رہا۔ شیخ یعقوب (المتوفی ۷۵۷ھ مطابق ۱۳۹۵ء) مولانا خواجگی کے فرزند اور شیخ زین الدین دولت آبادی کے خلیفہ تھے۔ شیخ کبیر الدین ناگوری (المتوفی ۸۵۸ھ مطابق ۱۴۵۴ء) حضرت شیخ حمید الدین صوفی سوالی ناگوری کے پوتے تھے۔ حضرت علامہ کمال الدین دہلوی کی اولاد

سے لمبے عرصہ تک بزرگ پیدا ہوتے رہے۔ یہ سلسلہ ۱۲ اویں صدی تک جاری رہا آپ سے گجرات کے لوگ فیض و برکتیں پاتے رہے، لیکن کہنا نہ چاہئے کہ ایک وقت یہ سلسلہ ختم ہوگیا تھا۔ جب ایک بزرگ شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رہے تھے۔ سلسلہ اور خاندان کے بزرگ حضرت شیخ یحیٰ بن محمد گجرات سے (وفات ۱۰۱۱ھ) روحانی برکتیں حاصل کرنے دہلی گئے اور پھر ہندبھر میں یہ فیض و برکات کا سلسلہ جاری ہوا۔ حضرت مولانا فخر الدین دہلوی اسی سلسلہ کے بزرگ تھے۔ شیخ یعقوب بن خواجگی وفات ۷۹۸ ہجری فصوص الحکم کتاب پڑھنے میں خاص کمال رکھتے تھے۔ آپ کی پٹن میں خانقاہ تھی آپ سے حضرت سید محمد قطبِ عالم عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فیض حاصل کیا تھا۔ شیخ رکن الدین مودود، وفات (۸۴۲ھ) شیخ فرید الدین مسعود کی اولاد تھے لیکن چشتیہ سلسلہ شیخ محمد بن احمد مودود سے حاصل کیا تھا اور انہیں اپنے والد اور دادا سے فیض ملا تھا۔ ہندوستان میں یہ چشتیہ سلسلہ خواجہ معین الدین اجمیری کے بغیر (واسطے) ان کے پاس پہنچا ہے۔

اس سلسلہ میں شیخ عزیز اللہ، شیخ رحمۃ اللہ، شیخ بہاء الدین، شیخ متقی وغیرہ بڑے درجے کے بزرگ ہوئے۔ انہی مشائخ چشتیوں سے دکن اور گجرات کے عوام کو بڑا فائدہ پہنچا ہے۔ شیخ کبیر الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۵۸ء میں احمد آباد میں وفات پائی۔ آپ نے مصباح النحو کتاب تفصیل سے لکھی ہے۔ چشتی سلسلہ کے تقریباً ۳۰ سے زیادہ حضرت نظام الدین اولیاء کے خلیفہ پٹن میں ہیں۔ احمد آباد میں کافی بزرگ آرام فرما ہیں۔ دھولکا میں حضرت شاہ چشتی سرخیز میں حضرت شیر علی اور دیگر علاقوں میں بھی چشتیہ سلسلہ کے خلفاء و مریدین کا انا ساگر آج بھی دھوم مچاتا ہوا نظر آتا ہے۔

صوبۂ بہار میں حضرت آدم صوفی حضرت فریدالدین تبلیہ بخش خلیفہ نور قطبِ عالم اور جمال الحق بندگی کے ذریعہ چشتیہ سلسلہ نے وسعت پائی۔ حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین بہاری کے زمانے میں ہی بلکہ ان سے قبل ہی سلسلہ چشتیہ بہار کے مختلف حصوں میں پہنچ چکا تھا۔ حضرت فریدالدین گنج شکر کے مرید و خلیفہ حضرت خضر یارہ دوست نے چشت جماعت خانہ قائم کیا تھا۔ جس کی یادگار کے طور پر بہار شریف کا محلّہ چشتیہ آج بھی آباد ہے۔ اسی طرح میر

سید السادات شاہ یاسین خلیفہ، حضرت مولانا وجیہ الدین ابن نصر اللہ العلوی نے سلسلہ چشتیہ کی بھی زبردست اشاعت کی اور آپ کے بعد آپ کے خلیفہ حضرت مولانا شاہباز بھاگلپوری نے بھی سلسلۂ چشت کو مضبوط بنایا۔ عظیم آباد اور پٹنہ کے علاقوں میں مختلف خانقاہِ دیگر سلاسل کے علاوہ چشتیہ سلسلہ کے فیضان سے شاد و آباد رہی۔ یہاں چشتیہ سلسلہ، سلسلۂ ابوالعلائیہ کی صورت میں بہار کی مختلف خانقاہوں میں پہنچا۔

سلسلہ چشتیہ کی دوسری مضبوط شاخ صابریہ کہلاتی ہے۔ حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری کے جانشین شیخ شمس الدین ترک تھے۔ وہ مرشد کے حکم کے مطابق پانی پت میں ہی تلقین وارشاد کرتے رہے۔ (المتوفی ۷۱۸ء مطابق ۱۳۱۸ء) ان کے بعد شیخ جمال الدین پانی پتی جانشین ہوئے۔ جن کے ۴۰ خلفاء تھے۔ ان کی خانقاہ رُدولی شریف میں ہے۔ شیخ کلیم اللہ دہلوی نے دہلی، دکن، پنجاب، ملتان، تونسہ، چاچڑان کوٹ اور مٹھن وغیرہ میں چشتیہ سلسلہ کی زبردست اشاعت کی، آپ ہی کے عظیم مرید و خلیفہ شاہ نور محمد مہروی نے پنجاب میں چپہ چپہ پر چشتیہ سلسلہ کی خانقاہیں آباد کروائیں۔ شاہ فخر الدین کے ایک خلیفہ شاہ نیاز احمد بریلوی کے ذریعہ بھی اس سلسلہ کا بہت فروغ ہوا۔ انہوں نے روہیلکھنڈ میں اپنی خانقاہ بنوائی۔ اسی طرح ہند، پاک، بنگلہ دیش، عرب و عجم، یوروپ و افریقہ، امریکا، آسٹریلیا، کینیڈا، رشیا اور پوری دنیا میں آج ہمارے غریب نواز کے دامنِ رحمت میں آنے والے سبھی مذہب اور ملت کے لوگ فیضیاب ہیں۔ آپ کے آستانۂ پاک پر ہند اور دیگر دیش، ملک کے نامور ہستیاں ۸۰۰ سال سے اپنا خالی دامن لے کر آتے ہیں اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوکر دینی دنیوی مسائل میں کامیابی پاتے ہیں۔ اسی لئے آپ کی ذاتِ پاک پر درود و سلام کا نظرانہ پیش کرتے ہیں۔

(۶) سلسلۂ ستاریہ :

حضرت شاہ ابوعبداللہ ستاری پندرہویں صدی میں ایران سے ہندوستان تشریف لائے۔ آپ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں تھے۔ علومِ نبوی اور فیضانِ شتاری لے کر ہندوستان آئے تب آپ نے فرمایا، ہے کوئی خدا کا چاہنے والا تو آئے تاکہ اسے

میں خدا تک پہنچانے کی راہ دکھاؤں، اس سلسلہ کے بزرگوں کو ہندوستان میں حضرت شاہ عبداللہ شتاری کے اولاد شیخ حافظ جونپوری کی خدمت کا بھی فیض پہنچا ہے۔ ان کے علاوہ جونپور کے ہی شیخ بدھن اور بدولی کے شیخ ولی شتاری نے بھی سلسلہ کو آگے بڑھانے میں اور لوگوں تک اس کا فیض عام کرنے کی کوشش کی۔ خواجہ گنج شکر کی نسل سے امیر سید علی قوال شیخ زکریا کے برادرزادہ شیخ حاجی ابن شیخ علم الدین نے بھی شتاری سلسلہ کو ترقی دی۔

جب شاہ عبداللہ شتاری نے سفر آخرت اختیار فرمایا تب ان کا خرقۂ خلافت شیخ محمد علی یعنی شیخ کازن کو ملا۔ اور ان کے بعد شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست کو حاصل ہوا۔ اور ان کے بعد شیخ ظہور حاجی حامد حضور کی خدمت میں پہنچا، ان کے بعد منصبِ ہدایت واجازت اور مژدۂ قطب الاقطابی حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری کو پہنچا۔ جنہوں نے انجمن کو طرح طرح کی معرفتیں اور حقیقتیں بیان کر کے نئی وضع کا انجمن بنایا۔ شاہ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کا (۹۷۰ھ مطابق ۱۵۶۲ء) سلسلۂ نسبت خواجہ فریدالدین عطار (۶۲۸ھ مطابق ۱۲۳۰ء) سے ملتا ہے۔ آپ کے پردادا معین الدین قتال ہندوستان تشریف لائے اور جونپور میں انتقال فرمایا۔

شاہ محمد غوث جامع علوم وفنون تھے۔ اور معقول ومنقول پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ جواہرِ خمسہ اور اورادِ غوثیہ اور بحر حیات آپ کی مشہور تصانیف ہیں آپ کے اخلاق کا یہ اثر تھا کہ کثرت کے ساتھ لوگ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوتے تھے۔ آپ کی خانقاہ غوث پورا میں مجلس سماع کا انعقاد زبردست انداز میں ہوتا تھا۔ میاں تانسین جو فنِ موسیقی کے مشہورِ زمانہ استاد تھے آپ ہی کے مرید تھے۔ ان کا مزار بھی شیخ کے پاؤں (قدموں کی جانب) میں ہے۔ آپ کے بے شمار خلفاء تھے جن میں حضرت شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ (۹۹۷ھ مطابق ۱۵۸۸ء) جیسے جلیل القدر عالم بھی شامل تھے۔ آپ سلطان محمود بیگھڑ کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا نام سید احمد اور لقب وجیہ الدین اور آسمانی خطاب علی ثانی تھا۔ آپ حنفی مذہب ستاریہ شرف تھے۔ آپ کا نسب ۲۷ واسطوں سے سیدنا علی مرتضی سے ملتا ہے، آپ نے بچپن میں قرآن حفظ کرلیا تھا۔ آپ نے قاضی شمس الدین سے اکثر عربی فنون کی کتابیں پڑھیں۔ اپنے ماموں شاہ بڑا ابوالقاسم سے بھی اکثر علوم کا استفادہ کیا۔ آپ

نے حدیث کا دور ابوالبرکات بن یعنی عباسی سے لیا۔ اور علومِ عقلیہ کی کتابیں علامہ عماد تارمی سے پڑھیں۔ آپ مسلسل ۲۴ سال تک علم حاصل کرتے رہے۔ پچیسویں سال سے آپ نے اپنے مدرسے میں طلباء کو تعلیم دینا شروع کیا۔ مولانا غلام نبی آزاد بلگرامی نے آپ کی تصنیف کردہ کتابوں کی تعداد ۱۹۷ بتائی ہے۔ جب دوسروں کا ماننا ہے کہ ان کی تصنیف کتابوں کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہوسکتی ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں دس بارہ بادشاہوں کا زمانہ دیکھا۔ ۲۹ محرم ۹۹۸ھ کے روز ۸۸ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ آپ کے خلفاء اور شاگردوں میں سے اکثر حضرات علامہ، محدث، مفتی، قاضی اور ملا کے القاب سے نوازے گئے۔ شاہ وجیہ الدین علوی نے اپنے سلسلہ شتاریہ کو حتی الامکان آگے بڑھایا اور حسب طاقت سارے لوگوں تک اس سلسلہ کے فیض وبرکات پہنچائے۔ ان کے بعد ان مریدین کے ذریعہ سلسلہ آگے بڑھا۔ یہ سلسلہ کے بزرگوں سے دکن لوگوں نے بھی فیض اٹھایا۔ حضرت شیخ صبغۃ اللہ بھروچی رحمۃ اللہ علیہ یہ سلسلہ لے کر مدینہ منورہ گئے۔ وہاں کے بڑے بڑے علماء ومشائخ نے آپ سے اس سلسلہ کی برکتیں حاصل کیں۔ حضرت سیدنا شاہ وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ کے ہیں۔ بلکہ آپ نے اپنی پڑپوتی حضرت خواجہ دریائی سرکار کے بھتیجے حضرت سید عبدالقوی کے ساتھ نکاح کروایا تھا۔ اور اس رسم کو آج کے زمانے تک یعنی ناشر کے بڑے ابا کے بیٹے یعنی چچیرے بھائی کے ساتھ انہیں خاندانِ وجیہی سے تعلق رکھنے والی بیٹی سے نکاح کیا ہے جو میرے سفر کے ساتھی جناب پیارے صاحب (حمید الدین) کی والدہ ماجدہ ہیں۔

(۷) سلسلۂ سہروردیہ :

چشتیہ سلسلہ کے بعد ہندوستان میں سہروردیہ سلسلہ کی آمد ہوئی۔ سہروردیہ سلسلہ صوفیائے کرام کے اس طریقے کا نام ہے جس کی بنیاد ایران کے مشہور صوفی ضیاء الدین ابوالنجیب السہر وردی (المتوفی ۵۹۰ھ، پیدائش ۱۱۱۸ء) کو ڈالی تھی۔ آپ خلیفۂ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ اسم گرامی عبدالقادر کنیت ابونجیب اور لقب ضیاء الدین آپ سلسلہ سہروردی میں اپنے چچا حضرت شیخ وجیہ الدین ابوحفص سہروردی قدس سرہٗ کے مرید وخلیفہ ہیں اور سلسلہ کبرویہ میں حضرت ابوالفتح ابنِ امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔

آپ نے حضرت سید عبدالقادر غوث اعظم جیلانی قدس سرہٗ کی صحبت بھی پائی ہے اور خرقۂ خلافت بھی اور بغداد کے قیام کے دوران سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی بھی آپ سے ملاقات ہوئی ہے۔آپ کا وصال ۵۶۳ھ ہجری میں ہوا۔مزار مبارک عراق کے بغداد میں دریائے دجلہ کے کنارے واقع ہے۔آپ بغداد کی جامعہ نظامیہ میں شافعی فقہ پڑھاتے تھے۔ان کی باقیات میں صرف ایک کتاب آداب المریدین پائی جاتی ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہٗ آپ کی ولادت ۵۳۹ھ ہجری میں جنجان کے ایک قصبہ سہرورد میں ہوئی تھی۔حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ایک سال تک اور ان کے بعد برسوں تک حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد کی روحانی سیادت کا نظام نہایت خوش اسلوبی سے نبھایا۔آپ کی ذاتِ گرامی سے لاکھوں بندگانِ خدا کو فیض پہنچا۔آپ کی علمی لیاقت اور ریاضت کا شہرہ نہ صرف عراق میں بلکہ مصر و شام، مصر، سیریا اور حجاز ایران میں دور دور تک پہنچ چکا تھا ہندوستان میں بھی آپ کی بزرگی کا غلغلہ بلند تھا۔دنیا بھر کے مشائخِ عظام کے لئے آپ کی ذاتِ گرامی ملجا وماویٰ بنی ہوئی تھی۔آپ کے خلفاء اور مریدین ہمہ وقت آپ کی بارگاہ میں حاضر رہتے تھے۔

حضرت شیخ نجب الدین علی وغیرہ کے ذریعہ عجم یعنی ایران میں سہروردی سلسلہ کی بہت زیادہ اشاعت ہوئی۔حضرت شیخ نورالدین مبارک غزنوی جن کی مساعیٔ جمیلہ اور کاوشوں کی وجہ سے شمالی ہندوستان میں سہروردیہ سلسلہ کو بہت فروغ حاصل ہوا۔اس زمانے میں حضرت شیخ الاسلام حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ مرشدِ کامل کی تلاش میں ہندوستان سے نکل کر اسلامی دنیا کے ملکوں ملک پھرتے ہوئے بغداد شریف میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جا پہنچے اور اپنا گوہرِ مراد پالیا۔مرشدِ کامل نے بھی کمال مرحمت فرماتے ہوئے صرف تین ہفتوں کی ریاضت کے بعد آپ کو خلافت عطا فرمادی۔اور ملتان کی طرف مراجعت فرما ہونے (یعنی واپس جانے) کا حکم دیا تاکہ برصغیر میں سہروردیہ سلسلہ کی بنیاد میں مضبوط فرمائے۔لیکن صحیح معنوں میں ہندوستان میں سہروردیہ سلسلہ کی ترویج واشاعت میں شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی کی زبردست جدوجہد

کا بڑا کامیاب رول رہا ہے۔آپ نے ملتان، اوچ، اور دوسرے مقامات پر سہروردیہ سلسلہ کی مشہور خانقاہیں قائم کیں۔رات دن کی سخت محنت مشقت سے ہندوستان میں سہروردی سلسلہ کی جڑیں مضبوط کیں۔ان کے مشہور خلیفہ میں شیخ اسماعیل قریشی، شیخ حسین، شیخ نتھو، شیخ شرف الدین عارف، فخر الدین ابراہیم عراقی، سید جلال الدین سرخ بخاری، شیخ صدرالدین عارف کے خلیفہ شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی ہیں۔جنہوں نے سلسلہ کی تنظیم کے لئے بہت کوششیں کی ہیں۔حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری کے خاندان میں پیدا ہونے والی زبردست شخصیات میں سید احمد کبیر اور ان دونوں با کمال فرزندوں سید صدرالدین راجو قتال اور سید جلال الدین مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت کا شمار ہوتا ہے۔ بنگال میں سہروردی سلسلہ کی شیخ جلال الدین کے ذریعہ پہنچا، آپ اور آپ کے خلیفہ حضرت شیخ علی بدایوں کی محنت کی وجہ سے بنگال میں سہروردی سلسلہ کی اشاعت اور ترویج ہوئی۔گجرات میں اس سلسلہ کے بزرگ سب سے پہلے سید شرف الدین مشہدی رحمۃ اللہ علیہ بھروچ میں آئے۔ان کا تذکرہ آگے مخدوم کے خلفاء کی فہرست میں ذکر کریں گے کیونکہ اس کتاب کا اصل مقصد اب لکھا جائے گا۔

کیوں کہ ہمارے جدِاعلیٰ حضرت سیدنا شاہ قطب ربانی، شاہ سید شیخ خطیب محمود محبوبِ خدا کارنٹوی کے آپ یعنی حضرت سید مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد ہیں۔ آپ نے اپنے جہاں گشت کے دوروں میں روحانی سفر میں کارٹا شریف لے گئے تھے جو قطبِ کارٹا کے ذکر میں آئے گا۔اس سلسلہ میں نسل بہ نسل فیض شاہیہ، فیض قطبیہ وفیض جلالیہ آج تک تین واسطوں سے حضور مخدوم جلال الدین جہاں گشت سے چلا آتا ہے کیوں کہ مخدوم کارٹا آپ کے بیٹے سید شاہ قاضی محمد، حضرت قطبِ عالم عبداللہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ان کے بعد حضرت محمد سراج الدین شاہِ عالم سے حضرت سید حمید الدین چاہلدہ عارف باللہ (۲) حضرت سید شاہ قاضی حماد و حضرت سید شاہ حمید رحمۃ اللہ علیہ یہ تینوں بھائی مرید وخلیفہ تھے۔ان کے تذکرے ہم اپنے اگلے مرحلہ میں بیان کریں گے۔**حضرت سیدنا مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ (آپ صحیح النسب ساداتِ نقوی ہیں) کا ہم مختصر جائزہ لیں** کیوں کہ ہمارے جدِّ کریموں کے وہ بڑے کرم فرما ہیں۔لہٰذا ہم ان کا تذکرہ ضرور لکھیں گے۔آپ (۱۴ر شعبان ۷۰۷ھ مطابق

۸ فروری ۱۰۳۸ء) کو اوچ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدین اور دیگر بزرگوں نے آپ کی تعلیم وتربیت پر بہت توجہ کی تھی۔ شروعات میں آپ نے حضرت سید محمد بخاری، حضرت شیخ جمال الدین خندارو اور قاضی بہاءالدین سے تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ ملتان شریف حضرت بہاءالدین سے تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ ملتان شریف حضرت بہاءالدین زکریا کے پوتے حضرت شیخ رکن الدین کے پاس پہنچے۔ آپ نے ان کے رہنے کھانے پینے اور رہن سہن کا بندوبست فرما کر حضرت کریم شیخ موسوی اور مولانا مجد الدین کو آپ کی تعلیم وتربیت کے لئے مقرر فرما دیا۔ اس دوران آپ کے علم اور ریاضت کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی۔ لہٰذا محمد تغلق (۷۲۵ھ سے ۷۵۲ھ مطابق ۱۳۲۵ء سے ۱۳۵۱ء) نے حضرت مخدوم کو شیخ الاسلام مقرر کر دیا۔ چالیس خانقاہوں کی نگرانی بھی آپ کے سپرد کر دی لیکن آپ نے بہت جلد اس عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ سرزمینِ حجاز کی سمت روانہ ہو گئے۔ مکہ مکرمہ میں حضرت مخدوم نے شیخ مکہ حضرت عبداللہ یافعی سہروردی اور مدینہ منورہ میں عبداللہ متری سہروردی سے مختلف کتابیں پڑھیں۔ مدینہ کے شیخ آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ ایک بار آپ نے مخدوم سے مسجد نبوی میں امامت بھی کروائی۔ مکہ مکرمہ میں آپ نے سات سال گزارے اس دوران آپ قرآن کریم کی کتابت کر کے اپنی ضروریات پوری فرماتے تھے۔ مدینہ منورہ میں آپ نے دو سال گزرے۔ پھر آپ یمن وعدن تشریف لے گئے۔ آپ دمشق اور لبنان بھی گئے مدائن اور سیریا (شام) تبریز، خراسان، بلخ، نیشاپور، سمرقند ،غازرون، حس ہ (بحرین) کتیف اور غزنی بھی تشریف لے گئے۔ برصغیر میں ملتان، دہلی، بھکر، الور، روبری لارہ اور ٹھٹھ کے سفر کئے۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ رعایا کو حکمرانوں کا مخلص اور خیر خواہ رہنا چاہئے۔ بادشاہ کے لئے بددعا نہ کرنی چاہئے بلکہ اس کی اصلاح کی دعا کرنی چاہئے۔ دوسری جانب آپ حکام سے کہا کرتے تھے کہ انہیں اپنے فرائض پوری دیانت داری سے بجالانا چاہئے۔ رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے۔ ناداروں، مسکینوں اور محتاجوں کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہئے۔ حضرت مخدوم نے اہم سیاسی امور میں جو نمایاں کردار ادا کیا ہے تاریخ کی کتابیں اس کی شاہد ہیں۔

حضرت مخدوم کا علم ایک وسیع سمندر کی مانند تھا۔ جس سے ایک دنیا فیض حاصل کرتی

تھی۔ آپ قرآن کریم کا بہت گہرا فہم رکھتے تھے۔ ساتوں قرأتوں کے ساتھ قرآن کریم کی قرأت کرتے ہیں۔ حدیث اور فقہ کے بہت بڑے عالم تھے۔ چاروں مشہور فقہی مسلکوں پر آپ کو عبور حاصل تھا۔ آپ عربی اور فارسی زبانوں میں مکمل مہارت رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ ہندی، ملتانی اور سندھی زبانیں بھی بولتے تھے اور ان میں تبلیغ بھی فرماتے تھے۔ آپ کا کتب خانہ بہت عمدہ تھا۔ آپ نادر و نایاب کتابوں کی تلاش میں رہا کرتے تھے۔ آپ زندگی کے ہر لمحے کو شریعت کے مطابق گزارنا پسند فرماتے تھے اور دوسروں کو بھی اس بات کی تاکید کرتے تھے۔

آپ کے ذریعہ تبلیغِ اسلام :

حضرت مخدوم کا اصلاحی تحریر کے نتیجہ میں خصوصاً پنجاب، سندھ اور گجرات میں اسلام کی اشاعت بڑے پیمانے پر ہوئی۔ ان علاقوں میں بہت سارے لوگ آپ کے ہاتھوں یا آپ کے بعد آپ کے تابعین کے ہاتھوں مسلمان ہوئے۔ آپ کے ہاتھوں مسلمان ہونے والے لوگوں میں کھرل راجپوت اور قبیلہ کے افراد بھی شامل ہیں۔

حضرت مخدوم کے ملفوظات کے سات مجموعے کیے گئے ہیں۔ یہ ملفوظات بہت مقبول ہوئے۔ حضرت مخدوم نے بہت سے تقریباً ۳۶ حج کئے۔ آپ نے سلطان غیاث الدین تغلق کے زمانے میں ۷۲۵ ہجری مطابق ۱۱۲۵ عیسوی میں اپنے مبارک سفر کا آغاز کیا تھا اور ۷۵۱ ہجری مطابق ۱۱۵۰ء میں محمد تغلق کے عہدِ حکومت میں ختم کیا۔ ۲۶ سال بعد واپس لوٹے۔

آپ کی پیشین گوئیاں :

(۱) ایک دن ایسا ہوا کہ آپ کی خانقاہ میں لنگر کچھ بھی نہ تھا۔ اس دن دریشوں کے کھانے کے لئے بھی خانقاہ میں کوئی انتظام نہ تھا۔ اس بات کی خبر ظفر خان کو ہوئی۔ اس نے لنگر کے لئے کافی مقدار میں غلہ اور مٹھائیاں وغیرہ بھیجیں۔ ظفر خان حضرت مخدوم کا مرید تھا۔ جب سامان خانقاہ میں لایا گیا تو حضرت مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت خوش ہوئے اور ظفر خان کو طلب فرمایا اور اس سے کہا اے ظفر خان اس کھانے کے بدلہ میں ملک گجرات کی تمام سلطنت ہم نے تم کو عطا کی۔ تم کو مبارک ہو۔ حضرت مخدوم نے ظفر خان کو دعا کے ساتھ

ساتھ ایک چادر بھی عطا فرمائی۔

(۲) ایک دن حسب معمول حضرت ناصرالدین رحمۃ اللہ علیہ کی بی بی صاحبہ سیدہ ہاجرہ بی بی صبح کے وقت حضرت مخدوم کو سلام کرنے کی غرض سے آئیں تو حضرت مخدوم ان کی تعظیم کی غرض سے کھڑے ہوگئے۔ یہ بات حضرت ناصرالدین کی دیگر بیویوں کو ناگوار معلوم ہوئی۔ جب آپ سے وجہ پوچھی گئی تو حضرت مخدوم نے فرمایا ہاجرہ بی بی کے پیٹ سے ایک قطب وقت پیدا ہونے والا ہے اس لئے میں نے کھڑے ہو کر ان کی تعظیم کی۔

(۳) ایک دفعہ حضرت مخدوم گجرات تشریف لے گئے۔ اس وقت احمد آباد وجود میں نہیں آیا تھا۔ وہ بٹوہ (وٹوہ) بھی تشریف لے گئے۔ مٹی سونگھ کر فرمایا اس پاک زمین سے تو ہماری ہڈیوں کی خوشبو آرہی ہے۔ حاضرین سے انہوں نے اس مٹی کی زیارت کرنے کو کہا اور یہ پیشین گوئی فرمائی یہ مقام قطبیت کا خزانہ ہوگا اور روحانیت کا سرچشمہ ہوگا۔

(۴) ایک دن حضرت مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت نے سعادت خاتون کو وہ چادر جس کو خود عبادت کرتے، کچھ وقت اوڑھا کرتے تھے۔ عطا کی، پھر اپنے صاحبزادے حضرت سید ناصرالدین کو حکم دیا کہ میری وفات کے بعد سعادت خاتون کے بطن سے لڑکا پیدا ہوگا یہ میری امانت اس بچے کو دینا۔ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے لئے کپڑے اسی چادر سے بنائے جائیں اور چادر کے بچے ہوئے ٹکڑے بھی نہایت احتیاط سے رکھے جائیں جو بچہ پیدا ہوگا وہ قطب الاقطاب ہوگا۔ اس کو مقامِ عبدیت حاصل ہوگا مقام عبدیت پر فائز ہونے والے کو عبداللہ کہتے ہیں اور سلوک میں یہ سب سے بڑا درجہ شمار کیا جاتا ہے۔

آپ کی ازواج اور اولاد :

حضرت مخدوم نے درج ذیل گھرانے میں چار نکاح فرمائے تھے جن میں صاحبزادے سات تھے اس کے علاوہ تین صاحبزادیاں تھیں۔

حضرت مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال :

آپ کا وصال فیروز شاہ تغلق کے دورِ حکومت میں ۱۰/ ذی الحجہ ۵۸۷ھ ہجری مطابق

۳/فروری ۱۳۸۴ء میں خاص (عیدالاضحیٰ) کے دن ہوا۔ غروبِ آفتاب کے وقت علم و فضل کا یہ آفتاب بھی ہمیشہ کے لئے اہل دنیا سے روپوش ہوگیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۷۸ سال کی تھی آپ کا مزار مبارک مقام اوچ شریف ریاستِ بہاولپور پاکستان میں ہے۔ آپ نے سات سلطانوں کا دورِ حکومت پایا ہے۔

بتایا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی بھائی حضرت سیدنا شاہ معروف کا بھی یہیں اوچ شریف میں مزار ہے۔ (اللہ تعالیٰ بہتر جاننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔)

بیعت وارادت :

حضرت مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کو سہروردی سلسلہ میں اپنے والد ماجد حضرت سلطان الاولیاء سید احمد کبیر بخاری اور اپنے چچا حضرت صدرالدین محمد غوث بخاری، حضرت شیخ الاسلام رکن الدین ابوالفتح قریشی سہروردی سلسلہ میں بیعت وارادت نیز اجازت وخلافت کا شرف حاصل ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی چند طریقت سے سہروردیہ کی اجازت حاصل تھی۔ آپ کو اپنے والدِ گرامی حضرت احمد کبیر رحمۃ اللہ سے سہروردیہ سلسلہ کے علاوہ خاندانی خلافت آئمہ طاہرین ورضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی حاصل تھی۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ آپ کو حضرت امام عفیف الدین عبداللہ باقی اور سلسلۂ عالیہ چشتیہ حضرت نصیرالدین روشن چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔

۳۰۰ مشائخ سے خرقے وخلافت :

آپ کے برادرِ خورد وخلیفہ حضرت خواجہ ابوالفضل صدرالدین راجوقتال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ المعروف جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے ۳۰۰ صاحبِ ارشاد مشائخ سے نعمت باطنی اور ان کے مبارک ہاتھوں سے خرقے زیب تن فرمائے۔ (مراۃ الاسرار قلمی)۔ حضرت مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ اجل حضرت مخدوم میر اشرف جہاں گیر سمنانی متوفی صد (مدفن کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد یوپی) نے اپنے ملفوظات

لطائفِ اشرفی میں حضرت مخدوم جہاں نیاں رحمۃ اللہ علیہ کے پیرانِ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حسب ذیل اسماء درج فرمائے ہیں۔

(۱) حضرت سید احمد کبیر اوچی بخاری رحمۃ اللہ علیہ
(۲) حضرت سید واحد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ
(۳) حضرت سید صدر الدین محمد غوث عم بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ
(۴) حضرت شیخ رکن الدین رکنِ عالم ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ
(۵) حضرت شیخ قوام الدین رحمۃ اللہ علیہ
(۶) حضرت شیخ نصیر الدین روشن چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
(۷) حضرت شیخ امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ
(۸) حضرت عبداللہ مطری رحمۃ اللہ علیہ
(۹) حضرت شیخ ابواسحاق گازرونی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۰) حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۱) حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ
(۱۲) حضرت سلطان عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ
(۱۳) حضرت فقید المثال قطب عدن رحمۃ اللہ علیہ
(۱۴) حضرت شیخ نور الدین علی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ
(۱۵) حضرت شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۶) حضرت خواجہ شیخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۷) حضرت سید خضر علیہ السلام
(۱۸) حضرت شیخ حمید الدین محمد حسین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۹) حضرت شیخ رکن الدین علی سے اویسیہ طریقہ۔
(۲۰) حضرت مولانا شمس الدین یحییٰ عدی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۱) حضرت خواجہ قطب الدین منور رحمۃ اللہ علیہ
(۲۲) حضرت شیخ محمد عابد غوثی (قادریہ)
(۲۳) حضرت شیخ شہاب الحق والدین ابی سعد بن محمود بن محمد کرمانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
(۲۴) حضرت شیخ ربانی رحمۃ اللہ علیہ
(۲۵) حضرت بہاء الدین حلیم ابن سید علی برادرِ عم

حضرت خواجہ سید برہان الدین عبداللہ قطب عالم سہروردی احمد آبادی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف جامع الف ترک میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام المشارق والمغارب حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ذاتِ گرامی سے جاری شدہ سلاسل کے علاوہ بھی حضور صلعم سے جلیل القدر صحابہ سے جاری شدہ سلاسل کے خرقے حضرت مخدوم سید جلال الدین حسین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچے ہیں وہ حسب ذیل تحریر کیے جاتے ہیں۔(۱) خرقۂ سریہ(۲) چار خرقے بواسطہ حضرت سید ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۳) تین خرقے بواسطہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر الفاروق رضی اللہ عنہ سے (۴) دو خرقے بواسطہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب عم ایرانی صلی اللہ علیہ وسلم سے (۵) دو خرقے بواسطہ حضرت ابوالعرب صحابی صلی اللہ علیہ وسلم سے (۶) دردائیہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ العمر وحبیب الدولوی رحمۃ اللہ علیہ سے اوران کو حضرت شیخ عبداللہ مصری رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ بہ سلسلہ حضرت فضیل بن عیاض سے اوران کے سید اہلِ صفہ حضرات سیدنا ابی الدرداء اصحاب رسول سے اوران کو حضرت نبی کرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا۔اس طرح اول ذکر خرقۂ سریہ آپ کو حضرت شیخ بہاء الدین ابی بکر بن الحسام المعرونی سے اوران کو بواسطۂ شیخ عبدالرحمان الطسفونجی سے پہنچا۔

(از جامع الترعربی قلمی مصنف حضرت قطب عالم بخاری احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن)

غوث اعظم سے عقیدت :

حضرت مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور غوث اعظم کا قول ہے

کہ خوشخبری ہوانہیں جنہوں نے مجھ کو دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا، یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا پھر ارشاد فرمایا کہ الحمدللہ میں نے شیخ شرف الدین محمود تستری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا انہوں نے شیخ الشیخ سیدنا شہاب الدین محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اور شیخ الشیخ نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔

امدادِ غوثیت :

ایک روز حضرت مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ اپنی خانقاہ شریف میں رونق افروز تھے۔ یکا یک گھانس کی کوٹڑی میں آگ لگ گئی اور اس میں شعلہ اٹھا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چٹکی خاک لے کر یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ بلند آواز سے فرمایا اور خاک آگ کی طرف پھینک دی اور آگ فوراً بجھ گئی۔ (انوار الکاظمیہ، صفحہ ۱۶)

انوکھی عید:

ایک مرتبہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ عید کے دن اپنے جد طریقت حضرت خواجہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ سلام وقدم بوسی فاتحہ خوانی کے بعد مزار شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا آج عید کا دن ہے بزرگوں کی بارگاہ سے چھوٹی عیدی عطا ہوتی ہے لہٰذا ناچیز کو بھی عیدی عطا کی جائے۔ مزار شریف سے آواز آئی کہ آپ کی عیدی یہی ہے کہ آپ کو مخدوم جہاں نیاں کیا گیا۔ اس کے بعد حضرت صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور عیدی طلب کی۔ وہاں سے بھی اسی بشارت سے سرفراز ہوئے۔ (اخبار الاخیار)

پیرِ طریقت سے اعتقاد کا عالم :

آپ کو اپنے پیر طریقت حضرت شیخ رکن الدین رکنِ عالم ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی۔ ایک مرتبہ حضرت رکن الدین سہروردی ملتان رحمۃ اللہ علیہ سیڑھیوں سے نیچے تشریف لا رہے تھے۔ حضرت مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ دوڑ کر لیٹ گئے اس لئے کہ پیرومرشد کے کا قدم آپ کے سینہ مبارک پر پڑے اور آپ برکت حاصل کریں۔ یہ دیکھ کر

حضرت رکنِ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اے سید! "مرتبۂ ولایت تمہارے اپنے کمال کو پہنچا۔ "تم مخدوم جہاں نیاں ہوگئے۔" (خزینۂ جلالی، صفحہ ۱۱۲)

عمامہ اور پاپوش کا آپس میں تبادلہ :

ایک مرتبہ حضرت خواجہ شرف الدین یحییٰ منیری بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اپنی پاپوش بھیجی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ میں آپ کا کفش پا (پیر کی جوتی) ہوں۔ آپ نے اس کے جواب میں اپنی دستار شریف آپ کی خدمت اقدس میں روانہ کی جس سے مراد یہ تھی کہ آپ میرے سرتاج ہیں۔ (انوار الاشرفیہ، صفحہ ۱۴۱۲)

قطبِ بنگال کا جنازہ اور مخدوم :

قطبِ بنگال حضرت خواجہ علاء الحق چشتی پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ خبردار میری جنازے کی نماز مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کوئی دوسرا نہ پڑھائے۔ یہ سن کر تمام مریدین کو بڑی حیرت ہوئی۔ مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت تو اوچ شریف میں ہیں۔ پنڈوا شریف سے ہزاروں میل فاصلہ پر ہیں۔ وہ حضرت قطب بنگال کے جنازے کی نماز کیسے پڑھائیں گے۔ المختصر جب قطب بنگال کا وصال ہوگیا غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر جنازہ تیار ہوا ہی تھا کہ لوگوں نے دیکھا کہ مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ سامنے سے تشریف لا رہے ہیں۔ لوگ سراپا حیرت بنے ہوئے تھے۔ آپ نے تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا کہ میں فقط اس کام کے لئے بھیجا گیا ہوں کہ قطب بنگال حضرت علاء الحق چشتی پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے کی نماز پڑھاؤں۔ بعد آپ نے نماز جنازہ پڑھا کر قطب بنگال کی وصیت پوری کی۔ (انوار الاشرفیہ، صفحہ ۱۴۱۲)

حضرت مخدوم کی چند کرامت :

ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کے موقع پر آپ جہاز میں سفر فرما رہے تھے۔ راستہ میں ایک غلام نے مچھلی کھانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی خواہش

پوری کرنے پر قادر ہے۔ اتنے میں سمندر سے ایک مچھلی اچھل کر جہاز میں آ گئی۔ آپ کے ہمراہ یہ دیکھ کر بیحد خوش ہوئے اور اس مچھلی کو پکا کر تمام حاجیوں میں تقسیم کیا۔

(اولیائے اوچ شریف، صفحہ ۳۱)

بدرالدین یمنی کا جنازہ :

ایک مرتبہ حضرت مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ جدہ میں ایک مسجد میں رونق افروز تھے مسجد میں ایک جنازہ لایا گیا۔ آپ کے قلب مبارک پر منکشف ہوا کہ یہ جنازہ حضرت بدرالدین یمنی رحمۃ اللہ کا ہے۔ جو کہ جلیل القدر اولیاء میں سے ہیں۔ ہزاروں فراغت فرما کر آپ انتقال فرما گئے ہیں۔ آپ نے مجمع کو مخاطب ہو کر فرمایا لوگوں دفن میں جلدی نہ کرنا ممکن ہے کہ ان کو غشی وسکتہ وغیرہ کی شکایت ہو۔ آپ کے حکم کے مطابق جنازہ رکھ دیا گیا۔ آپ نمازِ نفل ادا کرنے کے بعد تلاوت قرآن کریم میں مصروف ہوگئے اور آیات کریمہ ''یخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی'' کا ورد کرنا شروع کیا۔ لوگ یہ دیکھ کر بیحد متحیر ہوئے کہ حضرت بدرالدین یمنی رحمۃ اللہ علیہ ''اشھدان لاالٰہ الااللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسول اللہ'' پڑھتے ہوئے اٹھ بیٹھے۔ (اولیائے اوچ شریف، صفحہ ۳۰)

جلیل القدر خلفاء :

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر کے خلفاء کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابوالفضل سید صدرالدین راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ
(۲) حضرت مخدوم میر اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ
(۳) حضرت ناصرالدین محمود نوشہ والد حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ
(۴) حضرت فخرالدین ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
(۵) حضرت مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ
(۶) حضرت شیخ محمد تقی غازرونی رحمۃ اللہ علیہ
(۷) حضرت صدرالدین محمود رحمۃ اللہ علیہ

(۸) حضرت راستین رحمۃ اللہ علیہ
(۹) حضرت رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ
(۱۰) حضرت فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ
(۱۱) حضرت علاءالدین علی ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ
(۱۲) حضرت مولانا کبیرالدین رحمۃ اللہ علیہ
(۱۳) حضرت اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ
(۱۴) حضرت بشیر رحمۃ اللہ علیہ
(۱۵) حضرت شمس الدین مسعود عراقی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۶) حضرت شرف الدین مشہدی رحمۃ اللہ علیہ، بھروچ، گجرات
(۱۷) حضرت سید رکن الدین راجا رحمۃ اللہ علیہ
(۱۸) حضرت معین الدین رحمۃ اللہ علیہ
(۱۹) حضرت مولانا مختار رحمۃ اللہ علیہ
(۲۰) حضرت مولانا تاج الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ
(۲۱) حضرت مولانا ہشام الدین بھیکری رحمۃ اللہ علیہ
(۲۲) حضرت مولانا مسعود مسعونی رحمۃ اللہ علیہ
(۲۳) حضرت مولانا نظام الدین ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ
(۲۴) حضرت مسعود درویش رحمۃ اللہ علیہ
(۲۵) حضرت خواجہ مظفر سامانی رحمۃ اللہ علیہ
(۲۶) حضرت مالزادہ نصیرالدین رحمۃ اللہ علیہ
(۲۷) حضرت مولانا علاءالدین مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ
(۲۸) حضرت خواجہ مسعود باخرجی رحمۃ اللہ علیہ
(۲۹) حضرت مولانا سالارسری رحمۃ اللہ علیہ

(۳۰) حضرت جمشید رحمۃ اللہ علیہ

(۳۱) حضرت محمد خلفاری رحمۃ اللہ علیہ

(۳۲) حضرت مولانا نجم الدین شیخ زادہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۳) حضرت مولانا تاج الدین مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ

(۳۴) حضرت مولانا محمد محوفی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۵) حضرت خواجہ بدرالدین بہزاد رحمۃ اللہ علیہ

(۳۶) حضرت خواجہ امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (طالب)

(۳۷) حضرت خواجہ نصرت رحمۃ اللہ علیہ

(۳۸) حضرت مولانا رکن الدین دیالپوری رحمۃ اللہ علیہ

(۳۹) حضرت مالزادہ صاحب الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۴۰) حضرت مولانا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۱) حضرت شیخ زادہ معظم رحمۃ اللہ علیہ

(۴۲) شیخ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۴۳) حضرت مولانا داؤد جہاں نیاں رحمۃ اللہ علیہ

(۴۴) حضرت سید سکندر مسعود ترمذی رحمۃ اللہ علیہ مانگرول، کاٹھیاواڑ۔

(۴۵) حضرت قطب محمود داداہاشمی کارنٹوی رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ بالا خلفائے کرام کے نام صاحبِ ثمراۃ القدوس سے منقول ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ۸۰ مخدوموں کے پیر تھے اور مخدومانِ مخدوم لقب تھا۔ حضرت مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے اس کے علاوہ اس زمانے میں ۲ لاکھ سے زیادہ مرید تھے جو کہ حنفی مسلک کے تھے بلکہ آپ کے تمام مرید اور مریدوں کے مرید اسی مسلک پر پیرو تھے ہمیشہ حنفی امام ابوحنیفہ کے سلسلہ کے بیعت لیتے تھے۔ (ثمراتِ اقدس قلمی، صفحہ ۱۲۸)

حضرت خواجہ سید ناصرالدین محمد نوشہ بخاری سہروردی آپ حضرت سیدنا عبداللہ برہان

الدین قطب عالم کے والد ماجد ہیں۔ اور شاہِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے سگے دادا ہیں۔ آپ کی پیدائش ۲ ذی الحجہ ۷۴۰ھ مطابق ۱۳۴۱ء میں ہوئی۔ اس وقت دہلی میں سلطان محمد شاہ تغلق حکمران تھا۔ آپ نے اپنے والد مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سایہ اور اس زمانے کے جلیل القدر اور ماہرینِ علوم وفنون جمیعِ علوم وفنون کی تکمیل فرمائی۔ آپ کی کثیر تعداد میں اولاد تھی شجرہ کلیم میں ۲۵ صاحبزادے، ۲ صاحبزادیوں کے نام تھے۔ آپ کا وصال حضرت سید ناصرالدین محمد نوشہ بخاری ۲ رمضان المبارک ۸۰۰ھ مطابق ۱۳۹۸ء کو ۵۹ سال اور چند ماہ کی عمر میں وصال فرمایا۔

(۲) گجرات میں سلسلہ کے سب سے پہلے حضرت سید شرف الدین مشہدی رحمۃ الہ علیہ مقام بھروچ میں آئے اور وہاں آکر رہے۔ حضرت شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام حضرت محترم رکن الدین تھا۔ آپ حضرت سید مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ومرید اور آپ حضرت کے داماد پر بھی فائز تھے۔ آپ کی صاحبزادی سیدہ ملک جہاں بیگم کو آپ کے نکاح میں دیا تھا۔ مشہد (ایران) سے علم حاصل کرنے کے بعد مرشد کامل کی تلاش میں ہندوستان آئے۔ اوچ (پاکستان- بہاولپور) میں پیر ومرشد حضرت مخدوم کی خدمت میں رہ کر ظاہری و باطنی عرفانی کمالات حاصل کئے۔ حضرت مخدوم نے آپ کے متعلق فرمایا تھا کہ شرف الدین تو ہمارے دین کی آبرو ہیں۔ حضرت شرف الدین نے اپنے پیر ومرشد حضرت مخدوم سے سیر وسفر کے لئے اجازت طلب کی تو حضرت مخدوم نے انہیں ایک مسواک اور کھرنی (راین) کا بیج دے کر فرمایا آپ جہاں کہیں رات گزارنے کے لئے قیام کریں وہاں یہ مسواک اور کھرنی کا بیج زمین میں گاڑ دیں اور وہ درخت یا پودے کی شکل میں اُگ نکلے تو اسی جگہ پر قیام کرنا۔ لہٰذا حضرت شرف الدین نے چلتے چلتے گجرات پر قیام فرمایا اور اپنے طالب علموں کا درس دینا شروع کیا۔

جس وقت حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ گجرات تشریف لائے تو آپ کی تعظیم کے لئے جانے کا حکم ہوا۔ لہٰذا آپ بھروچ سے پٹن جانے کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں احمد آباد سرخیز میں رکے اور حضرت شیخ احمد گنج بخش کھٹ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے سرخیز پہنچے۔ تمام رات دونوں حضرات نے ایک دوسرے کو اپنی تجلیات وانوار کا دیدار کرایا۔ صبح کی نماز کے بعد دونوں

پٹن جانے کے لئے روانہ ہوئے ۔ حضرت مخدوم مشہدی رحمۃ اللہ علیہ سماع کا بہت شوق رکھتے تھے۔آپ کی وفات بمقام کھنبات (ضلع کھیڑا گجرات ایک زمانے کا مشہور بندرگاہ) میں محفل سماع ہی میں ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان ۱۸/رجب المرجب ۸۰۸ھ میں ہوئی۔ وہاں سے بذریعہ جہاز آپ کے جسد مبارک کو بھروچ لاکر آپ کی خانقاہ کے قریب دفن کیا گیا۔ بندے حقیر (ناشر) کو یہاں بھی ایک دوبار جانے کا موقع نصیب ہوا یہ بڑا شاندار آستانہ مبارک ہے۔ مکتم پور علاقہ میں نرمدا ندی کے کنارے۔

(۳) سید علم الدین شاطبی رحمۃ اللہ علیہ (پٹنی) علم قرأت کے امام تھے آپ کی وفات ۸۶۰ء میں ہوئی۔

(۴) سید یحیٰ بن ترمذی برودوی نے ۸۵۰ء میں وفات پائی۔

نوٹ : بابا ارجن شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (موضع پیٹلاد) آپ کا اصل نام ارجن شاہ تھا۔ عربی زبان میں اس کے معنی کھجور کے پیڑ کی سونکھا کے وانکی ہوئی ڈال ہوتا ہے۔آپ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ اسلام کی تبلیغ کی اشاعت کے لئے ہندوستان آئے تھے۔وہ سینٹرل ایشیا کے مقام فرمان سے آئے۔آپ کا مزار مبارک موضع پیٹلاد ضلع آنند گجرات میں ہے۔

(۵) حضرت سیدنا شاہ قطب ربانی مخدوم زمانی، اویس زمانی شبلیٔ دوراں خواجہ خطیب محمود قادری سہروردی جنیدی کارنٹوی رحمۃ اللہ علیہ آپ ۶۴۷ھ مطابق ۱۲۲۶ء میں پیدا ہوئے اور وفات ۵/رمضان شریف ۷۵۸ھ مطابق ۱۳۳۷ء میں ہوئی۔ ۱۱۱ سال کی عمر پائی۔آپ کا آستانہ موضع کارٹا تحصیل خانپور ضلع مہیسا کر میں ہے۔) یہ ضلع آج بتاریخ ۱۴/اگست ۲۰۱۳ء میں گجرات حکومت نے اپنے فرمان سے ظاہر کیا اس میں اب بیرپور شریف بھی شامل ہوگیا۔ یعنی ویرپور، بالاسنور، خان پور، لوناواڑا، سنترام پور، کڈانا وغیرہ تحصیلوں سے مہیسا گر ضلع وجود میں آیا) اس ضلع کے پہلے کلکٹر پرفل ہرش، ڈی ایس پی، انچارج ایس کے گڑھوی ہیں۔ ضلع کے صدر شہر لوناواڑا رہے گا جو ویرپور سے قریب ۲۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے پہلے ہمیں کھیڑا ضلع کی نڈیاد جو ۱۲۰ کلومیٹر دور جانا پڑتا تھا۔ خیر ایک وقت یعنی ۱۲۲۵ھ میں کارٹا شریف بیرپور کی حد میں تھا۔ حضرت سیدنا شاہ علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی کے بادشاہ شاہ عالم ثانی نے ۱۰۰۰ بیگھا زمین کی

سند دے کر آپ کو کارٹا آستانہ کا سجادہ نشین بنایا گیا تھا۔ حضرت سید شاہ علی رضا رحمۃ اللہ علیہ دریائی سرکار کی پانچویں پشت سے ہیں۔

خیر ہم تو لکھ رہے تھے حضرت مخدومِ کارٹا کے بارے میں حضرت کا پیدائشی وطن پٹن تھا۔آپ اپنے دادا شاہ سیدنا علی سرمست رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سے فیض یاب تھے والد حضرت سیدنا شاہ عارف باللہ فرید العصر، جنید الدہر ولی باکمال تقویٰ شعار قطب الاقطاب سلیمان جنیدی رہے تھے۔آپ بھی بڑے پایہ کے بزرگ اور ولیٔ کامل تھے۔

حضرت سیدنا شاہ محمود کارٹا شریف ایک ہندو برہمن کی بیٹی پر سندھو جی کی ناپاک حرکت اور غیر شریعت کے مطابق حرکت کے لئے آپ کو نہروالا پٹن سے سلطان وقت احمد آباد کی عدالت میں اپنی امداد کے لئے مورلی کشن آیا تھا۔ مگر وہ سلطان کے وزیروں کے مشورے میں مدد نہ ملنے پر غش کھا کر گر پڑا۔ اس وقت اسے غیبی آواز نے حضرت شاہ محمود دادا کارنٹوی سے مدد کی فریاد کی، اس کے کان میں صدا آئی وہ نہروالا پٹن گیا۔آپ نے سارا ماجرا سن لیا پھر حضرت نے سلطان کو ایک خط لکھا۔ مجھے کچھ لشکر میرے ہمراہ دینا ان شاء اللہ میں وہاں پرچمِ اسلام بلند کردوں گا۔ بادشاہ نے خط ملنے پر آپ کو ۹۰۰ سوار زرہ پوش تیار کر کے بھیجا۔ سامنے اس کے راجا کے پاس ۷۰۰ ہتھیار بند زرہ پوش سوار تھے اور دو ہزار پیادہ لشکر تھا یہ راجا سدھو جی واگڑ سے زیادہ تر لوٹ مار کر کے اپنا اور اپنے تابع کے لوگوں کا گزارا کرتا تھا۔آپ اپنی اور برہمن کی تدبیر پر کارٹا میں داخل ہوگئے اور آگے آپ سارے واقعات تفصیل سے پڑھتے جاؤ گے۔ یہاں آپ نے سکون اختیار کیا مسجد تعمیر کرائی۔ سلطان محمود خان کے حکم کے مطابق امیر تھانا وغیرہ کے لئے ماہی ندی اور بھادر ندی کے کنارے رہنے کے لئے قلعہ بھی تعمیر کروایا۔ یہ بھی بڑا عجیب واقعہ ہے یہ قلعہ ایک دیو کروٹ لیتا تھا تب قلعہ ڈھیر ہوجاتا تھا۔آپ نے اسم اعظم پڑھ کر شیطان جانور کی صورت بن کر حاضر ہوا آخر وہ جلائے گئے۔ یہ واقعہ ہی ۶۹۹ھ کا ہے اور یہ قلعہ سلطان علاء الدین کے زمانے میں اُلغ خان سنجر ۷۰۴ھ میں قصبہ کارٹا آباد کیا تھا۔ سلطان احمد بادشاہ نے احمد آباد کی بنیاد ڈالی تھی ۸۲۳ھ میں کارٹا گئے تھے انہوں نے قصبہ کارٹا قلعہ کی مرمت کی اور بری حالت میں درست کیا اور اس کا نام سلطان آباد رکھا تھا۔

(۶) خلیفۂ مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت حضرت سید مخدوم جہانگیر اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ آج آپ کا اشرفی سلسلہ اورزیادہ دنیا میں مشہور ہے۔آپ کی پیدائش ملک ایران کے تاریخی شہر سمنان میں ہے ۔۷۰۷ھ میں پیدا ہوئے والد کا نام سلطان سید ابراہیم تھا سمنان کے حکمراں تھے ۔شہر سمنان آج بھی آباد ہے۔اس نسبت سے آپ سمنانی کہلاتے ہیں۔آپ کی والدہ کا نام سیدہ خدیجہ بیگم تھا وہ ہمیشہ عبادت الٰہی میں مصروف رہتی تھیں،آپ بہت پرہیز گار تھیں ۔مخدوم اشرف سات سال میں قرآن کریم کے حافظ کے علاوہ ساتوں قرات کے ساتھ حفظ کرلیا تھا۔ آپ کے بے شمار واقعات علم،تصوف آپ کی تصنیفات کی کئی کتابیں ہیں۔آپ نے حضرت مخدوم جہاں گشت سے خلافت حاصل کی ۔آپ بڑے قدر کے غوث العالمین ہیں۔آپ کا مزار مقام کچھوچھہ شریف ہے۔آپ کا فیض آج پوری دنیا میں چھایا ہوا ہے ۔(بندے ناشر کو تین واسطوں سے ان کا دامن ملا ہوا ہے۔پہلے مرید میں حضرت امینِ شریعت شاہ رفاقت حسین محبوبِ خدا رحمۃ اللہ علیہ کا ہوا شاہ ابواحمد علی حسین صاحب اشرفی کے خلیفہ ہیں۔دوسرا مجھے حضرت سید شیخ الاسلام محمد مدنی میاں اشرفی جیلانی سے خلافت ملی۔اس کے بعد حضرت مفتی سید الحاج قمرالدین بابا دریائی اشرفی سے بھی خلافت ملی۔ یہ دونوں حضرات حضرت سید سرکارکلاں مخدوم شاہ مختار اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ یہ ان مشائخ کی دعا کا نتیجہ ہے، کہ اس حقیر فقیر کی قلم کو ہاتھ چلانے کی طاقت،قوت نصیب ہوئی۔ربِّ کریم ان حضرات کا سایہ قائم ودائم رکھے آمین) آپ مخدومِ اشرف نے ۱۰۰ سال کی عمر پائی ۔۲۸ محرم کو دنیا سے کوچ کرکے واصلِ حق ہوئے۔آپ کے گجرات کے عالم شیخ مبارک بھی خلیفہ تھے۔ایک خلیفہ شیخ راجا تو شریعت کے ایسے زبردست پابند تھے کہ نماز نہ پڑھنے والے سے ملنا،جلنا،بولنا،چالنا،اوراس کے ساتھ کھانا پینا کسی حالت میں بھی پسند نہ فرماتے تھے۔آج پوری دنیا میں ہمارے پیرومرشد سرکار سید شیخ الاسلام محمد مدنی بابا دامت برکاتہم العالیہ اورتمام اشرفی خلفاء دین کا ڈنکا بجارہے ہیں۔باطل فرقوں کے لئے تلوار بن کر مقابلہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اشرفی فیضان زندہ باد!

اب یہاں سے قطبِ عالم کارٹنا کے والد اور دادا حضرت سیدنا شاہ علی سرمست قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات پر نظریں ڈالیں پھر ہم قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ و

حضرت شاہِ عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ہمارے جدِّ اعلیٰ کے متعلق کے بارے میں معلومات کریں گے۔انشاءاللہ!

خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ پانچویں پشت کے جدِّ اعلیٰ یعنی سید شاہ علی سرمست قلندر رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش ۱۸۶ھ مطابق ۷۶۵ء ،وفات ۱۵/رجب المرجب ۵۳۶ھ مطابق ۹۲۹ء بعمر ۳۵۰ سال پائی ۔مزار مبارک پٹن نہروالا گجرات موتی شاہ دروازے کے باہر حارث روڈ پہ نیا بنایا گیا ہے۔**آپ حضرت شاہ علی سرمست قلندر رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف سے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہندوستان تشریف لائے آپ شیر پرسوار ہوکر مدینہ شریف سے شیراز اور وہاں سے مختلف ممالک سے ہوتے ہوئے سرزمین گجرات کے کھنبات، ڈبھوئی وغیرہ ہوتے ہوئے نہروالا پٹن جو ملک گجرات کے راجا کرن کا پایۂ تخت تھا تشریف لائے اورآپ کی دعا سے راجا کو اولاد نصیب ہوئی۔** راجا نے آپ کو انعام دینا چاہا لیکن آپ نے صرف وہاں ایک مسجد تعمیر کرنے کی اپنی خواہش ظاہر کی جس کو راجا کرن سولنکی نے بخوشی منظور کیا اورآپ نے مسجد تعمیر کی اوراس کا نام مسجدِ کات (وجے، فتح) رکھا۔آپ کی دعا سے راجا کرن کی رانی مینل دیوی کے جو بیٹا (کنور) ہوا تھا اس کا نام سدھ راج رکھا تھا۔ راجا کرن ۴۶۵ھ سے ۴۸۷ء تک اور ۱۰۷۲ء سے ۱۰۹۴ء تک حکومت کی تھی ۔اس کے بعد راجا سدھ بن راجا کرن نے ۴۸۷ھ سے ۵۳۸ھ تک ۱۰۹۴ء سے ۱۱۴۳ء تک حکومت کی تھی۔ پٹن کا مشہور تالاب سہستر لنگ تیار کرایا تھا۔حضرت سیدنا شاہ علی سرمست رحمۃ اللہ علیہ راجا کمار پال بن تربھون کی حکومت میں وفات ہوئے۔اس نے راجا کمار پال نے ۵۳۸ھ سے ۵۷۰ھ اور ۱۱۴۳ء سے ۱۱۷۴ء تک حکومت کی تھی۔آپ کے بے شمار بیانات آگے صفحات پر ہم تحریر کریں گے۔آپ سلسلۂ جنیدیہ میں مرید وخلیفہ تھے۔آپ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اورآپ کے والدِ گرامی اور مشائخ طریقت سے بھی علم وفضل حاصل تھا۔

اب میں آپ کے صاحبزادے سیدنا شاہ فرید العصر، جنید الدہر ولیٔ کامل،تقویٰ شعار، قطب الاقطاب حضرت سیدنا شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ آپ کی پیدائش کی تاریخ نہ مل سکی۔(وفات

۷۵۰ھ مطابق ۱۳۲۹ء) آپ نے مقام پالن پور گجرات میں سب سے پہلے مسجد تعمیر کروائی تھی۔ اس مسجد کا نام مسجدِ ادراس رکھا تھا اور آپ نے دوسری مسجد ناگور راجستھان میں بنوائی تھی۔ اس کا نام مسجدِ قوتِ اسلام رکھا تھا۔ آپ کے بے شمار واقعات ہیں۔ جو ہم اگلے صفحات پر درج کریں گے۔ آپ ہی کے بعد قطبِ کارٹنا آپ کے جانشین مرید وخلیفہ ہیں۔ ان کا تذکرہ ہم سلسلۂ سہروردیہ کے بزرگوں میں کر چکے ہیں۔ اب ہم سیدنا قطب ربانی، محبوبِ یزدانی غوثِ زمانی سیدنا شاہ خطیب قطب محمود قادری، سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں کا تذکرہ لکھیں گے۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اور خلفائے راشدین کی روح نے رمضان شریف نے ایک شب کو قطب ربانی سے فرمایا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپ سید شاہ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ جو زین آباد عرف امتھنی تحصیل خانپور ضلع پنچ محل سے (ہٹ کر اب مہیسا گر ضلع بن گیا ہے) کے مقیم وجاگیردار کی صاحبزادی سیدہ بی بی امۃ الرؤف سے نکاح کرے۔ جس سے آپ کی نسلِ پاک سے بے شمار اولیاء، قطب، غوث، محقق، محدث، مفکر، عالم، حافظ، مفتی ومشائخِ عظام پیدا ہوں گے۔ دوسری جانب حضرت سید شاہ زین العابدین کو بھی ویسی ہی بشارت ہوئی۔ بالآخر آپ سے تین صاحبزادے پیدا ہوئے۔ (۱) سیدنا شاہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ آپ کا وصال ۹ رشوال کو ہوا۔ اس وقت حضرت سید شاہ حسین قطب شکمِ مادر میں جلوہ گر تھے۔ دونوں کی قبرِ انور حضرت شاہ سیدی قطب کارٹنا کے آس پاس میں فیضِ خلائق کے لئے روشن ہیں۔ **(۳) تیسرے صاحبزادے سیدنا شاہ مجتہد الزماں، شیخ فرید العصر، غوث الزماں، محبوبِ رحمانی، الوسیل بوسیل اللہ الصمد، تقویٰ شعار سدینا شاہ قاضی محمد رحمۃ اللہ علیہ** آپ حضرت بچپن سے آپ کی کچھ ایسی حالت تھی کہ آپ کسی کے بھی پاس بیٹھتے نہیں۔ آپ ہمیشہ اکیلے رہنا، اٹھنا تھا۔ آپ کے لاڈلے ہونے کی وجہ سے آپ کوئی نصیحت نہیں کرتے تھے۔ آپ کے دل ودماغ کا کسی کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ مگر آپ کا صرف چاکر، خدمت گزار کالوسندھی تھا۔ اسی کے ساتھ آپ زیادہ وقت گذارتے خیر یہ بیان آپ کو آپ کے واقعات میں پڑھنے کو مل جائے گا۔ آپ احمد آباد علمِ علوم باطن طریقے سے حاصل کر کے تشریف لے آئے۔ یہاں سارنگ پور میں آپ نے خانقاہ تعمیر

کروائی تھی۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت پر بادشاہ آپ کو ملنے آئے۔ مگر آپ نہ مل سکے مگر وقت اور ضرورت کی وجہ سے آپ حضرت سلطان کی ملاقات کو خود تشریف لے گئے۔ سلطان آپ کو ملنے آئے تو آپ نے فرمایا تیرا اور میرا ملنے کا یہ وسیلہ تھا ورنہ آپ کہاں سلطان اور میں کہاں درویش۔ اسی وقت سلطان آپ سے بغل گیر ہوا اور عرض کی آپ میرے یہاں رہو مکان اور وزارت قبول فرماؤ۔ آپ نے قاضیٔ دین اسلام کا عہدہ مسند نشی قبول فرمالی۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھتے ۸۱۴ھ مطابق ۱۴۱۱ء میں احمد آباد شہر کی بنیاد رکھی گئی جو حضرت مخدوم شیخ احمد سر خیزی کھٹ مغربی رحمۃ اللہ علیہ اجازت اور دیگر تین احمد نامی بزرگوں کے ہاتھوں سے جیسے (۱) شیخ قطب المشائخ شیخ احمد کھٹ رحمۃ اللہ علیہ (۲) بادشاہ سلطان احمد شاہ (۳) شیخ احمد (۴) ملا احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں سابر ندی کے کنارے رکھی گئی ۸۱۶ھ مطابق ۱۴۱۳ء میں قلعہ کا کام ختم ہوا تھا۔ اس وقت مقام پٹن میں حضرت سیدی سرکار قطبِ عالم بخاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ قیام پذیر تھے۔ سلطان احمد شاہ نے بنیاد رکھنے کے لئے آپ حضرت کو دعوت پیش کی تھی۔ بہر حال آپ یعنی حضرت سیدنا شاہ محمد ۱۵ سال کی عمر میں سجادہ نشینی اختیار کی تھی۔ آپ حضرت سید برہان الدین ابو محمد عبداللہ قطب عالم بخاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش ۱۴/رجب المرجب ۷۹۰ھ مطابق ۱۳۸۸ء اور وفات ۷/ذی الحجہ ۸۵۷ھ مطابق ۱۰/دسمبر ۱۴۵۳ء) سے بیت اور ان کے خلیفہ تھے۔ اب یہاں قطبِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر بیان کریں گے۔

حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی گجرات میں آمد

اپنے والد گرامی کے وفات کے بعد آپ اوچ شریف (ملتان) سے ۸۰۲ھ مطابق ۱۳۹۰ء میں گجرات پہنچے تھے۔اس وقت گجرات کی راجدھانی پٹن تھی۔ یہاں آپ شیخ رکن الدین کے مہمان ہوئے۔ جو حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کے نواسے تھے۔حضرت شیخ رکن الدین نے آپ کی بہت خاطر مدارات کی تھی۔ سلطان مظفر شاہ جو حضرت مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت کا معتقد اور مرید تھا وہ آپ کو ملنے پٹن آئے۔ آپ کی خدمت میں حاضری دی اور نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔ آپ جب گجرات میں بس گئے تب آپ کو دنیاوی علم حاصل کرنے کا شوق ہوا۔آپ مدرسہ میں داخل ہو گئے اس مدرسہ میں حضرت مولانا علی شیخ درس دیا کرتے تھے۔آپ نے ان کی خاص توجہ سے دنیاوی علم حاصل کیا اور علومِ ظاہری اور باطنی میں درجۂ کمال کو پہنچے اس وقت آپ کی عمر گیارہ سال سے کچھ اوپر تھی۔

آپ کی عمر جب ۱۴ سال کی تھی اس زمانے میں حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ دکن سے گجرات تشریف لے آئے۔ پٹن پہنچ کر انہوں نے حضرت شیخ رکن الدین سے ملاقات کی۔حضرت سید گیسو دراز بندہ نواز نے جب حضرت قطبِ عالم کو دیکھا تو قطبیت کے آثار آپ میں دیکھ کر خوش ہوئے اور آپ سے کہا کہ ’’میرے بزرگوں سے جو فیض مجھے ملا ہے وہ میں آپ کو بطورِ تحفہ دینا چاہتا ہوں۔‘‘

حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کثیرالاولاد تھے۔آپ کے ۱۲ صاحبزادے اور ۱۷ صاحبزادیاں تھیں۔حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ ایک کے بعد دوسرا اس طرح چار نکاح فرمائے۔اس کے علاوہ دولت خانے میں چند لونڈیاں بھی تھیں۔انہی میں حضرت سرکار سیدنا محمد سراج الدین شاہِ عالم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔مزید معلومات کے لئے کتاب حیاتِ قطبِ عالم کا مطالعہ کریں۔

حضرت قطب عالم نے شیخ احمد کھٹو رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی فیض، خلافت اور مغربی سلسلہ میں بیعت کرنے کی اجازت بھی لی تھی۔حضرت قطب عالم کے خلفائے صالحین کی بڑی تعداد تھی۔ گجرات میں سہروردیہ سلسلہ کو فروغ دیا تھا۔جس میں آپ کے خانوادہ وخلفاء کا بڑا

کارنامہ ہے اور انہی خلفائے صالحین نے گجرات کو اپنے مساعیٔ جمیلہ کے ذریعہ سلسلہ تصوف کا ایک عظیم الشان مرکز بنا دیا تھا۔ گجرات میں چشتیہ سلسلہ سے زیادہ سلسلۂ سہروردیہ کو زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ اس سلسلۂ سہروردیہ کے مشائخین سے خاص و عام کی وابستگی تھی۔ شاہانِ گجرات، وزراء، امراء اور عوام کو اس سلسلہ کے بزرگوں سے بہت محبت تھی۔ گجرات ان کے انوار سے دمکنے لگا خصوصاً احمد آباد میں قطبِ عالم رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے جانشین حضرت شاہِ عالم کی خانقاہ مرجعِ خلائق تھی۔ اب ہم قطب عالم کے خلفاء کے نام درج کریں گے جن کے نام جو خاص خاص خلفاء کے نام حسب ذیل ہیں :

(۱) حضرت مخدوم شیخ محمود دریانوش رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت سراج الدین شاہِ عالم رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت شاہ راجو رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت شاہ زاہد رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت شیخ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ (۶) حضرت سید عثمان (شمع برہانی) رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت علی خطیب احمد آبادی (۸) حضرت شیخ نجم الدین (۹) حضرت شیخ قطب الدین (۱۰) حضرت شیخ فضل اللہ کاشانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱) حضرت سید شاہ قاضی محمد بن قطبِ ربانی شاہ سید محمود کارنٹوی قادری سہروردی ۸۷۵ھ مطابق ۱۴۲۵ء میں مرید و خلیفہ بنے۔ (۱۲) حضرت شیخ کمال الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کے علاوہ اور بھی خلفاء کے نام درج ہیں۔ اور کئی کے نام نہیں مل سکے۔ مذکورہ بالا قطبیہ حضرت حضرت سید جلال الدین سرخ جہاں نیاں جہاں گشت کی تعلیمات پر عمل پیرا تھا۔ آپ حضرت کا مقصدِ حیات عبادتِ الٰہی تبلیغِ اسلام عوام الناس کی خدمت ،غریبوں مسکیوں اور مظلوموں کی مدد کرنا تھا۔ یہی تعلیم آپ کے خلفاء و مریدین نے نسلاً بعد نسلٍ برقرار کر کے رکھی ہے۔

اب ہم حضرت سیدنا شاہ محمد بن سیدنا شاہ خطیب محمود کارنٹوی کے تین بیٹوں کا ذکر کریں گے۔ حضرت محمد کو کافی لمبے وقت سے کوئی اولاد نہ ہوئی تو آپ قطب عالم کی بارگاہ میں رجوع ہوئے آپ نے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کی تعبیر بتائی تب آپ حقیقت سے آگاہ ہوئے اور آپ نے فرمایا آپ کے یہاں تین فرزند ہوں گے۔ ان کے نام کے الفاظ

سے اور صاحبزادی ایک ہوگی جن کا نام الف سے ہوگا (بی بی ملک عفیفہ تھا) اور وہ اس طرح ہے۔

(۱) حضرت سیدنا شاہ حمید الدین چاہلدہ (پیدائش ۸۱۳ھ مطابق ۱۳۹۲ء وفات ۵/صفر ۹۱۱ھ مطابق ۱۴۹۰ء ۸/جولائی کو ۹۸ سال کی عمر پائی۔) (۲) حضرت سیدنا شاہ قاضی حماد قادری، سہروردی پیدائش ۸۵۳ء وفات ۱۴۵۵ھ ۹۱۶ء مطابق ۱۴۹۶ء چاند ۲۰/شوال کے دن وفات پائی۔ ۸۶۳ھ میں حضرت سرکار شاہِ عالم سے بیعت ہوئے بیعت سے پہلے تاجدارِ مدینہ حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو تاکید فرمائی تھی کہ قاضی العالم کو سلسلہ میں داخل کر کے فیضانِ الٰہی سے مشرف فرمائیں۔ بیعت سے مشرف ہونے کے بعد حضرت سیدنا شاہ حماد نے ۱۲ سال تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا۔ ۱۲ سال تک خلوت گزین ہو کر یادِ الٰہی میں مشغول رہے اور ۱۲ سال جذب و مستی میں گزر ہوئے ہم آگے ان کا تذکرہ تفصیل سے کریں گے۔ آپ کے تیسرے بھائی یعنی حضرت سیدنا شاہ قاضی حمید شہید رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عالم سے بیعت تھے۔ آپ نے حسب پیشین گوئی شاہ عالم کے تمام زندگی سپاہیانہ گزاری۔ نہ کبھی خلوت کی طرف ملنا نہ کبھی زندگی نے اتنی فرصت دی کہ آپ خانقاہ میں بیٹھ کر منازلِ سلوک طے کریں مگر شہادت پا کر آپ نے بھائیوں سے مرتبۂ عظمیٰ پر ملحق ہونا تھا۔ اس کی صورت اس طرح پیدا ہوئی کہ سلطان محمود بیگڑے نے چانپانیر کے راول جے سنگھ کی سرکشی کو کچلنے کے لئے پاواگڑھ کے قلعہ پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ ڈیڑھ سال تک رہا اس معرکۂ عظیم میں مشرک سے جنگ کرتے ہوئے ۸۸۹ھ مطابق ۱۴۸۴ھ میں مرتبۂ شہادت سے ہمکنار فائز المرام ہوئے۔ آپ کا مزار پاواگڑھ پہاڑ پر تھا مگر ۲۰۰۲ء میں گجرات کے غم ناک دردناک حیرت ناک کفر کے پھندے میں شہید کر دیا ہے۔ ہم پرانے مبارک کی فوٹو اگلے صفحات پر بتائیں گے بندے ناشر نے آپ کی بارگاہ میں دو بار سلامی کا قبر انور سے فیض لیا ہے۔ آپ کی شہادت کے وقت آپ کے بھتیجہ خواجہ محمود دریائی کی عمر ۱۶ سال کی تھی۔ آپ خواجہ دریائی بھی اسی چانپانیر پاواگڑھ میں وفات پائی تھی۔ شاہ حمید شہید قادری سہروردی کا مزار ایک گولر کے پیڑ کے نیچے تھا یہاں سے بے اولاد کو اولاد نصیب ہوتی ہے۔

اب یہاں ہم حضرت سیدشاہ قاضی حمیدالدین بن سیدنا شاہ محمد قادری سہروردی کا تذکرہ آگے لکھیں گے۔ حضرت سیدشاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آپ نے والدِ ماجد شاہ سیدمحمد قادری سہروردی کے ساتھ اور اپنے دونوں بھائیوں کو بھی ساتھ لے کر ۱۲ سال کی عمر میں بیعت وارادت کا شرف حاصل کیا تھا۔ باوجوداس کے کہ آپ ولیٔ مادرزاد تھے۔ اس وقت بھی آپ کے والدشاہ محمد کی بھی سرپرستی موجودحضرت دربارِشاہِ عالم میں تھی۔ آپ شاہ سیدحمیدالدین کو''چاہلندہ یا چاہلدہ'' خطاب سرکارمحبوبِ باری نے دیا تھا اس کے معنیٰ یہ ہوتے ہیں کہ روحانی پانی کا بھرا ہوا کنواں یا علم سے بھرا ہوا کیے جاتے ہیں اس کے بعد آپ کو سندِ خلافت سے بھی نوازا گیا تھا۔

ہم حضرت سرکارشاہ عالم محمد سراج الدین محبوب باری قادری سہروردی، بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ بابرکت کے حالات وواقعات، علم عمل مرید وخلافت فرمان جائے پیدائش کا جائزہ لیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۷رذی القعدہ ۸۱۷ھ مطابق ۱۴۱۴ء بروز پیرشب میں پٹن میں ہوئی تاریخ ولادت ''وارث علی'' سے نکلتی ہے۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بشارت کے مطابق آپ کا نام محمد رکھا گیا۔ آپ مادرزادولی تھے آپ کی والدہ کا نام بی بی آمنہ خاتون رحمۃ اللہ علیہا تھا۔ شکم مادرمبارک سے تلاوت قرآن کرتے ہوئے پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام عبداللہ قطب عالم تھا۔ آپ چارسال چارماہ چاردن کے ہوئے تو آپ کی بسم اللہ خوانی کی محفل منعقد فرمائی تھی اور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ خرمے اپنا لعابِ دہن لگا کرحضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا۔ آپ نے اسے تناول فرمایا یعنی کھالیا۔ یہیں سے آپ کی تعلیم وتربیت کی شروعات ہوئی۔ علومِ ظاہری وباطنی کی تکمیل اپنے والدمحترم نیز پیرومرشد حضرت قطب عالم سید برہان الدین قطب عالم بخاری سہروردی سے کی نیز خلافتِ عظمیٰ حاصل کی عربی، فارسی زبان میں آپ نے درجۂ کمال حاصل کیا۔ تفسیر، حدیث، منطق اور فقہ وغیرہ علوم بھی حاصل کئے۔ اس کے علاوہ والد گرامی حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے اس زمانے کے مشہور ومعروف علمائے کرام اور مشائخ عظام سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہے۔ شیخ الاقطاب

حضرت خواجہ شیخ رکن الدین کانشکر، تاج الاولیاء حضرت شیخ احمد گنج بخش مغربی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ شاہ بارف اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ مولانا سیدکمال الدین حنفی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ان تمام کے پاس آپ نے قرأت اورصرف ونحو کی تعلیم حاصل کی ہے اور وہ بھی صرف ۱۶ سال کی عمر میں آپ نے جملہ علوم حاصل کر لئے تھے۔ لیکن انوارِ روحانیت کے انبار تو اپنے والد ماجد اور مرشدِ کامل حضرت قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے حضور مبارک میں گریہ وزاری میں مشغول تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی ریش مبارک سے آنسو ٹپکنے لگے۔ اسی دوران حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت ومحبت ومرحمت سے فرمایا بابا میاں منجھلے جو مانگنا ہو مانگ لو آپ نے عرض کیا عشقِ ربانی کے سمندر سے جو آپ کو عطا ہوا ہے اس میں سے ایک بوند عنایت فرمایئے۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو تھاما اور اپنی ریش مبارک سے چند آنسو حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دہن مبارک میں نچوڑ دیئے۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ والد محترم کے ان آنسوؤں کی چند بوندیں میرے دل میں روشن ستاروں کی طرح چمکنے لگی دل روشن ہوگیا اور ہمیشہ نوروسرور محسوس کرتا ہوں۔

حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ خودارشادفرماتے ہیں کہ میرے والدحضرت قطب عالم میرے بچپن میں مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ تسبیح ہاتھ میں لے کر یا مصطفیٰ، یا مصطفیٰ بکثرت پڑھا کرواس لئے کہ جوشخص کثرت سے یا مصطفیٰ، یا مصطفیٰ پڑھتا ہے اس کے قلب میں اللہ کی محبت پختہ ہوجاتی ہے اور وہ جب مرتا ہے باذوق مرتا ہے۔ (ماخوذ از صدحکایتِ فارسی)

انہی پاک دامن پرورش علم وفضل، اپنے جداعلیٰ کی تعلیم وتربیت کی وجہ سے آپ بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کاملہ جاگزیں ہوگئی تھی۔ آپ شریعت پر عمل پیرا رہے آپ کے مرید حضرت میاں مخدوم فرماتے ہیں کہ میں بارہ سال حضرت شاہ عالم کی خدمت میں رہا میں نے کبھی آپ کو بے وضو نہیں دیکھا۔ (حیات شاہ عالم) میں لکھا ہے کہ آپ فرائض (فرض) نماز ہمیشہ با جماعت ادا فرماتے تھے۔ امامت کرنے سے گریز کرتے۔ رات دن میں ۱۰۰۰ ایک ہزار نوافل ادا

فرماتے تھے، آپ کے تقویٰ اور اقوال کرامتوں کی کتابیں بھری ہوئی ہیں مگر کتاب بڑی ہو جانے کا اندیشہ ہے مگر کچھ نذر کروں۔ کوڑھی کا اچھا ہو جانا، گیارہ عورتوں کو گیارہ بیٹے، جہاز کو ڈوبنے سے بچالینا، دھوبن کا بچہ کبھی لڑکا کبھی لڑکی کبھی لڑکا، آپ کے خنجر شریف کی کرامت مرنے کے بعد غلام بچہ کو زندہ ہو جانا اندھے کو آنکھیں مل جانا، غیبی صندوق کی تلوار، وزیر کی بے ادبی کا انجام، پوشیدہ حوض کا ظاہر ہو جانا جیسی صدہا کرامتیں ہیں۔ آپ کی حیاتِ مبارک میں اور وفات کے بعد ظہور میں آئی اور قیامت تک ظاہر ہوتی رہے گی۔ ان شاء اللہ۔

آپ شاہ عالم کی تین ازواج (بیویاں) تھیں اور ایک لونڈی تھی۔ آپ کے پانچ فرزند اور چار لڑکیاں بھی تھیں۔ آپ کے صاحبزادے صاحبزادیاں سبھی اہل اللہ میں سے ہیں۔ آپ کی اولاد جنوبی ہند میں خوب پھیلی ہے اور ان میں بڑے بڑے عظیم المرتبت اولیائے کرام گزرے ہیں۔

حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں گجرات کے چار سلاطین گزرے ہیں جن میں (۱) سلطان احمد شاہ (۲) سلطان محمد شاہ (۳) سلطان قطب الدین احمد شاہ (۴) سلطان محمود بیگڑا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان محمود بیگڑا کی پرورش فرمائی، تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا۔ سلطان محمود بیگڑا آپ کی وفات کے بعد ۳۷ سال تک گجرات کا سلطان رہا اور نہایت شان سے حکومت کی سلطان محمود بیگڑے کے آپ سوتیلے (ربیب) والدِ گرامی تھے۔

وصال : وفات حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا زہر خورانی (زہر کھانے) کی وجہ سے ہوا۔ حاجی ابن کلو آپ سرکار سے بہت حسد رکھتا تھا ایک دعوت میں حاجی کلو ابن کلو نے چولائی کے ساگ (سالن) میں زہر شامل کر دیا آپ مسکرائے اور دعائے شفا پڑھ کر وہ ساگ کھا لیا۔ جس سے حرارت بڑھ گئی دن گزرا اور رات آئی آپ نے تہجد کی نماز ادا کی صبح صادق سے پہلے کلمۂ طیبہ بلند آواز سے پڑھتے ہوئے ۶۳ سال کی عمر شریف میں شنبہ (سنیچر) کی رات ۲۰/ جمادی الآخر ۸۸۰ھ مطابق ۱۴۷۵ء میں اس فانی دنیا کو الوداع کہہ کر واصلِ حق ہوئے۔ آپ کا مادۂ تاریخ وصال ' آخر الاولیاءٗ ' سے نکلتا ہے۔ آپ کے صاحبزادے سید ناصر الدین محمد راجو ستارِ عالم رحمۃ

اللہ علیہ وغیرہ نے غسل دیا اور نماز جنازہ خلیفہ حضرت قاضی سید اسماعیل ابن برہان الدین اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور آپ کی خانقاہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ٥

خلفائے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ

(۱) حضرت سلطان شاہ غزنی رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت قطب الدین شاہی رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت سید شاہ حمید الدین قادری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت سید شاہ حماد قادری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (۵) شاہ عبد اللطیف داور الملک رحمۃ اللہ علیہ (۶) خواجہ احمد بن دوسن رحمۃ اللہ علیہ (۷) قاضی سید اسماعیل اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (۸) مولانا محمود ملتانی الشاہی رحمۃ اللہ علیہ (۹) حضرت سیدنا ناصر الدین محمد راجو قتال ستار عالم۔ یہ شاہِ عالم کے جانشین اور خانقاہِ شاہِ عالم کے پہلے سجادہ نشین ہیں۔ آپ کی پیدائش ۱۵/ ربیع الاول ۸۳۵ھ ہے۔ آپ ۴۵ سال کی عمر میں سجادہ نشین ہوئے۔ ۲۶ سال تک سجادہ نشین حضرت شاہیہ کو جنتی بخشتے رہے اور ۷۲ سال کی عمر مبارک میں یکم محرم الحرام جمعہ کے دن واصلِ حق ہوئے۔ اس طرح حضرت مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت کا سلسلہ دنیا کو آج بھی الگ، الگ شاخوں سے دنیا و دین کی خدمت کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ جس میں ایک مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کا اشرفی سلسلہ اور حضرت خواجہ محمود دریائی کا دریائی سلسلہ آج پوری دنیا میں ان مرشدوں کاملان کی برکات سے خدمت انجام دیتا نظر آتا ہے۔ (سبحان اللہ)

اب یہاں حضرت سلطان العارفین برہان العارفین الغوثی بحر اللہ قطب زماں حضرت سیدنا شاہ حمید الدین چاہلدہ سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر آپ کی زندگی کا جائزہ لے کر ہے۔ آگے لکھیں گے اگلے صفحات پر ہم آپ کو پیدائش وفات کی تاریخ لکھ کر بتا چکے ہیں۔ حضرت شاہ جدِ اعلیٰ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ ایسے پیرو شاہ تھے کہ کبھی آپ نے اپنی عمر میں سنت اور مستحب کو ترک نہیں کیا اور آپ چلتے وقت آگے پیچھے نظر نہ اٹھاتے تھے بلکہ آپ اپنے منہ مبارک پر نقاب ڈالے رکھتے اور آپ نامحرم کی طرف کبھی بھی نظر نہیں کرتے تھے اور آپ مسجد میں ہی نماز باجماعت ادا کرتے تھے اور عبادتوں میں جو کچھ نعمتیں آپ کو حاصل ہوتیں وہ یاروں کو عطا

کر دیتے تھے۔آپ نے احمد آباد میں بارہ سال تک علم حاصل کیا ہے آپ نے کبھی لذیذ کھانا تناول نہیں فرمایا ہے۔آپ حقیقت اور معرفت سے آگاہ تھے اور اپنا بھید کسی کو نہ بتلاتے اور آپ کبھی چار پائی پر نہیں سوتے تھے اور آپ کی غذا نانِ جو تھی ،آپ کبھی کسی کے یہاں ضیافت میں جاتے تو ایک دولقمہ کھا کر واپس گھر کو چلے آتے۔

حضرت شاہ عالم محبوب باری نے فرمایا تھا کہ ہم نے شاہ حمید الدین کے اوپر جو بوجھ رکھا ہے وہ اگر پہاڑ پر رکھتے تو مسمار (ذرہ ذرہ) ہو کر زمین میں نابود ہو جاتا مگر یہ تو اللہ کے مقبول بندے ہیں۔ پھر فرمایا آپ نے ان کی پشت سے ایک ایسا محبوب پیدا ہوگا کہ وہ اپنے وقت کا قطب الاقطاب ہوگا اور ان سب سے سب فیضیاب ہوں گے۔اسی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی ذاتِ گرامی علم وفضل،تقویٰ،دیانت داری کی بڑی مثال ہے۔

اب ہم آپ کے صاحبزادوں اور ان کی چند آل واولاد کا ذکر لکھیں گے۔آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق آپ کا نکاح زین آباد عرف امتھنی کے حاکم حکمراں سید سمیع الدین عرف قاضی سادھن کی دختر بی بی فتح ملک سے ہوا تھا۔جن کے بطن سے ان کو صاحبزادہ شاہ معروف اور دویم حضرت شاہ محمود عرف محبوب اللہ تذکرہ ہٰذا اور شاہ احمد ہوئے۔بی بی فتح ملک کے انتقال کے بعد شاہ حمید الدین صاحب نے قاضی سادھن صاحب کی دوسری صاحبزادی بی بی ماہ ملک سے شادی کی ان کے بطن سے دولڑکے شاہ چاند محمد اور شاہ محمد اور ایک لڑکی امۃ الرؤف پیدا ہوئیں۔بی بی ماہ ملک کی وفات پر انہوں نے انہی کی بہن بی بی راجی سے عقد کیا۔جن کے بطن سے جو اولاد ہوئی ان میں سے صرف ایک لڑکے شاہ گوہر زندہ رہے۔

اس طرح حضرت شاہ حمید الدین چاہلدہ نے اپنی پوری عمر بیر پور شریف میں بسر کی آپ کے واقعات وبیانات آگے درج کیے جائیں گے۔آپ نے اپنے وصال کے دو روز قبل بستر مرگ پر اپنے پوتے حضرت سیدنا شاہ پیار اللہ نور اللہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا ہاتھ پکڑا اور ان کو کرامت عطا کیے۔ پھر آپ نے اپنے مرشد حضرت شاہیہ (شاہ عالم) رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد عالی کی تعمیل میں وقت آنے پر (۷رصفر ۹۱۱ھ مطابق ۱۰رجولائی ۱۵۰۵ء) کو حضرت

سیدنا شاہ محمود محبوب اللہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کو شرف بیعت سے نواز کر خلافت سے سرفراز کیا اور سجادہ نشینی عطا کی۔اس وقت آپ کی عمر ۳۸ سال کی تھی۔خواجہ دریائی سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے تھے۔ حضرت شاہ حمید الدین عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار قبرانور بیر پور شریف درگاہ شریف اندر دویم کی ہے۔اب ہم یہاں حضرت خواجہ محمود دریائی کا ذکر لکھیں گے جو اس کتاب کا سب سے بڑا عنوان ہے۔

حضرت خواجہ محمود دریائی کی ولادت ۸۷۳ھ مطابق ۱۴۶۸ء میں ہوئی۔''عاقبت محمود رب'' تاریخ تولد ہے آپ کی جائے پیدائش کے بارے میں ''تحفۃ القاری'' میں کوئی صراحت نہیں ہے۔خاتمۂ مرآتِ احمدی صفحہ ۱۲۱ میں بیر پور کو ان کا وطن اصلی بتایا ہے۔ڈاکٹر ظہیر الدین مدنی مرحوم نے اپنی کتاب سخنوران گجرات (نئی دہلی ۱۹۸۱ء) میں ان کی جائے پیدائش بیر پور کو ہی قرار دیا ہے۔حافظ محمود خان شیرانی نے بھی (مقالاتِ شیرانی، جلد اول لاہور ۱۹۶۶ء، صفحہ ۱۴۱) میں آپ کا وطن بیر پور ہی لکھا ہے۔یہ قطعی صحیح نہیں ہے۔اس لئے کہ تحفۃ القاری کے مطابق خواجہ حمید الدین نے رسالت مآب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں ۴۵ سال کی عمر (تقریباً ۸۹۵ھ مطابق ۱۴۹۰ء) ہے۔ظاہر ہے کہ بیر پور آباد ہوا اس کے تقریباً ۲۲ سال قبل عالم وجود میں قدم رکھنے والے خواجہ محمود کی ولادت وہاں ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔**تحفۃ القاری کے بعض دیگر بیانات سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ ان کی ولادت خواجہ حمید الدین کی جائے سکونت محلہ سارنگ پور احمد آباد (موجودہ سارنگ پور دروازے کے باہر سمتِ مشرق واقع کالو پور ریلوے اسٹیشن کے قریب میں چار توڑا قبرستان ہے اس کے قرب) میں ہوئی۔**

تحفۃ القاری میں مفاتیح القلوب لجلالۃ القلوب کے حوالے سے مرقوم ہے کہ سارنگ پور میں سکونت پذیر شاہ حمید الدین اپنے شیر خوار فرزند حضرت خواجہ محمود کو اپنے پیر ومرشد حضرت شاہ عالم کی خدمتِ بابرکات میں دعائے خیر کے لئے لے گئے اور **حضرت شاہیہ نے اس ننھے بچے کو اپنے دونوں ہاتھوں سے کندھوں پہ اٹھا کر بزبانی گزری کہا کہ قاضی کا شملہ بھاری ہے ایک اور جگہ مصنف تحفۃ القاری میں لکھتے ہیں کہ جائے پیدائش خاصہ کید رسارنگ پور بود (ورق ۱۹۰الے)**

ان بیانات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ حضرت خواجہ محمود احمد آباد میں ہی پیدا ہوئے نہ کہ بیر پور میں۔ ان کے بیر پور منتقل ہونے اور وہاں مستقل سکونت اختیار کرنے کی وجہ سے وہ اندرون وبیرون گجرات بیر پور کی نسبت سے مشہور ہوئے اور یہی نسبت ان کی جائے پیدائش بیر پور کی نسبت سے مشہور ہوئے اور یہی نسبت ان کی جائے پیدائش کے بارے میں غلط فہمی کے باعث ہوئی۔ پتہ نہیں تحفۃ القاری کے یہ بیانات ڈاکٹر سید ظہیرالدین مدنی مرحوم سے کیوں نظرانداز ہوئے؟

آپ کا نام : محمود محبوب اللہ آپ اس عرفیت سے بھی اپنے آپ کو لکھتے تھے۔(۱) غریب محمود (۲) غلام محمود (۳) دریائی دولہا (۴) قاضی محمود (۵) داس محمود (۶) مسکین محمود۔

آپ کا علم : آپ نے پانچ سال کی عمر میں قرآن مجید اور بعد میں احادیث کثیرہ کو حفظ کیا۔ ابتدائی تعلیم ملاحسین خطیب معلم مکتب سے حاصل کی۔ پھر اپنے والد خواجہ حمیدالدین اور عم بزرگوار شاہ حماد رحمۃ اللہ علیہ سے علوم ظاہری اور باطنی کی تکمیل کی۔ علاوہ قاضی سید شاہ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ سارنگ پور، سرس پور احمد آباد پہ منعقد ہونے والی مجالس سماع بامزامیر سے سرود برتا، گجری کلام صنفِ زری کا ذوق پیدا ہوا اور اس میں مشقِ سخن کرنے کا موقع میسر ہوا۔ اس کے علاوہ بچپن میں مسلسل چار سال تک اپنی نانی خالہ مخدوم بی بی اور خالو شیخ فرید حسین قریشی عرف زین العابدین جو حضرت بہاء الدین زکریا سہروردی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے ان کے مکان واقع موضع اوڈ (ضلع کھیڑا) یہ بھی کلام گجری کے ماحول سے مستفید اور مستفیض ہوتے رہے۔ بیر پور منتقل ہونے کے بعد کوہ الت کی اور اپنے والد کی خانقاہ بیر پور میں یادِ الٰہی اور ذکر گوئی میں اکثر مسرور رہے۔

جب وہ چودہ سال کے ہوئے ۸۸۷ھ مطابق ۱۴۸۳ء میں ان کے استاد اور روحانی پیشوا حضرت سید شاہ حماد رحمۃ اللہ علیہ بعمر ۳۶ سال قضائے ناگہانی سے اللہ کو پیارے ہوئے۔ اس سال سے جانکاہ اور دل گداز نے آتشِ رنج وغم کو ہوا دے کر ان کے خاطر پریشان دل بے قرار اور دلِ ماؤف کو اتنا متاثر کیا کہ ایک سال تک تہہ خانہ حماد میں عشق حقیقی کی اور یاد الٰہی کی سرشاری میں مستغرق رہے

جب غم واندوہ کی شدت رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی تو ایک دو جکریاں لکھنے کا موقع میسر ہوا۔

مرید وخلیفہ : آپ اپنے والد کے ہی تھے جو ہم پیچھے صفحہ میں لکھ چکے ہیں۔ آپ کو سلسلۂ شاہیہ (حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ) کے سلسلۂ سہروردیہ کے علاوہ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیض کی بدولت قادریہ اور چشتیہ سلسلوں سے بھی وابستہ تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض محمدی سے بھی آپ سرفراز ہوئے، علاوہ ازیں آپ کو چودہ سلسلوں سے بھی اجازت حاصل تھی۔

آپ کی شادی : حضرت خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورۂ موضع اوڈ کے ان کی حقیقی خالہ مخدومہ بی بی کی بیٹی فتح ملک بنت شیخ فرید قریشی سے ہوا تھا۔ اپنے والدین کی طرح بی بی فتح ملک خود بھی موزوں طبع تھیں اور گجری میں شعر کہتی تھیں۔ شادی کی رات اپنے شوہر کی جکری سن کر انہوں نے بھی اپنی جو جکری سنائی تھی وہ اور دیگر اوقات پر ہوئی جکریاں تحفۃ القاری میں درج ہیں۔

اس نیک خاتون سے آپ کی آٹھ اولاد، تین بیٹے (۱) شاہ لعل محمد (۲) شاہ ابو محمد اشرف خان اور (۳) جمال محمد اور پانچ دختر (۱) بی بی صاحب (۲) بی بی صاحب جمال (۳) بی بی صاحب دولت (۴) بی بی صاحب چاند اور (۵) امۃ العزیز اللہ کی باندی بندی پیدا ہوئیں۔

مریدوں کی تعداد : حضرت شاہ خواجہ محمود محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کی تعداد تیس لاکھ ہے۔ آپ کی انسان دوست طبیعت کا تقاضہ تھا وہ بلاجھجک گنہگاروں کو مرید بناتے تھے اور ان کی نظر کیمیا اثر اور توجہ باطنی سے بہت سے عاصیوں کو توبہ کی توفیق حاصل ہوتی تھی۔ اس سلسلہ میں خود آپ کا ایک زبانی مقولہ تحفۃ القاری قلمی کتاب سے نقل ہے کہ پیر سنا باید کہ مستحق جابرا مرتجب رحمت گرداند (یعنی پیر اس شخص کو کہتے ہیں جو دوزخی کو بہشتی بنادے۔)

دعا کا اثر : آپ واقعی محبوب اللہ تھے آپ کی زبان سے جو دعا نکلتی تھی وہ بارگاہِ الٰہی میں مستجاب ہوتی تھی۔ ان پر ہر وقت یادِ الٰہی میں عالم استغراق طاری رہتا تھا۔ اس حالت میں بار بار فرماتے تھے۔ ہر روز لوگ آتے ہیں کوئی کہتا ہے غریب ہوں دعا کیجئے کہ تونگر بن جاؤ کوئی کہتا ہے کہ اولاد نہیں ہے۔ لہٰذا اولاد کے لئے دعا کیجئے، کوئی کچھ مانگتا ہے لیکن کوئی یوں نہیں کہتا کہ

طالب خدا آمدہ ام مارا بخدا رسانید (یعنی خدا کا طالب ہو کر آیا ہوں مجھے خدا تک پہنچا دیجئے۔) اگر کوئی یہ (یعنی خدا سے ملاقات) مانگے تو غریب محمود کو ایسا قربِ خداوندی حاصل ہے کہ دوست کے ہاتھ میں اس کا ہاتھ ملا دوں۔ (سبحان اللہ!)

آپ کے خلفاء کی تعداد کافی تھی جن میں چند خلفاء کے نام درج ذیل ہیں آپ نے اپنے تینوں بیٹوں کو خلافت سے نوازا تھا۔ جن کے نام مبارک اوپر درج ہیں اس کے بعد (۱) سید شاہ احمد (برادر بھائی) (۲) پوتا سید شاہ پیار اللہ (۳) شاہ چاند محمد (برادر بھائی) (۴) شاہ سید شرف الدین (برادر بھائی) (۵) سید محمد مصطفیٰ (۶) شیخ موسیٰ (۷) شاہ تاجن (۸) شیخ سید عبدالرزاق جعفری زینبی (داماد خواجہ دریائی دولہا) صاحبِ مفاتیح القلوب لا زالۃ القرب عرف کتاب ملفوظ اور فوائدِ محمودیہ (۹) سید شاہ عمر محمد (صاحب کنز الکرامات اور مفاتیح القلوب منظوم در صنف مخمس) حضرت شاہ منصور بن شاہ خواجہ سید ابو محمد اشرف خان (صاحب کتاب محمود خوانی) (۱۰) ملک عمادی الملک (۱۱) سید ڈوسن میاں پٹنی بن سید علم الدین والد سید علی میراں داتار شہید (میراں داتار، موضع اناواں) شاہ سید عبدالقوی بن شاہ چاند محمد بن شاہ حمید الدین عارف باللہ اور حضرت سید محمد حسینی گیسودراز (عمر ۲۲۵) کے حفید شیخ فضل اللہ وغیرہ حضرات خرقۂ خلافت سے نوازے گئے۔

آپ کی طبیعت میں انکساری اور نرمی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ اسی وجہ سے وہ اپنے مریدوں اور دوسروں سے بھی تواضع منکسر المزاجی کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ تمام قوم و مذہب و ملت ذات پات اونچ نیچ امیر غریب خورد و کلاں (چھوٹے بڑے) کی تفریق و رعایت نہیں برتتے تھے آپ اپنے آپ کو غریب محمود سیوک محمود کہلواتے تھے۔

طریقۂ تعلیمات : آپ نے طریقۂ تعلیمات منجن شاہی کو اختیار کیا تھا کیونکہ شاہ عالم سے آپ کا خاندان پشت در پشت بیعت تھا اس لئے آپ پابندی سے شریعت کی تلقین قرآن و حدیث، ورد و وظائف، روزہ نماز کی پرہیزگاری و پاکی ہر پہلو میں استعمال لاتے اور عمل کرواتے۔

ریاضت : آپ کو ریاضت کا ازحد شوق تھا چھ چھ ماہ کے روزے رکھتے۔ محض رضائے الٰہی کے لئے بھوکا پیاسا رہنا آپ کو بہت پسند تھا۔ آپ کو والت پریم گلی (پہاڑ، کوئے اشک) میں غار میں چلہ کشی کیا کرتے۔ عشقِ الٰہی کی گرمی سے آپ کے دہن سے آگ کے شعلہ نکلتے اور خون کے آنسو جاری ہوتے آپ حسب حال یہ شعر پڑھا کرتے

تو کیا جانے پریم کہانی　　تجھ بن لہو ہوا نہ پانی

شعروشاعری (کلام) : آپ عربی فارسی گجری کے نامور عظیم شاعر تھے۔ آپ نے قرآن پاک، حدیث وغیرہ کو گجری زبان میں ڈھالا تھا۔ آپ محمود تخلص سے حمد، نعت، منقبت، جکری وغیرہ لکھتے تھے۔

کرامات : قاضی کے خطاب میں مشکل مسئلہ حل کروانا اور والد، دادا، چچا، احمد آباد کے شہر قاضی رہے ان نسبتوں سے آپ کو لوگ قاضی کہتے تھے۔ اور حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے والد بچپن میں دعا کے لئے لے گئے تھے تب یہ کہا تھا کہ قاضی زادہ مراتبِ بلند حاصل کرے گا اور اسی طرح گردابِ دریا میں پھنسی ہوئی کشتیوں اور ڈوبتے ہوئے مسافروں کو بوقت آپ کو یاد کرنے پر آپ نجات دلا کر ساحلِ نجات تک پہنچا دیتے اسی وجہ سے آپ کو دریائی کہا جانے لگا۔ ان دونوں بڑی کرامتوں اور لقب غیبی کی وجہ سے آپ کا قاضی و دریائی عام لوگوں میں مشہور ہونے کا باعث بنے نیز تحفۃ القاری، بقول باری تعالیٰ نے محمود محبوب اللہ سے نوازا تھا۔ اس کے علاوہ آپ کی بے شمار کرامتیں آپ کی ملفوظات سے محفوظ ہیں۔

شوق : آپ کو شکار، نشانے بازی، تلوار بازی، سفر کرنا، پھلوں میں نیلوفر، سپاری کھانا، اور بھوکوں، پیاسوں، مظلوموں، ضرورت مندوں، آسیب زدوں، غم زدوں، درویشوں کو کپڑا دینا اناج روٹی بانٹنا اور خلقِ مخلوق کرنا آپ کے پیارے شوق تھے۔ مسجد، مدرسے تعمیر کرنا، کروانا، آبادی قوی کرنا، عوام کو ذات پات کے بجائے انسانیت کے ناطے انصاف کرنا، کروانا، آپ کا عظیم شوق تھا۔ آپ نے گجرات، راجستھان، ایم پی، مہاراشٹر، دکن گاؤں شہروں کے علاقے کے بھی دورے کئے۔ حضرت خواجہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص دوستوں میں حضرت شاہ

شیخ جیوار رحمۃ اللہ علیہ سید محمود بن قطبِ عالم تھے۔

حج : سنہ ۹۴۰ یا سنہ ۹۴۱ ہجری کے درمیان آپ بیت اللہ شریف، مدینہ شریف حج کے لئے روانہ ہوئے۔اسی سال آپ کی نگاہِ کرم اور موجودگی میں چتوڑ کا قلعہ فتح ہوا تھا۔

وصال : حضرت سید شاہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا قدس سرہٗ العزیز آپ نے خاص مرید وخلیفہ بااخلاص ملک الشرق امام الدین عرف عماد الملک کی جان لیوا بیماری اور اس کی پیرومرشد کی لگاتار التجا کے پیغامات آنے پر آپ چاپانیر (محمد آباد) حال (پاواگڑھ تحصیل ہالول) ضلع گودھرا (پنچ محل) اپنے سارے رشتہ داروں کو تمام دینی دنیوی حصے دے کر اور آخری سلام دعا کے بعد گئے اور آپ اپنی زندگی کے بقیہ بارہ سال اسے عطا کر کے اس کی جان بچائی جس کے نتیجے سے آپ بیمار ہوئے اور قوالوں سے اپنے عشقِ حقیقی سے سرشار ذکر یہ سنتے ہوئے بحالتِ وجد وحال بعمر اڑسٹھ (٦٨) سال بارہ ربیع الآخر سنہ ۹۴۱ھ مطابق ۲۱/ اکتوبر سنہ ۱۵۳۴ء کو آخری داوی اشعار سن رہے تھے کہ زمین پر سر رکھ دیا اور سجدہ ہی میں جاں بحق ہوگئے۔ انا لله وانا اليه راجعون o

آپ کی لاش کو آپ کے فرزند اور جانشین حضرت سید شاہ خواجہ ابومحمد اشرف خان اور خلیفہ وداماد شیخ پیر سید شاہ خواجہ عبدالرزاق جعفری زینبی دریائی رحمۃ اللہ علیہ چاپانیر سے مقام بیرپور شریف لے آئے۔ جہاں آپ کو آپ کے والد پیر شاہ سید حمید الدین چاہلدہ عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس جامع مسجد کے سامنے سپردِ خاک کیا گیا۔

درگاہ شریف کی تعمیر : سنہ ۹۴۱ھ سے سنہ ۹۵۳ء مطابق سنہ ۱۵۳۴ء سے سنہ ۱۵۴۵ء تک آپ کا یہ شاندار روضہ آستانہ ۱۲ لاکھ وقتِ محمودی روپیہ سے وزیر خزانہ سلطان ملک عماد الملک ملک الشعراء نے تعمیر کروایا۔

گجرات میں مسلمانوں کی آمدورفت

۱۵ ہجری میں یعنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد پانچ سال بعد فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں بحرین اور عمان حکومت پر عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکومت پر قبضہ کیا یہ بڑے صحابہ میں گنے جاتے تھے۔ یہ حکومت ان کے ہاتھوں میں آنے کے بعد اپنے بھائی حکم بن عاص رضی اللہ عنہ نے بحرین کی حکومت سونپ کر ہندوستان پر حملہ کرنے کی صلاح دی۔ ان لوگوں نے دریائی سفر کی بڑی منزل مشکل حالات میں پار کرنے کے بعد اپنی فوج کے ساتھ گجرات کے کنارے داخل ہوئے۔ یہ لوگ تھانہ میں مقیم ہوئے۔ جو بمبئ کے قریب ہے۔ پھر دوسرا حملہ حکم بن عاص رضی اللہ عنہ نے بھروچ جسے عربی میں بروش لکھا جاتا ہے۔ یہ بھروچ ہندوستان کا آباد اور رونق دار بندرگاہ تھا۔ لیکن یہ حملہ بڑی کامیابی کے بعد یہ دستہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک دریائی سفر مسلمانوں کے لئے کرنا ٹھیک نہیں تھا، اسی لئے اس پر آپ نے توجہ نہیں دی۔

تیسرا حملہ : ۹۳ھ میں سندھ علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا تھا۔ دمشق کا خلیفہ حسام بن عبدالملک ۱۰۷ھ میں سندھ کی حکومت جنید بن عبدالرحمٰن مرّی کو سونپی۔ جنید بڑے بہادر اور بڑے خواہش مند انسان تھے۔ کچھ ہی دنوں میں ان کے تابع تمام علاقوں میں بہتر بندوبست کردیئے۔ اس کے بعد گجرات کی طرف اپنی سوچ لگادی عرب فوجوں کے ساتھ کچھ کی طرف روانہ کئے۔ کچھ کو عربی کتابوں میں قصہ لکھنے میں آتا ہے۔ یہ فوجیں بھروچ کو پار کرتی ہوئی مالوہ میں داخل ہوئیں۔ چاروں اور فتح حاصل کی تمام جانب کے دشمنانِ اسلام کو زیر کیا مالِ غنیمت حاصل کیا۔

چوتھا حملہ : بغداد کے خلیفہ المہدی باللہ العباسی نے ۱۵۹ھ میں عبدالملک ابن ہشام کو پوری طرح جنگ کرنے کے سارے اسلحے دے دیئے اور جہاد کے لئے روانہ کیا۔ ان کے ساتھ میں بہت بڑا فوجی لشکر کا دستہ تھا۔ **ان کے ساتھ میں تابعین ہونے کا شرف حاصل کرنے والے ابوبکر ربیع بن صبیح السعدی البصری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ جنہیں حدیث شریف کی پہلی مرتبہ کتاب لکھنے کا شرف حاصل ہے۔** یہ فوج ۱۶۰ھ میں بھاڈ بھوت میں پہنچی یہاں انہوں نے

فتح حاصل کی۔ فتح حاصل ہونے کے بعد دریا موسم بدلا۔ عبدالملک نے کہا موسم اچھا ہے تھوڑے دن یہاں ٹھہر جائیں اس وقت یکا یک موسم نے کروٹ بدلی اور اس ماحول میں ایک ہزار انسان مجاہدین وفات ہوئے۔ اسی میں **ربیع بن صبیح بھی بیمار ہوئے۔ وہیں بھاڈ بھوت میں انتقال فرما گئے انہیں موضع بھاڈ بھوت تحصل ضلع بھروچ میں ہی دفن کیا گیا۔**

گجرات پر محمود غزنوی کا حملہ

۴۱۶ھ میں محمود غزنوی کو گجرات پہ حملہ کرنے کا خیال آیا۔ وہ ۳۰ ہزار کا لشکر لے کر ملتان آئے۔ وہاں سے گجرات کی طرف آنے کا ارادہ بنالیا۔ راستے بہت مشکل تھے اور پانی کی بہت قلت تھی۔ لیکن صحیح اور مضبوط ارادوں نے ان مشکلوں کو ڈگمگا نہ سکی، میدانوں کو چیرتے ہوئے اہلیہ واڈ پہنچے۔ جو راجہ بھیم کی راجدھانی تھی، عربی تاریخ دانوں میں اسے نہروالا لکھا ہے۔ لیکن بعد میں پٹن اور عربی میں پھٹن کہا جاتا ہے۔ سلطان محمود غزنوی کا قافلہ دیلاواڈا سومناتھ وغیرہ فتح کرنے کے بعد مالِ غنیمت حاصل کرنے کے بعد صحیح سلامت غزنی واپس پہنچ گئے۔

شہاب الدین غوری کے بے شمار حملے

۵۷۴ھ میں سلطان شہاب الدین غوری نے ملتان کے راستے پھر گجرات پر حملہ کای اس وقت گجرات پر راجا بھیم کی حکومت تھی۔ ان کے ساتھ میں بڑے پیمانے پر جنگ ہوئی جس میں شہاب الدین غوری کو شکست ہوئی۔ اور مسلمانوں کی ہمت ٹوٹ گئی۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد لاہور اور دہلی کی بڑی فتح ملی یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بڑا بدلا تھا۔

۵۹۱ھ میں اجمیر کی فتح کے بعد قطب الدین ایبک نے اپنے مالک شہاب الدین غوری کی اجازت لینے کے بعد گجرات پر دوسرا حملہ کیا۔ نہروالا (اہلیہ واڑا پاٹن) پہنچ کر رن میدان میں راجا بھیم دیو کو بڑی شکست دی اور اس لڑائی کا بڑا خرچ وصول کیا اور صحیح سلامت دہلی واپس گئے۔ یہ بڑی نصرت کہ فتح کے بعد شہاب الدین غوری کی بڑی تمنائیں پوری ہونا باقی تھیں۔ جو اپنی زندگی کی بڑی خواہش تھی۔

۵۹۷ھ میں قطب الدین ایبک نے پھر گجرات پر مورچے روانہ کئے۔ اس کے بعد قطب الدین ایبک نے بھیم دیو کو شکست دی اور نہروالا (پاٹن) پر قابض ہو گئے۔

علاء الدین خلجی کا حملہ اور گجرات پر مسلمانوں کا قبضہ

اس کے بعد ۶۹۶ھ میں ہندوستان کے عظیم غازی قائدِ اعظم سلطان علاء الدین خلجی نے الغ خان کو لشکر کی تمام اسلحہ دینے کے بعد گجرات کی طرف حملہ کے لئے روانہ کیا۔ یہ وقت گجرات پر راجا کرن گھیلا کے ہاتھ میں حکومت کی آخری لگام دی۔ اس نے اپنی جان پر کھیل کر اپنی تمام طاقت لگادی۔ پھر اس نے دیوگڑھ چاندا نے آپ نے آسرا (پناہ) لی۔ اس کے ہاتھی اور گھوڑے خزانے اور عیش وعشرت کے تمام ذرائع الغ خان کے ہاتھ میں آ گئے۔ راجا کی راج کنوری دیو اور دیوی رانی تھی قید کر لی گئی۔ ان سب کو الغ خان نے دہلی کی طرف روانہ کر دیا۔ نہروالا پٹن نے اپنی راجدھانی بنائی اور ایک جامع مسجد تعمیر کروائی جو شاید یہاں کی پہلی مسجد تھی۔ (تاریخِ فرشتہ گلزارِ ابراہیمی) گجرات کے لوگ الغ خان کو افخان علی فخان کے نام سے جانتے ہیں۔

نوٹ : راجا کرن (اول) بھیم دیو (۴۶۵ھ سے ۴۸۷ھ مطابق ۱۰۷۲ء سے ۱۰۹۴ء) کے دور میں حضرت شاہ علی سرمست قلندر نے آپ کی دعا سے مینل دیوی کو اولاد ہوئی۔ (راجا سدھ راج) اس کی بنا پر آپ کو انعام دینا چاہا مگر آپ نے وہاں اس کے دور میں مسجد تعمیر کی تھی اور یہ مسجد پٹن کی (نہروالا) کی سب سے پہلی مسجد ہے اور یہ مسجد تحفۃ القاری کی تالیف ۱۱۱۹ھ مطابق ۱۷۰۷ء تک موجود اور مسجد کات کے نام سے مشہور تھی۔ شاہ علی سرمست قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا مزار وہیں ہے۔ (حوالہ : تحفۃ القاری)

گجرات میں مسلمانوں کی آزاد حکومت

فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں برہمنی خاندان آزاد سلطنت جنوبی ہندوستان میں آزاد حکومت بن چکی تھی۔ بنگال اور کشمیر پہلے سے ہی آپ خود صوباؤں کی حکومت میں تھا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کی اولاد نا قابلیت کی اور گھریلو مسائل میں ایک دوسرے کی اندرونی فتنہ وفساد پیدا ہوئے تھے۔ گجرات کے صوبہ گورنروں نے بھی بغاوت کی تھی۔ اس وقت فیروز شاہ نے اپنے

بیٹے محمد شاہ کے کمزور ہاتھوں میں لگام دے دی۔ پھر اس نے ۷۹۳ھ میں اپنے امیر ظفر خاں کو گجرات کی حکومت سونپ کر روانہ کیا۔

ظفر خان کو گجرات بھیجنا

ظفر خان گجرات میں آنے کے بعد سب سے پہلے تمام بغاوت کرنے والوں کو قبضہ میں کر لیا۔ اس صوبہ کا بہترین انتظام کیا اور چند دنوں میں یہاں کے لوگ آرام اور اطمینان سے رہنے لگے۔ عافیت چھا گئی اور آپ نے بڑی محنت مشقت کر کے اس حکومت کی حدیں بڑی وسیع کر دیں۔ ظفر خان نے خود حکومت کر لی۔ گجرات میں اپنی آزادانہ حکومت جاری تھی اور دہلی کی سلطنت دن بدن تباہ ہو رہی تھی۔ دہلی کے بادشاہ صرف نام کے رہ گئے تھے اصل میں دبدبہ ان کے وزیر اقبال خان کا تھا۔ تمام باگ ڈور ان کے ہاتھ میں تھی۔ تیمور گور خان (لنگ) کی لالچ ہندوستان پر لمبے عرصہ سے تھی اس کے لئے میدان کھلا تھا۔ ۸۰۱ھ میں دہلی پہنچنے کے بعد دہلی کی بچی ہوئی عزت اور سلطنت کو مٹی میں ملادی اور اس کے بعد فیروز شاہ کا خاندان تباہ اور برباد ہو گیا۔ جونپور اور مالوہ کے صوبے آزاد ہو گئے، ظفر خان کو بھی اپنی آزادانہ حکومت کرنے کا موقع ملا تھا مگر ان کی ہمت نہیں چلی۔ آخر ۸۱۰ھ میں عالم ومشائخ کی گزارشات سے اپنے بڑے بیٹے تاتارخان کے دباؤ میں مظفر شاہ کا لقب لگا کر گجرات کی آزادانہ حکومت پر اپنا اعلان کر دیا۔

احمد شاہ پہلا

مظفر شاہ کے بعد ان کا پرپوتا احمد شاہ گجرات کی گدی پر بیٹھے۔ وہ تاتارخان کے بیٹے تھے۔ تاتارخان کی موت اپنے والد کی حیات میں ہوئی تھی۔ احمد شاہ بہت ہمت والا اور بڑا خواہش مند تھا سب سے پہلے انہوں نے اپنے نام پر احمد آباد شہر کو بسانے کا کام شروع کیا۔ اس وقت احمد آباد شہر کی تعمیر اس طرح کی کہ اس کا نام بڑے عرصہ تک ہندوستان کے نایاب اور بے جوڑ شہروں میں گنا جاتا تھا۔ ہندو راجاؤں اور ان کے حملوں سے بچنے اور اپنی سرحدیں مضبوط کرنے کی طرف آپ نے زیادہ توجہ دی۔ اس لئے انہیں کئی بار جنگ کرنا پڑی اور فتح حاصل کی۔ اس فتح کے بعد

آس پاس کے راجاؤں کی اور سے نذرانہ دینے پر مجبور ہو گئے۔ اس حکومت کی سب سے بڑی کامیابی نظامت بہتر تھی، یہ نظامت اپنے وزیر کی نگرانی میں تھی۔ یہ نظام وانتظام مظفر شاہ حلیم کے زمانے تک قائم رہے وہ عموماً ۳۰ سال حکومت کرنے کے بعد ۸۴۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ محمود شاہ نے نوسال سے کم بادشاہت کی، ۸۵۵ھ میں انتقال ہوا۔ ان کے بعد قطب الدین احمد شاہ نے ۸ سال سے زیادہ بادشاہت کی ۸۶۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بعد محمود شاہ پہلا آپ جنہوں نے گجرات کے بہت مشہور اور معروف قلعے جوناگڑھ اور چانپانیر کے قلعے اپنی ریاست میں شامل کر لیے اور گجرات کے نہروالا (پاٹن)، بڑودا، سلطان پور، احمد نگر وغیرہ شہروں کو آباد کیا۔ اور آپ نے جوناگڑھ کے قریب مصطفی آباد، احمد آباد کے قریب (تقریباً ۳۰ کلومیٹر) دور محمود آباد (محمد آباد) شہر بسائے۔ اور تمام طرح گجرات کے الگ الگ جگہوں پر مدرسے اور خانقاہیں بنوائیں۔ آپ نے ۵۴ سال تک گجرات پر حکومت کی، ۹۱۷ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار احمد آباد میں سرخیز علاقہ میں حضرت شیخ احمد گنج کھٹو رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کے سامنے ہے۔

مظفر شاہ حلیم

والد محمود بیگڑا تھے۔ والدہ کا نام رانی ہیرابائی تھا۔ یہ راجپوت زمیندار کی بیٹی تھی۔ آپ کا نام خلیل خان عرف سلطان مظفر شاہ حلیم تھا۔ پیدائش ۶ رشعبان بروز بدھ ۸۸۰ھ مطابق ۱۴۷۵ء کے روز صبح صادق کے وقت ہوئے یہ تاریخ فرُخ بختی سے نکلتی ہے۔ والدہ کا وصال آپ کے پیدا ہونے کے پانچ دن بعد ہو گیا۔ سلطان محمود بیگڑا والد صاحب نے پرورش کے لئے، اپنی سوتیلی والدہ ہنسابائی کے حوالے کئے۔ انہوں نے مظفر شاہ حلیم کی اپنے سگے بیٹے سے زیادہ خیال رکھ کر پرورش کی تھی۔ جناب سلطان محمود بیگڑا اپنے سے یہ شہزادے کو دیکھ فرمایا تھا کہ میرے باپ دادا کے بادشاہی قابلیت کو ان سے زیادہ فروغ ملے گا و اولاد وسیع ہوگی۔ والد سلطان محمود بیگڑے کی وفات پیر کے روز ظہر کی نماز کے وقت ۳ر رمضان شریف ۹۱۷ھ مطابق ۱۵۱۱ء میں ہوئی۔ ۵۴ سال گجرات کے بادشاہ رہے اور ۶۷ سال ۳ ماہ کی عمر پائی۔ والد گرامی سلطان محمود بیگڑا کی وفات کے بعد امیر امراء وغیرہ سلطان مظفر شاہ کو تخت پر بٹھانے کے لئے بڑودہ (خلیل آباد) لینے گئے۔

سلطان مظفر شاہ نے فرمایا میرے پیرومرشد حضرت شاہ سید محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ میری تاج پوشی اور میرے لئے دعا کریں کہ مغل حکومت حملہ نہ کرے اور قحط نہ پڑے۔ حضرت سے ملاقات کرنے کے بعد آپ نے جمعہ کے دن ۹۱۷ھ مطابق ۱۵۱۱ء کو تاج پوشی کی اور دعا فرمائی تھی۔ سلطان مظفر حلیم آپ سے بیعت و مرید تھے۔ آپ کے واقعات آگے لکھے جائیں گے۔ آپ نے علمِ دین علامہ محمد بن محمد دلیزی سے پایا تھا۔ علم حدیث علامہ جمال الدین محمد بن عمر بحروق سے سیکھا۔ قرآن کریم حفظ کرنے کے بارے میں حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ در ایامِ جوانی چونہ افتہ دانی (جوانی میں قرآن پاک حفظ کیا تھا۔)

یہ فضل و کمالات کے ساتھ ساتھ تقویٰ و عظمت سے خداداد دولت نصیب ہوئی تھی۔ زندگی بھر قرآن اور حدیث پر عمل پیرا رہے ہمیشہ باوضو رہتے تھے۔ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتے اپنی زندگی میں کبھی روزہ ترک نہیں کیا۔ شراب و پان وغیرہ کبھی استعمال نہیں کیا تھا۔ کبھی کسی پر سختائی نہیں برتی اور ناحق ظلم وستم نہیں کیا۔ بدکلام و گندے الفاظ استعمال نہیں کئے۔ اپنا منہ ان باتوں سے دور رکھا مسکرا کر اور پرہیزگار ولی صفت سپہ سالار، غازی اور بادشاہ کے تمام اوصاف ان میں شامل تھے۔ عربی زبان کے بڑے عالم و کاتب تھے۔ قرآن پاک لکھ کر مکہ شریف قرآن پاک کی نقل روانہ کرتے۔ آپ نے یہ علم اس وقت کے مشہور خوشنویس ملا محمود شیا لیس شیرازی کو مقرر کیا تھا اور انہی سے سیکھا تھا۔ آپ خطِ نسخ خط ثلث اور خط رقعہ (تین قسم کی فارسی عربی) زبان لکھنے کی قسمیں جانتے تھے۔ **آپ مظفر شاہ حلیم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حدیثوں کی کوئی حدیث ایسی نہیں جو مجھے صحیح روایتوں کے ساتھ بزبان یاد نہ ہو۔ اسی طرح کوئی راوی ایسا نہیں جو معتبر اور غیر معتبر درجہ والے میں اس کی پیدائش سے لے کر وفات تک کی مجھے معلومات نہیں۔ سبحان اللہ!**

سلطان مظفر شاہ حلیم سے ہمیں سب سے بڑا فخر اس بات کا ہے کہ فتح الباری شرح بخاری شریف کا سب سے پہلا قلمی نسخہ ہندوستان آیا تھا۔ یہ مظفر شاہ حلیم کو تحفہ دیا گیا۔ یہ تحفہ لانے والوں کو آپ نے بھروچ کا گورنر کا عہدہ دے کر سرفراز کیا۔ (ظفر الوالہ، صفحہ ۱۱۸ سے ۱۲۷ و تاریخ مظفر شاہی، صفحہ ۱۸)

آپ کو حدیث، اسماء الرجال، منطق، فلسفہ کلام وغیرہ میں بھی مہارت حاصل تھی۔ آپ مزامیر، شعر وشاعری، کشتی، تلوار بازی، بھالا میں بھی قابلیت رکھتے تھے۔ آپ خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی جکریوں کو دربارشاہی میں نہایت ذوق وشوق سے سن کر محظوظ ہوا کرتے تھے۔ بلکہ آپ ارشاد فرماتے تھے کہ میرے پیر کا کلام اگر عربی میں ہوتا تو میں عالموں سے کہتا کہ وہ خطبہ میں ان کلاموں کو پڑھیں۔ آپ اور آپ کے والد سلطان شاہ محمود بیگڑا بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ وقتاً فوقتاً آپ سے ملنے بیرپور شریف آتے آپ سے اتنی محبت ہوئی کہ ایک دن سلطان مظفر شاہ حلیم نے ارشاد فرمایا کہ (حضرت پیرومرشد شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ) مجھے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گجرات کی حکومت کی خدمت میں ہی سرکار کی زیارت ہے۔ مگر عاشق جب عشق خدا والے سے نسبت کرتا ہے تو تن بدن میں عجیب تڑپ والی آتشِ نمودار ہوتی ہے شاہ نے فرمایا آپ میرے لئے دعا وورد وظائف عطا کردے، مجھے زیارت ضرور نصیب ہوگی۔ بالآخر خواجہ دریائی نے آپ کو بیرپور شریف کی خواجہ دریائی کی اپنی پیاری عبادت گاہ پریم گلی (کوہِ الت) کے پاس مظفر خان فوجدار کی مسجد میں چلہ کے لئے بٹھا دیے اور آپ نے ارشا دفرمایا کہ آپ کو چالیس دن اکیلے رہنا ہے اور میرے دیے ورد وظائف کا ذکر کرتے رہنا۔ آپ کو نیند نہ آجائے اس لئے آپ نمک کا پانی آنکھوں میں چھڑکتے رہتے اور ریشم کے ڈوروں سے آنکھوں کی پلکوں کو لکڑی کے ساتھ سی کر باندھ دیا کرتے تھے۔ بالآخر ایک دن سرکار کی آمد کے موقع پر خواجہ دریائی آپ کے پاس تشریف لائے اور ارشاد کے طور پر یہ کلام کے اشعار فرمائے۔ جاگ نندالوں جاگ سویرا سوون کی تیری کون ہے ویلا یہ کلام کے ۱۱۳ اشعار ہیں ہم آپ کو پورا واقعہ آگے پڑھائیں گے۔ (یہ مسجد شہید ہوچکی تھی قریب ۵۵۰ سال بعد دوبارہ اسے آباد کیا ہے۔ یعنی ۲۰۱۲ء میں کام شروع کیا، ۲۰۱۳ء کے ۲ یا ۳ ماہ میں پورا ہوا۔ اس مبارک کام میں حصہ لینے والے جناب سید ایم اے بخاری، جناب یوسف خان، جناب عبدالرحیم این، ووہرا، جناب امداد علی سید، جناب نجیبی شیخ اور دیگر اسلامی بھائیوں کی عظیم محنت سے عبادت کے قابل مسجد آباد کردی۔ بندے ناشر کو یہاں کی تاریخ کا سنگِ کاتب پتھر پہ لکھنے کا انہی لوگوں نے کہا

اور تاریخ سنگِ گرینائٹ پر شاندار تحریر کر کے وہاں لگا دیا ہے۔) اس طرح ہمارے آباء واجداد سے بڑے بڑے بادشاہوں نے فیض پایا ہے۔ مظفر شاہ حلیم کی وفات ۲۲/ جمادی الآخر ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ء میں ہوئی۔ آپ کو سرخیز روضۂ حضرت شیخ احمد مغربی کھٹو رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اپنے والد سلطان محمود بیگڑا کے بازو دفن کیے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون o آپ ۱۴ سال ۹ ماہ تک گجرات کے بادشاہ رہے۔ تاریخ کے لکھنے والے تحریر کرتے ہیں کہ آپ جیسا کوئی عمل پیرا، عقلمند، علمی صلاحیت کرنے والا گجرات کا بادشاہ نہیں ہوا۔ انہی کے دور حکومت میں مالوہ کے غاصب ہندو وزیر میدنی رائے کی سرکوبی کے لئے اس کے مالوہ پر لشکر کشی کی محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک تھے اور ان کی دعا سے ہونے والی فتح مانڈو گڑھ کی تفصیلات تحفۃ القاری میں درج ہیں۔ مہم مانڈو کے دوران جنگ میں شمالی گجرات میں واقع موضع اناوہ کے مشہور ومعروف بزرگ حضرت سید علی جو میراں داتار کے عرف سے زیادہ پہچانے جاتے ہیں شہید ہوئے۔ ان کے والد سید دوسن میاں رحمۃ اللہ علیہ (خواجہ دریائی) کے مرید وخلیفہ تھے۔

سلطان مظفر شاہ حلیم کے بعد سلطان سکندر شاہ ۹۳۲ھ مطابق ۱۵۲۵ء آئے۔ ۲ ماہ ۱۶ دن گدی پر رہے تھے ان کے بعد نصیر خان عرف سلطان محمود شاہ ۹۳۲ھ مطابق ۱۵۲۵ء میں پانچ یا چھ سال کی عمر میں سیاست کے اتار چڑھاؤ میں سلطان بنائے گئے تھے۔

ان کے بعد سلطان بہادر خان تاریخ ۲۶/ رمضان ۹۳۲ھ میں احمد آباد آ کر بھدر کے قلعہ میں عید کی نماز بادشاہی رواج کے مطابق ادا کی اور خطبہ میں اپنا نام پڑھوایا۔ ۱۴/ ذی القعدہ کی رات کو ۹۳۲ھ میں تخت پر بیٹھے۔ آپ کے واقعات بہت ہیں مگر ہم یہاں ضروری باتیں لکھ کر باتیں چلیں گے۔ بہادر شاہ ۹۴۳ھ مطابق ۱۵۳۷ء کو بھی اپنی فاتحانہ سواری دکن میں حضرت خواجہ قاضی سیدنا شاہ محمود محبوب اللہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی کے سبب کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ اس زمانے میں آپ کئی بار مستقل پایۂ تخت احمد آباد اور نئے دار الحکومت محمد آباد عرف چانپانیر (پاواگڑھ) اور گجرات کے مختلف مقامات کا سفر کرتے رہے۔ رشد وہدایت کے مرکز کا شرف بظاہر خانقاہ کوہِ الف عرف پریم گلی (پہاڑ) اور بیرپور کو ہی حاصل رہا۔

اپنی چتوڑ کی مہم کی کامیابی اور فتح وظفر کی دعا کے لئے بہادر شاہ بادشاہ بیر پور حاضر ہوا تھا اور آپ کے فرزند شاہ سید جمال اللہ (جمالو) کو اپنے ہمراہ چتوڑ لے گیا تھا۔ جشن فتح چتوڑ قلعہ میں حضرت شاہ سید قاضی محمود محبوب اللہ دریائی دولہا بھی بنفسِ نفیس تشریف فرما تھے۔ فتح کے نشہ میں چور سلطان بہادر شاہ کے متکبرانہ بڑے بول اور دعووں پر آپ کے اس کو تنبیہ کرنے سے سلطان بہادر آگ ببولا ہو گیا اس پر آپ نے سلطان سے منہ کیا پھیرا کی پلک جھپکتے ہی اس کی مایۂ افتخار فتوحات کی بساط ہی الٹ گئی اور اس کے تمام عزیز کارناموں پر اچانک پانی پھر گیا اور آناً فاناً ہی نیکی سبب بنی اس کے تخت وتاج پایۂ تخت چانپانیر پر مغل بادشاہ ہمایوں کا قبضہ ہو گیا اور آخر الامر خود پرتگیزوں کے ہاتھوں بندر دیو میں غرق ہو گیا۔ آپ سلطان بہادر شاہ سے ناراض ہو کر بیر پور آ گئے تھے۔ (مگر سلطان کے وزیر اور آپ کے مرید وخلیفہ با اخلاص ملک الشرق عماد الدین کے بلوانے پیر ومرشد حضور محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی التجا پر آپ چانپانیر تشریف لے گئے۔ آپ کے یہ روحانی اور آپ کی عظیم کرامتیں آگے پڑھنے کو ملیں گی۔ ان شاء اللہ!

گجرات کے سلاطین سلطان بہادر شاہ کے حضرت خواجہ قاضی سید شاہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ سے غلط فہمی پر ناراض ہو کر ان کو اپنے ملک سے اخراج (نکال دینے کا حکم) اور آپ کی سلطان کے بارے میں پیشن گوئی کی کہ ناٹھا آوے بھاگا جاوٗ پھوت مانڈے غوطہ کھاوے (یعنی مغل بادشاہ ہمایوں کے حملۂ گجرات کے وقت سلطان کا چانپانیر سے کھمبایت (کھنبات) کی طرف کوچ کر جانے اور وہاں سے بندر دیو میں پرتگیزوں کی پناہ میں جا کر ان کے مکرِ سمندر میں اس کی دستار گرنے اور ان کے ہاتھوں غرق ہو جانے کی طرف اشارہ ہے۔) وغیرہ......

(سلطان کا ناجائز حرکت کرنا اور آپ کا شاہ محمود دریائی دولہا ایک مقولہ کہنا کہ جب گپھا میں شیر نہیں ہوتا تب لولی لومڑی وہاں شکار کرنے نکل جاتی ہے۔ سلطان یہ واقعہ سن کر آپ سے کہنے لگا غصہ کی حالت میں آپ کو میری سلطنت میں رہنا نہیں چاہئے آپ سرکار خواجہ محمود دریائی نے جواب فرمایا کہ یہ زمین پروردگار کی ہے میں بھی نہیں رہوں گا تو بھی رہنے والا نہیں۔) (حوالہ: مراۃِ سکندر)

سلطان بہادر شاہ کو ایک فرنگی نے تلوار کے حملہ میں کاٹ ڈالا اور دریا میں پھینک دیا اور سلطان کے ساتھی بھی مارے گئے سنہ ۹۴۳ھ مطابق سنہ ۱۵۳۷ء رمضان مبارک کی ۳ تاریخ کو یہ واقعات کی حقیقت بنی تھی۔ (حوالہ: مراۃِ سکندری) ۱۱ سال حکومت کی تھی ۲۰ سال کی عمر میں سلطان تخت نشین ہوا تھا ۳۱ سال کی عمر پائی۔ اسی سال خواجہ دریائی سرکار بھی رحلت فرما گئے تھے۔

سلطان بہادر شاہ کے بعد سلطان محمود شاہ تیسرا سنہ ۹۴۳ھ سے سنہ ۹۶۱ھ مطابق سنہ ۱۵۳۶ء سے سنہ ۱۵۵۳ء اس کے بعد سلطان احمد شاہ دوسرا سنہ ۹۶۱ھ سے سنہ ۹۶۸ھ مطابق سنہ ۱۵۵۳ء سے سنہ ۱۵۶۰ھ ان کے بعد سلطان مظفر شاہ تیسرا سنہ ۹۶۸ھ سے سنہ ۹۸۰ھ مطابق سنہ ۱۵۶۰ء سے سنہ ۱۵۷۳ء، اس کے بعد سلطان اکبر بادشاہ نے گجرات پر قبضہ کر کے گجرات کو اپنی (وسیع) بڑی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ سنہ ۹۹۱ھ سے سنہ ۹۹۲ھ مطابق سنہ ۱۵۸۳ء سے سنہ ۱۵۸۴ء تک رہا تھا۔

اس کے بعد گجرات میں مغلوں کا آنا اور گجرات کی سلطنت کو اپنے تابع کرنا وغیرہ کی تفصیلات ہیں مگر ہم اپنے موضوع کو دھیان میں رکھ کر آگے چلیں۔ ہند میں سنہ ۹۳۲ھ سے سے ظہیر الدین محمد بابر عمر شیخ مرزا سے شروع ہوئی اور نصیر الدین محمد ہمایوں بن بابر مرزا کو غیبی اشارے گجرات کی حکومت کے لئے سرکار خواجہ دریائی کا اشارہ ملا تھا۔ ہمایوں نے سنہ ۹۳۷ھ سے سنہ ۹۶۳ھ سال دہلی کے بادشاہ رہے۔ اس بیچ (شیر شاہ ایک سال دہلی کے حکومت میں آیا تھا۔) ان کے بعد سنہ ۹۶۳ھ سے جلال الدین محمد اکبر بن ہمایوں آئے۔ انہوں نے (۵۲) باون سال دہلی کے بادشاہ رہ کر راج کیا تھا۔ **سلطان اکبر بادشاہ نے گجرات آکر خواجہ دریائی سرکار کے سویم شہزادے (تیسرے نمبر کے بیٹے) حضرت سید جمال الدین سے دو بار ملاقات کرنے کا شرف لیا ہے۔ گجرات کی حکومت اکبر بادشاہ کے نام آپ نے دے دی ہے یہ جان کر جلال الدین اکبر احمد آباد آئے، یہاں حضرت خواجہ شاہ جمال اللہ کے تین محل تھے۔ شیش محل، آئینہ محل، لاکھا محل، یہ الغرض سلطان آپ کی تقویٰ، پرہیز گاری، علم، عمل، دولت، شہرت، وغیرہ تمام طریقوں سے واقف ہو کر سلطان اکبر بادشاہ دیدار کا طلب گار رہا۔ حضرت نے فرمایا سلطان کو ملنا ہو تو ظہر کے وقت باہر آئیں گے ملنا ہو تو بیٹھیں ورنہ ان کو اختیار ہے اس طرح بڑے واقعات آپ اس کتاب میں آگے پڑھیں گے۔**

الغرض آپ کو سلطان اکبر نے ۱۴۰ گاؤں کا انعامی جاگیر عطا کی تھی۔ آپ کے بعد یہ جاگیریں نسل بہ نسل حکومتوں کے طرف سے خواجہ دریائی شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان والوں کو اسلام کی عمل پیرا زندگی پر قابض رہے وہاں تک جاگیر ملتی رہی ہے۔ سلطان مغلوں کی جانب سے جیسے ہی ۱۰۱۴ھ میں نورالدین محمد جہانگیر ان کے بعد ۱۰۶۷ داراشکوہ ان کے بعد ۱۰۶۷ھ میں نورالدین محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ جو بڑے دیندار، عبادت گزار تھے۔ (فتاویٰ عالمگیر) نے بیر پور اور کارنٹا شریف کے سجادہ نشین کے اوپر قابض کر کے آپ کو سند عطا کی تھی۔ جو الحمدللہ ہمارے ریکارڈ کتب خانہ رزاقیہ پُرنور بیر پور شریف میں موجود ہے۔ ان کے بعد جاگیرین بیر پور کارنٹا شریف کے سجادہ نشین حضرت منصور بن چاند محمد بن شیخ سید محمد میر بن شاہ حمید بن شاہ عبدالقوی بن شاہ چاند محمد بن شاہ سید حمیدالدین المعروف شاہ چاہلدہ تھے۔ سید محمود محبوبِ عالم سے بیعت تھے۔ اور ان کے والد جو ایک خدا ترس اور نیک آدمی تھے یعنی شاہ چاند محمد بن محمد میر وہ شاہیہ کے صاحبِ سجادہ سید جعفر بدرِ عالم متخلص بہ جلالی سے بیعت تھے۔ شاہ منصور نے اپنی دادی بی بی ہدیہ، اپنے والد اور صاحب سجادۂ خانقاہ بیر پور و کارنٹا سے علوم دینی کی تکمیل کی نیز اپنے پیر و مرشد سید محبوب عالم سے بھی ان کی مجالس رشد و ہدایت میں حاضری دے کر قربِ فیض باطنی کیا اور سلوک سے طے کئے۔ اس کے بعد وہ مسجد جامع بیر پور میں امامت اور خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے، پروفیسر محمود حسین عباسی پیر محمد شاہ لائبریری سے ۹۷-۱۹۹۶ء میں شائع ہوئی تحفۃ القاری کے اردو دیباچہ میں انہوں نے یہ لکھا ہے۔ اور آپ کے بعد شاہ علی رضا کارنٹا و بیر پور کے سجادہ نشیں ہوئے تھے۔ جنہیں ۱۱۲۵ھ میں بھی بادشاہ دہلی کی جانب سے سند جاگیر اور سجادہ نشین ملی تھی۔ ان کے بعد زمانے، حکومتیں بدلنے سے اور نظامتیں، جاگیری، عمل اور دیانت داری، وفاداری، اسلامی خدمات کو دیکھ کر دی گئی تھیں بعد میں انگریزی حکومت اور پھر ہندوستان آزاد ہوا وہاں تک جاگیر کم زیادہ ملتی رہی ہے۔ جو آج تک ہم دیکھ رہے ہیں۔ سندی گورنمنٹ ایویڈنس آف ریکارڈ کی عوض میں الحمدللہ۔

۱۱۲۸ھ میں پانچ سو خود مختاری منصب اور ۲۵۰ گھڑ سوار دے کر بلاسنور کے فوجداری کے عہدے پر صلابت خان محمد خان بابی کو بھیجا گیا تھا۔ یہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے

وقت میں بالاسنور کے صوبہ دار صلابت خان محمد خان بابی کو وطن کے طور پر دیا گیا تھا اور تنخواہ کے طور پر بیر پور پرگنہ کی فوجداری پر قابض تھے۔ بالاسنور میں صلابت خان نے اینٹ اور چونے کا کوٹ بنایا تھا اور فوجدار کو رہنے کے لئے چھوٹا مضبوط قلعہ بنایا تھا اور ایک چھوٹا قلعہ لٹیروں کی جگہ پر بنایا گیا۔ یہ اب صلابت نگر سے جانا جاتا ہے۔ یہاں ۴۹ گاؤں قصبہ سمیت ۶۵۹،۸۷،۳۳ داموں کی جمع بندی تھی اور وہاں سے فوجداری شرط والے ۱۰۰ سواروں کی تھی۔

یہ بیر پور شریف احمد آباد سے پورب کی جانب چالیس کوس تھا اس میں ایک محل تھا۔ باولی (بالم) ندی کے اوپر یہ گاؤں ہے پرانے زمانے میں ویرا نام کا ایک کولی کے نام سے ویرپور بسایا گیا تھا۔ اس میں تقریباً ۱۴۵ گاؤں اور ۸۶۹،۰۶،۳ داموں کی جمع بندی تھی۔ یہاں پر ایک فوجدار تھے جو صلابت خان تھے۔ یہاں کے فوجدار کے تابع (۱) کارنٹا شریف کا قلعہ (۲) داموده کا قلعہ (۳) پونادرا کا قلعہ کے تھانے تھے اور یہاں شرطی ۱۰۰ سوار تھے۔ یہاں کے ساتھ گاؤں غیر عملی ہیں اور وہ زمینداروں کے تابع میں ہیں، باقی کے ۱۷۸ گاؤں کی لکھی ہوئی جمع بندی ہے۔ (مراۃِ احمدی)

بالاسنور اسٹیٹ کی طرف سے خود ایمانی سند نمبر ۸۳ ٹھہراؤ نمبر ۷ ۱۹۰۶ء نمبر ۱۲۱۱ کی سند برٹش سرکار ممبئی علاقہ کے پولیٹکل خطہ کے ٹھہراؤ نمبر ۵۰۴۳ تاریخ ۲ رستمبر ۱۹۱۰ء میں بالاسنور اسٹیٹ کے باہر خالی زمین کے تعلق سے جو قانون کا ٹھہراؤ تھا وہ تحقیق کرنے کے بعد (بالاسنور- واڈاسنور) اسٹیٹ میں بیر پور (حویلی) محل مقام بیر پور (ویرپور، محمود پورا) کی زمین کے نیچے لکھے حساب قانون کے مطابق اسٹیٹ کے چلتے رواج کے مطابق خود مختار بیر پور حضرت محمود دریائی صاحب درگاہ کی طرف سے پیرزادگان کے جملہ خاندان کی جانب سے اب اولاد بہ اولاد قائم کے وہیوٹ (ٹرسٹ) (۱) پیرزادہ دلومیاں پیرومیاں (۲) یاسین میاں رسول میاں (۳) کرمی میاں فتامیاں بیر پور ذات انعام طریقے سے دی جاتی ہے ایسا تپاس (جانچ) کر کے بعد دی جاتی ہے۔ جو زمین کل ۱۴-۸۸۰ بیگھا ہے یہ زمین خواجہ محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ درگاہ شریف کے انتظام کے لئے اور تمام پیرزادہ یعنی دریائی صاحب کی نسل و اولاد کے روزمرہ کے

اپنے اخراجات پورا کرنے کے لئے جو قدیم زمانے کی رواج کے مطابق وقتاً فوقتاً حکومتیں بدلنے کے باوجود دی جاتی تھیں۔ ہر دور میں متولی، سجادہ نشین، درگاہ بیرپور شریف کا وہیوٹ کرکے آتے تھے) یہ سند ذات انعام ملکت کے طور پر طریقے اور شرطوں کے مطابق جیسے سرکار کے وفادار، انعامدار رعیت رہنا سرکار کے ٹھہراؤ کے مطابق ہر سال ۳-۷-۱۰۵ کی رقم دینا اور اس سند کے مطابق زمین حضرت خواجہ قاضی محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی ہی رہے گی کسی بھی طرح کا پھیر بدل یا اس کا مقصد بدلنے کا معلوم ہوگا تو سرکار اس میں داخل ہوجائے گی۔ اور اس طرح کا ٹھہراؤ کیا جاتا ہے کہ یہ تنظیم وقف میں پھیر بدل زمین میں نہیں کیا جائے گا۔ کوئی سبب یا وجہ ایک یا دوسرے کے نام نہیں کرسکتے یعنی یہ زمین ہمیشہ اوپر کی ترتیب، نمبر ا کے نام یعنی (خواجہ قاضی محمود دریائی) کے نام ہی چلائی جائے گی اور ٹرسٹ صاحبان متولی دریائی سرکار کے وارث دار صحیح دیکھ ریکھ رکھیں گے۔ وہاں تک کوئی بھی شرطوں کو چھوڑ کر کام نہ کریں گے وہاں تک چالو رہیں گے اور جب تک یہ (درگاہ شریف) تنظیم کا وہیوٹ برابر چالو رہے گا اس میں کوئی پھیر بدل کرنے کی حرکت نہیں ہوگی۔ یہ سند بالاسنور اسٹیٹ کی جانب سے نامدار برٹش سرکار کے منظور کی گئی قانون کے عوض میں بالاسنور اسٹیٹ کے ایڈمنسٹریٹر صاحب کی دستخط (صحیح سکہ) مہر سے مورخہ ۱۹/ماہ مئی ۱۹۲۳ء کے روز کرکے آپ کو دینے میں آتی ہے۔ یہ سند پڑھ کر بول کر اور شرائط کی گئی مطابق قبول کرکے اور صحیح پر اوا کے ساتھ یہ سند کے نیچے اپنی سہی (دستخط) کی ہے۔

ایلی اینیسن انکوائری آفس	پیرزادہ دلومیاں پیرومیاں
ریوا کانٹھا، ایجنسی کا سکہ	سہی انگریزی میں نواب صاحب
اے، سہی	بالاسنور اسٹیٹ اور سکہ
	ایڈمنسٹریشن صاحب کی سہی

اس زمین کے قبضہ دار پیرزادوں کو کاشت کاری کرنے کچھ حصہ بن کھیتی خرابے کی زمین کی پیداوار سیٹلمنٹ کی طرح اور نواب سرکار کے ٹھہراؤ نمبر ۱۸۳۵ مورخہ ۲-۵-۱۹۱۴ء میں لکھی شرائط کے مطابق رہ کر جو آمدنی کھیتی آئے وہ تمام درگاہ شریف کے نبھاؤ مینٹیننس کے لئے

خرچ کرنا ہے اور اس کے بعد جو پیداوار سے آمدنی آئے وہی دستور کے مطابق آپ کا حق ہے۔ لیکن کوئی بھی پورے کا پیرزادہ یہ زمین اوپر بوجا (لون) کرنے کا حق نہیں۔ یہ تمام پورے کی زمین جس کے قبضہ میں وہ وہی وٹ لکھی ہوئی ہے اور ان کے قبضہ میں رہے گی۔

بیرپور سند نمبر ۱۶۷ والی زمین آئی ہوئی ہے وہ اور مجاور ناتھا مراد کو پورے میں سے ۰-۱۵ از مین دی گئی ہے۔ وہ یہ جب تک خدمت کریں گے وہاں تک ان کو دی جائے گی اور وہ اس پر ۰-۲ آنہ مطابق سیٹلمنٹ ان کو آکر دینا پڑے گا۔

دریائی صاحب کی درگاہ کے استعمال کے لئے پھول وغیرہ کے لئے جو کھیت نیم کیے ہیں وہ اس پر وہ وہی کام کے لئے استعمال کرے اور یہ (سروے نمبر ۱۶) نگارچی، مجاور اور پھول واڈی کے کھیت اور کوئی کام میں ان کو لینے کا حق نہیں۔ جہاں تک پیرزادگان اپنے ٹھہراؤ کے مطابق کام نہ بنائے اور جب تک زمین قبضہ میں ہو وہاں تک کوئی دوسرا حق نہیں اور کوئی پیرزادہ بھی ان کی طرف سے ویسا کام نہ کرے جو شرائط کے خلاف ہوگا یا نگارچی یا مجاور بھی اپنے ایگریمنٹ سے الگ کرتا دکھائی دے گا تو سرکار ان بیچ میں درمیان گری کرکے بندوبست اور لیگل کام کرنے میں حق رکھے گی اور ایسی بنا پر مقرر زمین پر سرکار پھیر پھار ادل بدل کرسکتی ہے۔ یہ سند پیرزادگان کے وہی وٹ داروں کو (ٹرسٹ) سیٹلمنٹ قائمی (سالانہ) در سال کے مقرر کی گئی رقم ۳-۷-۱۰۵ کے مطابق ہے۔

بتاریخ ۱۹-۵-۱۹۲۳ء سہی-ایلی اینے ای اور یوا کانٹھا

اس سے پہلے نواب بالاسنور صاحب کے سیٹلمنٹ کے تحت ٹھہراؤ نمبر ۱۸۳۵، تا ۲-۵-۱۸۹۴ء میں درگاہ شریف کی جمع رقم اور اس کے بعد عرس کی دوکانوں کی آدمی اسٹیٹ ٹریزری میں ۲۲-۱۹۲۱ سال سے روپئے ۳-۱۲-۱۱۷۵۲ تجوری حساب میں تھے جو مگر حکم بدل کر آزادی ۱۹۴۷ء کے بعد کچھ پیرزادگان کی جانب سے بالاسنور نواب صاحب کے زمانہ کے ایک اسٹامپ پیپر سند نمبر ۸۳ دعویٰ نمبر ۱۷ سے بالاسنور معاملات دار کو عرضی کرکے بتاریخ ۴۸-۵-۱۱ کو کہا گیا۔ بڑی جدوجہد کے وہ رقم مل گئی لیکن یہ رقم وعدوں کے مطابق کام نہ کرتے ہوئے

غیر اسلامی طریقوں سے یہ روپیہ رفع دفع کر دیے گئے۔ آپ کو بتادوں کہ سرکاری ریکارڈ کے مطابق کئی سالوں تک یہ درگاہ شریف کا مینجمنٹ مس مینجمنٹ تھا اس لئے کئی سالوں تک سرکار کے ہاتھوں رہا اس وجہ سے اوپر لکھی ہوئی رقم اتنے سالوں کے بعد ملی تھی مگر صد افسوس آج بھی ویسا ہی چل رہا ہے۔ اس کے بعد کئی دنوں کے پیپر ورک سرکار میں الگ الگ پیمانہ میں عرض کرنے کی وجہ سے ہندو مسلم حتیٰ کہ اس زمانے کے ایک نیوز پیپر کی مہم کے بعد گجرات راجیہ ساور جنک ٹرسٹ وبھاگ وڈودرا کھیڑا ۳۸۷۱/ بی کے تحت رجسٹرڈ کیا گیا تھا۔ بتاریخ ۲۴-۳-۱۹۵۵ء دن جمعرات اسے رجسٹرڈ کیا تھا۔ عرضی میرے نانا (ٹرسٹ) حضور پیر سید الحاج عبدالرزاق ابن شاہ شہاب میاں ابن کمال الدین ابن ابوالجبار کے ہاتھوں کی گئی اور دیگر حضرات بھی جو آگے سند میں لکھے گئے ان کے نام بھی درج ہیں۔ وقتاً فوقتاً نام تبدیل ہوتے رہے۔ اس ٹرسٹ میں ۸۸۸ بیگھہ زمین بتائی گئی ہے۔ بازار میں کافی تعداد میں مکان، دوکانیں رجسٹرڈ پی ٹی آر میں درج ہیں۔ ۱۹۹۵ء میں گجرات راجیہ وقف بورڈ وجود میں آنے سے اب پایۂ تخت گاندھی نگر جونا سچوالیہ جیوراج میہتا بھون سیکٹر ۲۹ گراؤنڈ فلور کی آفس سے چل رہا ہے۔ ۱۹۸۷ء سے اس ٹرسٹ کی کوئی (نئے ٹرسٹ) ممبران بنائے نہیں گئے تھے ایک لمبی جدوجہد کے بعد ہمارے بھتیجا جناب پیرزادہ حمیدالدین محمد میاں بن احمد میاں کا نام درج ٹرسٹ میں داخل کرایا اور درگاہ شریف کے غیروہی وٹ سے پچھلے ۴ سال سے ٹرسٹ کے سامنے والے ٹرسٹیوں کے خلاف لمبی مہم چلا کر گجرات وقف بورڈ نمبر بتاریخ ۱۶-۵-۲۰۱۳ء کے حکم کے اپنے ۴ صفحات کے ججمنٹ اوپن کورٹ میں سنایا اور درگاہ شریف خواجہ محمود دریائی ٹرسٹ ۳۸۷/ بی کھیڑا کو وقف قانون کے تحت ۱۹۹۵ کی قلم ۳۸ کی تحت کھیڑا کو گجرات راجیہ وقف بورڈ، گاندھی نگر اپنے پاور قاعدے کے تحت جناب منیر وو ہرا صاحب پرانت ادھیکاری ونائب کلکٹر کھیڑا کاروباری ادھیکاری کو منتخب کیا ہے۔ انہوں نے مورخہ ۲۳-۵-۲۰۱۳ء جمعرات مطابق ۱۲/رجب المرجب ۱۴۳۴ھ کو آپ صاحب نے چارج لیا۔ اپنے عہدے پر آخر خدمت انجام دی۔ مگر گجرات ہائی کورٹ میں کیوی یٹ اپیل کے سامنے اسٹے آرڈر بتاریخ ۲۴-۵-۲۰۱۳ء کا لایا اور یہ خاص دیوانی عرضی اسپیشل سول اپلی کیشن نمبر

۹۰۰۵/۲۰۱۳ سے ہائی کورٹ میں چل رہی ہے۔

بتاریخ ۲۷/نومبر ۲۰۱۳ء کو گجرات ہائی کورٹ نے یہ اپیل کو نیچے یعنی کہ وقف ٹریبونل مقام نڈیاد میں جانے کو کہا، یہاں تاریخ ۱۹/اپریل ۲۰۱۴ء کو کورٹ نے تین ماہ قریب کے بعد گجرات وقف بورڈ کا فیصلہ برقرار رکھتے ہوئے وقف قلم ۳۸ کا چکادہ برقرار رکھا ہے۔

اس کیس کے لئے ۲۰۰۹ء سے جناب وکیل حاجی پٹھان سمیع اللہ خان عبدالرحیم خان دھولکہ والوں نے گجرات وقف بورڈ گاندھی نگر و نڈیاد نے اپنا قیمتی وقت ہمیں دیا۔ ان کے بعد جناب سید شوکت علی (دھولکا) نے گجرات وقف بورڈ کی جانب سے مقام نڈیاد کورٹ میں اپنا قیمتی وقت دیا۔ قریب ۲۰-۲۵ مرتبہ مدتوں میں اپنے خرچ سے آئے اور گئے۔ فی سبیل اللہ خواجہ دریائی کے نام وبقا کی خاطر آئے اور اپنے علم سے ہمیں کامیابی دلائی۔ اس بیچ مقام نڈیاد کے جناب سید گلریز صاحب ایڈووکیٹ اینڈیلوالا اور جناب ملک جاوید واد ایس ملک (نرسنڈا) اور دیگر حضرات کا بھرپور ساتھ دیا الحمدللہ۔

منہ سے کہہ دیا گر لا الٰہ تو کیا حاصل
نگاہ و قلب مسلماں نہیں تو کچھ نہیں

گجرات ہائی کورٹ میں یہ کیس Civil Revision App:no. 75/2016 بتاریخ 15-9-2016 کو ہائی کورٹ کے جسٹس جناب زیڈ کے سید صاحب نے Adminstator کا فیصلہ برقرار رکھا، جو ہمارے حق میں تھا۔ اس وقت Adminstrator جناب ایم اے سید صاحب جو بطور Deputy Collector بمقام سیہور ضلع ساپ نگر تھے۔

پھر مخالف پارٹی سپریم کورٹ نئی دہلی گئے۔ سپریم کورٹ میں اسپیشل لیونگ اپلی کیشن درج کی، جس اپلی کیشن نمبر C/S 30158/2016 کے تحت 15-9-2016 کو فیصلہ دیا گیا کہ Adminitsrator کا حکم خواجہ محمود دریائی درگاہ کے لئے زیادہ مفید اور کارآمد تھا۔ جو ہمارے حق میں تھا۔ اس Matter میں ہماری جانب سے سپریم کورٹ کے نامور ایڈووکیٹ جناب اے احمدی اور دیگر جناب حاکم اور ایسوسی ایٹ صاحبان نے ہمارے کیس کے لئے کافی

محنت ومشقت کی اور بالکل کم فیس میں ہمارا یہ کام انجام دیا۔

حکم ملنے کے بعد درگاہ شریف کے Administrator نے اپنا کام ودرگاہ شریف کا کاروبار اس کے بعد اگلے ٹرسٹیوں نے حکم کے مطابق چھ ماہ کے اندر دینا چاہئے تھا۔اس کے باوجود نہ دیا۔ لہٰذا گجرات راجیہ وقف بورڈ نے گجرات ہائی کورٹ میں درخواست کی جس کا نمبر 2016-75، CA NO. 3185/2017 میں گجرات ہائی کورٹ نے بتاریخ 13-12-2017 کو واپس آرڈر کیا کہ درگاہ کا کا تمام تر کاروبار Administrator کو سونپ دیا جائے۔ یہ فیصلہ بھی محترم جناب زیڈ کے سید صاحب نے ہی دیا تھا۔قریب بارہ ماہ کے اپنے کاروبار کے درمیان درگاہ شریف کی سالانہ آمدنی قریب قریب پچاس لاکھ روپیہ کے اندر گجرات وقف بورڈ کے ذریعہ Audit کرواکے بتائی، جوایک قابل تعریف امر تھا۔اس کے برخلاف پرانے ٹرسٹی مسلسل درگاہ شریف کو دوسال کی آمدنی صرف اٹھاسی ہزار روپئے پچھلے تیس سال سے بتاتے تھے۔اس کے بعد گجرات ہائی کورٹ نے یہ حکم دائر کیا کہ اب درگاہ شریف کے خاندان میں سے نئے ٹرسٹی بنائے جائیں گے۔ اس کے تحت گجرات ہائی کورٹ Sp. Civil. App. No: 8233/2018 کے تحت گجرات ہائی کورٹ کے جج جناب بیلا بین ترویدی نے حکم دیا کہ نئے ٹرسٹی بنائے جائیں۔ یہ حکم بتاریخ 14-8-2018 کو جاری ہوا تھا۔

اب گجرات وقف بورڈ نے جب نئے ٹرسٹی بنانے کا حکم صادر کیا اس وقت یہ Notice ظاہر کی کہ خاندانِ دریائی میں سے جس کو ٹرسٹی بننا ہے وہ حضرات وقف قانون کے تحت یہاں عرضی کریں۔ بالآخر گجرات وقف بورڈ نے بتاریخ 10-10-2018 کو نئے ٹرسٹی بنانے کا حکم کیا تھا، جوسراسر وقف کے اصولوں کے خلاف تھا، جو ہماری زندگی کا اصل مقصد لے کے چلے تھے اور ہم نے جس کے لئے یہ مہم اٹھائی تھی وہ واپس گجرات وقف بورڈ نے دوہرادی۔ جو میرے نزدیک عذاب الٰہی میں شامل ہے۔ چونکہ یہ لوگ درگاہ شریف کی تمام زمینیں جو قریب آٹھ سو اٹھیاسی بیگھہ ہے جس کی آمدنہ مندرجہ بالا بتائی گئی ہے انہیں کو یہ کاروبار سونپ دیا گیا جو غیر منصفانہ طور پر طویل عرصہ تک کرتے رہے تھے۔

اب وقف بورڈ نے سیاسی دباؤ کے تحت جو نئے ٹرسٹی بنائے گئے اس میں پرانے ٹرسٹیوں میں سے نو اور میرے گروپ سے صرف چار ہی اشخاص کو لیا گیا۔اب یہ میرے ساتھ سراسر انصافی ہونے کی وجہ سے میں دوبارہ بتاریخ 10-10-2018 کو گجرات راجیہ وقف ٹریبونل گاندھی نگر میں ہمارے گروپ نے مل کر وقف کے مندرجہ ٔ بالا حکم کے خلاف درخواست نمبر 24/18 ، 134-18 اور 135/18 کے تحت اپیل دائر کی۔ ہم نے وقف ٹریبونل کورٹ کے سامنے مندرجہ بالا سامنے والے 9 ٹرسٹی حضرات کی غیر منصفانہ طریقے اور آمدنی وتمام زمین ۸۸۸ بیگھہ جو درگاہ ٹرسٹ کی تھی، جوانہوں نے اپنے نام کرلی تھی، نہ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ لون بھی لے لی گئی تھیں، اس کے علاوہ کروڑوں کی قیمت سے درگاہ شریف کی زمین فروخت کردی تھی۔ ان تمام ثبوتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے گجرات سول اسٹیٹ وقف ٹریبونل کورٹ نے بتاریخ 25-11-2020 کو ہمارے حق میں فیصلہ یہ دیا کہ ان تمام نو حضرات کو اس ٹرسٹ سے برخاست کردیا جائے۔ اور ان کے سامنے گجرات اسٹیٹ وقف ٹریبونل کورٹ نے ان کے اصولوں کے تحت یہ حکم دائر کیا کہ مندرجہ بالا 9 حضرات نے جو زمینیں فروخت کردی ہیں اور جو بینک سے لون لیا ہے اور سالانہ آمدنی کو بھی خرچ کردیا ہے، اس بنا پر ان کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے اور ان تمام ٹرسٹی کے خون کے رشتہ داروں کو اگلے دس سال تک نہ لیا جائے۔اس فیصلہ کو دینے والے اس وقت کے جج (۱) جناب اے آئی شیخ صاحب (۲) جناب ڈاکٹر رضوان قادری صاحب (۳) یو اے پٹیل صاحب نے یہ فیصلہ دیا تھا۔ میری جانب سے کورٹ میں (۱) ایڈووکیٹ الطاف حسین حسینی (۲) اشوک بھائی چھتریا (۳) شیلیش پرمار اور (۴) ایچ ایم پیرزادہ شامل تھے۔

مندرجہ بالا تمام ایڈووکیٹس نے میرے کیس میں بڑی جانفشانی اور دلجمعی کے ساتھ یہ کام انجام دیا تھا۔ لہٰذا میں ان تمام کا بیحد شکر گزار ہوں۔ چونکہ یہ ٹرسٹ گجرات کے دس بڑے ٹرسٹوں میں شامل ہونے کی وجہ سے مجھ سے معمولی فیس لی۔ میں شکر گزار ہوں۔ الحمدللہ!

اب سامنے والے حضرات واپس گجرات ہائی کورٹ میں اس فیصلہ کے سامنے

(Stay) لینے گئے تو گجرات ہائی کورٹ ریویژن اپیل نمبر 204/2020 ان کی اپیل کو داخل کیا لیکن گجرات ہائی کورٹ نے Stay سے انکار کردیا۔ بتاریخ 17-12-2020 کو گجرات ہائی کورٹ کے جج جناب برین ویبھو نے دیا تھا۔

لیکن کورونا کی وجہ سے ابھی کورٹ بند ہیں، پھر بھی ہماری یہ لڑائی جاری ہے۔ کیونکہ آخرکار وقف اللہ کی ملکیت ہوا کرتی ہے۔ ہماری یہ مہم انشاءاللہ جاری رہے گی۔

فی الحال اس درگاہ شریف ٹرسٹ میں میرے گروپ کے چار حضرات ہی ٹرسٹی ہیں جن کے اسمائے گرامی جو گجرات وقف بورڈ کے سرٹیفکیٹ نمبر 8115/2020 بتاریخ 18-12-2020 کے مطابق حسب ذیل ہیں :

(۱) پیرزادہ مظہر علی حسین میاں

(۲) پیرزادہ غلام عباس فتح محمد (عرف مدنی میاں)

(۳) پیرزادہ اختیار احمد۔ علام محمد (کالو میاں)

(۴) پیرزادہ معین الدین امین الدین

فی الحال میں نے گجرات ٹریبونل وقف کورٹ میں الگ سے کیس دائر کیا ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل کیس نمبر 116/2019 تمام زمینیں وقف میں درگاہ شریف لانے کے لئے الگ سے کیس درج کئے۔ ہمارے حق میں فیصلہ ہو۔ دعا کی درخواست ہے۔

صوبہ گجرات میں کتب خانے

گجرات کے علاقہ صوبہ میں ادب پر بجا طور پر فخر رہے گا کیوں کہ یہاں احمد آباد، پٹن، بھروچ، سورت، جونا گڑھ اور دیگر چھوٹے بڑے شہر گاؤں وسجادہ نشین وخانقاہ والوں کے کتب خانوں میں ملفوظات کے ذخیرے پڑے ہوئے ہیں لیکن کچھ غلط اور نا علمی کی بنا پر یہ ادب کا بڑا سرمایہ مشائخ گھرانوں میں اپنی الماریوں، کباٹوں، طاقوں میں پردے میں چھپا ہوا ہے۔ یہ سجادہ نشین اپنے بزرگوں کی تصنیفات میں دین متین کی اپنے اذکار وافکار اور فیض باطنی سے دینی دنیوی رواداری کی فضا سازگار کر اپنی بے لوث خدمتِ خلق اور انسان دوستی

کے ذریعہ عشق الٰہی کے درس کیے، تاریخ گواہ ہے کہ متزلزل سماج کی بنیادوں کو مستحکم کرنے میں اور شکستہ دل انسان کو حوصلۂ زندگی عطا کرنے میں ان مغربیہ، سہروردیہ، قادریہ، چشتیہ اور شطاریہ، دریائیہ سلسلوں کے کئی نامور صوفیائے کرام نے یہاں سکونت اختیار کر کے اپنا وطن بنانے کا شرف بخشا۔ یہاں چپہ چپہ میں آج بھی بڑے صوفیاء کا پیرانِ طریقت کا دبدبہ نظر آتا ہے۔ ۶۰۰-۷۰۰ سال کے قدیم زمانہ گزر جانے کے بعد بھی وہی یاد، فکر دلاتا ہے۔ آج بھی ان آستانوں سے دنیا بھر کے لوگ اپنی روحانی وجسمانی زندگی کے مسائل ان کے پاک دامن کا وسیلہ بنا کر ربِّ کریم کی بارگاہ میں التجا کرتے نظر آتے ہیں اور اپنی پریشان حالتوں کا حل ہمارے اس فانی جسم کے ساتھ اپنے دنیوی آنکھوں کے سامنے پاتے نظر آتے ہیں۔ خیر آج کہیں بھی آستانوں پر وہ بات نظر نہیں آتی جہاں دین، قرآن پاک، حدیث قدسی، تفسیر، علم وفضل کا ہم پرانا کردار تھا وہ پا سکے۔ کیونکہ خانقاہوں سے اپنے بزرگوں کے اقوال، علم، عمل، تقویٰ، نماز، قرآن پاک کی تعلیم، حدیث وغیرہ کا علم، حرام وحلال کی تمیز ختم نظر آتی ہے۔

اس بنا پر جگہ جگہ پیٹی، غلے چراغ دانی، دیے، تجوریاں، ڈونیشن بوکس، ہندو رسم کے مطابق نام ڈھام کے چو پڑے اور نہ جانے کیا کیا ہمیں نظر آتا ہے۔ ہم نے بے شمار اولیاء، صحابہ، اہلِ بیعت اطہار، صوفیاء ولیِ کامل لوگوں کے حالات پڑھے ہیں۔ اور کامل بزرگوں کی بندے نے صحبتیں بھی پائیں مگر آج کے حالات سے یہ لوگ کوسوں دور تھے۔ آج خانقاہوں میں علمی ادب دور ہو جانے سے نفسا نفسی، حسد، بغض، کینہ، کپٹ چھوٹے بڑے کا لحاظ ختم ہو چکا ہے۔ ہم اس کتاب میں ہمارے اکابرین کے واقعات پڑھیں گے تو پتہ چلے گا کہ بڑی سے بڑی مشکل میں بھی یہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے دنیاداری سے کوسوں دور تھے۔ بے حساب دولت، زمین، جائیداد ہونے کے باوجود اپنی اسلامی زندگی سے دور نہیں ہوئے اور عملی زندگی پر ساری عمر دینِ متین کی بقا کی خاطر وقف کر دی تھی۔ اس زندگی کی روزمرہ کے دن ورات انہی لوگوں نے اس دنیا میں گزارے وہی ان کی ملفوظات بنیں یہ قیمتی سرمایہ جہاں وہاں کے خانقاہوں کی الماریوں، کباٹوں میں قید میں پڑا ہے۔ افسوس صد افسوس آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ ذرا سوچو اپنے دل پر

ہاتھ رکھ کر اگر اللہ تعالیٰ جل سبحانہٗ کا پاک کلام اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا۔ قرآن پاک وہی پاک سفیان نے صحابہ نے کاتبینِ اہلِ بیت اطہار نے تابعین نے تبع تابعین نے چمڑے کپڑے ہڈوں پر اور دل میں حفظ نہ کیا ہوتا تو یہ قرآن پاک حدیث قدسی ہم تک کس طرح ملتا اور اس کے بعد بھی بڑے اماموں نے حدیث کو جمع کرنے میں جو کام کیا ہے اس کا ہم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ خیر میرا تو صرف ایک ہی مقصد ہے کہ یہ قیمتی ملفوظات کا سرمایہ گھر میں دیمک کی غذا بنے اس سے پہلے آپ اپنے نزدیک کے کسی بھی کتب خانہ میں، دارالعلوم میں، لائبریری میں، کسی پیر صاحب دیندار کو عالم، حافظ، مفتی صاحبان کو دے دے آپ کے لئے ہمارے قوم وملت اسلام کے لئے باعث برکت ہوگی۔ دوستوں میں نے کئی میرے خود کے قریبی رشتہ داروں سے ان قیمتی سرمایۂ ملفوظات و دیگر حدیث پاک، قرآن پاک کے قلمی نسخے (دیمک ادھیڑ کھاتی میری چشم دید سے دیکھا ہے دل جل رہا ہے۔ خیر ہمارے احمد آباد میں آج بھی بڑا قیمتی یہ ذخیرہ موجود ہے جس میں خواجہ دریائی سرکار کی ملفوظات (۱) تحفۃ القاری (۲) مفاتیح القلوب درگاہ شریف پیر محمد شاہ لائبریری میں موجود ہے وہ اس کی بڑی زینت ہے دونوں نسخے میں نے میری آنکھوں سے کئی بار دیکھے ہیں۔ الحمد للہ!

دوسرا آپ (دریائی سرکار) کا (دیوان قلمی) فارسی زبان میں شمع برہان کے سجادے حضرت پیر سید تمیز الدین بابا کے کتب خانہ میں یہ مخطوطہ رسالے ذخیرے میں محفوظ ہیں۔ (ان حضرت کی حیات میں کئی بار گیا مگر دیکھنے تک نہ ملا) اس کے علاوہ دہلی کے مشہور عالم دین و محدث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا حصہ میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ قاضی محمود دریائی کی شاعری کا ایک قلمی نسخہ میرے پاس موجود ہے۔ اسی طرح آپ کے ملفوظات کے کئی مجموعے دستیاب ہیں جو بزبانِ فارسی ضابطۂ تحریر میں لائے گئے ہیں۔ ان میں (۱) مفاتیح القلوب (۲) فوائدِ محمودی (۳) کنز الکرامات (۴) محمود خوانی (۵) تحفۃ القاری قابل ذکر ہیں۔ آپ کے یہ ملفوظات ایک قیمتی دستاویز ہیں جن میں ایک طرف تو آپ کی حیاتِ مبارکہ پر روشنی پڑتی ہے تو دوسری جانب یہ اپنے دور کی تہذیبی،

معاشرتی اور روحانی زندگی کی عکاسی کرتے ہیں ان کی مدد سے روزمرہ کی زندگی کے انسانی معلومات فراہم کی جاسکتی ہیں۔

آپ کے ان ملفوظات کی ۱۰۰ کاپی حضرت سید شاہ گلاب الدین عرف عبدالغنی بن شاہ عبدالرسول بن شاہ علی دریائی چشتی سہروردی بیرپوری قدس سرہٗ قدسیہ نے کی تھی۔ آپ آستانۂ خواجہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے اندر چھ ماہ چلہ کشی میں رہے۔ روضہ اطہر پاک میں دن ورات میں نسخہ تیار کر کے بیرپور شریف کے اس زمانے کے قلمی ملفوظات کو پڑھنے والے اس وقت زیادہ تھے اور نسخے کم۔ اس بنا پر آپ کو یہ شوق تھا اور خواجہ دریائی سے روحانی اجازت لے کر یہ کام آپ نے لکھنے کا شروع کر دیا تھا۔ ایسا میرے پاس ایک خط جو میری والدہ ماجدہ کے سگے ماموں جان جناب حضرت پیر الحاج سید شاہ کمال الدین زین الدین رحمۃ اللہ علیہ (ممبئی) کے پاس نسخۂ ملفوظات موجود ہیں۔ یہ حضرت قبلہ نے ہمیں ۱۹۸۲ء سے تقریباً ۱۹۹۳ء تک مسلسل اپنے ہاتھ سے ۷۰۰ سے ۱۰۰۰ خط و کتابت کر کے حضرت خواجہ دریائی کے حالات، واقعات تحریر کر کے ہمیں اس قدر تیار کر دیا تھا ہمیں ہماری کم عمر میں آپ نے خواجہ دریائی کی تعلیمات، درس دے کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی تھی۔ انہیں ایک خط میں حضرت سید شاہ گلاب الدین عرف عبداللطیف کے حالات و واقعات لکھ کر بتائے تھے۔ دریائی صاحب کے ملفوظات نظم بند کیا ہے وہ بھی لکھی ہوئی قلمی نسخے میرے پاس موجود ہیں۔ آپ کا ایک نسخہ رویل ایشیاٹک سوسائٹی شاخ بمبئی میں موجود ہے۔ (جنرل سوسائٹی مذکور نئی سیریز، جلد ۳، ۱۹۲۸ء مخطوطہ صفحہ ۱۶) ۲۱۶ اوراق ساز ۱۵×۲۸ سینٹی میٹر اور ۱۵ سطر کی صفحہ پر مشتمل ہے۔ یہ نسخہ بھی گلاب الدین بن عبدالرسول بن شاہ علی بن گلاب الدین نے ۱۹ر جمادی الاول ۱۲۶۱ھ مطابق ۲۷ر مئی ۱۸۷۵ء کے دن اس کی کتابت کی ہے یہ فارسی عبارت میں نقل کی ہے۔ اس میں یہ نکتے کے لئے تاریخ ۲۷ر فروری ۲۰۱۴ء کو روبرو ممبئی ایشیاٹک لائبریری دیکھنے گیا مگر کوئی بھی وہاں فارسی نسخہ و کتابیں موجود نہیں ایسا وہاں کی دو دن پہلے ہی آئی ہوئی مسلم لیڈی نے بتایا تھا۔

کارنٹا والا تحفۃ القاری کا نسخہ حضرت پیر الحاج سید کمال الدین بن زین الدین (نانا جان

صاحب) نے ہمارے خاندان کے رشتہ دار کے ایک مکان کی وارثائی حکم میں کارنٹا کے حضرات نے بڑا رول نبھایا تھا کیوں کہ اس مکان کی ایک حصہ والی خاتون جناب سیدہ عائشہ بی بی تھیں۔ یہ مکان جناب حضرت پیر سید صوفی مولانا نجم الدین (نجومیاں) بن عثمان میاں بن کمال الدین کا تھا جو آج بھی میرے مکان بیر پور شریف کے قریب میں ہے۔ انہیں یعنی عائشہ بی بی کو ۵۰۰۰ روپئے دیے گئے تھے۔ جو میڈیٹر تھے انہیں تحفۃ القاری کے نسخہ سے فوٹو کافی دی گئی تھی یہی فوٹو کاپی پیر محمد شاہ درگاہ شریف میں پہنچی اس کی بھی فوٹو کاپی میرے پاس ہے۔ یہ خاتون جناب نجومیاں کی بھتیجی ہوتی تھی، مکان آپ نے ہمارے پھپھیرے بھائی احمد میاں نبی میاں کو اپنا وارث دار (ولِ) کر دیا تھا۔ اس مکان کی وجہ سے کارنٹا شریف حضرت گلاب الدین صاحب والا نسخہ اس طرح پہنچا تھا۔ یہ لکھنا میں نے ضروری سمجھا کہ آگے آنے والے تاریخ کے حالات حاضرہ کو سمجھنے میں آسانی رہے اور کوئی نئی بات پیش نہ آئے۔

خیر، خواجہ دریائی حضرت شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ دیوان شاعر تھے دسویں صدی ہجری میں جو صاحبِ دیوان شعراء گجرات میں گزرے ہیں ان کا کلام فارسی میں پایا جاتا ہے جب کہ اس روایت کے برعکس آپ نے عشقِ الٰہی سے لبریز اپنے احساسات وجذبات کے اظہار کے لئے گجری زبان کو اپنایا۔ آپ گجرات کی ایسی ہی برگزیدہ ہستیوں میں سے ہیں۔ آپ ایک ایسے دیندار گھرانے کے چشم وچراغ تھے جہاں دن رات دین وشریعت اور اوراد ووظائف کے چرچے رہا کرتے تھے۔ حضرت شاہ خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں مجاہدے اور مجادلے بھی کیے ہیں۔ آپ کے ملفوظات میں قربِ الٰہی کے حصول کے لئے اپنی ذات پر سختیاں جھیلنے کا ذکر ملتا ہے۔ پریم گلی پہاڑ میں تنگ درے میں آپ روزانہ چلہ کشی کرتے۔ درے کا دہانہ اندر جا کر اتنا تنگ ہوجاتا ہے کہ وہاں کسی شخص کا سانس لینا بھی محال ہے۔ (جسے لوگ سات دیوے کہتے ہیں) حضرت شاہ محمود نہ صرف یہاں عبادت اور ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے، بلکہ ان کے استغفار کا یہ عالم تھا کہ آپ کی زندگی کے بارے میں تشویش ناک صورتِ حال پیدا ہوجاتی تھی۔ یہ اثر آپ کی پشت در پشت چلا آتا تھا۔ آپ کے خاندان میں سیفی شریف کے ورد اور اس کی تلقین کا اہتمام تھا اس ورد کے اجل واجازت حاصل کرنے والوں کے نام بھی تحفۃ القاری میں درج ہیں۔ حضرت شاہ

قاضی سید محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کو سرود سے بہت شغف تھا عموماً دو چار قوالوں کا گروہ آپ کے ہمراہ ہوتا تھا جو آپ کی جکریوں کو خوش الحانی سے گاتے تھے۔ ان قوالوں میں شہاب الدین اور ان کے بھائی داؤد اور حسن کے نام تحفۃ القاری میں ملتے ہیں ایک ہندو گانے والا بھی آپ کی خدمت میں ہوتا تھا۔ بعد از نماز عشاء اکثر مجالس سماع منعقد ہوتی جس میں وجد وحال کے غلبہ میں آپ اتنی گریہ وزاری کرتے تھے کہ آنکھوں سے خون ٹپکنا شروع ہوجاتا تھا اور جب وہ آہ بھرتے تو منہ سے شعلے نکلنے لگتے۔ ان کے داماد اور خلیفہ ومرید ومفاتیح القلوب کا یہ تحفۃ القاری میں نقل کیا گیا ہے کہ یہ ان کے اپنے چشم دید واقعات ہیں۔ بعض اوقات وجد کی حالت میں کھڑے ہوجاتے اور رقص کرنے لگ جاتے اور زبان پر اس وقت یہ جاری ہوتا کہ ہوں (یعنی میں) ڈھونڈوں میرے اللہ کو ان کے وصال کے بعد ان کے قوال دکن گئے اور وہاں کے حلقوں میں ان کی جکریاں گا کر سناتے جس سے متاثر ہو کر اکثر لوگ آپ کی درگاہ کی زیارت کے مشتاق ہو کر بیر پور کا سفر کرتے۔

تحفۃ القاری میں حضرت خواجہ محمود دریائی اور ان کے خاندان کے جو تفصیلی حالات درج ہیں وہ کسی اور جگہ نہیں ملتے اس لیے وہ دور جدید مورخوں اور مصنفین کے لئے نہایت مفید وکار آمد ثابت ہوں گے۔ تحفۃ القاری بیک وقت ملفوظات کی کتاب بھی ہے مجموعۂ گجری کلام بھی اور آئینۂ تعلیمات سلوک طریقت بھی یہی ایک ایسی کتاب ہے جس سے حضرت خواجہ محمود کے حالات کے علاوہ ان کے گفتار وکردار پر اچھی خاصی روشنی پڑھتی ہے۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ موصوف کے حالات وتعلیمات تحفۃ القاری کے بغیر پردۂ خفا میں پوشیدہ رہتے۔ اپنی گوناگوں خوبیوں کے باعث یہ فی الواقع عوام الناس سے لے کر سالک راہِ طریقت کے لئے ایک بیش بہا علمی تحفہ ہے۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت شاہِ عالم جن کے خاندان سے حضرت شاہ محمود محبوب اللہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ بیر پوری کا خاندان پشت بہ پشت بیعت تھا ان کے بتائے ہوئے مسلک جسے طریقۂ منجن شاہی کہیں تو بیجا نہ ہوگا۔ عقائد، طریقت اعمال واشغال، پابندئ شریعت کی تلقین، روحانی عظمت اور انسان دوستی کی حامل تعلیمات فراہم کی گئی ہیں۔ ان سے واضح ہوتا ہے کہ اس مسلک کے پیروؤں کی صفائے طینت، پرہیزگاری، پاکی اور غرباء دوستی

کی وجہ سے عوام ان کی خانقاہوں سے رجوع کرتے اور وہاں اپنے ظاہری اور باطنی مسائل واعظام اور اپنی انسانی کمزوریوں کا خاطرخواہ علاج پاتے اور سیاہ کاری اور ارتکابِ گناہ سے کوسوں دور رہتے۔منجن شاہی بزرگوں کی خانقاہوں میں مذہب وملت ،ذات پات، اونچ نیچ، امیر غریب،خوردوکلاں کی کوئی تفریق ورعایت نہیں برتی جاتی تھی۔اسی منجن شاہی مشرب کے یہ نامہ گرامی سالکِ کامل حضرت سید محمود محبوب اللہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ جہت اور ہمہ گیر شخصیت کا تحفۃ القاری کے ذریعہ جو خاکہ ابھرتا ہے اور گجری کے اس عظیم شاعر اور گجرات کے روحانی پیشوا کی جو دلکش ودل آویز تصویر ہمارے سامنے آتی ہے اس کے چند پہلوؤں کو مندرجہ ذیل مختصر بیان قارئین کی دلچسپی کے علاوہ رشدوہدایت کا بھی باعث ہوگا۔

آپ کی طبیعت میں انکساری اور نرمی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔اسی وجہ سے وہ اپنے مریدوں اور دوسروں سے بھی تواضع ومنکسرالمزاجی کی تلقین فرماتے تھے،چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں :

من میں غرب توں مت کریں تجھ سے ہے کئی لاکھ
تیرا کہیا کو نہ سنے محمود کون! سو ماکھ

لوگوں کی دلداری کرنا، ان کے دکھ درد مٹانے کوشش کرنا ہرکسی خوشنودی اور دل لگی کرکے ان کے قلوب کو تروتازہ رکھنا ان کو بہت پسند تھا ایک اور مقام پر فرماتے ہیں :

محمود بھوکا بھوجن دیجیئے ترساں دیجیئے پانی
اونچا سی نم نم چلیے موٹم نہ من مینہ آنی

اس دوہے کا مصرع دوم خاص طور پر قابل غور ہے فرماتے ہیں کہ جو اپنے آپ کو اونچا اور بڑا سمجھتے ہیں ان سے بھی اپنے من میں موٹم یعنی بڑھاپن لائے بغیر جھک کر تواضع سے پیش آنا چاہئے،انسانیت دوستی کی اس سے زیادہ عمدہ مثال اور تلقین اور کیا ہوسکتی ہے۔آپ کو ریاضت کا ازحد شوق تھا چھ چھ ماہ کے روزے رکھتے محض رضائے الٰہی کے لئے بھوکا پیاسا رہنا آپ کو بہت پسند تھا۔آپ کا ارشاد ہے :

بکر بھوجن کیا نترا کھائے شہباز

بھوکا بھوجن میت لگ ایہی پور راج

(یعنی شاہ دوست کے بغیر جو کھانا کھایا وہ گویا جیتے جی زہر کھانا، میت (دوست) کے حضور میں بھوکا رہنا یہی حقیقی بادشاہت ہے۔)

اللہ تعالیٰ سے آپ کو ایسی لو لگی تھی کہ دنیا ومافیہا کا خیال اور ماسوا کی سدھ بدھ آپ کو نہ رہتی ایک مرتبہ آپ نے اپنے ایک مرید ملک دولت جو عمر بھر آپ کی خدمت میں حاضر رہا دو تین بار پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ملک دولت کو یہ بات ناگوار گزری کہ حضرت نے اس کو پہچانا نہیں اس کی ناراضگی کو محسوس کرکے آپ نے فرمایا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کے نام سے میرے دل میں ایسی جگہ لے لی ہے کہ اس میں غیر کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔اس لئے غیر کا نام میرے دل میں نہیں آتا نہ وہ مجھے یاد رہتا ہے۔

عشقِ الٰہی کی گرمی سے آپ کے دہن سے آگ کے شعلے نکلتے اور آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہوتے۔تحفۃ القاری میں ایسے ہی ایک موقع بیان میں آپ ہی کے حسب حال آپ کا یہ شعر نقل کیا ہے :

توں کیا جانے پریم کہانی   تجھ بن لہو ہوا نہ پانی

حضرت خواجہ سید شاہ قاضی محمود رحمۃ اللہ علیہ کو فنا فی اللہ کا یہ مرتبہ ریاضت اور پابندیٔ شریعت سے جو طریقہ منجن شاہی کا مابہ الامتیاز ہے حاصل ہوا تھا۔پیش نظر کتاب میں آپ کی ریاضت کے بے شمار واقعات اور محیرالعقول قصے درج ہیں۔شریعت کے پہلے بنیادی ارکان کلمے اور نماز کی اہمیت ان کے نزدیک بہت زیادہ تھی۔نیز احکام قرآنی اور ارشاداتِ نبوی کے بھی پابند تھے۔انہوں نے کئی جکریوں میں آیاتِ قرآنی کے مضامین ومطالب موضوع کیے ہیں جن کو تحفۃ القاری میں نقل کیا ہے،مثال کے طور پر ایک جکری یہ لکھ رہا ہوں :

سباؤ ڈیجیں اپنی الہ کا ناؤں
پانچ وقت نماز گزاروں دائم پڑھو قرآن
کھاؤ حلال بولو مجھ سانچا راکھو درست ایمان
چھوڑو جنجل، جھوٹی سب مایا، راکھو جو من ہوئے گیان

کلمیں شہالت تل نہ بسارو جس سے چھوٹا ندان

دن دونی نعمت پاؤ جنت ہووے ڈھاؤ

محمود مکھ سیس تل نہ برا سے اپنے اللہ کا ناؤں

اسی طرح خواجہ دریائی کی حالت، خودان کی شخصیت، ان کے عادات واطوار ان کے اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ مراتب کے بارے میں وہ معلومات ملتی ہیں جو کہیں نہیں ہوتیں بالخصوص یہ محیر العقول واقعات جن کے دوران تھا جن کے نتیجہ میں حضرت سید قاضی محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام اور جکریاں منظوم کرنے کا ذکر آتا ہے وہ گویا ان کے کلام کے شانِ نزول پیش کرتے ہیں اور بلا خوف وتردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کو سامنے رکھے بغیر اس کلام کو سمجھ کر اس سے لطف اندوز ہونا اور روحانی فیض حاصل کرنا آسان نہ ہوتا اور تحفۃ القاری کی یہ ایک خصوصیت ہی اس کو اردو زبان اور ادب کی تاریخ میں اعلیٰ مقام دلوانے کے لئے کافی ہے۔ کہنا بھی سراسر ناانصافی ہوگی کہ تحفۃ القاری صرف محیر العقول واقعات کی کھتونی کے سوا کچھ نہیں۔ اس میں ایسی بھی باتوں کا ذکر ہے جو کتب تواریخ میں نہیں ملتیں۔ ان کے کرم وکرامت کے قصوں میں بھی ایسی باتیں ملتی ہیں جن سے ان عہد کی تاریخ اور معاشرے پر کافی روشنی پڑتی ہے اور ان کے بارے میں ہماری معلومات میں اضافہ کرتی ہے۔ مثلاً حضرت سید محمد حسینی گیسودراز (۸۲۵ھ) کے حفید (پوتے) شیخ فضل اللہ کا سلطان بہادر شاہ کے لشکر کے ساتھ دکن سے گجرات آنا اور حضرت شاہ سید محمود دریائی سرکار سے خرقۂ خلافت حاصل کرنا اور ان کے بھائی سید عبدالجبار کا بھی حضرت شاہ محمود محبوب اللہ کی خدمت میں حاضر ہونا اور ان کا مہمان بننا۔ اس طرح حضرت کے سارے کے سارے واقعات ایک سلاطین وقت کا کوہِ نور ہیرے کی طرح قیمتی دستاویز کہا جا سکتا ہے۔ اس تحفۃ القاری سے ہم ہر موڑ پر پرانے قدم گزرے زمانے کے حالات سے مالا مال ہو سکتے ہیں۔

پروفیسر ابراہیم ڈار نے اپنے ایک مضمون بعنوان گجرات کا ایک قدیم شاعر میں لکھا ہے کہ شاہ قاضی محمود دریائی کا ایک ہندی دیوان ہے جس کا ایک نسخہ احمد آباد ایک کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ دیوان سارا کا سارا ہندی زبان اور صوفیانہ رنگ میں ہے۔ جکریوں (جکری) طرز کی طرز اشعار نفس مضمون کے علاوہ اپنی راگ راگنیوں کی تاثیر کی وجہ سے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

حضرت شاہ محمود دریائی نے تو اپنی نظموں کے شروع میں راگ راگنیوں کے نام بھی لکھ دیئے ہیں۔ اس صنفِ سخن میں جو اثر انگیزی ہوتی ہے اس کا حال شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے مترشح ہے جس میں ان کے لوگوں میں مقبول ہونے اور قوالوں کے گانے کی طرف اشارہ ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت نظام الدین اولیاء کو مولانا وجیہ الدین سے ایک جکری سن کر وجد آ گیا تھا۔ سماع کی اس تاثیر وکیفیت کی بنا پر صوفیا کے یہاں بڑی اہمیت حاصل ہے۔

(تاریخ ادبیات، صفحہ ۲۱۷، جلد ۶)

شیرانی صاحب نے اپنے ایک دوسرے مقالہ میں لکھا ہے کہ شاہ قاضی محمود دریائی گجرات کے مشاہیر صوفیاء میں سے ہیں۔ ہندی شعر گوئی میں ان کی شہرت ہندوستان میں پھیل چکی تھی۔ ایک خاص طرز کے نظم کے سلسلہ میں جس کو جکری کہا جاتا تھا ان کا نام زبان زدِ عام ہے۔ ایک زمانے میں یہ جکریاں گجرات میں مقبول تھیں۔ ''اخبار الاخیار'' میں منقول ہے کہ ''جکر ہائے وے کہ بزبان ہندی دارد دستور قوالان آن دیار است بغایت متبوع ومؤثر وبے تکلف وآثار وجرداز سخنان وے لائح است۔'' (اخبار الاخیار، صفحہ ۱۸۷)

علاء الدین ثانی برنانی اپنی تصنیف (کتاب چشتیہ) میں شیخ علاء الدین کی علائیوں کے ذکر میں (جو ایک خاص قسم کی مت صوفیانہ وعاشقانہ نظم ہوتی تھی) مثالاً خواجہ محمود صاحب کی جکری کا بھی ذکر کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ :

''از غلباتِ عشق پیور تا وحسب حال عاشقانہ بہ ہندی بہ طرز دل بندی بھی مست۔

صاحب خزینۃ الاصفیاء لکھتے ہیں :

اشعار عاشقانہ بہ زبانِ ہندی فرمود کہ قوالان آں دیار بہ وقت سماع اشعارِ آں جناب بہ مجالسِ صوفیاء می خوانند وبغاوت مؤثر باشند۔

جکری دراصل ذکر کی ایک شکل ہے اس کا اطلاق ایسی نظموں پر ہوتا ہے جن میں اور مضامین کے علاوہ سلسلہ کا شجرہ اور مشائخ کی مدح ہوتی تھی۔

نظام الدین اولیاء (متوفی ۷۲۴ھ) کے عہد میں بھی جکری کا رواج تھا اور ان کو مولانا

وجیہ الدین کی جکری پر حال آیا تھا جو حسب ذیل ہے :

بینا بن بہاجی ایسا سکھ سے باسوں

میر علی شیخ قانع نے لکھا ہے کہ ہنگامِ جوانی از مقامِ غوثیت در گذشت بہ مقامِ محبوبیت در رسیدند۔

مزاج کی عشقی کیفیت اور عشق کی اس گرمی کا اثر ان کی شاعری پر گہرا ہے یہی رنگ ان کی شاعری و شخصیت کا نمایاں رنگ ہے۔ سب تذکرہ نویسوں نے اس خصوصیت کا ذکر لکھا ہے۔ مراۃِ احمدی میں یہ الفاظ ملتے ہیں ’’قاضی محمود از غلباتِ عشق پیوستہ برحسب حال نقشِ عاشقانہ بہ عبارتِ ہندی در مقاماتِ ہندیہ بہ تہہِ دل پسند بھی است۔‘‘

خزینۃ الاصفیاء سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے صاحب ذوق و محبت و عشق از عظمت خلفائے شاہِ عالم گجراتی است اشعار عاشقانہ بہ زبانِ ہندی فرمودہ کہ قوالوں نے آں دیار بہ وقت سماع اشعار آنجناب و مجالسِ اصفیاء می خوانند و بغایت موثر می باشند۔

عشق کی اس شدت کا حضرت شاہ محمود دریائی پر یہ اثر تھا کہ ان کے سارے کلام سے اس جذبہ کی گرمی کا احساس ہوتا ہے اس عشق کا اظہار اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مرشد کے ساتھ بھی ہے۔ کلام میں اپنے والد اور مرشد کا ذکر بار بار کرتے ہیں۔

قاضی محمد تنِ شاہ جاپلند امیرا سب دکھ کے وہی اولاوے
محمد صنوری صائیاں مجھ اس بن اور نہ بھاوے
سائیں کن ایک بارا کھارہوں دیکھا کروں جوہار، تیرے مُکھ جے کے بلہار
محمود سائیں سیوک تیرا- توں تو سمرت سائی میرا، کرے ہماری سار
است نبی محمد کی یہ محمود تیرا داس
برکت پیر چاپلندھا- سائیں خوبیں من کی آس

(تاریخِ ادب اردو صفحہ نمبر ۱۱۰)

چاؤں چالندھا پیر میں پایا، ان محمود کو مت ملایا

قاضی محمود تن شاہ چیلند ھا، محمود کیرا پیر
قاضی محمد تن پیر ہمارا چا ہلد ھا بھاگوں لہہ بارے
قاضی محمد تن پیر ہمارا چا ہلد ھا موجھ پیارا
پیر ہمارا چالندھا ہو ہوں اس بل جاؤں
قاضی محمد تن شاہ چالندھا پیر لاگوں پائے
محمود کیری بینتی صاحب اتنی مانیں
نبی محمد کی دوستی را کھے مکھ کا پانے
نین و کا جل مکھ تنبولا ناک موتی گلہار
سیس نواؤں، نینہ اپاؤں اپنے پیر کرو جوہار
کوئی مایلا من بوجھے رے
بات من کی کس نہ سوجھے رے
دکھ جیو کا کسے کہوں اللہ دکھ بھریا سب کوئی رے
نردکھی جگ میں کوئی نہیں میں پرتھا پھر پھر جوئی رے
جاری کوڑ سینوری نہ کیسی اک تل آنکھ نہ لائی
آج سری جن گھر آیا کیوں نہ کروں مہمانی

اردو بھاشا کی پراتھمک اتیپتیاں ،صوفی سنت ونو پردان ،مصنف : ڈاکٹر عبدالحق صاحب، جمعیت پنڈیا جگر (گجراتی ترجمہ ۹۰ سے ۱۰۵ تک)

اس طرح کئی اور کتابوں میں حضرت شاہ محمود محبوب اللہ دریائی کے کلام گجری، فارسی، عربی میں لکھے گئے ہیں۔ آپ کا تذکرہ بے شمار اردو، ہندی، فارسی کے جانے مانے تصنیفات لوگوں نے کیا ہے۔ ابھی کچھ ہی دن پہلے پیر محمد شاہ لائبریری میرا جانا ہوا تھا میرے ساتھ جناب پیر سید الحاج ایم اے سید (ڈپٹی کلکٹر، جونا گڑھ) صاحب تھے۔ جناب پروفیسر محی الدین بمبئی والا نے ہمیں نہایت ادب کے ساتھ ہم سے ملاقات کی اور بتایا کہ حضرت شاہ محمود دریائی کا جکری کلام

کا پورا کا پورا حصہ ترجمہ کے ساتھ شائع ہونے والا ہے اور بہت جلد آپ سے ملاقات کرکے ہم اس کا افتتاح بیر پور درگاہ شریف پر رکھیں گے ہم نے کہا ہم ہر وقت تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے نیک کاموں کو کبھی بھلا نہیں دیتا وہ جس سے چاہے جب چاہے جہاں چاہے جیسے چاہے ویسے جس سے چاہے ان سے ان کے تذکرے کرالیتا ہے۔ شاہ محمود اپنی اس خدمت کو میرے ذمہ رہے ایسی امید کے ساتھ اپنے قلم کو یہاں بند کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ چاند محمد بن منصور رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تحفۃ القاری کے ذریعہ میرے دینی دنیوی کام میں آسانی ہو نیک بزرگوں کے صدقے یہ کتاب میرے لئے باعثِ برکت بنے اور دونوں جہاں میں ہمیں کامیابی عطا کرے آمین!

کون کہتا ہے محمود مر گئے   اس گھر سے نکلے دوسرے گھر گئے

دیوان قاضی محمود دریائی رحمۃ اللہ :

اس دیوان کا قدیم نسخہ جو حضرت پیر محمد شاہ لائبریری میں محفوظ تھا، جو پروفیسر محی الدین بمبئی والا صاحب کی وساطت سے مجھے ملا۔ اس نسخہ کو فارسی کے استاد جناب نصیر میاں محمود میاں قاضی صاحب نے بڑی دلجمعی سے دس سال کے طویل عرصے میں دوبارہ گجری زبان میں ہی لکھا۔ اور میرے جد اعلیٰ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں سے، گجرات ساہتیہ اکادمی نے ۲۰۱۹ء میں اسے شائع بھی کیا۔ اس دیوان کا رسم اجراء اسی سال درگاہ شریف حضرت قاضی محمود دریائیؒ بمقام بیر پور رکھا گیا تھا۔ اس جلسے میں پروفیسر نصیر میاں قاضی صاحب قبلہ پیر طریقت جناب شفیع اللہ دریائی صاحب، پروفیسر محی الدین بمبئی والا صاحب، پروفیسر نثار احمد انصاری صاحب، جناب مدنی میاں باوا صاحب و پروفیسر حاجی میاں قادری صاحب و دیگر مریدین بھی شامل تھے۔ جلسہ بڑا کامیاب رہا اور جلسہ کے اختتام پر جناب مدنی میاں صاحب کے غریب خانہ سے ملحق خانقاہِ رزاقیہ دریائی میں طعام کا انتظام کیا گیا۔ اور تمام حضرات کا اعزاز کے ساتھ دریائی صاحب کے تبرکات بھی عطا کئے گئے۔ الحمد للہ

بعد ازاں مندرجہ بالا گجری کلام کے دیوان کو عقیدت مندوں کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اسی دیوان کو گجراتی رسم الخط میں دوبارہ شائع کیا جائے۔ الحمد للہ حقیر فقیر کی خواہش تھی

کہ بہت جلد یہ دیوان گجراتی میں شائع ہو۔ لہٰذا ہماری بات جناب حضرت پروفیسر نصیر میاں قاضی صاحب نے منظور کرلی اور اس دیوان کو حضرت نے گجراتی رسم الخط میں بڑی محنت ومشقت وعرق ریزی سے تیار کیا۔ اس کے لئے ہم پروفیسر نصیر میاں قاضی صاحب کے بیحد ممنون ومشکور ہیں۔

الحمد للہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ گجری زبان میں اور گجراتی رسم الخط میں تحریر کردہ کتاب کو سنی مسلم کمیٹی گونڈل نے بخوشی اپنی جانب سے شائع کرنے کی تمنا ظاہر کی۔ کیونکہ میں خود اس تنظیم سے پہلے ۲۵ سال سے وابستہ ہوں اور میری کئی کتابیں اسی ادارے نے شائع کی ہیں۔ اس کمیٹی نے اب تک ۳۵۰ سے زائد کتابیں شائع کرکے مفت میں پورے عالم اسلام میں تقسیم کی ہیں جن کتابوں کی تعداد ایک کروڑ سے زائد اور مختلف موضوع پر شائع کی ہیں۔ اس کمیٹی کے صدر جناب حاجی سلیمان بھائی اِسانی دریائی برکاتی و جناب حضرت پیر سید حاجی محمد میاں ناگانی صاحب نے ہماری خواہشات کو قبول کرکے مندرجہ بالا گجراتی کتاب بنام ''حضرت خواجہ محمود دریائی دولہاؒ نی جکری یونا المونی رتنو'' ۲۰۱۸ء میں شائع کی جس کی تعداد ایک ہزار کاپیاں مفت میں تقسیم کی گئیں۔ اس کتاب کے ۴۰۰ صفحات ہیں۔ اس کتاب کا پرکاشن نمبر ۳۲۶ ہے۔

اس کتاب کی طباعت کے وقت میرے دوست اور میرے خلیفہ پروفیسر حاجی میاں ناتھومیاں قادری، شانہ بہ شانہ میرے ہمراہ رہے۔ اور کتاب کے پروف اور دیگر کاموں میں پوری دلجمعی سے ہر وقت میرا ساتھ دیا۔

آخر میں اس کتاب کو گجرات رسم الخط میں تیار کرنے والے میرے محبی ومکرمی پروفیسر نصیر میاں، محمود میاں قاضی صاحب اور پیش لفظ لکھنے والے پروفیسر محی الدین بمبئی والا صاحب، میرے کرم فرما اور سنی مسلم کمیٹی گونڈل کے سرپرست پیر سید الحاج قمر الدین باوا مدظلہ العالی و مسلم کمیٹی کے دونوں عہدیداران جناب حاجی سلیمان اِسانی صاحب و سید حاجی محمد میاں ناگانی صاحب کا ہم تہہ دل سے شکر گزار ہیں یہ دونوں حضرات بھی الحاج سید قمر الدین باوا دریائی کے خلفاء میں شامل ہیں۔

حضرت قاضی سید محمود رحمۃ اللہ علیہ دریائی بیرپوری
کا گوجری-اردو کلام

(1)

(۱) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لاگوں تمہارے پاؤں
جس دن سائیں لیکھا مانگے، سو دن لینے چھڑاؤ

(یا مصطفیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے پاؤں پڑتا ہوں اور التجا کرتا ہوں کہ جس دن (قیامت میں) اللہ تعالیٰ میرا حساب لے، اس دن مجھے حساب سے بچانا۔)

(۲) جی میں اوگن انکینی رے، تو بھی تیرا داس۔

(یا اللہ! میرے اندر برائیاں تو لاتعداد ہیں۔ پھر بھی میں (آخر) تیرا بندہ ہوں۔)

(۳) آپیں آپ میا کر، سائیں پوری من کی آس۔

(اے مالک! میرے دل کی سب تمنائیں آپ ہی پوری کرنے والے ہیں۔)

(۴) نِس دِن سیوا ہوں کروں رے، ابھرے سائیں کے دوار

(میں تو سارا دن خدمت کرنے کو تیار ہوں اور وہ بھی مالک کے دروازے پر کھڑے)

(۵) تَل تَل سنوروں نا ہوں تیرا، ہم پار اتار

(میں تو ہر وقت اپنے آپ کو سنواروں، نام فقط تیرا لوں، اے مالک! مجھے پار اتارو۔)

(۶) نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رے، سارَو پورا رسول

(نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو پورے اور سچے رسول ہیں۔)

(۷) محمود بندا بینوے، میری حاجت کرے قبول۔

(تیرا بندا محمود التجا کرتا ہے کہ آپ میری حاجت قبول کریں۔)

(2)

(۱) میرا من ہر مندر آوورے، مجھے تب تھے رین بھاوے رے۔

(میرا دل ربا (دل) مندر میں آیا ہے، تب سے مجھے رات بہت بھاتی ہے۔)

(۲) مجھے تجھ بِن اور نہ بھاوے رے، توں گھر آؤ، سلونے میتا رے۔

(تجھ بنا مجھے کچھ بھاتا نہیں ہے، (اس لئے) او پیارے تو گھر آ جا۔)

(۳) تجھ سر کھا کوئی نہ ڈیٹھا رے، سارو کوں تو ہی میٹھا رے۔

(تجھ جیسا کوئی نہیں دیکھا، سب کو تو ہی میٹھا لگے۔)

(۴) پیو تیری نیہہ بندھانی رے، جیوں مچھلی تڑپی بن پانی رے۔

(پیارے تیری محبت بندھی ہے، اس لئے مچھلی کی جیسی بن پانی تڑپتی ہوں۔)

(۵) نیہہ چھانا، پرگٹ ہوتاں، سکھرا نہیں رے، بیٹھن، سوتاں۔

(محبتیں کبھی چھپتیں، کبھی ظاہر ہوتی ہے (اس لئے) نہ تو بیٹھے، نہ سوتے کوئی چین ہے)

(۶) قاضی محمود داس تمہارا رے۔

نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میت ہمارے رے۔

(قاضی محمود تو تمہارا غلام ہے، اور نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارا میت (پیارا) ہے۔

(3)

(۱) کوئی مائیلا مرم نہ بوجے رے، بات مَن کی کسے نہ سوجے رے۔

(کوئی (میرے) اندر کا بھید نہیں جانتا، اور دل کی بات کسی کو نہیں سوجھتی۔)

(۲) دکھ جیو کا میرے، کسے کہوں اللہ، دکھ بھریا سب کوئی رے۔

(اے اللہ! میرے دل کا دکھ کسے کہوں، یہاں تو سب لوگ دکھی ہیں۔)

(۳) بن دُکھی جگ میں کو نہیں، میں نے ساری دھرتی پھر پھر جوئی رے۔

(جگ میں کوئی دکھ بغیر کا نہیں، میں نے ساری زمین گھوم کر دیکھ لی ہے۔)

(۴) یوں مجھے پوچھیں سہیلیاں، تجھ تن لوہو نہ ماس

چھانے لاگھن میں کیے، میرے سائیں کارن اُپواس

(مجھے سہیلیاں پوچھتی ہیں کہ تیرے بدن میں لہو ہے نہ گوشت (میں تو) چھپ کر بھوکی رہی اور میرے پیا کی خاطر روزے رکھے۔

(۵) ہیرے بھیتر دونا جلے، میرے سائیں بن کون بجھائے۔

(دل کے اندر تو آگ لگی ہوئی ہے، میرے پیا کے سوا کون بجھائے۔)

(۶) قاضی محمد تَن شاہ چائے لنگھا، میرا سب دکھ وہی اُلاوے۔

(قاضی محمد شاہ چائے لنگھا (جو میرے پیر ہیں) میرے سب دکھ وہی دور کریں۔)

(۷) محمود سنورے سائیاں، مجھے اس بن نہ بھاوے۔

(محمود (میرے تو) پیارے سانوریاں ہیں، ان کے سوا مجھے کوئی نہ بھاوے۔)

(4)

(۱) آج کا لہا وا لیجے، کال کِنے دیٹھی

ایک تل رہنے نہ پائے، اب آوے چیٹھی۔

(آج لہا واہوا لے لو، کل کس نے دیکھی ہے جب (موت) کا بلاوا آ جائے تو ایک لمحہ بھی کوئی رہ نہ سکے۔)

(۲) جورے سب کوئی آئیاں اس نگر منجارے

کنہی مول گنوایا، کِنے پونجی ودھاری

(اس دنیا میں جو کوئی آیا (ان سب نے) کسی نے روپیہ گنوایا تو کسی نے پونجی بڑھائی)

(۳) سوندھے پیسہ لٹال کے بازار سب کوئی پاوے

گُن بھر پونٹھے، لیجے جسے، کھوٹ نہ آوے

(سستے داموں پیسہ لٹا کر بازار تو سب حاصل کرتے ہیں، خوبیوں کو پیٹھ پر لاد لو، اس میں کبھی نقصان نہیں۔)

(5)

(۱) چندن کے چھلکے مارے رے، تیرے ہاتھوں کی بلہاری رے۔

(اے پیا! تو نے چندن کے چھینٹے مارے، یہ تیرے ہاتھوں کی مہربانی ہے۔)

(۲) شاہ ہوں تموں پرواری رے، تیں سارکیتی ہمارے رے

(اے شاہ! میں تم پرواری جاؤں، تم نے ہماری (اچھی) سر بھرا کی ہے۔)

(۳) شاہ، باجا ہم کوں دیتی رے، سہیاں ماں سہاگن کیتی رے۔

(اے شاہ! تم نے ہم کو زبان دی ہیں، سہریوں میں سے (مجھے) سہاگن بنائی ہے۔)

(۴) سُن نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیتا رے،

میرا جیورا تجھے بل دیتا رے۔

(سن لو! نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی میرے پیا ہیں، اے میرے دل! تجھے تو وہی طاقت دیتے ہیں۔)

(6)

(۱) کچھ کہوں، مائی ہوں میرے جیا کی، ہوں مسواس اپنے پیتا کی۔

(کچھ کہوں؟ اپنے جی میں سمائی ہوں، اپنے مالک کی مسواد ہوں)

(۲) پیا کارن تن کروں اُپواس، میں تیں کاڑھیامدِ را، ماس۔

(میں پیا کے لئے اُپواس کرتی ہوں، میں نے تو دارو اور ماس کو نکال دیا ہے۔)

(۳) دو چک اپنی سینچ بہاؤں، جی چاہوں تو، پیا مکھ چاہوں۔

(دونوں آنکھوں سے آنسو بہاتی ہوں، جو چاہتا ہی ہے تو پیا کے مکھ کو چاہوں۔)

(۴) محمود پوچھے پنڈت جوسی، کب ملاوا میرے پیا سوں ہوسی۔

(محمود تو پنڈت اور جیوتشی سے پوچھتا رہتا ہے کہ میرے پیا کا ملن کب ہوگا)

مناجات فارسی

خواہم خدارا روز وشب، گر بختِ من یاری دیہد
یا می رسم مقصود یا در طالبہ نامم شود

ترجمہ : میں رات دن خدا کو چاہوں گا، اگر میرے نصیب نے میری مدد کی۔
یا تو میں اپنے مقصود کو پہنچوں گا، یا میرا نام طلبگاروں میں ہوگا۔

من نفی کردم از دلم چیزے کہ باشد جُز خدا
دل بستم الا اللہ را، وسواسِ دیگر بر کُند

ترجمہ : میں نے دور کر دی اپنے دل سے ہر چیز کو سوا خدا کے۔
میں نے اپنا دل الا اللہ کرنے میں لگا دیا اور وسوسوں کو نکال دیا۔

ہر کس کہ در راہِ خدا ثابت بہ ماند بے نفاق
تحقیق آید آں کسے گوے از میدانِ برد

ترجمہ : ہر وہ شخص جو کہ خدا کی راہ میں بغیر نفاق ثابت رہا۔
تحقیق سے کہنا چاہئے کہ (کامیابی) کی گیند میدان سے لے گیا۔

شکرانا ہر دم می کُنم جز خالقم پروائیم
طالب شدم ثابت قدم مطلوب ہم خواہم رسد

ترجمہ : ہر دم میں شکریہ کرتا ہوں، خدا کے سوا کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔
مضبوط قدم کے ساتھ طالب ہوں، میرے مطلب کو میں پالوں گا۔

محمودؔ از بہرِ خدا باز آمدہ از فتنگی
می ورغلانند مردُماں نامرد مانع می شود

ترجمہ : محمودؔ خدا کی مدد سے فتنوں سے لوٹ آیا۔ لوگ بہکاتے تھے، اور نامرد رکاوٹ بنتے تھے۔

زیارت ٹور

مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین

(ٹور-۱)

لاکھوں درود وسلام اس نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جس کے صدقہ میں مجھے میرے جداعلیٰ کی شان میں آپ کی سوانح عمری لکھنے کا ایک روحانی غیبی اشارے پر میں نے شروع کیا۔ مناقبِ خواجہ محمود دریائی دولہا قدس سرہٗ العزیز اور آپ کے آباواجداد اور آپ کے خلفاء وآپ کے مریدین معتقدین کے حالات قلم بند کروں۔ اسی اشارے سے میں اپنی اس کتاب کے لئے پہلا پروگرام مطابق مورخہ ۱۰؍جنوری ۲۰۰۸ء کو بنا کے چلا جس میں حضرت خواجہ محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کے ان تمام بزرگوں کے حالات ومقامات اور مسجدیں، مدرسے وآستانے (درگاہ)، خانقاہیں، چلہ وغیرہ کے گاؤں وشہروں کے فوٹو وآج کے حالات کیسے ہیں، اس کا تفصیلی حالات لکھنے کا ارادہ کر کے چلے۔ تاکہ اپنی اس کتاب میں شامل کرلوں اور آنے والے زمانہ کے لئے ایک بہتر دستاویزی مکمل کتاب تیار ہوجائے۔ اور آنے والی نسل ہمارے خاص کر خانقاہِ دریائیہ، سہروردیہ، چشتیہ وقادریہ کے بزرگوں کی سوانح حیات سے جڑے رہے۔

اس ارادے سے میں او ر جناب پیرزادہ حمیدالدین عرف پیارے صاحب (ایڈووکیٹ) جو میرے چچازاد بھائی کے بیٹھے ہیں ہم دونوں پکا ارادہ کر کے اپنا قیمتی وقت راہِ خیر میں وقف کرتے ہوئے چل پڑے۔ اور اس ناچیز کے کام کو اپنی منزل تک لے جانے کے لئے وعدہ کیا۔ ہر وقت ہر جگہ آنے جانے کا پکا وعدہ کیا۔ الحمدللہ!

ہم اس ارادے سے آج پہلے ہمارے جدِّ امجد حضور سیدنا شاہ حمیدالدین چاہلدہ عارف باللہ رحمت ورضوان کے پیرومرشد حضور سید شاہ سرکار محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمت ورضوان کی بارگاہ میں ہم حاضر ہوئے اور آپ کی دعا کے طلبگار بنے، فاتحہ خوانی کے بعد حضور کی بارگاہ میں گدائے دریائی دعا کا طالب بنا اور آپ کی باطنی دعا کا سایہ ہمیشہ ساتھ رہے ایسی امیدِ خاص اظہار کی۔ میری تمنا اور آرزو حضور کے واسطے سے پوری کرنا یا کروانا میرا ہمیشہ معمول رہا

ہے۔ کیوں کہ اپنے بزرگوں نے بھی اور ہندوستان کے سلسلۂ جلالیہ، سہروردیہ کے بے شمار بزرگوں نے بھی حضرت شاہ جی کے آباؤ اجداد سے فیض بخشی پائی ہے اور حضور کی بارگاہ میں ہمہ وقت فیض خاصۂ باطنی ملا ہے اور ملتا رہے گا۔ انشاء اللہ!

آستانۂ شاہ عالم و مسجد خانقاہ کے فوٹو نکالے یہاں ہم نے ظہر کی نماز ادا کی بعد میں ہم ہمارے خواجہ دریائی کے سگے دادا حضور سیدنا شاہ محمد محبوب خدا کے پیر و مرشد حضور سیدنا سرکار شاہ محمد برہان الدین قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ مقام وٹوا شریف بارگاہ میں پہنچے۔ حضور پرنور کے آستانۂ پاک بہ فیض بخش قبر انور کے پاس ہم دونوں حاضر ہوئے فاتحہ خوانی کی۔ اس کے بعد ہم نے یہاں کے مقامات کی تصویریں نکالنا بھائی پیارے صاحب نے شروع کر دیا۔ اس سے پہلے بھتیجے جناب پیارے صاحب کے والد جناب مرحوم محمد میاں ابن پیر احمد میاں کے دوست کے داماد اپنے گھر ہمیں چائے ناشتہ کے لئے لے گئے۔ یہاں ہمارے عزیز دوست و مرید سُنّی مجاہد حاجی ملک رسول میاں ناندرا والے دریائی قادری ہماری ملاقات کو آئے۔ ہم یہاں سے سرکار مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ (مزارِ مبارک پاکستان اوچ شریف) کی پیاری چلہ مبارک حسین ٹیکری وٹوا شریف میں ہے۔ یہاں ہم پہلی بار گئے کچھ وقت درود وسلام پڑھا اور یہاں کی تصویریں لیں۔ یہاں سے ہم شہر احمد آباد کے بیچ ہمارے جد کریم حضور سیدنا شاہ خواجہ شاہ محمد محبوبِ خدا کے آستانے پر حاضر ہوئے بمقام سارنگ پور ہنجر سنیما کے سامنے ہے جو کالوپور کے ریلوے اسٹیشن کے شمال کی جانب ہے۔ یہاں ہم نے مسجد و آستانے کی تصویر نکالی۔ مسجد شاہ حماد میں دو رکعت نماز نفل ادا کی۔ اسی مسجد کی جگہ پر حضور سیدنا شاہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا قدس سرہٗ العزیز کی خاص پیدائش کی جگہ ہے، ہمیں فخر ہے کہ اس مکان پہ آج مسجد بنی ہوئی ہے۔

یہاں ہم نے عصر کی نماز پڑھی، بعد میں حضور کے آستانے میں ان غلاموں نے حاضری دی کچھ دیر تک یہاں ذکر کیا۔ اسی آستانے میں تین مزار ہیں۔

(۱) بڑی اونچی قبر حضور سیدنا شاہ محمد بن قطب کا رنٹا محبوب خدا خلیفہ و مرید حضور قطب عالم

رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲) بیچ میں حضور سیدنا شاہ حماد مفتیٔ زمانہ ولیٔ کامل کی قبر مبارک ہے۔

(۳) شاہ حماد کے استاد کی ہے۔

اس طرح ہمارا پہلا پروگرام ختم ہوا۔

(ٹور-۲)

مورخہ ۲۱ر فروری ۲۰۰۸ء بروز جمعرات کو بیر پور شریف سے صبح ۹:۳۰ بجے بیر پور جونا گڑھ بس سے احمد آباد آئے۔ یہاں میرے ساتھ میں میرے حقیقی بھائی جناب پیر محمد یوسف میاں بھی ساتھ میں تھے۔ اس دن رات میں بعد نماز عشاء سرخیز نہرو نگر، نورِ محمدی مسجد کے قریب جشن شہیدِ اعظم میں شرکت کی جو میری صدارت میں ہوا۔ صبح پھر ہم خواجہ دریائی کے نام چلے۔ اسی کتاب کو ہندی میں کمپوزنگ و ہندی زبان میں ترجمہ کے لئے جناب ماسٹر شیخ غلام رازق صاحب کو فائل دی اور پھر ہمارے سفر-۲ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جناب پیارے صاحب جو میرے پروگرام کے فوٹوگرافر ہیں انہیں اپنے موبائل سے آگاہ کر دیا کہ آپ دھولکا سے نڈیاد آجائیں۔ نڈیاد سے جناب پیارے صاحب کے بہنوئی جناب سید ریاض الدین کی موٹر بائک سے روحانی سفر کیا۔ ہم پہلے فوٹوگرافی کے لئے مقام بھالیج ضلع آنند کا راستہ معلوم کر کے نکلے مگر شیطان نے اپنی طاقت لگا دی۔ موٹر بائیک میں پنکچر ہو گیا دو کلو میٹر دور پنکچر والا ملا پھر ہم وہاں سے مقام بھالیج گئے۔ یہاں ہم نے سیدنا خواجہ عبدالقوی عرف قلندر شاہ پیر کے آستانے کا پتہ ہمیں معلوم نہیں تھا مگر پیارے صاحب کی امی کی جانب کے رشتہ دار سید علی سید جو وہاں مسلم اسکول میں ٹیچر ہیں۔ ان کے گھر پر پہنچے وہ گھر پر ہی مل گئے۔ پھر ہم تینوں بھالیج کے پرانے محلّہ کے بیچ میں حضرت سیدنا عبدالقوی دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانۂ پاک پر پہنچے۔ یہ حضرت حضور سیدنا خواجہ دریائی کے سگے بھتیجے ہیں اور گجرات کے مشہور اور معروف بزرگ حضرت سیدنا شاہ وجیہ الدین گجراتی حسینی کے داماد ہیں یہاں عنقریب عصر کا وقت تھا۔ آستانہ کے خادم جناب ٹھاکور فرید میاں ہاشمی میاں وہاں بیٹھے ملے۔ ماسٹر سید صاحب نے ہمارا تعارف کروایا۔ وہ

ہماری پہچان سمجھتے ہی ادب کے ساتھ کھڑے ہوگئے اور بہت خوش ہوئے پھر تو لوگوں کا ایک ہجوم ہوگیا کہ ہم خاندانِ دریائی کے چشم وچراغ ہیں۔ میں لوگوں کے بیچ حضرت کی تواریخ بتانے میں مشغول ہوگیا بھائی پیارے صاحب نے اپنے انداز سے فوٹوگرافی کا پروگرام پورا کرلیا۔ مجھے کہا ہمارا کام بن گیا قریب شام کے پانچ بجنے پر تھے ہم نے یہاں عصر کی نماز ادا کی۔ جناب ٹھاکر صاحب نے کہا کھانا وغیرہ ہمارے یہاں طعام فرمائیں مگر ہمیں بھالیج سے پانچ میل دور مقام اوڈ ضلع آنند کی تصویریں لینے کی زیادہ فکر تھی۔

مگر یہاں کے لوگوں نے کہا حضرت! لوبان کا وقت ہو چکا ہے آپ سلام ودعا کریں۔

مگر میرا دل مطمئن نہ تھا مجھے اوڈ جانے کی فکر زیادہ تھی مگر کیا معلوم بندۂ حقیر کو حضرت سیدنا خواجہ عبدالقوی دریائی کی نظرِ باطن نے یکا یک میرے تصور کو بدل ڈالا۔ ہم نے یہاں سلام کے بعد خوب دعائے خیر کی، یہ نیک بندے کی مرضی تھی۔ یہاں سے ہم ارڈ کی جانب روانہ ہوئے مگر میرے تصور میں آیا کہ یہاں کے آستانۂ پاک کے نئے تعمیری کام کے بارے میں معلومات کر لوں۔ جناب ٹھاکر فرید میاں صاحب نے کہا نیا کام کا اشارا مجھے ملا تھا۔ اپنے پیرومرشد حضرت سید مفتیٔ گجرات شیخ المشائخ پیر قمرالدین باوا دریائی، اشرفی مدظلہٗ العالی کی سرپرستی میں اور آپ کے خاص تعاون سے یہ کام آسان ہوگیا ہے۔ حضرت پیرومرشد نے اس نئے مقبرے کی سنگِ بنیاد مورخہ **۱۰؍فروری ۲۰۰۷ء** کو آپ کے ہاتھوں مبارک سے کی گئی تھیں۔

یہ جان کر ہمیں بہت خوشی ہوئی کیوں کہ حضرت والا میرے پیرومرشد کے ساتھ ساتھ بڑے چچا زاد بھائی وروحانی رہبر اور پیر بھائی بھی ہیں (الحمدللہ) حضرت شاہ عبدالقوی کا عرس مبارک وصندل ۹۔۱۰ جمادی الاول کے دنوں میں منایا جاتا ہے۔ درگاہ شریف اور مندر ایک ہی دیوار سے ہیں مگر یہاں کے لوگ حضور کے آستانے کا بہت ہی احترام کرتے ہیں۔ خادم جناب ٹھاکر فرید میاں حضرت قمرالدین باوا کے مرید وخلیفہ ہیں۔

ہم وہاں سے اندھیرا ہوا اس کے پہلے بھالیج سے اوڈ گاؤں ہم تینوں روانہ ہوئے۔ قریب ۶ بجے سے پہلے اوڈ گاؤں پہنچ گئے۔ یہاں حضرت سید شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے جو

بہت ہی اونچا (بلند) وشاندار عمارت ہے۔ یہ حضرت سیدنا خواجہ محمود دریائی کے سگے خالو وسسر ہیں۔ ہم یہاں خادماں دیوان عائشہ بی بی اسماعیل شاہ سے ملے اور جناب خادم یاسین شاہ ابراہیم شاہ ملے۔ ان دونوں نے بتایا کہ اس درگاہ شریف کی حفاظت کے لئے حضرت خواجہ دریائی سرکار کی جانب سے بھالیج گاؤں میں سات بیگھا زمین ملی تھی جو اب تک موجود ہے۔ اسی درگاہ کے صحن میں عیدگاہ مسجد وقبرستان وغیرہ ہیں۔ یہاں درگاہ شریف کے آگے کے حصہ میں **۲۰۰۲ء** میں ہوئے قومی دنگوں میں مسلمان شہیدوں کی قبریں ہیں اسی درگاہ کو نیست ونابود کرنے کے لئے کفار نے کافی کوشش کی، درگاہ شریف میں گھریلو گیس کے سلینڈر رکھے تھے مگر الحمدللہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیارے سید شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کا ہے آپ بڑے عبادت گزار وقت کے بڑے کامل بزرگ تھے مگر الحمدللہ کسی جگہ دشمنانِ اسلام نقصان نہ پہنچا سکے۔

یہاں کے متولی جناب پٹھان معتبر خان بھیکن خان اور جناب سید ابرار میاں نانا میاں وغیرہ کرتے ہیں یہ آستانہ پیر بھاگول دودھ کی ڈیری کے سامنے ہے۔ مقام پوسٹ اوڈ ضلع آنند میں ہے یہاں کی ساری تصویریں نکال لیں، ہم مزار شریف کے پاس بیٹھ کر فاتحہ خوانی ودعائے خیر کر کے جلدی سے بھالیج کی طرف آگئے۔

ہم نے یہاں بھالیج میں مغرب کی نماز ادا کی یہاں پہلے خواجہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ تھی اور یہ شاندار مسجد اس پہ بنائی گئی ہے۔ یہ اللہ والوں کی اس سے بڑی کیا کرامات ہوسکتی ہے کہ اپنے نیک بندوں کی بیٹھنے کی جگہ کو پسند فرما کر اپنا گھر بنوایا ہے۔ (الحمدللہ!)

بعد نماز مغرب کچھ لوگ اور امام صاحب مجھ سے ملے وہ لوگ میری دعا کے طلبگار رہنے اور لوگوں نے کہا حضرت پہلے معلوم ہوتا تو ہم آپ کو امام بنا کر نماز مغرب ادا کرتے۔ ہم نے کہا کہ ہم سفر میں ہیں اپنا کام چھپ کر کرتا ہوں۔ پھر یہاں کے لوگ مسجد سے باہر لے گئے، باہر ایک سید صاحب جناب سید سکندر علی احمد میاں میرے پاس ادب سے آئے میں نے ان سے اس ہجرے وتعمیر مسجد کے بارے میں کچھ گفتگو کی، انہوں نے کہا **۱۹۵۷ء** میں یہ چلہ وہجرہ شہید کر کے مسجد بنانے کا فیصلہ لیا تھا۔ اس مسجد بنانے کے فیصلے میں ہم نے بیرپور کے اس زمانے کے

پیرزادوں سے بھی مشورہ کیا تھا انہوں نے کہا مجھے اب بھی ان پیروں کے نام یاد ہیں جن میں پیر محمود باوا جو امیر ٹھ میں رہتے تھے اور پیر عبدالرزاق باوا نیلا عمامہ باندھتے تھے اور کئی پیروں نے بھی بننے والی مسجد کے لئے اپنی اپنی دعاؤں سے نوازے ہم نے یہاں مسجد کے اندر خواجہ دریائی نام کی لگی ہوئی آرس کی تختی اور مسجد کے باہر کی تصویریں لیں۔ تمام لوگوں سے اجازت وسلام دعا کے بعد بمقام نڈیاد آ گئے۔ یہاں ہم جناب پیارے صاحب کے بہنوئی کے مکان پہ رات ٹھہرے اور آرام کیا۔

صبح پھر مورخہ ۲۴ رفروری **۲۰۰۸ء** بروز منگل کو نڈیاد سے مُلیج گاؤں پہنچے یہاں خواجہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کا چلہ شریف ہے یہ چلہ مبارک کی حفاظت ملک غلام رسول احمد میاں کرتے ہیں۔ یہ چلّے کی زمین مرزا البشیر بھائی کی ہے۔ اس کھیت میں جانے کے لئے دونو جوانوں نے مدد کی۔ (۱) ملک ساجد محمود میاں (۲) ملک محسن صادق حسین جگہ بتانے کے لئے میرے ہمراہ آئے۔ یہ چلّے کی جگہ ایک سیمڑی کے پیڑ کے نیچے ہے یہاں مُلیج میں اسلامک نور ایجوکیشن کیمپس ہے۔ جس میں دنیا اور اسلامی علم سکھایا جاتا ہے پھر ہمارا سفر مُلیج سے مہودھا کی جانب ہوا۔ ہم مہودھا گاؤں میں پہنچے ڈاکور روڈ پر ایک قبرستان میں گئے۔ ہمیں امید تھی کوئی مسلمان بھائی مل جائے مگر کافی دیر تک کوئی نہ ملا پھر ایک بزرگ کے آستانے کے پاس گئے ہم نے یہاں اہل القبور کے لئے فاتحہ اور ایصالِ ثواب کیا۔ پھر تھوڑی دیر قبرستان میں بیٹھے مگر کوئی نہ ملا۔ مجھے یہاں مہودھا میں حضرت پیر سید شاہ معروف بن پیار اللہ بن شیخ الاسلام خواجہ لاڈ محمد بن خواجہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کا پتہ لگانا تھا۔ ہم گاؤں میں گئے یہاں میرے عزیز دوست پکے سچے سنی مجاہد جناب عبدالقادر غلام حسین ملک کی تلاش کرتے کرتے ہم ان کے گھر پہنچ گئے۔ انہوں نے ہماری بہت اچھی طرح خدمت کی یہ جناب میرے ۱۹۸۷ء کے مجاہدانہ دورے کے جیل کے ساتھی ہیں۔ اس وقت پورے کھیڑا ضلع میں قومی دنگے ہوتے تھے ہم نڈیاد جیل میں ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ جناب میں یہاں ہمارے خاندانِ دریائی کے بزرگوار کے مزارِ پاک کا پتہ لگانے آیا ہوں جو مجھے 'تحفۃ القاری' کے حوالے سے ملا ہے۔ انہوں

نے کہا ان کا نام کیا ہے میں نے اوپر لکھے ہوئے نام سے بتایا انہوں نے جواب دیا مجھے پتہ نہیں۔ پھر ہم بازار میں آئے یہاں بھی بہت سے حضرات سے حضرت معروف کے مزارات کے بارے میں کسی کو بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں آرام فرما ہیں۔ ہم نے جونا بازار مہودھا میں خواجہ دریائی سرکار کا چلّہ ایک پرانی حویلی کی طرح ہے اوپر کے حصہ میں مسجدِ دریائی ہے۔ نیچے چلّہ شریف اور دوکانیں ہیں۔ اس عمارت کا سبھی حساب جناب مقصود میاں مصطفیٰ میاں کرتے ہیں۔ یہاں سے ہم قصبہ مسجد مہودھا میں پہنچے۔ اس مسجد کو شہید کر کے عالیشان مسجد کی سنگِ بنیاد حضرت پیر سید مفتی الحاج قمر الدین باوا دریائی، قطبی، اشرفی نے کی تھی۔ اسی مسجد میں سنگِ مرمر کی انہی کے نام کی تختی لگی ہوئی ہے، دروازے کے قریب دیوار سے لگی ہوئی ہے۔ الحمدللہ آج بھی خانوادۂ دریائیہ کے بزرگ دینِ اسلام کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

یہاں سے ہم پھر بمقام علینہ کی جانب رخصت ہوئے۔ اسی گاؤں میں بیر پور کے باشندے جناب عثمان غنی محمد بھائی کاریگر کے مکان پر گئے وہ آرام کر رہے تھے ہمیں دیکھتے ہی بہت ہی خوش ہو گئے اور تمام رشتہ داروں کو جمع کر دیئے۔ پھر انہوں نے سب سے کہا کہ یہ ہمارے پیر اور بھانجے بھی ہیں کیونکہ ان کی والدہ کی میری ماں نے پوری زندگی خدمت کی تھی۔ اور یہ پیر صاحب حضرت مدنی باوا کی نانی اماں سیدہ حجانی اماں زینب بی بی کی بھی، میری ماں نے زندگی بھر خدمت کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سچ کہا ہے نا؟ ہم نے کہا یہ بالکل سچ ہے۔ گفتگو چائے پانی ہونے کے بعد ہم ان کے گھر سے نکل کر آستانۂ پاک حضرت سید شاہ طیفور بن پیار اللہ بن شیخ الاسلام لاڈ محمد بن خواجہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مقدس پر گئے۔ ہم نے یہاں فاتحہ خوانی کی۔ اس مقبرے میں آپ کا اور آپ کی زوجہ سیدہ مخدومہ چاند بی بی کا مزار ہے ایسا مقامی لوگ کہتے ہیں۔ مگر (صحیح میں وہ 'تحفۃ القاری' آستانائے دریائی کے حوالے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مزار سیدہ بی بی ہادیہ خواجہ پیار اللہ علیہ الرحما کا مزار ہے۔ خیر اللہ بہتر جاننے والا ہے۔)

بازو کے کمرے سے ایک چچا آئے جن کا نام خادم رحیم بھائی قاسم بھائی شیخ ہے ان کو

غنی بھائی بیر پور والے ہاتھ پکڑ کر بلا کے لائے وہ بہت ضعیف العمر تھے۔آنکھوں کی بینائی بھی کم ہوگئی تھی۔ان کی عمر تقریباً ۹۴ سال کی تھی ان کو پتہ چلا کہ بیر پور کے سید زادے آئے ہیں تو بہت خوش ہوئے ہمیں پا کر ہم بھی بہت خوش ہوئے ان سے مل کر کیوں کہ عمر رسیدہ آدمی ہمیں ملنے آئے یہ ہماری خدمت کرنے کا شوق اور ذوق کرنے کا ان میں جذبہ تھا۔انہوں نے کہا ہم آپ کے تو غلام ہیں ہم لوگ آپ کی دعاؤں سے پھلے پھولے ہیں کیوں کہ یہ سارا علینہ گاؤں حضور دریائی سرکار کا ہی ہے۔یہ آستانہ کے قریب ۱۲۵ بیگھا زمین میں تالاب ہے یہاں پر اب تک خواجہ دریائی سرکار کی نام نامے زمین موجود ہے۔مگر وقت کی رفتار نے موڑ بدل لیا ہے۔اللہ رب العالمین ہی زمین وآسمان کا مالک ہے وہ جسے چاہے اسے دے۔ہم نے یہاں کی ساری تصویریں کھینچ لیں سب سے سلام دعا کر کے اسی گاؤں میں خواجہ دریائی سرکار کے چلّہ کی جانب روانہ ہوئے۔یہ جگہ ملک واڈ علینہ میں ہے۔ہمیں دیکھ کر کچھ لوگ ہمارے ارد گرد جمع ہوگئے بہت سارے بچے بھی جمع ہوگئے۔جناب پیارے صاحب وکیل نے اپنا فوٹوگرافی کرنے کا کام پورا کیا اس طرف عورتیں بھی بہت جمع ہوگئیں کیونکہ ہم خانوادۂ دریائیہ کے جانشین ہیں وہ سب یہ چاہتے تھے کہ ہم لوگ تمام لوگوں کے گھر جا جا کے دعائے خیر کریں اور کچھ کھانا کھائیں۔چلّے کے قریب ایک ملکانی بی بی نے کہا آپ حضرت میرے گھر چلیں مگر ہمیں اپنے مشن کی فکر تھی۔چلّہ شریف سے نیچے اترے تو ایک چوراہے کے قریب پہنچے ایک باز وایک کونے میں ایک اوٹا تھا یہاں کے لوگ کہتے تھے کہ خواجہ دریائی دولہا نے دریا میں ڈوبے ہوئے جہاز کو ترایا تھا یہاں پر پہلے بہت بڑا ایک چورس پتھر تھا۔اس ہی پر بیٹھ کر سرکار نے نماز اور ورد وظائف پڑھتے تھے اس وجہ سے اس جگہ کو چورسا کہتے ہیں۔دو نوجوان آدمی ایک چچا کو ہمارے پاس لائے سلام ودعا کے بعد میں نے ان کا نام پوچھا انہوں نے اپنا نام ملک شیرو میاں اکبر میاں بتایا جو قریب ۸۵ یا ۸۷ سال کے تھے ویسا انہوں نے ہی کہا کہ میری عمر اتنی ہوگی اور یہی گواہی سب لوگوں نے دی۔ان سب لوگوں نے کہا کہ سرکار نے یہاں بیٹھے ہی جہاز ترایا تھا۔یہاں پر سرکار خواجہ دریائی دولہا نے اپنی حیات وزندگی ۱۲ سال کا ایک لمبا

وقفہ گزارا تھا۔خلقِ مخلوق واسلام کی تبلیغ کی تھی۔پھر وہ ملک صاحب شیرو چچا نے کہا آپ میرے مکان پر چلیں میں ہی ان مقامات کی خدمت انجام دیتا ہوں۔اور آپ میرے ہی مہمان ہیں کیونکہ ہم سرکار دریائی دولہا کی زمینوں میں رہتے ہیں اور یہ آپ کا ہی علاقہ ہے۔ان کے اس اصرار ومحبت اور شرمندانہ اپیل میں نہ ٹھکرا سکا ہم دونوں اور کچھ لوگ ان کے مکان پر چلے گئے۔یہ مکان بہت پرانا تھا میں نے ملک صاحب سے کہا یہ مکان کتنا پرانا ہے انہوں نے کہا میرے دادا نے بنوایا تھا واقعی بہت سکون وامن والا مکان تھا۔انہوں نے کہا کہ بیر پور کے سارے پیرزادے میرے گھر پر ہی تشریف لاتے تھے اور لاتے ہیں جن میں آپ بھی شامل ہیں۔پھر میں نے کہا اپنے دعائیہ کلمات کے انداز میں کہ رب تعالیٰ اس مکان میں رہنے والوں کو شاد وآباد رکھے۔کچھ دیر میں ہم نے چائے وغیرہ پی پھر ہم نے ارادہ کیا کہ اب نکل چلیں لیکن میرے ارادے کو ملک چچا سمجھ گئے۔انہوں نے کہا کہ مجھے کچھ یاد آیا ہے وہ میں آپ کو بتا دوں میں نے کہا ٹھیک ہے تو انہوں نے بتایا کہ جس پتھر پر بیٹھ کر دریائی سرکار نے جہاز ترایا تھا اس پتھر پر سرکار کے ہاتھ کا مبارک نقش موجود تھا وہ پورے ہاتھ کا نقش تھا وہ میں نے اور کافی لوگوں نے دیکھا تھا۔یہ قریب ۵۰ سال پہلے کی بات ہے۔(الحمدللہ رب العالمین) اور اس پتھر مبارک کو ہم نے ہمارے محلّہ والوں نے مل کر بیر پور کے پیر صاحب جناب پیر محمد میاں کو دیا تھا۔پھر وہ یاد کر کے بولے قریب ۷۰ سال پہلے کی بات کہتا ہوں یہ پتھر پیر سید بابا بیر پور شریف لے گئے تھے۔ہائے افسوس صد افسوس......افسوس مگر یہاں بیر پور میں ایسی کوئی چیز موجود نہیں ہے، بلکہ کسی سے اس بات کا چرچا میں نے نہیں سنا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

ہم اپنی دعائیں کر کے جناب ملک صاحب کے یہاں سے جدا ہو کر کے اپنے سفر کو ختم کر دیا جناب پیارے صاحب دھولکا کی جانب ہوگئے اور میں ڈاکور ہوتے ہوئے بیر پور شریف کی طرف آ گیا۔(الحمدللہ)

(ٹور-۳)

مورخہ ۱۰/اپریل ۲۰۰۸ء بروز جمعرات کے دن میں اکیلا بیر پور شریف پہنچا۔ آنے والے دنوں میں عرس خواجہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ شروع ہو چکا تھا۔ ہم پہلے اس بابرکت رسمِ صوفیائے کرام وطریقتِ اولیائے کرام وخدمتِ سرکار خواجہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ بھی ادا کرنی تھی۔ کیوں کہ آنے والے جمعہ بتاریخ ۱۸/اپریل ۲۰۰۸ء کو مسجدِ جامع دریائی کی نئی بنائی گئی مسجد کے جماعت خانہ کا افتتاح ہونے والا تھا۔ اس کا رقبہ ۷۰×۶۵ ہے۔ یہ اسلامی تاریخ سے ۱۰/ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ جمعہ کا دن تھا۔

اس افتتاح میں خانقاہ کے مشہور ومعروف بزرگ حضرت علامہ مولانا الحاج مفتیٔ گجرات شیخ المشائخ پیر سید قمر الدین المعروف دریائی کارنٹوی اشرفی، قادری دامت برکاتہ العالیہ کے دستِ مبارک سے ہوا اور اپنے نورانی وعرفانی انداز میں مسجد کے آداب، تعمیر کرنے کے اللہ اور اس کے رسول کے فرمان وحدیثِ قدسی خطاب فرمایا۔ اور کچھ روشنی اپنے جدِّ کریم خواجہ دریائی سرکار اپنے رب سے نماز وصلوٰۃ زندگی ہمہ وقت رب کی بارگاہ میں سجدہ وسجود کیا کرتے تھے۔ آپ کی عبادت کا طریقہ لوگوں کو اپنانے کی ہدایت وتلقین کی۔ آپ کے بعد حاضرینِ جملہ کے سامنے خانقاہ کے عالم دین صوفیٔ باصفا حضرت علامہ مولانا الحاج امین الدین المعروف دریائی رضوی صاحب نے بھی سامعین سے خطاب فرمایا جو بہت جوشیلے وتعریفِ کامل باکمال تھا پھر آپ ہی نے خطبۂ جمعہ ادا فرمایا۔

نماز جمعہ اس جماعت خانہ کی پہلی جماعت جمعہ حضرت قبلہ قمر الدین باوا صاحب نے ادا فرمائی۔ نماز جمعہ کے بعد حضرت نے دردمندانہ وعاجزانہ اپنے رب کے حضور تمام عالمِ اسلام کی فلاح وعافیت کے لئے دعائے خیر کی۔ صلوٰۃ وسلام جناب حضرت حافظ پیر سید عبد القادری جی دریائی اشرفی نے پڑھا۔ اس موقع پر تقریباً پانچ سے سات ہزار لوگوں نے نماز جمعہ ادا کرنے میں شرکت کی۔ اس وقت خانقاہ کے مشہور ومعروف پیرانِ عظام ساداتِ کرام علمائے دین وغیرہ شامل تھے۔ جن میں کچھ سرِ فہرست ہیں۔

(۱) حضرت پیر سید ضیاء الدین دریائی صاحب
(۲) حضرت پیر سید نعیم الدین المعرف دریائی (سرپنچ صاحب)
(۳) حضرت پیر سید حاجی مظہر علی دریائی صاحب
(۴) حضرت پیر سید رسول میاں ایچ، دریائی صاحب
(۵) حضرت پیر سید محمد مدنی المعروف دریائی اشرفی، قادری، خلیفۂ حضور شیخ الاسلام وخلیفۂ شیخ المشائخ صاحب
(۶) جناب پیرزادہ حمید الدین (عرف پیارے صاحب) دیرائی (دھولکا)
(۷) جناب پیرزادہ ریاض الدین جے دریائی اشرفی، خلیفۂ شیخ المشائخ
(۸) جناب پیر پیرزادہ محمد یوسف میاں ایف دریائی اشرفی خلیفۂ شیخ المشائخ
(۹) جناب پیرزادہ جمال الدین وائے دریائی
(۱۰) جناب پیرزادہ اعجاز الدین جے دریائی اشرفی (ٹیچر) اور کئی نامی ہستیاں موجود تھیں۔

بتاریخ ۲۱/اپریل ۲۰۰۸ء کو صبح اپنے خاص مقصد حاصل کرنے کے لئے میں اور جناب پیارے صاحب اپنی کتاب مناقبِ خواجہ دریائی دولہا کی کڑی ملانے موٹر بائک سے موضع پانڈرواڑا ضلع پنچ محل کی جانب روانہ ہوئے۔ یہاں خلیفۂ حضور خواجہ دریائی سید علی محمد رحمۃ اللہ علیہ دریائی صاحب نے آپ کو شہادت عطا فرمائی۔ آستانۂ مبارک کے پاس پہنچے درگاہ شریف میں فاتحہ خوانی کر کے ہم نے یہاں جائزہ لیا یہاں کے حالات معلوم کئے۔ یہاں پر ایک صاحب گوشت کی دوکان چلا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ۲۰۰۲ء کے قومی دنگوں میں آستانۂ مبارک کو ڈھا دینے کی بھرپور کوشش کی تھی جو ہم نے ہماری آنکھوں سے اس آستانہ کے اندر گیس کی بوتل جلائے تھے وہ تقریباً ۶ یا ۷ تھے ایسا مقامی شخص نے بتایا تھا۔ ہم نے دیکھا گستاخِ اسلام نے دو کھمبے توڑے تھے کچھ دیواروں میں جلانے کی سیاہی موجود تھی۔ الحمد للہ ان ولیٔ کامل کی اس دنوں کی رات میں باکمال غیبی آواز آپ کی قبر انور کے پاس سے آتی تھی اس وجہ سے دشمنان اسلام اپنی کوششوں سے ناکامیاب رہے۔ ہم نے یہاں کی ساری تصویریں نکال لیں۔ یہاں

کے خادم دیوان یعقوب شاہ ورفیق شاہ اس آستانہ کی اور قریب ۱۰ بیگہ زمین کی خدمت کے طور پر آمدنی حاصل کرتے ہیں۔ ہم نے کہا اب یہاں کا ماحول کیسا ہے ان کی دعا ہے اب یہاں کسی قسم کا خوف وڈر نہیں۔ یہاں ایک مسجد کو بھی شہید کیا تھا۔ قریباً ۴۰ سے ۵۰ مرد، عورتیں اور بچے بھی اس وقت شہید ہوئے تھے لیکن یہاں اب سارے مکان، دوکان ومسجدیں نئے طریقے سے بن چکی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ۶۰ یا ۷۰ گھروں کے اندر سے مسجد میں مجھے چار نمازی بھی نہ مل سکے۔ توبہ توبہ اللہ ہمیں اپنے غضب وجلال سے بچائے۔ آمین!

اب ہم یہاں سے موضع لنبھو، تحصیل لوناواڑا، ضلع پنچ محل جو بیر پور شریف سے قریب ۴۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے یہاں پر بیر پور شریف کے مشہور ومعروف خاندانِ ملک کے فرزندگان رہتے تھے۔ یہ لوگوں کے آبا واجداد کو حضور سیدنا خواجہ دریائی سرکار کی جانب سے پورا لنبھو گاؤں تبلیغ اسلام کے لئے دیا گیا تھا۔ جس میں آج ان کے پاس قریب ۳۰۰ بیگہ زمین ہے۔

یہ لوگ میرے قریبی رشتہ دار ہیں یہ علاقہ راجستھان کی سرحد سے لگا ہوا ہے جو جنگل کا علاقہ ہے۔ یہاں پر حضور سیدنا خواجہ دریائی دولہا رحمت ورضوان کے خلیفۂ خاص حضرت سیدنا پیر شاہ جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت کرنے کی جگہ چلہ مبارک ہے یہ جگہ بہت دور چل کر تالاب و پہاڑیوں سے ہوتے ہوئے پیر میں سخت کانٹے کھانے کے باوجود ہم وہاں پہنچ گئے۔ کچھ دیر یہاں بیٹھ کر ذکر واذکار کیا تصویریں کھینچ کر ہم وہاں سے ہمارے رشتہ داروں کے گھر پر یعنی کہ (۱) جناب ملک رسول میاں (۲) جناب ملک کالو میاں (۳) جناب ملک فتح محمد یہ تینوں سگے بھائی ہیں۔ انہوں نے ہمارے ہمارے لئے چائے ناشتہ کا انتظام کیا کہ آپ لوگ آج ٹھہر جائیں۔ میں نے یہاں سے موضع میگھ رتج ضلع سانبر کانٹھا گجرات جانے کا پکا ارادہ بنالیا تھا۔ جو لنبھو سے ۲۰ کلومیٹر دوری پر تھا میں نے پیارے صاحب کو کہا ہم یہاں سے میگھر تج جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ بہت جنگل ہے میں نے کہا کوئی فکر کی بات نہیں ہم جہاں جارہے ہیں وہ جگہ سرکارِ والا خواجہ دریائی سرکار کے بڑے چہیتے خلیفہ ہیں وہ باکمال ولی کامل بزرگ ہیں۔ پھر ان میں ہمت آگئی آگئی ہم گھنگھور جنگلوں میں ہوتے ہوئے میگھر تج پہنچ ہی گئے۔ وہاں میں ایک دوبار پہلے جاچکا تھا

مگر اب حضرت کے مزار وقبرستان تک بستی آگئی ہے۔ معلومات کرتے کرتے ہم ان کے روضۂ مبارک پر پہنچ گئے یہ آستانہ حضرت پیر سید شاہ جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ ہم نے یہاں کچھ دیر بیٹھ کر فاتحہ خوانی ودرود وسلام پڑھا جو ہمارا دستور ہے۔ فوٹو گرافی ہونے کے بعد ہم میگھر تج گاؤں میں گئے یہاں پر قریب ۴ سے ۵ مسجدیں ہیں۔ ایسا ایک مسلمان بھائی نے بتایا۔ اب ہم نے یہاں سفر کی دوسری طرف رخ کرلیا ہمیں کارنٹا مقدسہ جانا تھا۔ ہم تحقیقات کرتے وراستے کی معلومات حاصل کر کے گھنگھور جنگلوں سے گزرتے ہوئے کارنٹا شریف پہنچ گئے۔ یہاں ہم سب سے پہلے خانوادۂ دریائیہ کے ولی عہد وہمارے پیر ومرشد اور میرے بڑے ابا کے بڑے بیٹے حضرت پیر سید قمر الدین باوا دریائی اشرفی کی خانقاہِ دریائی قطبیہ اشرفیہ پہ پہنچے۔ ہم نے یہاں دوپہر کا کھانا کھانا پھر ہم یہاں سے آستانۂ عالیہ قطب ربانی کی جامع مسجد میں نمازِ ظہر ادا کی۔ اس کے بعد سرکار حضور سیدنا شاہ قطب ربانی محبوبِ یزدانی امیر مسعود شبلیٔ زمانی غوث زماں قطب الہند شاہ محمود محبوبِ رب سہروردی قادری جنیدی کی بارگاہ میں نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ عاجزانہ اپنے آپ کو حقیر مسکین وگدا کا ثبوت دیتے ہوئے بندہ حاضر ہوا۔ فاتحہ خوانی شجرہ شریف پڑھنے کے بعد حضور کی باطنی دعا کا بندہ طلبگار بنا۔ میں ایسا محسوس کررہا تھا کہ میری آواز کو کوئی سن رہا ہے، ایسا محسوس کیوں نہ ہو یہ بارگاہِ فیض بخش ہے۔

اب ہم یہاں سے دوپہر کی گرم تپش میں جناب پیارے صاحب اور ایک شیر خان نامی شخص کو ساتھ میں لیا حضور مخدوم کارنٹا کی نرالی جلالت سے لبریز روحانی علم حاصل کرنے کی پیاری چلہ گاہ کی اور چل پڑے۔ یہ جگہ کارنٹا شریف کی مغرب کی جانب بھادر ندی کے بیچوں بیچ ہے یہاں دونوں طرف پہاڑیاں ہیں اور گھنگور جنگل ہے۔ اس ندی کا پورا پانی دھودھ میں بن کر بہتا ہے اور گرتا ہے۔ **اسی پانی کی گہرائی میں جاکر قطبِ زمانہ اپنے رب کی عبادت کرتے تھے۔ یہاں پر حضورِ پیرلا ثانی سیدنا شاہ مخدوم جلال الدین جہاں نیا جہاں گشت سہروردی بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تھی اور ان دونوں بزرگوں کی اپنے اپنے جلال وولایت کی نشانی آج بھی موجود ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے بغل گیر ہونے کی وجہ سے اپنے اپنے پیروں کے نشان پتھروں پہ آج بھی محفوظ ہیں۔ الحمد للہ!**

ہم یہاں کچھ دیر خوب نہائے اور فوٹو گرافی کر کے راستے میں کارٹنا مقدسہ کی پرانی عیدگاہ مسجد کی تصویریں لیں، ہمیں اور گرمی محسوس ہو رہی تھی کیونکہ راستہ بڑا دشوار اور اتار چڑھاؤ والا تھا اور گرمی بھی سخت ہو رہی تھی۔

ہم یہاں سے کارنٹا شریف بہار قطبِ زمانہ سسر حضور سیدنا شاہ زین العابدین فریدی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ شریف میں پہنچے۔ رسم کے مطابق فاتحہ شریف پڑھا۔ اسی جگہ میں یہاں کے لوگ دفن ہوتے ہیں۔ ہم نے دعائے مغفرت کے بعد فوٹو گرافی کر لی۔ اب یہاں سے قریب شام کے ۵ بجے بیر پور شریف کی جانب نکلے۔ بیر پور شریف پہنچ کر عصر کی نماز مسجد دریائی میں ادا کی یہاں ہمارا سفر ختم ہوا۔

بتاریخ ۲ رمئی ۲۰۰۸ء کو دن میں اور پیر پیارے صاحب بیر پور شریف جانے کے لئے صبح ۴:۳۰ بجے احمد آباد سے روانہ ہوئے۔ مجھے ممبئی سے پورے بدن میں سخت الرجی ہونے کے باوجود میں روحانی اور جداعلیٰ کے مشن کو آگے بڑھانے کی کوشش ہر تکلف کو سہن کر کے تیار تھا بڑی مشکل پیش آ رہی تھی۔ ہمیں اس دوران چار چار بسیں بدلتے ہوئے بالاسنور پہنچے۔ ہم یہاں پہنچے تو جناب وکیل صاحب نے کہ چچا بیر پور شریف جانے کے بعد یہاں آنا مجھے ٹھیک نہیں لگتا کیونکہ بیر پور شریف ہم اگر جائیں گے تو ہمارا پروگرام بدل سکتا ہے لہٰذا ہم یہاں بالاسنور کے آستانہ خواجہ سیدنا شاہ حضور عبدالرزاق جعفری زینبی کے آستانہ کی فوٹو گرافی کر لیں ہم یہاں سے ایس ٹی اسٹیشن سے باہر آئے۔ ہم نے ایک رکشہ والے سے کہا ہمیں تلاؤ دروازہ جانا ہے۔ رکشہ والا اسلامی بھائی تھا ہم نے رکشہ میں بیٹھنے کے بعد ان سے کہا ہم اس مزار کی فوٹو گرافی کرنے کے لئے احمد آباد سے آئے ہیں اور ہمیں جلد ہی واپس بیر پور شریف جانا ہے۔ لہٰذا تھوڑی دیر آپ رکیں تو بہتر ہے انہوں نے کہا ٹھیک ہے حضرت میں ضرور رکوں گا۔ ہم یہ جگہ پر جو تالاب کے کنارے یہ حضور سیدنا شاہ عبدالرزاق جعفری زینبی فاضل مدینہ رحمۃ اللہ علیہ (داماد) اور شہزادئ خواجہ دریائی دولہا حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ بی بی صاحبِ جمال علیہا الرحمہا کا مزار ہے۔ جناب پیارے صاحب نے اچھے انداز میں ساری تصویریں نکال لیں اسی تالاب کے بڑے کنارے پر کھجوری مسجد ہے اسی مسجد میں

میرے سگے دادا حضرت پیر سید مولانا شہاب الدین دریائی سہروردی رحمت ورضوان نے ۳۵ سال بغیر ہدیے کے امامت کا فریضہ انجام دیا تھا اور بڑے دل سے دین اسلام کی خدمت کی تھی۔ سبحان اللہ! آپ کاشتکار اور بیر پور بلاسنور کی نوابیت جو خط لانے لے جانے کا فریضہ انجام دیتے تھے۔
ہم یہاں سے جناب آدم بھائی جنوڈیا کی دوکان پر آئے انہوں نے چائے پانی پلایا تھا۔ کیونکہ ہمیں بیر پور شریف جلدی پہنچنا تھا۔ اسی مسجد میں ہمارے بڑے بھائی حضرت پیر سید قمرالدین باوا صاحب نے کچھ سال امامت کا فریضہ انجام دیا تھا۔

مورخہ ۲۲ رنومبر ۲۰۰۸ء مطابق ۲۳ رذی القعدہ کے دن صبح ۶ بجے احمد آباد سے میں اور جناب پیارے صاحب مقام موڑاسہ کے لئے روانہ ہوئے۔ صبح میں ٹھنڈی بہت زیادہ تھی مگر حضرت جداعلیٰ میرے پدری خواجہ محمود دریائی کی عبادت گاہ (چلّے) کی زیارت اور فوٹو گرافی ہمارے لئے بڑا کام ہے۔ ہم موڑاسہ صبح ۶ بجے پہنچ گئے ہمارے پاس سامان سفر کے بیگ زیادہ تھے اور ہمیں فریش بھی ہونا تھا (غسل) میرے عزیز دوست جناب عبدالرحیم عبدالقادر گھانچی کے مکان پر پہنچ گئے۔ انہوں نے ہماری بہت عزت کی اور ہم نے ہمارا آنے کا جو پروگرام تھا وہ بتایا تو بہت خوش ہو گئے۔ فریش ہونے کے بعد چائے ناشتہ کیا پھر ہم فوٹو گرافی کے لئے موڑاسہ ضلع سابر کانٹھا کے سرکار خواجہ دریائی دولہا کے چلے مبارک کے پاس پہنچ گئے جو محلّہ قصبہ میں قریش واڑ میں ہے یہ چلہ شریف کافی پرانا ہے۔ جگہ بہت اچھی ہے مگر یہاں حلال جانوروں کی مارکیٹ ہونے کی وجہ سے بڑی گندگی تھی یہاں سے ہم بازار قصبہ میں آئے جناب پیارے صاحب نے فوٹو گرافی کر لی تھی۔ قصبہ بازار میں بڑی شاندار مسجد ہے جو قریب ۶۰۔۷۰ لاکھ خرچ کر کے بنائی گئی ہے۔ اسی مسجد میں امامت کا فریضہ ہمارے ماموں جناب پیر سید فضلی میاں پیرومیاں دریائی قادری تقریباً ۴۰ سال سے اس مسجد میں بڑے امام کی حیثیت سے ہیں خدمتِ اسلام ادا کرتے ہیں۔ ہم یہاں سے ان کے گھر گئے یہاں ہم نے ان کے بہت اصرار پر چائے ناشتہ کیا بعد میں ہم دریائی فارم گئے۔ ان کے نام سے آج بھی کھیت ہے یہاں پر مکان بن گئے ہیں۔ جسے دریائی سوسائٹی کے نام سے آباد کیا ہے اس میں تمام مسلم لوگوں کے مکانات ہیں

یہاں پر واو کنواں کے کنارے پر دریائی صاحب کا چلہ ہے ہمیں یہاں ایک ملک صاحب ملے جو اس چلّہ کی دیکھ بھال کرتے ہیں ۔ یہاں کی ساری فوٹو گرامی کر لی پھر ہم یہاں سے جناب پیارے صاحب کے دوست کے وہاں ان کے گھر گئے انھوں نے ہمارا کھانا پینا تیار کروا دیا تھا۔ مگر ہمیں کھانے سے زیادہ اگلے پڑاؤ کی طرف یعنی مقام بایڈ ضلع سابر کانٹھا کی جانب جانا تھا ہمارے پورے پروگرام میں جناب عبدالکریم خالق نے ساتھ دیا۔ ہم موڑاسہ سے بایڈ بس اسٹیشن سے گاؤں بایڈ میں آئے یہاں حضور سیدنا خواجہ دریائی کے مرید و خلیفہ حضرت محمود و حضرت سیدی رحمت ورضوان کے مزارات ہیں آستانہ کی جامع مسجد ہے یہاں پہنچے تو مسجد و درگاہ کے دروازے کو تالا لگا ہوا تھا۔ مسجد کے خادم صاحب کو بلایا جو خلیفہ تھے (حجام) کچھ کے رہنے والے تھے وہ آئے انہوں نے ہمارا نام ڈھام کا پتہ چلا تو وہ بھاگ کر آئے مسجد اور درگاہ کے تالے کھول دئے۔ ہم نے یہاں کے دونوں مزارات کی زیارت اور فاتحہ شریف پڑھا ایصال دعا کے بعد مسجد درگاہ شریف اور مدرسہ کی تصویریں نکالیں یہاں جناب بھائی وکیل صاحب نے کہا ہمارا کام ختم ہو گیا۔ ہم بایڈ سے پیر پور شریف شام ۵:۳۰ بجے آ گئے، ہم نے یہاں ہمارے مکان پر آرام کیا۔ پھر ہم ہمارے فوٹوگرافر جناب پیارے صاحب نے کہا چلو آستانۂ دریائی کی جانب چلیں انہوں نے کہا تم بہت دُھن لے کر نکلتے ہو۔ ہم نے کہا آج کا کام آج ہی ہو جائے تو بہتر ہے کیونکہ ہماری یہ محنت سو دو سو سال بعد رنگ لائے گی اور اس کا پھل ملے گا۔ ہم جب درگاہ شریف پہنچے فوٹوگرافی کر رہے تھے کچھ لوگوں نے طعنہ سنایا کہ یہ فوٹوگرافی کر کے کتنے پیسہ اکٹھا کرو گے۔ ہم نے کہا آپ کی نظر ہمارے کام میں اور زیادہ مفید ہے کیوں کہ میرا ذہن کی ان دنیا طلب کرنے کی سوچ سے دور ہے اور یہ ان کی چھوٹی سوچ ہے۔ آنکھ وذہن کی پیدائش نظر بول رہی تھی مگر میرا دل، میری آنکھ، میرا ذہن، میرے ہاتھ اور پیر اور میرے سب روز حضور جدِ اعلیٰ کی خدمت خلق کو نئے انداز نئے حلیہ میں پکے ارادے کے ساتھ روحانی طور پر لے جانے کا منصوبہ بنا چکا ہوں جلد ہی پورا کروں گا۔ انشاءاللہ!

بتاریخ ۱۱/نومبر ۲۰۰۹ء بروز بدھ مطابق ۲۳/ذی القعدہ ۱۴۳۰ھ صبح نماز بعد میرے

دوست جناب سید امداد حسین ٹھاسرا والے حال مخدوم نگر وٹوا شریف کے بیٹے جناب راجو سید صاحب ان کے چچا جناب سید نظیر علی ٹھاسرا والے (اے ایس آئی) کی ماروتی کار سے بڑی دلی محبت کے ساتھ میرے غریب خانہ عطائے شاہ جی ۲-عمار ٹینامنٹ وشال سرکل جوہاپورا، احمد آباد آگئے۔

ہم بہت خوش تھے کیونکہ تقریباً ایک سال بعد پھر سے یہ پروگرام آگے بڑھا۔ جناب پیر سید حمید الدین عرف پیارے صاحب ان کا ڈیجیٹل کیمرا اور دو دن کے سفر کا سامان پوری طرح تیار ہو کر آگئے۔ ہم روانہ ہوئے شہر نڈیاد کے قریب مقام پلانا گاؤں میں معلومات کرتے ہوئے گاؤں کے اندر ٹھیک وہیں پہنچے جہاں حضرت خواجہ دریائی سرکار کے لئے چلّے مبارک کے قریب ہی پہنچ گئے تھے۔ ہمیں یہاں رشید بھائی نام کے شخص ملے انہوں نے چلہ مبارک کی جگہ بتا دی۔ لوگوں کو معلوم ہوا کہ پیر پور شریف سے یہ لوگ آئے ہوئے ہیں یہاں کے کچھ لوگ ملنے آگئے۔ جناب وکیل صاحب نے ساری تصویریں لے لیں اور کچھ لوگ آئے جناب احمد خان، ناصر خان، رحیم خان وغیرہ نامی لوگ تھے انہوں نے چائے ناشتہ کے لئے بہت اصرار کیا مگر ہماری مرضی نہ تھی کیوں کہ ہمیں آگے جانا تھا۔ لیکن یہاں کی مسجد کے امام صاحب آگئے جو کھمبات کے رہنے والے تھے بات چلتی رہی انہوں نے کہا چلہ مبارک کی جگہ کے لئے کورٹ سے کیس لڑ کر زمین واپس لی ہے اور نئے سرے سے چلّے کو بنا رہے ہیں۔ یہاں سے ہم روڈ کو چیرتے ہوئے بڑی رفتار سے بڑودا شہر کی طرف مقام چھانی گاؤں میں پہنچے یہاں کا علاقہ پیر پھلیا (پیر کا محلّہ) میں آگئے میری یہاں ۱۵ سال پہلے کی ملاقات تازہ ہوگئی کیونکہ چلہ مبارک میں کی تعمیر کے لئے ۱۵ سال پہلے سنگ بنیاد کے لئے گیا تھا تب میں بڑودا تاندلا جی تالولی میں ہی رہتا تھا۔ یہاں میں دریائی ٹریولس کے نام سے ۳-میری لینڈ کامپلیکس جونا پادرا روڈ پر آفس تھی تب یہاں آیا تھا۔ یہاں لوگوں نے چلہ مبارک میں قبر بنائی تھی میں نے کہا یہ شرعاً غلط ہے اسے توڑ ڈالو مگر کچھ لوگ تیار نہ ہوئے میں نے بہت دینی اسلامی مسائل سے انہیں سمجھایا کچھ لوگوں نے غور کیا کہ حضور آپ کی بات پر غور کریں گے۔ الحمدللہ ۱۵ سال بعد واپس یہاں آیا تو قبر وغیرہ کچھ نہیں بلکہ نماز پڑھنے کے لئے جانماز مصلہ وغیرہ بچھایا ہوا تھا میری بات سمجھ میں آئی قبر توڑ ڈالی ہے۔ میں بہت خوش ہوا کہ

دین اسلام کے سچی پکی بات ماننے والوں کو میرا اسلام یہاں چلنے کے سامنے جناب گھانچی عابدا بن جمال بھائی کھڑی ہوئی تھیں جو ہمیں دیکھ رہی تھیں انہیں کسی نے کہا ہم سرکار دریائی دولہا کی اولاد سے ہیں ہماری نسبت کی وجہ سے چائے پانی کے لئے آگئیں ہم نے قبول کیا یہاں کے کچھ لوگ ملنے آگئے۔ ہم نے اس چلہ مبارک میں بیٹھ کر درود و فاتحہ پڑھا خوب دعا کی بستی کے لئے لوگوں نے ہمیں کہا کہ کھانا کھا کر جائیں مگر ہمیں آگے جانا تھا اس سردی کے موسم میں تقریباً آدھے انڈیا میں ہوا بارش تھی اندھیرا ہو جانے کی فکر تھی۔ واپس وہی عابدہ بین پانی لے کے آئیں ہم نے پانی پیا یہاں بیس بائیس مسلمانوں کے مکان ہیں اس چلہ مبارک پر یہاں ہندو مسلمان منتیں کرتے ہیں۔ یہاں سے ہم ساولی (شاہ ولی) مقام آسوج گاؤں میں داخل ہوئے یہاں ہمارے پیر اور بھائی جناب مفتی قمرالدین باوا صاحب نے مسجد تعمیر کروائی ہے مسجد کی تصویریں لیں۔ آج صبح سے ہی ہم حضرت قمرالدین باوا سے ایک دوسرے کے موبائل سے بات کرتے ہوئے یہاں کے پورے مقامات کی چرچا کرتے اور معلومات کرتے آگے بڑھتے تھے۔ یہاں سے ہم منجوسر گاؤں میں گئے یہاں حضرت قمرالدین باوا نے مسجد بنوانے میں کافی مدد کری ہے۔ یہاں کے فوٹو لیے ہم باہر آئے ہم نے جناب سید شبیر علی پالیج والے باپو کو معلومات کے لئے بلوایا اور وہ فوراً آگئے۔ ہم مسجد کے باہر کھڑے تھے سامنے دوکان کے جی این والوں میں ہمیں بلایا انہوں نے چائے ناشتہ اپنی محبت سے کرایا۔ سلام دعا کر کے یہاں سے آگے ٹنڈاؤ گاؤں میں جانے کے لئے روانہ ہوئے ۔ٹنڈاؤ گاؤں چلہ مبارک کی جگہ پوچھتے پوچھتے یہاں آگئے جناب وکیل صاحب نے اپنا فوٹو لینے کا کام پورا کرلیا۔ یہاں گاؤں میں درگاہ شریف اور ٹاور ہمیں بہت پسند آیا کیونکہ ایک چھوٹے سے قصبہ میں درگاہ شریف اور ٹاور اپنی اسلامی چھاپ کو بلند کرتا ہے۔ جن لوگوں نے یہ کام کیا ہے وہ بہت قابل تعریف ہیں۔ چلہ مبارک کی جگہ کھلی ہے وہ بازار میں ہے یہاں ٹھنڈاؤں گاؤں میں ہمارے سگے خالہ سسر جناب حاجی سید سید علی صاحب کے گھر کا پتہ پوچھ رہے تھے کہ ایک ہندو نوجوان نے کہا میرے ساتھ چلو میں آپ کو گھر کا پتہ بتاتا ہوں۔ ہم ان کے پیچھے اپنی گاڑی لے کر ان کے گھر پہنچ گئے۔ کافی بارش ہونے سے ہم بھیگ گئے تھے۔ ہم نے یہاں چائے ناشتہ کیا پھر

دن کے ۱۲ بجے مقام لسوندرا تحصیل ساولی، ضلع بڑودا گاؤں میں آگئے۔ یہ خاص سڑک سے ۲ کلومیٹر اندر ہے یہاں بھی حضرت پیر قمرالدین باوا نے مسجدِ دریائی تعمیر کروائی ہے۔ حضرت کے مرید عبدل بھائی وہورا کو ہم نے بلوایا مگر وہ گھر پر نہیں تھے اپنے کھیت میں تھے یہاں کی ہم نے تصویریں لے لیں یہاں سے ہم مقام ساولی کے لئے روانہ ہوئے تالاب کے کنارے حضرت خواجہ محمود دریائی صاحب کا چلہ مبارک ہے۔ یہاں کی ہم نے تصویریں لیں ہمیں ایک سائیکل لے کر جانے والے بھائی ملے جن کا نام خلیفہ عبدالرزاق بھائی تھا وہ ہمیں بیرپور شریف کے جان کر بہت احترام سے ملے باادب انہوں نے ہم سے کہا ہر سال عرس دریائی یہاں چلہ مبارک پر مناتے ہیں اور ۱۱ دیگ دودھ کی نیاز بنواتے ہیں۔ اب ہم یہاں سے مقام کرچیا تحصل ساولی ضلع بڑودا میں آئے، یہاں مسجد کرچیا میں ہی خواجہ دریائی صاحب کا چلہ مبارک وضوخانہ کے قریب میں ہی ہے۔

اس مسجد کا افتتاح حضرت شیخ الاسلام سید محمد مدنی باوا اشرفی، چشتی، قادری مدظلہ العالی کے ہاتھوں سے ہوا ہے۔ مجھے انہی سے ہی اشرفی، چشتی، قادری سلسلوں سے خلافت حاصل ہے جو آپ حضرت نے اپنے احمد آباد مدنی مسکن مدنی چوک مرزاپور میں اپنے دستِ مبارک سے خود ہی خلافت نامہ تحریر کر دیا تھا۔ الحمدللہ۔ یہاں کی ہم نے تصویریں لیں۔ اب ہمارا اگلا سفر مقام ہالول، ضلع پنچ محل کے پاس مدھواس گاؤں میں مین ہائی وے روڈ پر آدتیہ برلا کمپنی تلاش کرتے یہاں وایا جرودر روڈ سے آگئے یہ روڈ اب ۴ لین کا ہوگیا ہے جو بڑودا گولڈن چار راستے سے اودے پور، راجستھان وایا ہالول، گودھرا، لوناواڑا، لیمڑیا (چار رستہ) موڑاسہ شاملاجی جاتا ہے۔ ہم کمپنی کے گیٹ کے پاس گئے اندر جانے کے لئے دروازے کے پاس گئے اور سکیوریٹی سے کہا ہم اندر جا سکتے ہیں۔ مگر تصویریں نہیں لے سکتے ہیں۔ میں نے کہا بھائی دیکھو ہمارا کوئی برا ارادہ نہیں۔ ہم حضرت دریائی سرکار کے چلہ مبارک پہ ہمیں جانا ہے جو کمپنی کے اندر ہی ہے۔ ہم دریائی سرکار کی ایک کتاب چھاپ رہے ہیں اسی لئے تصویر لینے آئے ہیں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے آپ ہمارے آفس میں بیٹھیں صاحب سے اندر کمپنی میں فون کیا پھر اس نے ہم سے مخاطب ہو کر کہا ہمارے صاحب ۱۰ منٹ میں آجائیں گے۔ وہ کہیں گے تو ہم آپ

کو تصویریں لینے دیں گے کچھ وقت میں وہ شخص آئے انہوں نے ہمیں سلام کیا ہم نے جواب دیا ان کا نام حاجی شبیر بھائی تھا، ہماری ساری باتیں جان لیں اور انہوں نے کہا ٹھیک ہے آپ چلیئے ۔ ہمارا مقصد جاننے کے بعد وہ بہت خوش ہوئے۔

ہمیں دریائی صاحب کی اولاد جان کر بہت رسپیکٹ کیا انہوں نے کہا جس طرح کرنا ہو اس طرح کریں وہ بڑے خوش ہوگئے مجھے کام ہے میں فیکٹری میں جا رہا ہوں۔ بڑا اعالی شان باغ بنایا گیا ہے باغ کے بیچ میں ہی حضرت دریائی صاحب کا چلہ مبارک ہے جو بڑا خوبصورت بنایا گیا ہے۔

نماز پڑھنے کا دل ہوگیا مگر ساتھ میں آئے ہوئے سیکیوریٹی والے نے کہا آپ جلدی کرنا جناب وکیل صاحب نے ساری تصویریں کھینچ لیں یہاں حضور کا نام بھی لکھا ہوا ہے کہ حضرت خواجہ محمود دریائی کا چلہ اس چلے میں ایک بزرگ کا مزار ہے۔ مگر کسی نے اس کا نام نہ بتایا خیر اللہ بہتر جانتا ہے ہمارا کام پورا ہوگیا دور فیکٹری پاس دو صاحب لوگ ہماری حرکات کو دیکھ رہے تھے وہ کچھ بولے نہیں ہاتھ سے اشارہ کیا ہم چچا بھتیجا ان کے پاس گئے۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں۔ انہوں نے کہا میں فیکٹری کا منیجر ہوں میں نے گجراتی میں بات کی مگر وہ گجراتی نہیں جانتے تھے پھر ہم نے ہندی میں بات کرنا شروع کیا۔ اس نے کہا میں ساؤتھ انڈین ہوں، اس نے کہا آپ کس لئے آئے تھے۔ ہم نے اوپر کی ساری بات بتا دی اس نے کہا ویری ویری گڈ ویری گڈ ہنس کر چلا گیا۔ لیکن یہاں کی ایک بڑی کرامت لکھوں تو بہتر ہے۔ یہ فیکٹری نے زمین لی جب اس چلہ مبارک کو توڑ کر راستہ بنا دیا تھا کمپنی شروع ہونے کے وقت پوری مشینری بگڑ گئی واپس دوبارہ ساری مرمت کی پھر بھی ساری مشینری بگڑ گئی منیجر نے کہا یہ کیا ماجرا ہے سمجھ میں نہیں آتا۔ اسے پتہ چلا یہاں کسی بزرگ کی جگہ ہے پھر انہوں نے اس جگہ کو احترام کے ساتھ تعمیر کروا دیا اور گیٹ و راستہ چینج کروا دیا تھا۔ پھر اس کے بعد فیکٹری صحیح طرح سے چالو ہوگئی جو اب تک چل رہی ہے۔ اس چلّہ مبارک پر فیکٹری کی جانب سے روز صبح شام چراغ دان ہو رہا ہے۔ کمپنی میں مسلمان سبھی کاریگر یہاں ظہر عصر کی نماز ادا کر رہے ہیں۔

یہ ایک اللہ کے نیک بندے حضرت خواجہ دریائی صاحب کی زندہ کرامت ہے۔ الحمد للہ

ہم باہر آئے تمام لوگوں نے ہمارا احترام کیا اور ہم نے سب کو شکریہ کہا ہم نے منا بھائی سید کو کہا چلو قریب ۳ بج گئے ہیں، بہت بھوک لگتی ہے۔ راستے میں ہائی وے پر اسلامی ہوٹل میں کھانا کھایا جائے، بھاگیودیہ ہوٹل نام کی کھانا بڑا لذیذ تھا اور بھوک بھی بڑی زوروں سے لگی تھی۔

ہم وہاں سے مقام ڈیرول، پانڈومیواس ہوکر اگر چلہ مبارک ڈیسر گاؤں پہنچے راستے اتنے سکڑے اور کھڈے والے تھے اور گھنا جنگل بھی تھا۔ گاڑی روڈ کو لگ جاتی تھی ڈرائیور سید صاحب نے کہا کچھ ہوگیا تو گاڑی یہیں رک جائے گی۔ میں نے کہا ہم روحانی طاقت سے مضبوط ہیں اسی لئے ہمارا دل اور دماغ سکون اختیار کرے ہوئے تھا۔ اللہ ہماری ضرور مدد کرے گا ہم آگے بڑھ گئے قریب سوا چار بجے مقام ڈیسر تحصل ساولی ضلع بڑودا میں پہنچ گئے۔

ایک دوکان والے صاحب سے کہا دریائی صاحب کا چلہ مبارک کہاں ہے انہوں نے کہا آگے پولس اسٹیشن ہے اسی کے سامنے ہے ان کے جواب دیتے ہی میری نظر اس دوکان کے بورڈ پر پڑی دوکان کا نام دریائی اسٹور لکھا ہوا تھا جو ڈیسر کے خاص بازار میں ہے۔ چھوٹے چھوٹے راستے پار کر کے چلہ مبارک اور مندر کی دیواریں پاس پاس ہی ہیں۔ الحمد للہ چلہ کی جگہ پر ہی مدرسۂ گلشن دریائی و مسجد بھی بنی ہوئی ہے۔ میرا دل تو باغ باغ ہوگیا میں نے آگے لکھا ہے تقریباً تین چار چلہ کی جگھوں پر آج مسجدیں بنی ہوئی ہیں۔ یہ اللہ رب العالمین کے نیک بندے خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی سرکاری کا کتنا بڑا افیضان ہے۔ اس کا آپ اندازہ لگائیں کیوں مدرسہ اور مسجد ایک ساتھ ہونا یہ دین اسلام کی ایک مضبوط عمل کرنے کی دعوت پیش کرتا ہے۔ یہاں بڑا شاندار مدرسہ بنا ہوا ہے جناب وکیل صاحب نے ساری تصویریں لے لیں دوسری جانب گھنگھور بادل چھائے ہوئے تھے اور تیز بارش شروع ہو چکی تھی۔ ہم پوری طرح بھیگ چکے تھے یہ منظر یعنی بارش ہونا بغیر موسم کی بارش تھی۔ کوئی صاحب پانی لے کے آگئے۔ ہمیں ضرورت نہ تھی مگر پھر بھی ہم نے پانی پی لیا کیونکہ اس کا دل رکھنا تھا اور نیکیوں سے اس کی روح کو تازگی بخشنی تھی۔ اب ہم یہاں سے ٹینبا ہوتے ہوئے سیوالیا آگئے کھیڑا ضلع کے ان جگہ جانا تھا جہاں خواجہ سرکار نے اپنی حیاتی زندگی کے کئی کئی سالوں اور دن گزرے

ہیں۔ان میں سے مشہور گاؤں موضع جرگال تحصیل ٹھاسرا ہے۔

راستے میں پہلے مقام مین پورا پہنچے یہاں آپ کا چلہ مبارک بالاسنور سیوالیا مین ہائیوے روڈ سے داہنے ہاتھ پہ کھیت میں ہے۔ بارش ہونے کی وجہ سے دن چھوٹا اور سردی کی موسم ہونے کی وجہ سے کوئی بھی شخص دکھائی نہیں دے رہا تھا مگر دور کچھ لوگ اسٹیشن کے اندر کھڑے ہوئے تھے میں ان کے پاس پہنچا انہوں نے کہا یہاں آیئے حضرت پھر دعا سلام کی۔ میں نے چلہ مبارک کا پوچھا انہوں نے بتایا یہاں سامنے کھیتوں میں ہے مگر راستہ الگ سے ہے ہم نے کانٹوں کو ہٹا کر راستہ بنالیا۔ کھیتوں کے سائے میں کانٹوں کے بہت سے درخت تھے مگر ہم اس جگہ پر پہنچ گئے۔ کھیتوں کی زمین کالی ہونے کی وجہ سے بارش کی وجہ سے چپلوں میں مٹی کافی چپک گئی تھی اور ہاتھوں میں کانٹے بھی چبھے ہوئے تھے۔ سنبھل سنبھل کر کھیتوں کی پالوں پر ہو کر چلہ والی جگہ پر پہنچ گئے یہاں کی تصویریں لے لیں۔ بارش تیز چالو ہو چکی تھی ہمیں فکر لگ گئی کہ بارش کیمروں کو نہ لگ جائے۔ ہم یہاں سے جلد ہی ہمارا کام ختم کر کے گاڑی پہ آ گئے۔ یہاں سے ہم موضع جرگال پہنچ گئے۔ بارش ہونے کی وجہ سے ہم ٹھنڈی کی وجہ سے ہم کانپ رہے تھے۔ مگر ہمارا ارادہ تو ہماری پروگرام کی منزلوں کی طرف ہی تھا۔ ہم یہاں سے موضع ہڑمتیا وایا بانگرولی ہوتے ہوئے گاؤں جرگال آ گئے یہاں حضور دریائی سرکار صاحب کی زندگی کے ۵ (سال) -۵ دن گزرے ہیں۔ یہاں ہم نے مغرب کی نماز پڑھی چلہ مبارک کافی پرانا ہے۔ یہاں حضرت کی کچھ زمین بھی ہے۔ جو یہاں کے دیوان لوگ خدمت کے عوض میں اس پر فصل بوتے ہیں اور چلہ مبارک کی خدمت کرتے ہیں۔ دیوان چچا نے ہاتھ اونچا کر کے ہمیں بلایا ہم تینوں ان کے پاس گئے ایک دوسرے سے گفتگو ہوئی ساری باتیں سن کر اور اس کتاب کی ساری تواریخ بتانے کے بعد جان کر دیوان صاحب بہت خوش ہو گئے انہوں نے ہمیں کہا حضرت یہ سارا آپ کے خاندان والوں کا ہی فیضان ہم تک پہنچتا ہے۔ اور قیامت کے دن بھی ہم آپ کے قریب ہی ہوں گے اور ہم آپ ہی کے خادم ہیں۔ اب ہم یہاں سے لاسٹو دو مقام اس روٹ کے چلہ مبارک کے گاؤں موضع انارا، تحصیل کٹھلال، ضلع

کھیڑا اور موضع کھوکھرواڑا جانا ہے مگر اندھیرا کافی ہو چکا تھا ہمارے گاڑی کے ڈرائیور سید صاحب نے کہا بابا فکر نہ کریں ہم کچھ دماغ لگا کے کام کریں گے چلو چلا جائے ایک تو اپنا کام ہو جائے گا۔ راستہ کاٹتے ہوئے ہم موضع انارا گاؤں آ پہنچے اندھیرا اور غلط فہمی نے کافی امتحان لیا ایک ہندو بھائی ہمیں راستہ بتا تو دیا جو کافی دشوار راستہ تھا۔ ہم چلہ مبارک پر آ گئے یہاں قبرستان میں چلہ مبارک ہے اندھیرا ہونے کی وجہ سے سوچ میں پڑا تصویر کیسے لیں گے مگر راجو سید نے اپنی گاڑی کی لائٹیں چالو کر کے روشنی کر کے تصویریں لے لیں۔ اب ہمیں یہاں سے کھوکھرواڑا جانا تھا مگر رات کے اندھیرے نے ہمیں مجبور کر دیا ہم یہاں سے کٹھلال شہر میں آ گئے یہاں ہم نے ہوٹل پہ چائے ناشتہ کیا اسی ہوٹل میں بالاسنور کے جناب پیرزادہ منصور میاں ایم صاحب (نائب معاملات دار) مل گئے انہوں نے کہا حضرت کہاں گئے تھے میں نے کہا حضرت کے چلے کے فوٹو باقی رہے ہیں۔ جو کھوکھرواڑا اور کھٹلال کی ندی کنارے چلہ مبارک ہے ان کی تصویر رہ گئی ہے۔ انہوں نے کہا حضرت یہ خدمت آپ میرے کو سونپ دیں انہوں نے ایک ہفتہ میں چلہ مبارک کی تصویریں پہنچا دیں۔ ہم کٹھلال شہر سے احمد آباد بڑی رفتار سے روڈ سونے ہونے کی وجہ سے صرف ۴۵ منٹ میں راجو سید صاحب نے اپنے گھر احمد آباد عطائے شاہ جی -۲ عمار ٹینامنٹ، شاہ واڑی، جوہاپورا، وشالہ سرکل پہنچا دیا۔ الحمدللہ اس طرح ہمارا سفر پورا ہوا۔

بتاریخ ۱۲/اپریل ۲۰۰۸ء کو میں گونڈل گیا یہاں سے ہم ۱۳/اپریل ۲۰۰۸ء کو جام نگر کے لئے روانہ ہوئے۔ یہاں نوانگر بیڑی دروازہ، رام واڑی کے پاس مسافر باوا عرف شاہ منصور بن پیار اللہ صاحب کا مزار ہے۔ اس کے وقت یہاں ایم اے سیدڈے کلکٹر تھے۔ ہماری دوپہر کی کھانے کی دعوت جناب سید اقبال باپو کے یہاں تھی میرے ساتھ میں جناب حاجی سلیمان بھائی ایسانی صاحب و جناب سید حاجی محمد میاں باپو ناگانی تھے۔ کھانے کے بعد درگاہ شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گئے۔ درگاہ کے فوٹو جناب اقبال باپو و عارف باپو نے مجھے پوسٹ سے بھجوا دیئے تھے۔ رات مقام سکہ درگاہ ناگانی باپو پر رفیق باپو ناگانی کی دعوت پر آرام کرنے کے لئے گئے

تھے۔ دوسرے دن گونڈل واپس گئے۔

مورخہ ۳۰ر جولائی ۲۰۱۰ء کو جناب پیارے صاحب نے مقام پٹن کے حضرت شاہ علی سرمست قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے فوٹو اپنے دوستوں کے ساتھ کے پروگرام میں جا کر نکال لیے تھے جو مجھے روانہ کئے۔

مورخہ ۱۸ر اکتوبر ۲۰۱۰ء مقام سیگوا تحصیل بھروچ جو خود (مدیر) گئے فوٹو وغیرہ جناب پیر سید محمد یوسف میاں صاحب نے کسی مرید کے ذریعہ روانہ کرائے تھے۔ مقام شیر پورا ضلع بھروچ کے چلہ کے فوٹو نہ مل سکے کیونکہ وہاں کوئی نشان باقی رہا نہیں یہاں پورا ماحول دیوبندیت کا ہے۔ ایک زمانہ تھا پورا گاؤں سُنّی تھا۔

مورخہ ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۲ء مقام پرانتیج ضلع سابر کانٹھا حضرت سید شاہ سعد اللہ بن پیار اللہ (دریائی صاحب کے پر پوتے) کے درگاہ شریف کے فوٹو جناب ارشد بھائی نے ہمیں پہنچا دیے تھے۔ یہ مزار پرانتیج مین ہائیوے کے پاس تالاب کے کنارے ہے۔ یہ بڑے کامل ولیؒ مادرزاد تھے یہاں کی بھی لوگ زیارت کو جاتے ہیں۔

مورخہ ۷ر نومبر ۲۰۱۳ء کو مقام لال کا مانڈوا، تحصیل کپڑونج احمد آباد سے گئے واپسی میں مقام بہی یل، تحصل دیہگام کے بعد خواجہ دریائی سرکار کا گاؤں کے بیچ میں ہی چِلّہ ہے یہ کافی پرانا تھا۔ گئے۔ یہاں دریائی صاحب نے بڑی کرامتیں دکھائی تھیں پرانے چلے او پر نئ گنبد والی عمارت و بلند گیٹ کا کام چل رہا تھا۔ یہاں کی میرے بیٹے جناب محمد ثاقب بابا نے اپنے کیمرے سے تصویریں نکال لیں۔ چلہ کی دیکھ بھال کرنے والے جناب کالو بھائی قریشی ہیں ہم نے ملنا چاہا مگر وہ کہیں باہر گاؤں گئے ہوئے تھے۔

ان جگھوں پر بھی چلے آئے ہوئے ہیں: (۱) مقام راموں، جنتا نگر احمد آباد (۲) کجاڑ، تحصیل تحصیل دس کروئی (۳) کنی پور، تحصیل دیہگام، ضلع گاندھی نگر (۴) جینجر - چھپور تحصیل محمد آباد (۵) کڑی (۶) وِرم گام (۷) کلول (۸) کھیڑا (۹) اکلاچہ (۱۰) دیوکا دمن (۱۱) چتوڑ، ڈونگر پور، مانڈو، راجستھان (۱۲) شاہ حماد کی مسجد دانی پیٹھ کالوپور احمد آباد (۱۳) رائے پور دروازہ کے سامنے، بھولا شہید مسجد کے پاس شاہ عبد الرحیم رفاحی رحمۃ اللہ علیہ کے درگاہ کے سامنے احمد آباد۔

مقام مور بھگوا اول پاڈ ضلع سورت دریائی صاحب کا چلہ مقام بھالود جھگڑیا ضلع بڑودرا میں دریائی صاحب کا چلہ ہے۔ مقام ویراول (سوراشٹر) دریا کنارے پر دریائی صاحب کا چلہ ہے۔

مورخہ ۵ر فروری ۲۰۱۴ء کو احمد آباد میں میری ازواج و بھائی پیر یوسف میاں رات کی ٹرین سے نبی پور ضلع بھروچ گئے صبح ہم تینوں اور جناب حضرت مولانا قاضی محمد میاں (لندن) انگلینڈ والے نے ان کی فیملی کے ساتھ مکتم پور حضرت پیر سید شریف الدین مشہدی سہروردی کے آستانے پر گئے۔ فاتحہ انہوں نے پڑھا اور دعا کی۔ بھائی یوسف بابا نے سارے مقامات کی تصویریں لیں۔ یہاں ہمیں ایک سید صاحب سے ملے انہوں نے ہماری انکوائری کر لی تھی فوراً چائے وغیرہ منگوالی۔ پھر بولے کہ میری بیٹی کی شادی بیر پور والوں کے یہاں بڑودا کی ہے۔ جو میرے خاندان کے بھائی ہیں۔ ایسا میں نے (مدیر) نے کہا۔ وہ اس کتاب کے بارے میں جان کر بہت خوش ہوئے درگاہ مکتم پور میں انہوں نے اپنے خود کی رقم دے کر ڈیولپمنٹ کیا ہے ایسا وہ خود بتاتے تھے۔ یہاں سے ہم ایک نبی پور والے قاضی ماموں کے رشتہ دار احمد بھائی گوہیل صاحب ہمیں اپنے گھر لے گئے وہ ٹی ڈی او آفیسر ریٹائرڈ تھے۔

یہاں سے ہم بھروچ شہر کے بیچ ہو کر مقام بھاڑ بھوت ضلع بھروچ دہیج روڈ گئے معلوم کرتے کرتے دریا کے ساحل پر پہنچ گئے مگر جیسا تصور تھا ویسا نہ پا کر دل بڑا رنجیدہ ہوا کیوں کہ یہاں اول مسلمان حضرت ربیعہ بن شبیہ اور دیگر ایک ہزار مسلمان شہداء کے مزار ہیں۔ تلاش کرتے کرتے ایک ماچھی مہیش کا نجی مل گیا۔ بڑا عقیدت مند تھا ہم سے بولا کہ بابا کی درگاہ بیچ ندی دریا میں ۲۰ فٹ نیچے ہے۔ دیکھو دور جہاں سفید کالا پانی کا پٹہ دکھتا ہے میں تو اشک بار ہو گیا۔ اللہ یہ تیرے نظام کی بات ہے ورنہ اور کیا بات ہے فاتحہ خوانی کے بعد تصویریں نکال لیں پھر واپس نبی پور سے بھائی پیرزادہ اعجاز الدین کے گھر پر مقام کہان، ضلع بھروچ رہ کر رات کو واپس احمد آباد آ گئے۔

بتاریخ ۱۷ر مارچ ۲۰۱۴ء کو کپاسن وہاں سے چتوڑ گئے یہاں قلعہ وغیرہ کی تصویریں لے کر اجمیر شریف زیارت و جمعہ نماز ادا کر کے میں احمد آباد آیا اور بھائی پیر یوسف میاں و حاجی احمد شیخ بیر پور تشریف لے گئے۔

حضرت سید شاہ علی سرمست رحمۃ اللہ علیہ

کی کرامتوں کا بیان

سلطان العاشقین، تاج المحققین، ختم المتاخرین، تاج الاولیاء، سراج الاصفیاء،

حضرت سید شاہ علی سرمست رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں کا بیان

پیدائش : سنہ ۱۸۶ ہجری، سنہ ۶۵ء، وفات: ۱۵/رجب سنہ ۵۳۶ھ مطابق سنہ ۹۲۹ء

عمر شریف ۳۵۰ سال : مقام حارث روڈ، پاٹن (اتر گجرات)

حضرت شاہ علی سرمست (رحمۃ اللہ علیہ) آپ جوان ہوکر عمرِ شباب پر پہنچے اس وقت آپ نے آپ کے والد بزرگوار حضرت شاہ حسن ذاکر (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ مجھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ملک ہندوستان جانا ہے تو آپ بھی مجھے اجازت دیں تب آپ نے ان کو بڑی خوشی کے ساتھ اجازت دی اور آپ کو شیراز کی طرف روانہ کرنے کے لئے کچھ منزل تک گئے اور آپ کو رخصت دی۔

اس وقت حضرت شاہ علی سرمست کے ہمراہ آپ کے دو دوست اور دو ملازم اور پانچ درویش ملا کر نو آدمی آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اس وقت آپ کے والد بزرگوار نے حضرت حضرت شاہ علی سرمست کے سر پر دستِ مبارک پھیر کر کامیابی کے لئے دعائیں دے کر آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے۔

مدینہ شریف سے شیر پر سوار ہوکر شیراز کی جانب جانا

حضرت شاہ علی سرمست (رحمۃ اللہ علیہ) شیراز کے قریب پہنچے اس وقت راستے میں شیر کا قافلہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس میں سے ایک شیر نے عرض کی، حضرت ہمارے میں سے ایک شیر کو آپ کی سواری کے لئے پسند کرلو اور سوار ہوجائیں۔ تو آپ نے ان شیر میں سے ایک شیر کو پسند کر کے اس پہ سوار ہوگئے۔ اتنے میں ایک سانپوں کا قافلہ سامنے آ کر عرض کرنے لگا کہ حضرت ہمارے میں سے ایک سانپ کو پسند کر کے اپنے ہاتھ میں کوڑے کی جگہ لے لیجئے تا کہ ہمارا مرتبہ بھی بلند ہوجائے، آپ نے ان سانپوں میں سے ایک سانپ کو اپنے ہاتھ میں کوڑے کی جگہ پسند کر کے لے لیا۔ آپ وہاں سے روانہ ہوئے اس وقت آپ کے ساتھ میں شیر اور سانپوں کا لشکر آپ کے ساتھ ساتھ میں چلنے لگا اور جب شیراز کے قریب پہنچے اس وقت وہاں

کے بادشاہ ابوبکر بن سعد زنگی کے مخبروں نے سلطان کو خبر دی کہ کوئی غنیم آ رہا ہے جس کے لشکر میں شیر اور سانپ بھی ہیں اور راستے میں گرد وغبار اڑ رہی ہے۔ تب سلطان نے اپنے پیر حضرت شاہ رکن الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کو بلوا کر عرض کی کہ کوئی غنیم ہمارے شہر پر چڑھائی کے لئے آ رہا ہے۔ اس کے لشکر میں شیر اور سانپ ہونے کی وجہ سے بستیاں اجڑی جاری ہیں تب حضرت رکن (رحمۃ اللہ علیہ) اولیاء نے فرمایا کہ یہ کوئی غنیم نہیں بلکہ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں اور ان کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے حضرت شیخ سعدی (رحمۃ اللہ علیہ) (مصلح الدین) کو بلا کر آنے والے بزرگ کی حضور میں بھیجا جائے تا کہ وہ فارسی زبان میں ان سے گفتگو کر کے آپ کے ساتھ میں جو شیر اور سانپ ہیں، انہیں واپس لوٹا دیں ایسا گزارش کریں گے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اشارے پر حضرت علی سرمست سے ملاقات کے لئے بھیجنا۔

جب شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے شیر سے کہا ایسا رہنما کے ان کے استقبال کے لئے جانا بھلا ہے تب حضرت رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ ان سے گفتگو کرنا اور میں وہاں خاموش بیٹھا رہوں گا اور کچھ دخل نہ کروں گا۔ الغرض مخدوم رکن الدین اور سلطان آپ کے ساتھ میں چلے، اس وقت حضرت شاہ علی سرمست رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے غزل فرمائی اس میں بیان کیا کہ آپ نے کیا کیا کہ تمام شیر اور سانپ آپ کے فرماں بردار بن گئے۔ تب حضرت نے تبسم کر کے فرمایا کہ شیر اور سانپ کیا بلکہ تمام ہاتھی سے لے کر چیونٹی تک خالق کا حکم ہو تو فرماں بردار ہو جائیں پھر شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ آپ کا نام ونشان بتاؤ اس وقت آپ نے فرمایا میرا نام علی سرمست ہے اور میں نسل اہلِ بیت سے ہوں۔ اس وقت سلطان ابو عباس نے عرض کی کہ حضرت سواری کے لئے شیر اور کولے کے لئے ایک سانپ آپ کے ساتھ رکھ کر باقی سب کو رضا دو تو خلقِ خدا چین سے ہو جائے۔ تب آپ نے ایک شیر سواری کے لئے رکھا اور اس کے کان میں کہا کہ ان تمام شیروں سے کہہ دے کہ وہ واپس اپنے اپنے مقام پر لوٹ جائیں اور آپ کے ہاتھ میں جو سانپ تھا اس کے کان میں کہا کہ تو ان تمام سانپوں سے

کہہ دے کہ وہ سانپ اپنے اپنے مقام پر واپس ہو جائیں تب شیر اور سانپ واپس ہو گئے اور آپ شیراز شہر میں تشریف لے گئے۔

نوٹ : حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ : آپ شیراز میں اتابک زنگی کے عہد حکومت میں ۵۷۱ھ مطابق ۱۱۷۵ء یا ۱۱۷۶ء میں پیدا ہوئے بعد میں ابوبکر ابن سعد زنگی کی حکومت میں ۱۷/ذی الحجہ مطابق ۱۱/دسمبر ۱۲۹۱ء میں ۱۲۰ یا ۱۲۵ سال کی عمر پا کر شیراز میں وصال فرما گئے۔ ہندوستان کی سیاست میں بھی حصہ لیا۔ دنیا کے بہت سے ممالک کے دورے بھی کئے دہلی میں خواجہ غریب نواز سے بھی ملے تھے۔ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے ساتھ ایک کشتی میں دریائی کا سفر بھی کیا ہے۔ ۱۴ حج پیدل کئے تھے بغداد میں تعلیم پائی شیخ ابوالفرح ابن الجوزی آپ کے مخصوص استاد تھے۔ تیس سال مسلسل دنیا کا دورہ کرنے کے بعد شیراز میں آ کر رہے۔ آخری زمانے میں گوشہ نشیں ہو کر یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے، آپ فارسی کے مشہور شاعر و ادیب ہیں۔ بوستاں ۶۵۵ھ میں اور گلستاں ۶۵۶ھ میں تصنیف کی تھی۔ (آپ کی یہ دونوں کتابیں انگریزی، فرینچ، ڈچ، عربی، اردو، گجراتی زبانوں میں کئی بار شائع ہو چکی ہیں۔)

شیراز میں جادوگر کا مقابلہ

شیراز شہر میں ایک جادوگر رہتا تھا وہ اپنے جادو کے زور سے شہر کے بڑے بڑے تاجروں کو اپنے دباؤ میں رکھتا تھا مگر جب حضرت کا قیام شیراز میں ہوا تو اس کو حسد پیدا ہوا اور سوچنے لگا کہ جب آپ کے پاس سواری میں شیر اور سانپ کا کولا ہے تو یہاں کے بڑے بڑے تاجر امراء کو آپ اپنے قبضہ میں لے لیں گے۔ یہ سوچ کر اس کی برائی کی وجہ سے حضرت پر جادو کرنا شروع کیا۔ جس سے آپ کی ناک اور کان سے لہو بہتا دیکھا وہاں کی مجلس میں بیٹھے ہوئے انسان گھبرا گئے تو آپ نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا تو ناک اور کان سے لہو بہنا بند ہو گیا تب لوگوں نے عرض کی حضرت یہ کیا واقعہ ہے اور یہ برائی کرنے والے کے لئے آپ اجازت دیتے ہو تو ہم اس کو نصیحت کریں تب آپ نے فرمایا نصیحت کا کرنے والا خدائے پاک ہے۔ اتنا کہنے کے ساتھ جادوگر دیوانہ ہو گیا اور گائے اور گدھے کے موافق آواز کرنے لگا۔ غلیظ غذائیں کھانے لگا۔

بیوہ سادات کی مدد کرنا اور مرحوم سادات کو قبر سے زندہ کرنا

شیراز شہر میں ایک بیوہ سادات رہتے تھے، اوران کے خاوند نے اپنی موجودگی میں ایک تاجر سے یہاں ایک ہزار روپیہ امانت رکھی تھی اور آپ نے دنیا سے پردہ کرتے وقت اپنی بیوی سے کہا تھا کہ فلاں تاجر کے وہاں میں نے ایک ہزار نقد روپیہ رکھے ہیں اور آپ کو خاص ضرورت پڑے تو ان سے یہ روپیہ لینا تو اس کی بیوی کو اپنی لڑکیوں کی شادی کے خرچ کے لئے روپیوں کی ضرورت پڑی تو اس تاجر کے پاس جا کر امانت کی مانگ کی تو وہ بدخیانت بولا کہ تمہارے پاس کوئی ثبوت یا گواہ ہو تو لے کر آنا تب بیوی نے کہا میرے پاس کوئی گواہ نہیں تو تاجر نے روپے دینے سے انکار کر دیا۔ تو وہ بیوی شہر کے قاضی کے پاس اپنی عرض کی، تب قاضی صاحب نے گواہی طلب کی تو بیوی نے کہا میرے پاس کوئی گواہ نہیں، تو قاضی نے جواب دیا کہ بغیر گواہ کے کوئی کام چل سکتا نہیں یہ کہہ کر اس بیوہ کو واپس لوٹا دیا۔ اس عرصہ میں حضرت شاہ علی سرمست رحمۃ اللہ علیہ شیراز میں تشریف لے گئے تو بیوی نے اس وقت امانت کی حقیقت بیان کی آپ نے بیوہ کی حقیقت سن کے اس خیانت دار تاجر کو بلا کر فرمایا کہ اس بیوہ کا خاوند قبر سے اٹھ کر جواب دے تب تو تو روپیہ دے گا؟ تو وہ بولا اس سے زیادہ اور کیا چاہئے تب آپ اور اس وقت مجلس میں جو کوئی شریک تھے وہ اور خیانت دار اور وہ بیوہ سب کے سب قبرستان میں مرحوم سادات کی قبر پر گئے اور آپ حضرت نے فرمایا کہ خدا کے حکم سے اٹھ اور تو نے اس تاجر کو روپیہ دیے ہوں تو اس سے مانگ یہ کہتے ہی قبر پھٹی اور بیوہ کا خاوند قبر سے باہر نکلا اور اس تاجر سے ایک ہزار روپیہ واپس دینے پر آمادہ ہوا اور قبر سے اٹھے ہوئے مردے سے کہا کہ تمہیں اس دنیا میں زندہ رہنا ہے تو مردے نے جواب دیا کہ آج بھی مجھے موت کی سختی یاد آتی ہے اور دوبارہ یہ سختی برداشت کرنے کی مجھ میں تاب نہیں۔ تو مجھے قبر میں ہی رہنے دیجئے یہ کہہ کر مردہ قبر میں سما گیا اور اس کی قبر مل گئی پہلے تھی ویسی ہوگئی۔

شیراز شہر سے ہندوستان کی طرف ہونا راستے میں ہی راہب کی دعوت دینا اور کھانے میں زہر دینا۔

پھر آپ شیراز سے ہندوستان آنے کو تیار ہوئے اور چلے۔ راستے میں ایک راہب کے

مقام پر تشریف لے گئے تو راہب ظاہر میں بڑی محبت سے پیش آیا مگر آپ کی دعوت کر کے کھانے میں زہر دیا یہ زہر والا کھانا آپ نے محبت سے نوش کیا مگر اس زہر کا اثر اسی راہب کو ہونے لگی تو اس نے آپ سے گناہ کا اقرار کر کے معافی طلب کی تو آپ نے اسے معاف فرمایا اسی وقت راہب نے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو کر بقیہ زندگی اللہ کے ذکر میں گزار کر اچھے درجے حاصل کئے۔

پٹن شہر اتر گجرات میں تشریف لانا

حضرت شاہ علی سرمست رحمۃ اللہ علیہ نے آگے چل کر شہر پٹن میں دروازے کے قریب آ کر قیام کی اس وقت پٹن کی گدی پر راجہ کرن حکومت کرتا تھا۔ شہر میں آپ کی تشریف آوری کی لوگوں کو خبر ہوئی کہ شہر کے دروازے ایک خدا پرست بزرگ تشریف لائے ہیں اور آپ کی سواری میں شیر ہیں اور ہاتھ میں کولے کی جگہ سانپ رکھتے ہیں یہ خبر پا کر لوگ دنگ ہو کر آپ کے دیدار سے مشرف ہونے کے لئے آرزومند ہوئے کہ ایسا بزرگ نہ کبھی سنا نہ دیکھا مگر ہماری خوش نصیبی کہ ہمارے شہر کے دروازے ایسا ولی کامل جلوہ افروز ہے تو ہم ان کی دست بوسی کے لئے جا کر ہماری مشکلیں پیش کریں فیض اٹھانے کا وقت آ گیا ہے سوچ کر پٹن شہر کے لوگ ہجوم در ہجوم آپ کے دیدار سے سرفراز ہونے کے لئے حاضر ہوتے اور اپنے من کی مرادیں پانے لگے۔ یہ خبر مینل دیوی کو ملی کہ پٹن شہر کے دروازے ایک ولی کامل جلوہ افروز ہیں اور ان کے کئی خلق خدا اپنی منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں تب مینل دیوی نے اس کے خاوند راجہ کرن کو کہا کہ میرے پیٹ میں حمل ہے اس کی تکلیف سے لاچار ہوگئی ہوں تو آپ آنے والے بزرگ کے پاس جا کر میری روداد سناؤ تا کہ مجھے اولاد ہووے اور مصیبت میری ٹل جائے۔

راجہ کرن کی بیوی مینڑ دیوی کو اولاد عطا کروانا جو سدھ راج کے نام سے مشہور ہوا۔

راجہ کرن کے سات رانیاں تھیں ان میں مینل لاڈلی رانی تھی۔ باقی اور چھ رانیاں ناراض ہونے کی وجہ سے ان کے جادوگر کے پاس جادو کرا کے حمل بند کروا رکھا تھا تو راجہ کرن آپ کی خدمت

میں حاضر ہوکر اپنی رانی کی دکھی کہانی سنائے تاکہ مجھے اولاد ہووے اور مصیبت میری ٹل جائے۔

آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی رانی کی دکھی کہانی سنا کر اس کی سفارش کے لئے عاجزی کی اور حضرت کو راجہ نے کہا کہ اگر میری رانی سے کوئی اولاد ہوکر اس کی تکلیف دور ہوجائے تو میں آپ کی نظر میں آپ جو چاہیں گے وہ نذرانہ اگر آدھا راج پاٹ مانگو وہ بھی دینے کو تیار ہوں۔ تب حضرت نے کہا کہ راجہ وعدہ کریں راجا بولا حضور میرا وعدہ ہے اور آپ نے فرمایا راجہ اپنے شہر میں جا کر منادی کرادے کہ رانی کے پیٹ سے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اسی وقت راجہ نے شہر میں منادی کرادی اور محلات میں خوشی کے ترانے ہونے لگے یہ خبر جب جادوگر کو ہوئی کہ ہم نے ایک پتلا بنا کر جادو کر کے زمین میں دفن کیا ہے اور جب تک وہ پتلا زمین سے باہر نہ نکلے تب تک رانی کو بچہ پیدا ہوسکتا نہیں۔ شاید ہمارے میں یہ راز کو اور کوئی نہ جانتا تھا مگر کسی نے اس پتلے کو ہم سے خفیہ ہوکر نکالا تو نہیں اس بات کی تحقیق کے لئے جادوگر جہاں پتلا زمین میں گاڑھا تھا وہاں گئے اور اس زمین کو کھودنا شروع کیا تو اندر سے پتلا نمودار ہوا اور اس پتلے کو ہوا لگتے ہی رانی کو لڑکا پیدا ہوگیا۔ پھر تو جادوگر نے بیحد کوششیں کیں مگر ناکام رہا۔

پٹن شہر میں سب سے پہلے مسجد تعمیر کروانا۔

راجہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر عاجزی کرنے لگا کہ آپ میرا آدھا ملک اور دولت لے کر آپ ہمارے اوپر مہربان رہو۔ تب آپ نے فرمایا کہ ہم کو فقط ایک جھونپڑے کی زمین چاہئے اور آپ نے ایک گھوڑی کی دوہری نکلوا کر کہا کہ اس دوہری میں جو زمین سمائے اتنی زمین ہماری پسند کی ہم کو دو۔ تب راجہ بولا آپ بتاؤ وہاں سے دینے کو تیار ہوں، تو آپ نے ان جادوگر کے محلّہ کی طرف سے رسی لمبی کی اس میں جادوگر کا محلّہ بیچ میں سما گیا تو آپ نے کہا ہم کو اتنی ہی جگہ منظور ہے تب راجہ نے جادوگر کو حکم دے دیا وہ جگہ خالی کرا کے آپ کو دی تو آپ نے وہاں ایک مسجد تیار کرائی اس مسجد کا نام ''کات'' رکھا۔ کیوں کہ آپ کے ساتھ میں ایک ساتھی ترکی تھے اور انہوں نے ترکی زبان میں مسجد کا نام ''کات'' رکھنے کی آرزو کی کیوں کہ ترکی میں ''کات'' کے معنیٰ فتح ہوتے ہیں۔

راجہ کرن کے وہاں رانی کے جو کنور پیدا ہوا اس کا نام سدھ راج رکھا یعنی سدھ کے معنیٰ گجراتی میں کام کا پورا ہونا کام میں فتح پانا۔ اس غرض سے کنور کا نام سدھ راج رکھا اور آپ وہاں مقیم رہے۔

مقام کھمبات بندر جانا اذان دینا

شاہ امیر الدین نقل کرتے ہیں کہ کنز الکرامات میں لکھا ہے کہ آپ کھمبات میں تشریف لے گئے وہاں جا کر آپ نے اذان دی تب کافروں نے آپ کے خلاف عرض کی اور لڑائی کے لئے راجہ کو ورغلا کر سپاہیوں کو آپ کے ساتھ لڑنے کے لئے روانہ کئے جب آپ کے قریب سپاہی آئے تو وہ زمین میں کمر تک دھنس گئے اور فوج کو چلنے کی کوئی طاقت نہیں رہی۔

اور یہ خبر حاکم کو ملی تو وہ خود آپ کے ساتھ لڑائی کے لئے روانہ ہوکر آپ کے قریب آیا اور وہ بھی زمین میں دھنس گیا۔ اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تب حاکم کو اشارہ کیا کہ دیکھوں تو ہم پر قابض نہیں ہوسکے گا اور اگر تیرا خیالِ بد تیرے دل سے نہ نکلا تو تو اور تیرا لشکر تمام زمین میں دھنس کر فنا ہوجائے گا۔ اس وقت حاکم نے عاجزی کی اور کہا کہ میرا گناہ بخش دو مجھے معاف فرما دیجئے۔ اور مجھے زمین سے چھڑا دو میں آپ کے پاس آکر قدم بوسی کرلوں پھر وہ رہائی پا کر آپ کے پاس آکر حاضر ہوا اور معافی چاہی تو آپ نے اسے معاف کر دیا۔ راجہ نے آپ کی خدمت میں کچھ تحفے بھیجے اسے آپ نے قبول نہ کیا تو راجہ نے غصہ ہوکر شہر کے تاجروں کو حکم دیا کہ حضرت کو کوئی کھانے پینے کی چیزیں نہیں دیں۔ تو یہ بات آپ کے مرید نے آپ کے سامنے پیش کی تب آپ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کے پاس جو کچھ کھانے کا موجود ہو وہ اناج یہاں لا کر میرے سامنے رکھ دو آپ کے حکم کے مطابق سب نے جس کے پاس جو بھی اناج تھا آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا تو آپ نے اس پر تین بار ''والتین'' کی سورت پڑھ کر دم کر دی پھر تو وہ اناج ایک سال اور سترہ روز آپ کے مرید کھاتے رہے اور اس میں سے خیرات کرتے رہے مگر اس میں سے کچھ کمی نہ ہوئی بلکہ جتنا اناج رکھا تھا وہ اتنا ہی پایا۔

کھمبات کے اندھے فقیر کو آنکھیں عطا کرنا، زندگی بھر کا کھانا کھلا دینا اور مسلمان کرنا۔

کھمبات شہر کے اندر ایک فقیر بھیک مانگتا تھا اور کھمبات شہر میں ہی گھومتا تھا اس وقت آپ کا گزر بازار میں ہوا وہاں اس اندھے فقیر کو آپ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے آنکھ دلاؤں یا کھانا دوں؟ وہ بولا حضور مجھے آنکھ دلاؤ اور عمر بھر تک کھانا کھلاؤ تو آپ نے اپنا لعاب اس کی آنکھوں میں ڈالا، فوراً اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں اور وہ ایمان لا کر مسلمان ہو گیا۔

کھمبات میں بانجھ عورتوں کو اولاد عطا کرنا۔

آپ کی کرامتوں کا اظہار شہر میں ہونے لگا۔ تو کوئی عقیمہ عاقرہ (بانجھ) عورتیں آئیں اور اپنی مرادیں پا کر اپنی گودیں بھرنے لگیں یہ خبر جب راجہ کے دربار تک پہنچی جس سے وہ بھی آپ کا عاشق ہوا اور آپ سے دلچسپی رکھا تھا مگر شہر کے برہمن اور ان کے چیلے کو آپ کی طرف سے بہت بدگمانی پیدا ہوگئی اور آپ کی زندگی پر حملہ کر کے موت کے گھاٹ اتار دینا ویسا سوچ کر رات کے وقت کافر آپ پر حملہ آور ہوئے۔ مگر وہ ناکام رہے اور آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو کوئی نقصان ہوا نہیں۔ یہ خبر راجہ کو ملی تو اسے بہت رنج ہوا۔

کھمبات کے برہمن کو مسلمان کرنا۔

ایک روز راجہ نے ایک گائے سونے کی ایک خنزیر سونے کا بنوا کر برہمن کو گائے دی اور وہ گائے پاتے ہی برہمنوں نے اس کے ٹکڑے کر کے آپس میں تقسیم کر لیا، تب راجہ بولا کہ ہندو گائے کو ماتا مانتے ہوئے اس کو کاٹ کر اس کو تقسیم کر لی، اس بات پر راجہ کو ان برہمنوں سے بہت نفرت ہوئی اور حضرت کی خدمت میں سونے کا خنزیر روانہ کیا تو آپ نے اس سونے کے خنزیر کو ایک بیت الخلا میں رکھنے کا حکم دیا اور کچھ دنوں کے بعد راجہ نے برہمنوں کے پاس جو گائے سونے کی تھی وہ واپس طلب کی تو برہمنوں نے جواب دیا کہ دان میں دی ہوئی گائے کو ہم نے آپس میں کاٹ کر اس کو تقسیم کر لیا اس بات پر راجہ کو ان برہمنوں سے بہت نفرت پیدا ہوئی اور جب حضرت کے پاس خنزیر کی واپسی کی مانگ کی تو آپ نے فرمایا کہ کہیں بیت الخلا میں ملا اس

بات کا چرچا ایک عام جلسے میں ہوا اس وقت حضرت نے قرآن شریف پڑھ کر اس کے معنی سمجھائے جس سے برہمن بہت خوش ہوا اور مسلمان ہو کر کلمہ پڑھا۔

امانت دیانت دار کو واپس دلانا۔

ایک شخص نے کسی کے وہاں امانت رکھی تھی مگر وہ امانت دار انکار کر گیا تو دیانت دار حضرت شاہ علی سرمست (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ حضور میں نے اس شخص کے پاس امانت رکھی ہے اور وہ انکار کرتا ہے تو آپ نے امانت دار سے کہا کہ تو اس کی امانت واپس دے دے اگر اس مسجد کی قسم کھالے تب اس بدخیانت دار نے مسجد کی قسم کھالی اس وقت وہ زمین میں دھنس گیا تو پھر وہ معافی مانگنے لگا اور لاچار ہو کر رو رو کے کہنے لگا کہ مجھے معاف کر کے اس زمین سے باہر نکالو تو میں امانت واپس دیتا ہوں اور میرے گناہوں سے معافی چاہتا ہوں آپ نے اس زمین میں دھنسے ہوئے کو باہر نکالا اور امانت اس دیانت دار کو واپس دلا دی۔

آپ کا وصال کی خبر دینا اپنی قبر دو قبروں کے بیچ کی وصیت کرنا اور وہ قبر وہاں خود بخود دور ہو کر حضرت کی قبر کے لئے جگہ کر دینا۔

حضرت شاہ علی سرمست رحمۃ اللہ علیہ وقت آخری وصال کا آیا اس وقت آپ کے صاحبزادہ حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میرا وقت آپ بہت قریب آچکا ہے تو آپ مجھے میرے جو دو مرید گزرے ان کے بیچ میں میری بھی قبر بنوانا اور وہاں مجھے دفنانا اور جب آپ کا وصال ہو گیا اس وقت آپ کی بتلائی ہوئی مدفون کی جگہ نہ ہونے کی خبر پائی۔ تو پھر آپ وہاں سے قبرستان میں تشریف لے گئے اور دیکھا تو وہاں جگہ کشادہ پائی اور آپ کو اسی جگہ مدفون کرنے کے لئے قبر کھودی گئی اور آپ کو قبر شریف میں لٹا کر آپ کا منہ مبارک حضرت شاہ سلیمان دیکھے تو آپ نے تبسم میں آپ کے دونوں لب مبارک ہلتے دیکھے تو آپ کی کیفیت دیکھ کر تمام سامعین کہنے لگے اللہ اکبر کیا شان حضرت کی ہے۔ اور آپ کو خاک کے سپرد کر کے فاتحہ خوانی کے بعد واپس قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

حضرت سیدنا شاہ سلیمانؒ کی کرامات

فرید العصر، جنید الدہر، ولیٔ باکمال، تقویٰ شعار، قطب الاقطاب

حضرت سیدنا شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

وفات : ۷۵۰ھ مطابق ۱۳۲۹ء

کنویں میں دم کیا ہوا پانی ڈال دینا اور کافر جو آپ کے دشمن تھے وہ آپ سے محبت کرنے لگے۔

حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ پٹن شہر میں آپ کے دولت سرا میں رہ کر آپ بھی ''کات'' مسجد میں خطبہ دیتے رہے اور آپ نے علم مکمل حاصل کر لئے تو آپ کو اللہ کی طرف سے قطب الاقطاب کا خطاب ملا اور آپ بڑے پایہ کے ولیٔ کامل ہوتے ہوئے اور اپنی کرامتوں کو کسی پر ظاہر ہونے سے چھپاتے رہے اور آپ کی یہی خدمت خدا کرتے ہوئے آپ کے دولت سرا میں رہتے تھے۔ اور اس محلّہ میں کافروں کا زور بہت تھا اور وہ آپ کو ہمیشہ تکلیفیں دیتے مگر آپ ان کو کچھ بھی کہنا یا جواب دینا پسند نہیں کرتے تھے۔ مگر وہاں کے مسلمانوں نے آپ کو فریاد کی کہ ان کافروں کی تکلیف سے ہم مسلمانوں کو اس بستی میں رہنا گوارا نہیں پھر اپنے مسلمانوں کو تسلی دے کر وہاں ایک کنواں تھا جس کا پانی تمام کافر بھی پیتے تھے اس پانی پہ آپ نے کچھ پڑھ کر دم کیا پھر وہ پانی جو بھی پیتا وہ آپ سے اور تمام مسلموں سے محبت رکھتے ہوئے آپ کے مجلس میں آیا کرتے اور آپ سے بڑی محبت سے پیش آتے۔

آپ پر جادو کرنا صبر سے کام لے کر ۷۰۰ بلاؤں کو کڑائی میں جلا کر راکھ کر دینا۔

یہ خبر اور دیگر محلّہ والے کافروں کو ہوئی کہ حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے محلے کے قریب والے کافر زیادہ تر محبت رکھتے ہیں۔ تو ان کافروں کو حسد ہونے سے انہوں نے جب آپ کچھ بیمار ہوئے تھے اور کچھ صحت پائی تو دیگر کافروں نے مشورہ کر کے سب مل کر حضرت پہ حملہ کر دیں اور آپ کو مار ڈالنے کا مشورہ کیا مگر کسی کی ہمت نہیں ہوئی مگر رات کے وقت آپ کو خواب میں یہ در پیش ہوا کہ کئی بھیانک ڈرانے والی شکلیں آپ کے سامنے آئیں اور دانتوں

کوکڑ کڑا کر آپ کو ناپاک شکلیں ڈرانے کے لئے آئیں، پھر آپ خواب سے چونکے اور دیکھا کہ کافروں نے کچھ جادو کیا ہے اور اس میں بدشکل دکھائی دیتی ہے تو آپ بستر سے اٹھ کر غسل کر کے آپ نے ان کی طرف لاحول پڑھ کر پھونکا اور جانپانیر کے میر کو بلا کو اس کے پاس ایک کڑائی منگوائی اس میں تیل اور گائے کا گھی کل سات سیر ڈالا اور اس میں کچھ مسور کے دانے پڑھ کر ڈالے، اسی وقت اس کڑائی میں وہ بلائیں باشکل سات سوتھیں وہ سب کڑائی میں گر کر خاک ہوگئیں اور ایک شخص چیل کی طرح اڑتا ہوا آپ کے سامنے آیا اور فریاد کرنے لگا کہ یا حضرت یا پیر اب ہم کو بچاؤ، پھر آپ نے کہا صبر کر یہ ملک پاک ہوجائے پھر اس نے کہا، یہ ملک تو ایسا ہی ہوا اور آپ نے کڑائی الٹی کردی، پھر کڑائی کو زمین میں دفن کروادی۔ پھر آپ نے فرمایا: ان شجرت الزقومo طعام الاثیم oکالمھل یغلی فی البطونo کغلی الحمیمo

ناگور (راجستھان) کے ملیکھا دیو کو بھگانا۔

ایک روز حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ناگور شہر میں تشریف لے گئے وہاں شہر میں ایک بلا کتے کی شکل میں پیدا ہوئی تھی اور وہاں کھیتی کی پیدائش کو تباہ کر دیتی تھی، اس سے لوگ بہت حیران و پریشان تھے۔ آخر کار وہاں کے حاکم تک جا کر رعایا نے فریاد کی اور کہا کہ اب ہمارا حال تباہ ہو رہا ہے۔ پھر حاکم حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ آپ کے سامنے پیش کیا اور عرض کرنے لگا کہ ملک ویران ہوا جاتا ہے۔ اس قہر کی بلا نے جان کے لالے کر دیئے ہیں تو آپ ہمارے اوپر مہربانی کر کے اس بلا سے نجات دلاؤ۔ تب آپ نے ایک کاغذ کے رقعہ پر کچھ لکھ کر ہوا میں اُڑا دیا وہاں ملیکھا نامی دیو کے پاس کاغذ پہنچا اور وہ رقعہ پڑھتے ہی انسان کی شکل میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ کیوں اس غلام کمترین کو بلایا ہے اور جو آپ حکم دو میں بجا رہا ہوں مگر میرا دل اس شہر کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اس شہر کے لوگوں کی الفت، محبت کو توڑنے کو پھر آپ نے فرمایا کہ ناگور چھوڑ دو، تو ملیکھا دیو آپ کی قدمبوسی کر کے اپنے مقام پر چلا گیا۔ حضرت کی دعاؤں کے طفیل سے ناگور شہر کی رعایا اور حاکم خوشحال ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق پالنپور (شمالی گجرات) جانا، مسجد تعمیر کرنا۔

حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہوا کہ آپ پالنپور جاؤ اور وہاں ایک مقام ایسا تھا کہ اس مقام میں ایک دیو نے کئی پتھر جمع کر کے لوگوں کو فریب اور جادو کے زور سے پوجا کراتا تھا اور اپنے کو معبود بنا بیٹھا تھا اور وہاں اگر نیک بندہ جاتا تو اس کو حیران و پریشان کرتا تھا۔ اس لئے آپ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پالنپور جا کر اس دیو کے مکان کو ڈھا کر وہاں مسجد بنانے کا حکم دیا تھا۔ اس غرض سے آپ پالنپور جا کر وہاں کے حاکم سے مل کر اس کو حقیقت سے آگاہ کیا پھر حاکم نے عرض کی کہ حضرت یہ کام مشکل ہے کیوں کہ یہ دیو بڑا ظالم ہے اور اس نے کئی خدا پرستوں کو حیران کیا ہے آپ نے فرمایا کچھ غم مت کرو ہمارا محافظ خدا ہے۔ اور فرمانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بجانا ہے اور اس مقام میں اپنے مرید اور ساتھیوں کے ساتھ داخل ہوگئے اور اس دیو کو وہاں سے بھگا دیا اور اس جگہ کو صاف کر کے وہاں آپ نے ایک مسجد بنوائی اور آپ نے وہاں خطبہ پڑھا مسجد آباد ہوئی اور وہاں نماز ہونے لگی۔ مگر جب آپ مسجد میں حاضر نہ ہوتے تو اس وقت موقعہ پا کر وہ دیو نمازیوں کو ستاتا تھا اس لئے آپ نے وہاں قیام کر کے چالیس روز تک نماز ادا کرتے رہے اور آپ نے اسم اعظم پڑھا تب اس نے اپنے جادو کے زور سے دوسری بلائیں اس کی مدد کے لئے بلوائیں تو آپ نے دیو کو اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ کر جلا کر خاک کر ڈالا۔ پھر وہ مسجد آباد ہوگئی اور مسلمان خشوع وخضوع کے ساتھ نمازیں ادا کرنے لگے۔

راہب (پادری) کا اسلام قبول کر لینا۔

حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ایک روز مسجد میں عالموں اور فاضلوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے کشف وکرامات کی گفتگو کر رہے تھے اتنے میں ہاتف سے خبر ہوئی کہ ایک صاحب آپ کی آزمائش کے لئے آتا ہے تو آپ ہوشیار رہنا اتنے میں وہ راہب آپ کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا کہ آپ مسلمانوں کے رہبر ہو تو مجھے بھی کچھ کرامت دکھایئے اور ایسا نہ ہو سکے تو میں آپ کو اپنا کرشمہ دکھاؤں تو آپ نے کہا کہ اے مغرور! خدا کے پیارے اپنی ضرورت کے وقت اپنی کرامت ضرور دکھاتے ہیں ورنہ اس کو چھپاتے ہیں یہ سنتے ہی وہ غصہ میں آکر شیر کی شکل میں

نمودار ہوا اسی وقت آپ نے اس پر نظر ڈالی تو وہ گدھے کی شکل بن گیا پھر تو وہ بہت ہی شرمندہ ہوگیا تو آپ نے اس پر رحمت کی نظر سے دیکھا تو وہ اصلی انسان کی شکل میں ہوگیا۔ اور شیخی کر کے آسمان کی طرف اڑا اسی وقت آپ کی چادر آپ کے پاس تھی اس چادر کو حکم دیا کہ اس راہب کو پکڑ لا اسی وقت چادر اڑی اور ایک چیل بن کر اس راہب کو چڑیا کی مانند پکڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا پھر وہ لاچار ہو کر ایمان لایا اور مسلمان ہوگیا۔

آپ کی دعا سے برسات ہونا

حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ایک روز مسجد کے باہر محفل کے بیچ بیٹھے ہوئے تھے اس وقت بارش کا موسم تھا اور آپ کچھ گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں آسمان پر ابر آیا تو اس وقت بیٹھے ہوئے سامعین نے عرض کی کہ حضرت اٹھو بارش آئے گی تو آپ نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو بارش سلیمان کا ادب رکھے گی، تو اس وقت راستے میں چلتا ہوا بنیا جا رہا تھا اور وہ بولا کہ بارش کسی کا ادب نہیں کرے، اتنے میں چند قطرے بارش کے گرے تو آپ ناخوش ہوئے آپ شاہ ابدال نے بارش کی طرف نظر کی تو بحکم پروردگار سے جو ابر تھا وہ بے آب (بغیر پانی کا) ہوگیا اور ایک قطرہ بھی بارش نہیں ہوئی اور کھیتی کی فصل سوکھنے لگی تو اطراف کے لوگ جمع ہو کر پٹن شہر میں حضرت شاہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بارش کے لئے دعا چاہی تو آپ نے فرمایا کہ حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی ناراضگی کا باعث ہے اگر وہ دعا فرمائیں تو بارش ہو سکتی ہے۔ پھر تو سب کے سب وہاں سے حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سے حاضر ہوئے اور بہت منتیں کیں اور بولے کہ ہم برباد ہو رہے ہیں۔ آپ رحم فرما کر ہماری مصیبت ٹال دو تو آپ نے ابر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ تیری جستجو میں سب حیران ہیں یہ سخن آپ کے منہ سے نکلا تو انسان کی شکل میں برسات حاضر ہوئی اور آپ نے اس سے فرمایا کہ تو مجھ سے اتنا بے ادب کیوں ہوا تو عاجزی کر کے معافی کا طلبگار رہا تو آپ نے اسے معاف فرما کر فرمایا کہ جا اب اصلی صورت میں آ کر ہر جگہ اپنے معمول کے مطابق برسا کر اور آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا یہ کہہ کر روانہ کیا اور بارش شروع ہوگئی، لوگ خوشحال ہوئے۔

وقتِ وصال مریدوں وسامعین کو حاضر رکھنا، قرآن پاک پڑھتے پڑھتے، سورۂ یٰسین شریف پر ختم ہونا اور روح کا نکلنا۔

حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا وقت وفات قریب آیا تو آپ نے اپنے سامعین سے کہا کہ جب میرا وقت وفات کا آئے تو تم سب میرے پاس رہنا آپ نے جو وقت بتایا تھا اس کے مطابق آپ کی خدمت میں تمام درویش حاضر ہو گئے۔ آپ کا مرض بڑھتا گیا اور آپ بیہوشی میں بھی قرآن شریف پڑھتے تھے اور جب سورۂ یاسین پر پہنچے تو اس وقت آپ کا وصال ہوا۔

وفات کے بعد نیک بخت خاتون بی بی کو جنازے کے پاس بلا کر مرید بنانا۔

آپ ۷۵۰ھ میں اس دنیا سے پردہ کر گئے اور آپ کے وفات کا وقت فجر آخر وقت میں ہوا تھا۔

آپ کے قریب میں ایک نیک بخت بی بی تھیں اور اس کا ارادہ آج یا کل آپ کی مرید ہونے کا تھا۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ آپ رحلت فرما چکے ہیں تو بہت پریشان ہوئی تو آپ نے آنکھ کھولی اور اس پاک دامن سے کہا کہ نزدیک آ اور آپ نے اپنے ہاتھ پر بیعت دی پھر تو ایک دم شور اٹھا کہ حضرت زندہ ہیں تو آپ کو میدان میں لے جا کر رکھ دیکھا تو آپ وفات پا چکے ہیں مگر آپ کے لب ہلتے ہیں، یہ واقعہ سفر میں جنگل بیابان میں ہوا ہے تو آپ کے لئے کفن کی تلاش کی مگر کہیں نہ مل سکا اور غیب سے کپڑا اور مہر زرّین آ گیا اس مہر شریف کو وہاں دکھایا گیا مگر اس پر لکھا ہوا پڑھنے میں نہیں آیا وہ مہریں ستّر (۷۰) تھیں یہ ایک شخص لے کر اپنے گھر لے گیا اور تبرک سمجھ کر کپڑے میں لپیٹ کر لے گیا اور ان کو قبر میں رکھا یہ قبر آپ کے پہلو میں ہے۔

حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات بہت ہیں اور آپ بعدِ الست ہیں۔

آپ صاحب کرامت تھے۔ آپ نے زیادہ قیام پالنپور میں کیا ہے اور وہاں آپ نے مسجد تعمیر کرائی اس مسجد کا نام مسجد الداس ہے۔

سیدنا شاہ قطب محمود دادا کارنٹوی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے حالات

عارف باللہ، ملک المعبود، استادالاولیاء، ابوالاولیاء، خلاصۃ الملوین، دلیل الزائرین، امانت الخائفین، عارف حق، غوثِ زمانی، محبوبِ یزدانی، قطبِ ربانی، شبلیٔ زمانی، اویسِ ثانی

سیدنا شاہ قطب محمود دادا کارنٹوی قدس اللہ سرہٗ العزیز

پیدائش : ۶۴۷ھ مطابق ۱۲۲۶ء۔ وفات : ۵/رمضان ۷۵۸ھ مطابق ۱۳۳۷ء

عمر : ۱۱۱ سال، عرس : ۲۵ شعبان المعظم

آستانہ : مقام پوسٹ کارنٹا، تحصیل خانپور، ضلع مہیسا گر (گجرات)

حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کی حالت حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے آپ کے امیر مشؤون ہیں قطب الاقطاب وغوث الزماں، اویسِ زمانہ، شبلیٔ ثانی مولانا سید شاہ خطیب محمود قدس اللہ سرہٗ ونور اللہ۔

ناگور میں مسلمانوں کا ایمان بگاڑنے والا مخلخل جن شیطان کو بھگانا۔

آپ مادرزاد خطیب ہیں اور آپ کا خطیب محمود سے مشہور ہونے کا سبب یہ ہے کہ ایک روز آپ ناگور شہر میں تشریف فرماتے کہ چند مسلمان جا رہے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو ان لوگوں نے کہا ایک صلیب کی پرستش کے لئے جاتے ہیں جہاں پر کرشمہ یہ ہے کہ گونا گوں قسم کے کھانے آتے ہیں آپ وہاں گئے اور دیکھا کہ مخلخل نامی جن شیطانیت سے یہ کرتا ہے کہ نجس چیز کو خوراک کی چیزیں انسان کو بتاتا اور مسلمانوں کے ایمان کو خراب کرتا تھا۔ حضرت نے اس جن سے فرمایا یہاں سے چلا جا، اس نے جواب دیا کہ میرے باپ دادا نے یہ جگہ آباد کی ہے۔ میں نہیں جاؤں گا۔ آپ نے اس بت خانے کو ڈھا دیا۔ اور وہاں مسجد تعمیر کی اور مسجد کا نام قوۃ الاسلام رکھا۔

ناگور میں مسجد قوۃ الاسلام کی تعمیر کروانا۔

مسجد تیار ہو جانے کے بعد جب خطیب ممبر پر خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو اس مخلخل جن نے خطیب کو مار ڈالا اس کے بعد کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ وہاں خطبہ پڑھا سکے۔

حضرت سیدنا شاہ مولانا خطیب محمود کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ وہاں گئے اور ممبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اس روز سے آپ خطیب محمود کے نام سے مشہور ہوئے ورنہ آپ مادر زاد قطب ہیں۔ بہت بڑے ولی ہیں۔

شاہ سید محمود غوثِ زماں کا کارنٹا شریف برہمن کی بیٹی کو بچانے جانا۔

تحفۃ القاری اور دیگر ملفوظات میں درج ہے کہ ایک برہمن مُرلی کشن نامی احمد آباد شہر میں آیا اور عدالتِ شاہی میں فریاد کی کہ میں کارنٹا کا رہنے والا ہوں وہاں کا راجہ سندھو جی حلال خور قوم سے ہے ایک روز وہ کمینہ شراب پیے ہوئے اس کے ساتھیوں کے ہمراہ ہواخوری کو جارہا تھا کہ اس کی نظر میرے محلّہ کی طرف پڑی اور میری لڑکی نیک اختر روپ کنور تیرہ سال کی بالا خانہ پر کھڑی تھی اس پر اس بدذات کی نظر پڑی اور اس پر فریفتہ ہو گیا اور اس نے میرے پاس پیغام بھیجا کہ میرے ساتھ لڑکی کی شادی کریں ورنہ میں طاقت سے زبردستی لے لوں گا۔ میں نے مجبور ہو کر اس کی بات کو قبول کیا اور ۶ ماہ کا وقت لیا ہے۔ میں یہ درگاہِ شہنشاہ و بارگاہِ عالم پناہ گلباہ آیا ہوں کہ یا حضرت سلامت یہ سراسر ظلم ہے کہ زبردستی راجہ خور قوم کا آدمی برہمن کی لڑکی سے شادی کرے۔ ایسا آپ کی سلطنت میں یہ پہلے کبھی نہیں ہوا ہے۔ اس لئے امید رکھتا ہوں کہ آپ ایک فوج لے کر جلد اور آسانی سے وہ مقام فتح کر لیں گے اور میرا بھی کام ہو جائے گا۔ تب بادشاہ نے پوچھا اس ضلع کی پیدائش کیا ہے اور اس راجہ کا لشکر کتنا ہے، عرض کیا تقریباً ۷۰۰ (سات سو) ہتھیار بند زرہ پوش سوار ہیں اور دو ہزار پیادہ کا لشکر ہے۔ اکثر اس کے تابع کے لوگ ملک واگڑ سے لوٹ کر آتے ہیں اور گزارا کرتے ہیں۔ تب وزیروں نے مشورہ دیا کہ آمدنی وہاں کی کم ہے چنانچہ پہاڑ کھود کر چوہے مارنے کی مثل ہے۔ سردار مردار خار پر لشکر لے جانا بادشاہ سلامت کی فوج کو مناسب نہیں ہے۔ سردار مردار خور کافر ہے اور برہمن بھی کافر ہے۔ دونوں جہنم میں جائیں گے۔ جب سلطان ظلِ سبحانی مدظلہ علیہ نے وزیروں سے یہ مشورہ سنا تو برہمن کو جواب دیا کہ یہ مشکل کام مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ برہمن آخر مجبور اور ناامید ہو کر گیا، غیب سے اس کے کان میں آواز آئی کہ اے برہمن تیرے غم کی حالت قطب الاقطاب قطب محمود سے نہروالی شہر میں جا کر

جلدی سے بیان کر۔ وہیں تیری مراد پوری ہوگی۔ تب برہمن وہاں سے قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا جب حضور نے برہمن کو دیکھا تو فرمایا کہ اے آنے والے بتا کہاں سے آیا ہے؟ اور کیا چاہتا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ یا امیرِ مسعود میں محمود آباد عرف کرینٹھے سے یہ درگاہِ سلطان فریاد لے کر گیا تھا۔ لیکن بادشاہ کے وزیروں نے میری فریاد نہ سنی اور مجھے وہاں سے نکال دیا اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ امید ہے کہ میرا مقصد پورا ہوگا۔ تب قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تسلی دی اور ایک خط بادشاہ کو بھیجا، اس کا مضمون یہ تھا کہ کافروں کے مقابلے کے لئے میں جاتا ہوں اس لئے کچھ لشکر میرے ہمراہ دینا۔ ان شاء اللہ وہاں سے رسومِ اسلام جاری کروں گا۔ بادشاہ نے فوراً ۹۰۰ سوار زرہ پوش تیار کر کے بھیجے۔ برہمن نے کہا کہ یا حضرت اگر آپ کا حکم ہو تو ایک تدبیر کریں تا کہ لشکر کا ایک آدمی بھی نہ مرے اور وہ حرام خور بھی جہنم میں پہنچ جائے آپ نے فرمایا وہ کیا تدبیر ہے۔ تب برہمن نے تین سو محافہ مع سبز والی کے تیار کرائے اور ایک ایک محافہ میں تین تین لشکر کے آدمیوں کو بٹھائے اور لشکر کے گھوڑے پٹن میں (نہروالا) رکھے اور بارات کے بہانے سے محافوں کو کرینٹھا کی طرف روانہ کئے۔

شیر، سانپ پر سوار پر (سندھو جی) کی فوج کو ہٹانا۔

اور برہمن بہت جلدی کرینٹھا میں آیا اور راجہ سندھو جی سے کہا کہ میرے رشتہ دار میری لڑکی کی شادی میں شریک ہونے کے لئے پٹن سے مہمان آرہے ہیں۔ اس لئے آپ کرینٹھا گاؤں میں اعلان کرا دیں کہ کوئی شخص مہمانوں کی طرف نہیں دیکھے اور ان کو تکلیف نہ پہنچائے کیوں کہ اس میں پردہ دار عورتیں ہیں تب سندھو جی نے برہمن کے کہنے کے مطابق گاؤں میں تاکید کرا دی۔ پھر تو محافوں کی قطاریں کرینٹھا سے چار یا پانچ منزل رہ گئے تھے کہ اتنے میں قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ حکم خدا سے اپنے شیر پر سوار ہوئے اور ہاتھ میں سانپ کا کوڑا پکڑا۔ نہروالا شہر سے کرینٹھا کی جانب چلے، آپ محافوں سے تین روز پہلے کرینٹھا میں داخل ہوئے اور سندھو جی کا سر آپ کے کوڑے سے الگ کیا۔ شیر اور سانپ کو ان لوگوں پر مسلط کیا، بہت سے حرام خوروں کو شیر اور سانپ نے مارے اور باقی کے لوگوں کو لشکر کے آدمیوں نے آ کر موت کے گھاٹ اتارا۔

ان کی تمام جڑیں نکال دیں اوران کی جگہ پر مسلمان آباد کئے۔

سرکارِ مدینہ کے حکم پر کارنٹا شریف آباد کرنا، مسجد تعمیر کرنا۔

حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ہمارے آقا و مولا تاجدارِ مکی و مدنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے کرینٹھا میں سکونت اختیار کی اور مسجد تعمیر کرائی۔

سلطان محمود خان کا حضرت محمود کو کارنٹا شریف جا کر مدد کا حکم کرنا۔

سلطان محمود خان کے حکم کے مطابق امیر نے تھانے داروں کے رہنے کے لئے مہی ندی کے کنارے بھادر ندی کے قریب قلعہ بنانے کا کام شروع کیا۔ کاریگر لوگ دن کے وقت دیوار تیار کرتے تھے لیکن رات کے وقت دیوار گر جاتی تھی۔ آخر امیر نے سلطان کو احمد آباد یہ واقعہ لکھا۔ جب بادشاہ کو خبر ملی تو فکر ہوئی کہ یہ کام سوائے ولی اللہ کے کوئی نہ کر سکے گا تو ایک شخص نے بادشاہ کو خبر دی کہ شہر نہروالا عرف پیران پٹن میں حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ ہیں وہ اس بلا کو دفع کر سکیں گے تب بادشاہ نے آپ کو بلانے کے لئے خط اور گھوڑا آپ کے پاس بھیجا۔ اس کی خبر پہلے سے سرکارِ مدینہ نے حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا کہ بادشاہ کا گھوڑا اور خط آپ کے پاس آئے گا تو آپ کرینٹھا جا کر قلعہ کی بلا کو دفع کیجئے۔ وہاں سکونت اختیار کر کے میرے دین کی اشاعت کیجئے۔ حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ خط کا انتظار کر رہے تھے کہ سلطان محمود خان کا خط اور گھوڑا آیا۔

دیو کو بھگانا، قلعہ تعمیر ہونا۔

آپ گھوڑے پر سوار ہو کر کرینٹھا گئے اس وقت چند بدکار لوگ شیطانیت کے درجے پر پہنچ گئے تھے ان پر حضرت نے اسمِ اعظم پڑھا تب وہ لوگ بدجانور کی صورت میں تبدیل ہو گئے اور آخر وہ جلائے گئے۔ اوران کو بھادر ندی میں ڈال کر بہت بڑے پتھر کئی ہزار من کے ان پر رکھ دیئے گئے، جہاں پر قلعہ کی دیوار گر جاتی تھی وہاں ایک دیو تھا، وہ جب گردن اونچی کرتا تھا تب دیوار گر جاتی تھی پھر جب حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو دیو

وہاں سے بھاگ گیا۔ اس کے بعد قلعہ کی دیوار نہیں گری۔ یہ واقعہ ۶۹۹ھ کا ہے اور قلعہ ۷۶۱ھ میں خلائق کے لئے آباد ہوا۔

حضرت کا خطبہ سننا روپ کنور لڑکی کا۔

ایک مرتبہ کرینٹھے کی مسجد میں حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے اس وقت خلق اللہ کا بہت بڑا ہجوم تھا۔ اس وقت آپ نے حدیث بیان فرمائی کہ طالب الدنیا مخنثٌ وطالب العقبیٰ مؤنثٌ و طالب المولیٰ مذکرٌ۔ جب آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی اس وقت برہمن کی لڑکی روپ کنور جس پر سندھو جی حلال خور راجہ فریفتہ ہوا تھا وہ ہاتھ میں مٹکا لے کر عورتوں کے ساتھ پانی بھرنے کے لئے وہاں سے گزری تب حدیث اس لڑکی نے سنی تو عشق الٰہی اس کے قلب میں جوش مارنے لگا اور خیال کیا کہ اکثر لوگ دنیا کی طلب یا عاقبت کے طالب ہوتے ہیں۔ طالبِ مولیٰ تو ہزاروں میں ایک ہوتا ہے، اس لئے عورت اور مخنث سے کیا پردہ کرنا۔ یہ خیال کر کے عشق الٰہی کی مدہوشی میں گھر پر گئی اور برہنہ رہنے لگی۔ لیکن حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آتی تو کپڑے پہن لیتی اور کوئی آدمی اس کے پاس علاج کرنے کو آتا تو ان کو یہ لڑکی مخنث کہتی یا زنانہ کہتی۔ اس وجہ سے ہر شخص شرمندہ ہو کر چلا جاتا اگر کسی نے باوجود علاج کیا تو فائدہ نہ ہوتا تھا غرض روپ کنور کا باپ مرلی کشن اور اس کا بھائی اور شوہر اور دوسرے رشتہ دار حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے۔ جب لڑکی نے حضرت کو دیکھا تو کپڑے پہن لیے مرلی کشن نے کہا کہ پیر روشن ضمیر اس لڑکی کو کیا ہوا ہے کہ آپ کو دیکھ کر کپڑے پہن لیے ہیں اور دوسروں کو دیکھ کر برہنہ ہو جاتی ہے۔ آپ برائے کرام اس کا آسیب دور کیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اے برہمن! لڑکی کو کوئی بلا نہیں ہے بلکہ عشق الٰہی کی آتش سے سوختہ ہے اگر چہ لڑکی تمہارے نزدیک نامقبول ہے لیکن اللہ کے نزدیک مقبول ہے۔ حضرت قطب زماں رحمۃ اللہ علیہ نے لڑکی سے کہا کہ تمہارے قلب پر جو کیفیت طاری ہوتی ہے وہ سناؤ تب روپ کنور نے کہا کہ دنیا میں زیادہ تر انسان عورتیں یا مخنث نظر آتے ہیں کیوں کہ زیادہ تر آدمی دنیا کے طالب ہیں

اس لئے مخنث یا عورتوں سے پردہ کرنا ضروری نہیں ۔ حضرت قطب محمد رحمۃ اللہ علیہ کو میں ظاہراً اور باطناً مرد دیکھتی ہوں اور اس وجہ سے آپ سے حیا کر کے کپڑے پہن لیتی ہوں ۔ تب آپ نے اس کے باپ سے فرمایا کہ یہ لڑکی شرک سے نکل کر طالبِ اللہ ہوگئی ہے اس کے اچھے ہونے کی امید نہ رکھنا ، آخر میں روپ کنور کو افسوس کے ساتھ گھر لے گئے اور اس لڑکی نے گھر جانے کے بعد کھانا پینا چھوڑ دیا ۔ پھر تو مجبور ہو کر اس کو گھر سے نکال دیا یہ برہمن زادی حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئی اور تین روز تک آپ کی خانقاہ میں رہی اور اس کا دماغ شہواتِ نفسانی وسواسِ شیطانی سے پاک ہوا پھر حضرت نے اس کو مرید بنایا اور اس کی عمر طویل بخش دی و دعائیں دیں جہاں آپ کی عبادت کی جگہ تھی وہاں پانی بہت گہرا تھا عام طور پر اس کو کنڈ کہتے تھے وہاں پر رہنے کا اس کو حکم فرمایا اور آپ نے فرمایا یہاں پر عبادت کرنا اور مخفی رہنا ظاہر مت ہونا یہ بیان ملفوظات میں درج ہے کہ یہ لڑکی آج تک حضرت کے اشارے سے اسی جگہ پر زندہ ہے لیکن کسی کو نظر نہیں آتی ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت سید السادات مخدوم جلال الدین جہاں نیاں جہاں گشت سے مخدوم سید قطب الاقطاب سید شاہ خطیب محمود کارنٹوی سے کارنٹا شریف ملاقات کو آنا ۔

سید السادات قطب الاقطاب غوث والا حضرت جلال الدین عرف مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ پہاڑیوں اور صحراؤں کی سیر کے لئے گئے اور دریاؤں کو اور بیابانوں کی سیر کرتے ہوئے اس حد تک گئے کہ آفتاب و ماہتاب نے آپ سے مصافحہ کیا ۔ سفر کے دوران میں اکثر اولیاء کی کرامت کو قوت جلالت سے چھین لیا اور اپنے وطن کو گئے تب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اے مخدوم ذی علوم کرینٹھا کوہستان میں واقع ہے ۔ وہاں جاؤ ، وہاں غوثِ زماں حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیجئے اور ملاقات کیجئے ۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق آپ کرینٹھا تشریف لے گئے

اور مسجد میں ٹھہرے اور فرمایا کہ یہاں خدا کے دوست کی خوشبو آتی ہے ۔ جب حضرت مخدوم جہاں نیاں رحمۃ اللہ علیہ کے آنے کی خبر حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کے خدام کو ہوئی تو وہ قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ یا پیر روشن ضمیر آپ حضرت مخدوم جہاں نیاں رحمۃ اللہ علیہ سے ہرگز مصافحہ نہ کیجئے ۔ کیوں کہ حضرت مخدوم جہاں نیاں رحمۃ اللہ علیہ کرامتیں چھین لیتے ہیں تب حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کم ظرف انسانوں سے کرامت چھین لی گئی ہے اور عارفوں کو کرامتیں بخشی گئی ہیں ۔ کچھ فکر کی بات نہیں کہ جو کرامتیں چھینی گئی ہیں وہ بھی واپس دلواؤں گا جب مخدوم جہاں نیاں نے ایک رقعہ حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا ، عصر اور مغرب کے بیچ میں دونوں قطب اور غوث کی ملاقات ہوئی اور دونوں اولیاء اللہ مسکرائے اور بہت خوش ہوگئے ۔ حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کا پیرہن دونوں کندھوں پر چاک والا تھا اور حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کا قمیض سینے پر چاک والا تھا آپ اس طرح سے سینہ سے سینہ لگا کر ملے کہ حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کا پیرہن سینہ پر سے پھٹ گیا اور حضرت مخدوم جہاں نیاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے دونوں کے درمیان میں کپڑے کا حجاب نہ رہے ۔ بعد میں گفتگو ہوئی کیوں کہ حضرت مخدوم جہاں نیاں رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ دادا سے مراتب پائے ہوئے تھے ۔ حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر بھادر ندی پر وہ چشمہ جہاں پانی بہت گہرا تھا ، لے گئے جہاں آپ کی عبادت گاہ تھی ۔ وہاں چند عجائبات دیکھے اور چند کرامات اور مسئلے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے حل فرمائے ۔ چالیس روز تک وہاں چلہ میں رہے اور پھر باہر آئے پھر حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ مجھ سے بیعت لیجئے ۔ تب آپ نے فرمایا کہ میرے والد شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور میرے دادا حضرت شاہ علی سرمست رحمۃ اللہ علیہ جنید یہ سلسلہ میں بیعت لیے تھے اور خلق اللہ کو راہِ حق بتائے اور آپ سلسلۂ سہروردیہ میں ہیں ۔ یہ جواب سن کر حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے ۔ بعد میں اس رات کی تہجد کی نماز کے وقت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی روح مقدس چاروں خلفاء کے ساتھ حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اے قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ بیعت سب مجھ سے ہیں۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ جو کہیں وہ قبول کرو تب حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ حضرت مخدوم جہاں نیاں رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے اور سلسلۂ سہروردیہ میں داخل ہوئے۔ بعد دو روز کے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مراتب میں ہم دونوں برابر ہیں چند مشکلیں ان چلہ کے دنوں میں تم نے آسان کیں اور حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے گوجری زبان میں دوہرا پڑھا۔ ساگ لپیٹا بھات ہے اور بھات لپیٹا ساگ ہے۔

مخدومِ جہاں نیاں جہاں گشت سے کرامتیں واپس کروانا۔

جن اولیاء اللہ کی کرامت آپ لے آئے تھے وہ سب حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کو دیئے۔ لیکن قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ نے قبول نہیں کئے اور فرمایا کہ اے حضرت مخدوم جہاں نیاں رحمۃ اللہ علیہ میں عشقِ الٰہی روزِ ازل سے میرے باپ دادا کے ساتھ پایا ہوں، ان نعمتوں کی ضرورت مجھے نہیں ہے لیکن یا مخدوم رحمۃ اللہ علیہ غور کیجئے کہ اگر کسی آدمی کے پیسے گم ہو جائیں تو کتنا غم کرتا ہے۔ ان اولیاء اللہ نے کتنی محنت اور مشقت اٹھانے کے بعد یہ نعمتیں پائی ہوں گی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومنوں کا دل عرش اللہ ہے تو یہ کرامتیں جن سے آپ نے لے لی ہیں ان کو واپس کر دیں اور سب کے سب اولیاء اللہ خوش ہو گئے۔ حضرت مخدوم جہاں نیاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ نے مجھے قیامت کے دن کی جوابداری سے بچالیا اور اولیاء اللہ میں مجھے بدنامی سے صاف کیا اور اللہ کا شکر بجالائے اور اپنے مقام کی طرف تشریف لے گئے۔

قطبِ کارنٹا کی شادی کے لئے سرکارِ مدینہ کے حکم سے............

حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کی شادی کے لئے سرکارِ دو عالم کے حکم سے رمضان المبارک کے مہینے میں حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک چاروں خلفاء کے

ساتھ رات کے وقت حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے اور حکم دیا کہ اے محمود! حکم خداوندِ کریم کا ہے کہ تم شاہ سید زین الدین کی صاحبزادی کے ساتھ نکاح کرو، اس صاحبزادی سے اولیاء اللہ پیدا ہوں گے۔ تب حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قبول فرمایا۔

حضرت سید زین الدین صاحب نے باطنی حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے اور ظاہراً سلطان کے حکم سے زین آباد عرف امرتھنی آباد کیا ہے۔ گاؤں کا نام زین آباد رکھا۔ سلطان احمد آباد کی طرف سے آپ وہاں کے حاکم مقرر ہوئے تھے۔ حکومت اور قضاۃ آپ اس علاقے کی کرتے تھے جب حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کا پیغام بھیجا تو حضرت سید زین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی اشارہ فرمایا ہے تو شادی کے لئے آپ جلد آیئے دونوں طرف سے شادی کا سامان تیار ہوا۔ ان کا اسمِ گرامی امۃ الرؤوف ہے۔ شادی کر کے دلہن کو حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کے گھر لے گئے۔ حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۶۴۷ھ میں ہوئی اور آپ کا وصال ۵۸ء کے ماہِ رمضان المبارک کی ۵ تاریخ کو ہوا۔ آپ کی عمر شریف ۱۱۱ سال کی تھی۔

آپ کی اولاد - وصال :

آپ کے فرزندِ اول شاہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ عرف علی شاہ ہیں۔ آپ کا وصال ۹ رشوال کو ہوا۔ ان کے وصال کے وقت حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ شکمِ مادر میں تھے اور دوئیم قطب حسین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ دونوں کی قبر مبارک درگاہ شریف میں حضرت قطب محمود کے روضہ میں ہے۔ تیسرے صاحبزادے مجتہد الزماں شاہ قاضی محمد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کا روضہ احمد آباد میں سارنگ پور میں ہے۔

حضرت سیدنا شاہ قاضی محمد کے حالات

قاضی العالم، عالمِ باکمال، شیخ الشیوخ، جنید الدہر، فرید العصر، مجتہد الزماں، محبوبِ رحمان، الواسل بواسلیٰ الحسمد، تقویٰ شعار، قطب الاقطاب

سیدنا شاہ قاضی محمد

وصال سنہ ۹۰۰ھ مطابق ۱۴۹۲ء،

آستانہ : شاہ حمادر وضۃ، مقام سرپور، چھوٹی ریلوے لائن، ہنجر سنیما کے قریب، احمد آباد

بچپن میں اکیلے رہنا یا کالو سندھی کے ساتھ گھومنا......

حضرت شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے اور بچپن سے آپ کی ایسی حالت تھی کہ آپ کسی کے بھی ساتھ میں بیٹھتے نہیں اور کوئی دل کی بات بتاتے نہیں۔ آپ بچپن ہی سے لاڈلے ہونے کی وجہ سے آپ کو کوئی کچھ نصیحت نہیں کرتے تھے۔

آپ کے دل و دماغ کا کسی کو پتہ نہیں چلتا تھا۔ اور آپ ہمیشہ تنہا رہا کرتے تھے مگر آپ کو فقط آپ کا چاکر کالو نامی سندھی تھا اس کے ساتھ آپ زیادہ وقت گھومتے تھے۔ آپ شباب تک پہنچے وہاں تک آپ نے کوئی علم حاصل کرنے کی توجہ نہ کی اور دنیا والوں کو وہم گزرا کہ آپ کالو سندھی کے ساتھ رہ کر اپنا جدی ورثہ چھوڑ کر خواہ مخواہ سندھی کے ساتھ وقت ضائع کرتے ہیں۔ اس بات کی چرچا گھر باہر ہونے لگا اور ایک روز کالو سندھی کہیں جا رہا تھا اس وقت راستہ میں کئی عورتیں موجود تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ اس شخص نے حضرت خطیب محمود رحمۃ اللہ علیہ کے دلبر حضرت شاہ قاضی سید محمد کو خراب کر رکھا ہے اور انہیں کوئی مہلت نہیں دیتا کہ اپنے خاندان کے قریب والوں کے ساتھ میں رہ کر کچھ علم دین حاصل کر سکیں۔

یہ بات جب اس کالو سندھی نے سنی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ آج سے میں آپ کو کبھی نہیں ملوں گا کیوں کہ دنیا والے مجھے بدنام کر رہے ہیں۔

علم دین حاصل کرنے کے لئے ہجرے میں چلے جانا :

قطب زماں حضرت شاہ قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے کو خراب کر رہا ہے، تب آپ نے فرمایا، کچھ غم مت کر، میں جب تک مثل میرے باپ کے نہیں ہو جاؤں وہاں تک تجھ سے تو کیا مگر کسی سے بھی نہیں ملوں گا۔ یہ کہہ کر آپ حجام کے وہاں گئے اور سر منڈا کر آپ کی والدہ کے قدم پکڑ کر عرض کی کہ مجھے اجازت دو ہجرے میں جانے کی، آپ کی والدہ نے آپ کو دعائیں دے کر ہجرے میں جانے کو رخصت کیا تو آپ ہجرے میں داخل ہو کر ہجرا بند کر کے قفل لگا کر علم دین حاصل کرنے پر کمر بستہ ہوگئے اور رات او ردن اسی شغل میں گزارے اگر آپ کو نیند کا جھونکا آتا تو آپ نمک اور لونگ کھرل کیا ہوا آنکھوں میں مل دیتے تو آپ کو اس کے درد سے نیند نہ آتی اور اگر کبھی کچھ وقفہ ہوتا تو فوراً چونک اٹھتے، آپ کے پاس انسان کی شکل میں علم پڑھانے کے لئے کوئی آتا تھا وہ کون تھا، اللہ بہتر جانتا ہے۔ آپ چھ ماہ میں حافظ قرآن اور علم دین سے مالا مال ہوگئے۔ آپ کشف وکرامات سے ممتاز ہوئے۔

حافظ قرآن ہونا اور مقبولیت حاصل کرنا۔ :

آپ اس عرصہ میں ایسے دبلے پتلے ہو چکے تھے کہ آپ کے جسم میں گوشت کا کوئی پتہ نہ چلتا تھا اور وہ ہڈیوں سی چمٹ گیا تھا، مگر آپ کا چہرۂ مبارک ماہِ تاباں کی طرح چمک رہا تھا۔ آپ نے فراغتِ علم کے بعد ہجرے سے نکل کر آپ کی اماں کے قدم چومے پھر تو دنیا میں عام چرچہ ہو گیا کہ حضرت قطب محمود رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت شاہ قاضی محمد حافظ قرآن ہوئے ہیں اور یہ خبر آپ کے ماموں کو ہوئی۔ آپ ان کی ملاقات کے لئے آپ کے پاس تشریف لائے تب آپ نیند (خواب) میں کلام اللہ پڑھ رہے تھے۔ تو آپ کے ماموں صاحب نے آپ کو نیند سے بیدار کیا، آپ نے کبھی ناجائز غذا تناول نہیں فرمائی آپ کے پاس آپ کا ایک گھوڑا تھا وہ بھی غیر کا گھاس دانا نہ کھاتا تھا۔ آپ نے مالوں کی آواز پہچان کر اٹھے اور وضو کر کے قرآن شریف پورا کیا۔

احمد آباد میں آنا اور آپ کے گھوڑے کا تقویٰ :

آپ جب احمد آباد سارنگ پور تشریف لے گئے اور اس وقت وہاں کے سپاہی گھاس دانا اطراف سے لوٹ کر آتے اور وہ گھاس دانا آپ کے گھوڑے کو ڈالتے مگر آپ کا گھوڑا کبھی گھاس دانا نہیں کھاتا تھا اور فقط پانی پر گذارا کرتا تھا اور بہت لاغر ہو چکا تھا۔ یہ بات آپ کو آپ کے مرید کہتے، گھوڑا اگر مر جائے گا تو خسارہ ہوگا مگر آپ کسی کو جواب نہ دیتے اور گویا سنا ہی نہیں ویسا کر کے ٹال دیتے مگر ایک روز ایک قافلہ آیا جس کے پاس گھاس دانے بہت تھے۔ ان کے پاس سے گھاس دانے خرید کر اسے گھوڑے کو ڈالا تو اس نے اسے کھالیا۔

گجرات کے بادشاہ کو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں آنا اور شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کو قاضیٔ دین اسلام مقرر کرنا:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ ولم ایک روز بادشاہ کے خواب میں آ کر فرمانے لگے کہ میرا اہم نام محمد ہے وہ قاضیٔ دینِ اسلام ہے اور وہ اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتا ہے تو تو ان کی تلاش کر اور ان سے مل۔ تو بادشاہ کو آپ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ روز بروز ہر جگہ تلاش کرتا رہا مگر آپ کو نہ پا سکا۔ مگر ایک وقت ایسا آیا کہ آپ حضرت قاضی محمد رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ کے مقام پر پہنچے اور اس کے مخبروں نے خبر دی۔ تب خلیفہ کو وہ خیال ہوا کہ شاید وہ حضرت قاضی محمد رحمۃ اللہ علیہ خود تشریف لائے ہیں کہ جو میں نے خواب میں دیکھے تھے۔ یہ کہہ کر خلیفہ آپ کے استقبال کے لئے سامنے آیا۔ تو وہ پہچان گیا تب آپ نے کہا کہ تیرے اور میرے ملنے کا یہ وسیلہ تھا۔ ورنہ تو کہاں سلطان اور میں کہاں درویش۔ اسی وقت سلطان آپ سے بغل گیر ہوا۔ اور عرض کی کہ آپ میرے یہاں رہو اور مقام اور وزارت قبول فرماؤ۔ تب آپ نے بادشاہ کی دلجوئی کے لئے عہدہ قبول فرمایا اور آپ وہاں مسند نشیں رہے اور آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ آپ نے بادشاہ سے اپنے عہدہ کا استعفیٰ دے دیا اور خدا کی بندگی میں مشغول رہے۔

عورت کو دیو ماہون کے چنگل سے چھڑانا :

ایک روز کا واقعہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو محافہ میں بٹھا کر جا رہا تھا اور راستے میں قضائے حاجت پیش آئی۔ تو وہ اپنی بیوی کو محافہ میں چھوڑ کر قضائے حاجت کے لئے تالاب کی جانب گیا۔ اس وقت وہاں ایک دیو (بھوت) اس انسان کی صورت میں آ کر محافہ کے ساتھ عورت کو لے کر وہاں سے چلا۔ جب اس کا شوہر فراغت پا کر آیا اور دیکھا کہ عورت اور محافہ نہیں ہے۔ وہ بیچارہ چاروں طرف ڈھونڈنے لگا۔ مگر کہیں پتہ نہ چلا۔ تب راستہ میں ایک مسلمان اس کو ملا اور وہ بولا کہ کہاں سے آئے ہو تم؟ آپ نے کہیں راستے میں محافہ دیکھا؟ تب وہ بولا کہ ہاں ایک عورت اس میں بیٹھی ہوئی ہے اور محافہ جا رہا ہے۔ یہ سن کر وہ دو میل تک دوڑا اور محافہ کے قریب جا کر اس دیو کو للکارنے لگا کہ اے ملعون! کہاں یہ میری عورت کو لے کر بھاگا جاتا ہے؟ تب وہ دیو بولا کہ یہ میری عورت ہے اور تو اسے مجھ سے چھیننا چاہتا ہے اور مجھے ڈرانا چاہتا ہے۔ اس طرح سے وہ دونوں جھگڑتے ہوئے عدالت میں فریاد کے لئے گجرات کے قاضی کے نزدیک جا کر اپنا احوال سنائے تب قاضی نے اس عورت سے کہا کہ ان دونوں کا حال سنا تب عورت بولی کہ میں اپنی ماں کے مکان پر تھی اور میرا خاوند مجھے محافہ میں بٹھا کر اپنے مکان پر لے جا رہا تھا۔ اور اسے راستہ میں قضائے حاجت درپیش ہوئی تو وہ تالاب پر فراغت کے لئے گیا اور فارغ ہو کر مجھے محافہ کے ساتھ دو کوس تک چلا، اتنے میں یہ شخص دوڑا ہوا آیا اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ اور اسی حالت میں آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں یہ دونوں برابر ہم شکل ہونے کی وجہ سے میں کچھ بتا نہیں سکتی کہ میرا شوہر کون ہے؟ پھر تو قاضی بھی گھبرا گئے اور انہوں نے مشورہ طے کیا کہ فیصلہ مشکل ہے مگر یہاں سے سب چل کر سارنگ پور جہاں حضرت قاضی محمد رحمۃ اللہ علیہ جلوہ گر ہیں۔ ان سے یہ ماجرا سنا کر صحیح فیصلہ پا سکتے ہیں اس غرض سے تمام سارنگ پور حضرت کی خانقاہ میں حاضر ہوئے اور وہاں جا کر تمام حال آپ کو سنایا تو آپ نے ایک آفتابہ (بدنا) منگوایا اور اس دیو سے کہا کہ تم دونوں میں سے جو اس کا حقیقی شوہر ہے وہ آفتابے میں سے منہ کی طرف نکلے، اسے ہم یہ عورت بخش دیں گے۔ وہ دیو اس بدنے میں گھس

کر کلام کرنے لگا، تب آپ نے بدنے کا منہ بند کر دیا تو وہ دیو بولا کہ آپ نے مجھے حکمت سے باندھ دیا مگر میں میری غلطی کا اقرار کرتا ہوں اور آئندہ کبھی ایسا نہ کروں گا۔ آپ مجھے رہا کر دو تو میں میری تمام عمر آپ کی غلامی میں رہوں گا تو آپ نے اسے بدنے کی قید سے رہائی دی تو وہ آپ کے سامنے دست بستہ ہو کر معافی کا طلبگار رہا۔ وہ عورت اس کے خاوند کو دلوا کر اسے اس کے مکان پر جانے کی اجازت دی تو وہ میاں بیوی اپنے مکان پر گئے اور وہ دیو جس کا نام ماہون تھا اس کو بھی آپ نے رضا دے دی۔

سابرمتی ڈوبتی ڈوبتی ناؤ انسانوں کی اپنی نعلین (جوتی) سے بچانا :

ایک روز حضرت شاہ قاضی محمد رحمۃ اللہ علیہ تفریح کے لئے سابرمتی ندی کے کنارے تشریف لے گئے۔ اس وقت بارش کا موسم ہونے سے ندی بھرپور جاری تھی۔ وہاں چند لوگ کشتی میں سوار ہو کر پانی میں پار ہونے کے لئے جا رہے تھے۔ ناگاہ ایک بھنور (گرداب) میں کشتی پھنس گئی اور یہ قریب تھا کہ کشتی ڈوب جائے تب کشتی کے ناخدا نے شور مچایا تو آپ نے اپنی نعلین (جوتی) کو حکم دیا کہ اس کشتی کو کنارے پر لا۔ اسی وقت آپ کی نعلین نے کشتی کو پکڑ کر کنارے لگا دی اور کشتی کے سوار بآسانی ندی سے پار ہو گئے۔

شیر کا مکان بچھو نے لے لیا جو دلا دینا :

ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت شاہ قاضی محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی خانقاہ میں جلوہ افروز تھے۔ اتنے میں ایک شیر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فریاد کرنے لگا کہ میرا مکان ایک بچھو نے چھین لیا ہے۔ تب آپ نے بچھو کو بلایا اور حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تو اس شیر ببر کو کیوں ستا رہا ہے اور اس کا مکان کس لئے تو نے چھینا ہے؟ تو وہ بولا کہ یہ شیر ناحق جانوروں کو مارتا ہے اس لئے میں اس کو حیران کرتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ جو جس کا کام ہے وہ کیا کرے اس طرح یہ شیر بھی اپنا کام کر رہا ہے اور تو اس کا گھر چھوڑ دے۔ مگر وہ بچھو اپنے زہر پر غرور کرتا تھا۔ اور وہاں سے نکلنے کو انکار کیا تو آپ نے اپنی نظرِ ابدالیت سے دیکھا تو اسی وقت وہ بچھو بکری کی صورت بن گیا۔ یہ حال دیکھ کر شیر اس کی طرف دوڑا، وہ بھاگا اور ایک کنویں میں جا گرا تو مایوس

ہوا۔اس کا فخر ٹوٹا تو آپ نے اس کو باہر نکلوایا اور اس کے مکان کا راستہ بتا کر روانہ کر دیا۔اور شیر کو بھی اس کا مکان دلا کر خوش کیا۔

آپ کی اولاد نہ ہونا،خواب آنا،آپ کی اولادِ پاک :

حضرت شاہ قاضی محمد رحمۃ اللہ علیہ کے وہاں عرصہ تک کوئی اولاد نہ ہوئی تھی تو محلّہ کی عورتوں نے آپ کی بیوی سے کہا کہ آپ کی گود ابھی تک خالی کیوں ہے؟ یہ بات آپ کی بیوی نے حضرت کو کہی تو آپ نے جواب دیا کہ یہ حال کل تم سے ظاہر کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ مکان بند کر کے سوئے تو آپ کی بیوی نے خواب میں دیکھا کہ عربی زبان میں ایک الف اور تین ہ خوشخط دیکھے تو آپ حضرت نے کہا کہ آپ کو پروردگارِ عالم تین فرزند اور ایک لڑکی عطا فرمائے گا۔ پھر تو آپ کے بطن سے جو صاجبزادی پیدا ہوئی ان کا نام اکا ملک عفیفہ تھا۔اور آپ کے تین صاجبزادے ہوئے۔(۱) حضرت شاہ سید حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت شاہ سید حامد رحمۃ اللہ علیہ اور (۳) حضرت شاہ سید حماد رحمۃ اللہ علیہ۔

وفات بعد کی کرامت - وفات سال :

حضرت شاہ قاضی محمد رحمۃ اللہ علیہ کا وقتِ وصال قریب آیا تو آپ نے لڑکوں کو بلا کر دعائیں دیں۔اور آپ بحقِ جان ہوئے۔آپ کا وصال رجب کی پانچ تاریخ کو ہوا ہے آپ کی وفات کے بعد آپ کے روضۂ اقدس پر جو کوئی آ کر قرآن شریف کی تلاوت کرتا اور اس میں کوئی غلطی ہوتی تو آپ مزارِ مبارک سے اس کی غلطی سدھرواتے تھے۔ یہ معاملہ کافی عرصہ تک چلا مگر ایک روز ایک درویش فاتحہ کے لئے تشریف لائے تھے اور انہوں نے کہا کہ یہ بات اچھی نہیں کیوں کہ یہ کام نبیوں نے بھی نہیں کیا ہے،تو آپ اس کام سے باز آئے۔اس روز سے آپ نے غلطی کا نکالنا بند کر دیا۔اس بات کے لئے شہر میں خبر ہوئی تو وہاں بڑا ہجوم ہوتا تھا اس سے آپ کو بھی تکلیف محسوس ہوتی تھی۔

حضرت سیدنا شاہ قاضی العالم شاہ حماد سہروردی قادری کے حالات

آپ کا نام سید شاہ حماد تھا۔ اور خطاب قاضی العالم تھا۔ آپ کے والد کا نام حضرت سیدنا شاہ محمد بن سید شاہ قطب محمود کارنٹوی تھا۔ آپ تینوں بھائی حضرت سید شاہ عالم محبوبِ باری سے مرید تھے۔ جیسے (۱) سید شاہ حمید الدین چاہلدہ (۲) سید شاہ حماد (۳) سید شاہ حمید رحمۃ اللہ علیہ آپ نے ۱۲ یا ۱۸ سال کی عمر میں ہر طرح کے علم حاصل کر لیا تھا۔ اس کے بعد اسلام کی تبلیغ و دین کے پھیلانے میں لگ گئے۔ پہلے گجرات میں اور آس پاس کے گاؤں شہروں میں ہدایت واسلام کی بلندی کے لئے گھومتے رہے۔ اور توحید ورسالت کا پیغام پہنچاتے رہے۔ کافی سال تک بادشاہ کے سپاہی و سپہ سالار بن کے دینِ حق کی بقا کے لئے جہاد کرتے رہے۔

آپ کی گنتی اونچے درجہ کے پرہیزگار اور متقیوں میں شریعت کی روشنی میں حلال روزی حاصل کرتے اور سچائی کا روشن مینار تھے۔ کبھی کہیں اپنے دوستوں کے یہاں دعوت میں جاتے اور وہ کھانے میں شک جاتا تو آپ الٹی کر ڈالتے تھے۔ اور یہ کھانے پینے کا اگر شک ہوتا تو آپ اس چیز کو نہ کھاتے نہ ہاتھ لگاتے۔ یہ عادت آپ کے گھوڑے میں بھی آپ کی صحبت سے آ چکی تھی وہ بھی شک والا چارا نہ کھاتا۔ سبحان اللہ!

آخری زندگی میں آپ اکثر وقت تنہائی میں رہنا پسند کرتے اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگے رہے آپ کی خانقاہ میں دنیاداری کی چرچا و گفتگو بالکل نہ ہوتی تھی۔ آپ کی وفات ۳۶ سال کی عمر میں ہوئی تھی۔ تاریخ اولیائے گجرات میں تاریخ دکن کے حوالے سے ایک حصہ نقل کیا ہے وہ یہ ہے: ''آپ زیادہ تر اکیلے وتنہا رہتے تھے۔ خادم آپ سے کوئی سوال کرتا تو آپ جواب میں یہ فرما دیتے کہ میں نے عطا کر دیا، میں نے دے دیا یا میں نہیں دوں گا۔ یہ الفاظ بولنے سے عالموں میں کافی ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اور سب عالموں نے گفتگو کر کے آپ کو قتل کرنے کا فتویٰ تیار کر دیا۔ وقت کے بادشاہ اس فتویٰ پر عمل کرنے، کروانے کے لئے کافی بار کہنے میں آیا۔ بادشاہ نے اس فتویٰ پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور کہا کہ جس طرح حسین منصور کے اوپر قتل کا حکم کرنے کا فتویٰ دیا تھا ویسا ہی حکم آپ کے بھائی حضرت سیدنا شاہ قاضی حمید الدین چاہلدہ کرے اور اپنے دستخط کر دے۔ تمام عالم حضرت شاہ قاضی العالم حمید الدین صاحب کے پاس گئے اور سارا ماجرا

مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

کہہ سنایا۔ حقیقت سن کر حضرت نے کہا میں شاہ سید حماد کے پاس جاتا ہوں انہیں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں اگر وہ مان گئے تو ٹھیک ہے، ورنہ اس فتویٰ پہ میں لکھ دوں گا۔

آپ شاہ حماد کے پاس آئے انہوں نے کہا بھائی یہ لوگ تو نہیں جانتے سمجھتے مگر کیا آپ بھی نہیں جانتے۔ آپ تو جانتے ہو کہ میں اپنی جانب سے کچھ نہیں کہتا، کہنے والا اور کوئی ہے ......مگر دیکھو یہ فساد کسی نے کیا ہے اس کی جڑ میں کاٹ ڈالتا ہوں۔ یہ فساد اور واقعات بنانے والے میاں جی تھے۔ وہ یہ دونوں بھائی کے استاد تھے۔ یعنی شاہ حمید الدین وشاہ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت شاہ حمید الدین نے کہا ہم پر استاد کا حق ہے اسے برباد نہ کرو۔ شاہ حماد نے فرمایا اور قرآن کریم کی آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے: 'نقصان کرنے والوں کو اس کے ستانے سے پہلے ہی مار ڈالو' یہ گفتگو دو بھائیوں کے بیچ چل ہی رہی تھی کہ استاد کے پیٹ میں درد چالو ہو گیا۔ حضرت شاہ حمید الدین کو یہ خبر ملی تو آپ پریشان ہو گئے اور آپ نے کہا کہ ہائے رے میرے استاد یہ زور سے کہا اس لئے کہ کہیں شاہ حماد کی نظر ہٹ جائے۔ اور آپ کی دعا جو اثر کرتی تھی وہ استاد کے حق میں بدل جائے۔

مگر شاہ سید حماد نے فرمایا کہ میاں جی استاد میرے پاس آکر یہ فتویٰ رجوع کر دیں تو وہ جلدی ٹھیک ہو جائیں گے۔

یہ سن کر حضرت شاہ سید حمید الدین چاہلدہ قادری استاد کے پاس آئے اور اوپر کی بات کہی مگر استاد میاں جی نے کہا میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ ان کے پاس جاؤں گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا۔ مگر اب ۶۲ سال کی عمر ہو گئی ہے۔ شریعت کے حکم چلتے چلتے عمل کرتے کرتے اب کچھ دن رات بچی ہے اور تھوڑی عمر باقی ہے میں شریعت پر عمل پیرا رہوں گا اور اس مطابق شریعت کی حفاظت پہ عمل کرتے جان دے دوں گا۔ آخر کار آپ کا انتقال ہو گیا۔ فاتحہ خوانی کے لئے دونوں بھائی گئے اور کافی لوگ بھی ان کے جنازے میں شریک تھے۔ حضرت شاہ سید حماد نے آپ کی قبر پر پھول رکھے تو وہ قبر کے ڈھیر اوپر سے نیچے پڑ گئے تو دوبارہ رکھے اسی طرح ہوا۔ یہ دیکھ کر سب حاضرین ہنسنے لگے تو آپ نے قبر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ استاد کا حق سامنے آتا ہے۔ میں نے

آپ کی دنیا بگاڑ ڈالی ہے اس طرح آخرت کی سزا سے محروم کردوں گا اور نہ ناامید کردوں گا۔ یہ کہتے کہتے آپ کی قبر ہلنے لگی اور آپ نے تیسری بار قبر پر پھول رکھے وہ ٹھہر گئے۔

یہ زندہ جاوید بیانات جو قریب ۶۵۰ سال پہلے کے ہیں یہ اکابرین کے پکے سچے واقعات پڑھ کر بھی ہم سبق کیوں نہیں لیتے یہ ظاہری شریعت اور باطنی علم طریق حقیقت و معرفت کے رازوں کو کیوں ہم سمجھنے کی کوشش کرنے کا سلیقہ بھول گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کرے۔ آمین !

حضرت قاضی سید شاہ حماد العام رحمۃ اللہ کو وصال کے بعد مدارجِ ولایت عبور کروائے۔

حضرت شاہ حماد المشہور قاضی العالم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا شاہ محمود کا رنٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور حضرت قاضی سیدنا شاہ محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت ۸۵۲ھ میں ہوئی اور آپ نے ۸۶۳ھ کو حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ بیعت سے پہلے تاجدارِ مدینہ حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی تاکید فرمائی تھی کہ قاضی العالم رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ میں داخل کر کے فیضانِ عرفانِ الٰہی سے مشرف فرمائیں۔ بیعت سے مشرف ہونے کے بعد حضرت قاضی العالم رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲ سال تک خدا کے راستے میں جہاد کیا۔ اس کے بعد ۱۲ سال تک خلوت گزیں ہو کر یادِ الٰہی میں مشغول رہے۔ ریاضتِ شاقہ اور نظارۂ تجلیات الٰہی سے ان پر جذب طاری ہو گیا تھا۔ یہاں کے ۱۲ سال آپ کو اسی عالمِ جذب و مستی میں گزر گئے۔ یہاں تک کہ ایک دن شاہ بدیع الدین تبع المدار رحمۃ اللہ علیہ کی روح ظاہر ہوئی اور آپ سے فرمایا اے حماد! کب تک دشت جذب بیہوشی میں سرگرداں رہو گے۔ آؤ ہمارا ساتھ تھام لو ہم تمہیں راہِ سلوک پر لے چلتے ہیں۔ لیکن حضرت شاہ حماد قاضی العالم رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ادب و احترام کے ساتھ عرض کیا کہ میرے لئے میرے شیخ کرامت کا دست کافی ہے۔ اس کے بعد خواجہ خواجگاں خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی روحِ مبارک پاک نے نزولِ اجلال فرما کر فرمایا کہ اے

مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

حماد! کب تک کوچۂ جذب و دہشت میں بھٹکتے رہو گے، آؤ ہمارا ہاتھ تھام لو ہم تمہیں واصلِ بحق کر دیں گے۔ لیکن آپ نے بارگاہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں بھی سراپا مؤدب ہو کر عرض کیا حضور میری دستگیری کے لئے میرے پیر و مرشد حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا دست مبارک کافی ہے۔ بعد ازاں محبوبِ سبحانی قطب ربانی ابو محمد سید عبدالقادر محی الدین غوثِ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روحِ مقدسہ جلوہ آرا ہوئی اور بصد ہزار شفقت فرمایا اے حماد! آخر کب تک اپنے آپ کو اس طرح آتشِ جذب میں سوختہ کرتے رہو گے ہمارا ہاتھ تھام لو ہم تمہیں واصلِ بحق کر دیتے ہیں۔ لیکن حضرت شاہ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے دست بستہ عرض کیا اے سرتاجِ اولیائے زمانہ بندہ کمترین کے لئے حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا دست حق وصال کافی ہے۔ ایسی توجہ فرمائیں کہ خرمن وجود و خودی آتش عشق مرشدی میں جل کر خاکستر ہو جائیں۔ پس کمترین پر آپ کا اتنا ہی کرم کافی ہوگا۔ جس دن اس ارواح مقدسہ کا نزول ہوا تھا یہ وہی دن تھا جس دن حضرت شاہ عالم محبوب باری رحمۃ اللہ علیہ نے سفر آخر فرمایا تھا۔ ان ارواح مقدسہ کی آمد کی برکت سے یہ کیفیت جذب زائل ہوئی۔ رات کا پچھلا پہر تھا حضرت شاہ حماد رحمۃ اللہ علیہ سارنگ پور تشریف رکھتے تھے۔ دوری کے پردے اٹھے اور یک بیک حضرت شاہ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو تربت مقدسہ شاہ عالم محبوبِ باری رحمۃ اللہ علیہ ظاہر ہوئی۔ آپ کو معلوم ہوا کہ مرشد بحق حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ تو رحلت فرما گئے۔ آپ اسی وقت حالتِ بیقراری میں اپنا شجرہ اور وہ کلاہ مبارکہ جو حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت ہونے کے وقت عطا فرمائی تھی لے کر رسول آباد کی جانب روانہ ہوئے اور خانقاہِ شاہیہ میں وارد ہوئے۔ اس وقت تربتِ شاہیہ پر کوئی عمارت نہیں تھی مزار مبارک کھلے میدان میں تھا۔ حضرت قاضی العالم رحمۃ اللہ علیہ نے مزار شاہیہ کے غلاف مبارک کو پکڑ کر حالت اضطرابی میں بچشم پُرنم عرض کیا۔ اے بادشاہِ ملکِ معرفت میرا ہاتھ پکڑ لیں اے آقا آپ کو میرا ہاتھ پکڑنا ہی ہوگا، اس لئے کہ زمانہ آپ کو دستگیر کہتا ہے۔ اس کے بعد عرض کناں ہوئے کہ بندہ درسِ غفلت نہ برتے حماد آپ کے درِ دولت پر حاضر ہوا ہے، آرزوئے ولی پوری فرما دیجئے یا پھر کمترین کو دل شکستہ واپس فرما دیجئے لیکن یہ آپ جیسے کریم آقاؤں کا دستور نہیں ہے۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ

علیہ کے مزار مبارک سے آواز آئی ''اے حماد! اس طرح رو رو کر اپنی جان کو ہلاک نہ کرو انتظار کی گھڑیاں بیت چکیں اب ساعت سعید آ پہنچی ہے۔ دیکھو سلطانِ انبیاء محبوبِ کبریا جناب احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۔'' اس فرمان ذیشان کے سنتے ہی حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کی روحِ مبارک تنِ خاکی سے باہر آئی اور آپ غش کھا کر زمین پر گرے اور روحِ قاضی العالم رحمۃ اللہ علیہ روح حضرت شاہِ عالم محبوبِ باری رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پیچھے جانبِ مدینہ طیبہ روانہ ہوئی اور بارگاہِ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے باریاب ہو کر بوسیلۂ جمیلہ شاہی لطفِ الٰہی چشیدۂ جام عرفانی الٰہی ہوئی اور بارگاہِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو قاضی العالم کا خطاب عطا ہوا۔ یہ واقعہ تو تھا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کے ہمراہ مدینہ منورہ حاضر ہو کر فیضیاب ہونے اور بارگاہِ رسالت مآب شاہِ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے قاضی العالم کا خطاب پانے کا۔

اب ذرا روضۂ شاہیہ کا واقعہ سنیے جب دن نکلا اور روضۂ شاہیہ کے مجاور آئے تو دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے کہ مزار مبارک شاہِ عالم رحمۃ اللہ علیہ پر حضرت شاہ حماد رحمۃ اللہ علیہ کو مردہ یعنی بیہوش پایا۔ آپ کے جسم مبارک پر اس وقت سپاہیوں کا لباس تھا سب نے ایک زبان کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی لشکری سے رات میں کوئی بے ادبی مزارِ مبارک پر ہوئی اس لئے اپنی سزا کو پہنچ گیا یعنی مر گیا۔ آستانۂ شاہیہ کے فقراء میں سے ایک حق رسیدہ فقیر نے جب یہ ماجرا دیکھا مجاوران روضہ شاہیہ اس لشکری کی تکفین و تدفین میں جلد بازی کر رہے ہیں تو ان کو ہدایت کی کہ خبردار اس لشکری کو آپ لوگ مردہ تصور نہ کریں اور نہ اس کی تکفین و تدفین میں جلدی سے کام لیں۔ اس حالت و کیفیت سے ایک راز وابستہ ہے ابھی چند گھڑیاں گزری تھیں کہ قاضی العالم رحمۃ اللہ علیہ کے جسم بے جان میں حرکت پیدا ہوئی اور آپ انگڑائی لے کر بیٹھے اور مزارِ شاہیہ کو بوسہ دیا۔ بارگاہِ شاہیہ سے آپ کو اشارہ روحانی ہوا کہ باطنی تکمیل تو ہماری تھی ہی ظاہری طریقہ پر تمہیں فراموش نہیں کیا ہے۔ اپنی حیاتِ ظاہری کی میں نعمت و خرقہ خلافت و اجازت بطور امانت میاں احمد مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا تھا اب جاؤ ان کے پاس جا کر اپنی امانت ان سے لے لو۔

آپ مرشدِ گرامی کا حکم پاتے ہی کیفیت شبانہ سے سرشار جذبۂ شبانہ کے ساتھ کاشانۂ

عالیہ حضرت میاں احمد مخدوم رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہو کر طالب نعمت و امانت ہوئے۔ مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بطور مزاح فرمایا آپ کو حضرت شاہِ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھیجا ہے، آپ کے اس دعوے کا شاہد بھی آپ کے پاس ہے؟ آپ نے جواب دیا اپنے اس دعوے کا میں خود شاہد ہوں یہ سن کر حضرت میاں احمد مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا آپ کی یہ بات از روئے شریعت کیسے صحیح ہو سکتی ہے کہ ایک شخص اپنی امانت طلب کرے اور خود کو بطورِ شاہد پیش کرے۔ حضرت قاضی العالم نے عرض کیا میرے اس دعوے پر آپ بھی تو شاہد ہیں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ بات غلط نہیں۔ بالآخر حضرت میاں مخدوم رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاضی العالم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہمراہ لے کر روضۂ منورہ حضرت شاہِ عالم محبوبِ باری رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے۔ جیسے ہی دونوں بزرگوار مزارِ شاہیہ کے قریب آئے مزار مبارک کا تعویذ ایک طرف علیحدہ ہو گیا اور حضرت شاہِ عالم محبوبِ باری رحمۃ اللہ علیہ کا قامت نورانی ظاہر ہوا۔ اس وقت ایسی تجلیات ظاہر ہوئیں کہ خانقاہ شریف کے در و دیوار روشن و منور ہو گئے۔ قسم بخدا کی سورج تو ان کا غلام ہے اس لئے ان کی رخ کی طلعتوں سے شرمندہ ہے۔

القصہ مختصر حضرت شاہِ عالم رحمۃ اللہ علیہ جسم مبارک کے ساتھ ظاہر ہو کر میاں مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا قاضی العالم رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ پہناؤ۔ قاضی العالم رحمۃ اللہ علیہ نے دربارِ شاہیہ میں دست بستہ عرض کیا جب کہ حضورِ بالا بجاتے خود جلوہ افروز ہو چکے ہیں تو اب یہ خرقہ مجھے آپ اپنے دست مبارک سے پہنا کر سرفراز فرمائیے اور یہ اشعار پڑھے۔

ترجمہ : اگر آپ شرف منزل شاہی سے مجھے نواز دیں گے مجھ جیسے گدا کا سر دنیا کی نظروں میں اونچا ہو جائے گا۔ القصہ مختصر حضرت شاہِ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنا دست مبارک سے خرقۂ مبارک پہنایا اور سینۂ فیض گنجینہ سے لگا کر پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا جاؤ ہم نے آج سے تمہیں مقام کن فیکون عطا کیا۔ (از صد حکایت فارسی، صفحہ ۵۱ تا ۵۵، ریحانۃ الابرار فارسی، صفحہ ۲۴۲)

(نوٹ : یہ حضرت سید حماد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ میاں محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کے چچا اور استاد محترم ہیں۔)

حضرت سیدنا شاہ حمید الدین چاہلدہ عارف باللہ سہروردی بیرپوری کے حالات

خواجہ محمود دریائی دولہا کے والدِ گرامی

سلطان العاشقین، برہان العارفین، تاج المحققین، عالمِ کنز اللہ، کاملِ فی طریق اللہ، الغوث فی بحر اللہ، قطب اقطابِ عالم، عطائے شاہِ عالم

خواجہ حضرت سیدنا شاہ حمید الدین

عارف باللہ چاہلدہ سہروردی قادری

پیدائش : ۸۱۳ھ مطابق ۱۳۹۲ء،

وفات : ۵/صفر ۹۱۱ھ مطابق ۸/جولائی ۱۴۹۰ء، عمر ۹۸ سال

آستانہ : مقام بیرپور شریف، ضلع مہیسا گر

حضرت شاہ حمید الدین قطب الاقطاب طالب وعارفِ رب یگانہ ایسے پیروشاہ تھے کہ کبھی آپ نے اپنی عمر میں سنت اور مستحب کو ترک نہیں کیا اور آپ چلتے وقت آگے پیچھے نظر نہ اٹھاتے تھے۔ بلکہ آپ اپنے منہ مبارک پر نقاب ڈالے رکھتے اور آپ زنانہ نامحرم کی طرف کبھی نظر نہیں کرتے تھے اور آپ مسجد میں ہی نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ اور عبادت میں جو کچھ نعمتیں آپ کو حاصل ہوتی ہوں یاروں کو عطا کر دیتے تھے۔ آپ نے احمد آباد میں بارہ سال تک علم حاصل کیا ہے۔ آپ نے کبھی لذیذ کھانا تناول نہیں فرمایا ہے۔ آپ حقیقت اور معرفت سے آگاہ تھے اور اپنا بھید کسی کو نہ بتلاتے اور آپ کبھی چارپائی پر نہیں سوتے تھے اور آپ کی غذا نانِ جو تھی۔ آپ کبھی کسی کے وہاں ضیافت میں جاتے تو ایک دو لقمہ کھا کر واپس گھر کو چلے آتے۔

علم حاصل کرنے شاہِ عالم سراج الدین محبوبِ باری کی درس گاہ میں جانا و مرید ہونا:

جب آپ بالغ ہوئے تو آپ کو خود بخود طبیعت میں تناؤ ہوا اور آپ کو حضرت شاہِ عالم کے پاس جانے کا دل میں جوش پیدا ہوا اور آپ نے کہا، میں کل فجر کی نماز کے بعد حضرت کی

بارگاہ میں حاضر ہوؤں گا اور ان کی خدمت سے مستفیض ہوؤں گا۔ آپ آپ کی بارگاہ میں پہنچے اس وقت وہاں بڑا مجمع تھا۔ آپ اس جگہ پر مسجد کے گوشہ میں بیٹھے تو حضرت شاہِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے خدام سے کہ حضرت شاہ حمید الدین کو میرے پاس لاؤ۔ تب خدام وہاں مسجد میں آپ کو بلانے کے لئے پہنچے۔ اس وقت وہاں بہت بڑا جھمیلا تھا۔ اس میں حضرت شاہ حمید الدین کو کوئی پہچان نہ سکا اور پکارا آپ کے نام سے مگر اس نام کے بہت سے انسان اس جلسہ میں بیٹھے ہوئے تھے تو خدام نے حضرت سے جا کر کہا کہ اس نام کے بہت سے انسان موجود ہیں تو ہم کس کو بلاویں تب آپ نے کہا کہ جاؤ اور شاہ حمید الدین ابن محمد کے نام سے بلند آواز میں پکارو۔ تب خدام نے اسی نام سے پکارا تو اس نام سے کئی انسان حاضر ہوئے تو خادم گھبرائے اور واپس جا کر حضرت سے کہا کہ اس نام کے بھی کئی انسان ہیں، تب آپ نے کہا کہ ایک طالب علم ہے اس شکل کا ہے، اور فلاں گوشے میں مسجد میں بیٹھا ہے اور سبق پڑھ رہا ہے، ان کو لے آؤ۔ پھر تو حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شاہِ عالم کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا: اے شاہ حمید الدین برادر! کہ کیا فرماتے ہیں اہل شریعت اس حقیقت میں کہ فرشتوں کو خدا ہووے دیدار! دیا نہ ہو کہو مرد ہوشیار، تب حضرت شاہ حمید الدین نے فرمایا، یہ دیدار کی دولت حضرت جبریل امین کے لئے ہے۔ یہ سن کر حضرت شاہِ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے سامنے چند قدم بڑھ کر بڑی عزت کے ساتھ بغل گیر کیا اور فرمایا کہ جو کچھ مجھے عطا ہوا ہے وہ میں نے بشوقِ دل تم کو دیا اور آپ کو مرید بنایا۔ آپ کو شجرہ عطا کیا اور آپ نے فرمایا کہ ہم نے شاہ حمید الدین کے اوپر جو بوجھ رکھا ہے وہ اگر پہاڑ پر رکھتے تو وہ مسمار ہو کر زمین میں نابود ہو جاتا مگر یہ تو اللہ کے مقبول بندے ہیں۔

سید سمیع الدین عرف حضرت قاضی سادھن

حضرت شاہ سمیع الدین قدس اللہ سرہٗ ہمدانی علی سید کی اولاد سے تھے۔ اور آپ کو بادشاہ نے زین آباد کا قاضی مقرر کیا تھا۔ ان کی چھ لڑکیاں تھیں۔ ان میں سے چار لڑکیوں حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے عقد میں تھیں۔ اول حضرت بی بی فتح ملک دوئم حضرت بیبی ماہ ملک، سوئم حضرت بی بی راجے ملک اور چہارم حضرت بی بی ملک یہ چاروں بی بی ایک کی وفات کے بعد

دوسری اسی طرح چار بی بی حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے عقد میں دیے گئے تھے۔ اور حضرت سمیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کی پانچویں صاحبزادی بی بی مخدوم تھیں۔ ان کا عقد حضرت شاہ زین العابدین عرف فرید الدین صاحب کے ساتھ میں ہوا تھا۔ آپ اوڈ کے حاکم تھے آپ کا قیام اوڈ کے قصبہ میں تھا اور آپ کا روضہ آج بھی اوڈ کے قصبہ میں موجود ہے۔ اور وہاں آپ کا عرس بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ اور آپ کی چھٹی صاحبزادی حضرت بی بی مریم ملک تھیں ان کے صاحبزادے حضرت شاہ الہادیہ تھے۔ اور وہ قصبہ زین آباد میں وفات پائے ہیں۔ جب حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بیر پور بسایا تو آپ کے سسر کو آپ نے زین آباد سے بیر پور بلا لیا۔

پیشین گوئی و شاہ سید محمود دریائی کے لئے سرکارِ مدینہ کی بشارت سے نکاح کرنا:

اور آپ نے بیر پور گاؤں آباد کیا اور قصبہ کے بیچ آپ رہنے کو آئے جب کر بیٹھے کو بسے قریب ۲۰۰ سال ہوئے تب بیر پور میں اسلام پھیلا اور پھر حضرت شاہ عالم نے فرمایا کہ انکے آنے سے میں بہت خوش ہوں اور آپ کے پاس بتی اور تیل تھا۔ اس کو ایک بار روشن کیا، اور آپ نے فرمایا کہ ان کی پشت سے ایک ایسا محبوب پیدا ہوگا کہ وہ اپنے وقت کا قطب الاقطاب ہوگا اور ان سے سب فیضیاب ہوں گے۔ ایک روز سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ تم سے عمر بھر میں ایک سنت فوت نہیں ہوئی اور ایک سنت باقی ہے وہ یہ کہ آپ نکاح کر لو، یہ میرا فرمان ہے۔ اور آپ کی پشت سے بہت سے اولیاء پیدا ہونے والے ہیں۔ یہ حکم سرکار کا پا کر حضرت شاہ سمیع الدین سادھن شاہ کے گھر شادی کا پیغام بھیجا تو آپ خوش ہوئے مگر حضرت شاہ سادھن کے بھائی نے انکار کیا۔ ایک روز حضرت شاہ حمید الدین ہجرے کے بیچ عبادت میں مشغول تھے وہاں حضرت شاہ سادھن آپ کے بھائی کو ہجرے میں لے گئے۔ اور دکھایا کہ آپ کی شان کیا ہے اور کیسا آپ کا بلند مرتبہ ہے وہاں جا کر بیٹھے تو دیکھا کہ آپ کے بازو میں دو شیر رکھے ہیں یہ دیکھ کر حضرت شاہ سادھن کے بھائی خوش ہو کر کہنے لگے کہ بیٹی کا نکاح حضرت سے کر دیجئے۔ اور آپ کا نکاح کر دیا گیا، کچھ مدت کے بعد حضرت شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ حکم رب معبود سے پیدا ہوئے۔ اور اس کے بعد بھی اس شاہ کے اس بیوی سے فرزند ہوئے۔

حضرت سیدنا شاہ حمید الدین چاہلدہ نکاح کے واقعات :

حضرت سید حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی شادی زین آباد عرف امتھنی شہر کے سادات خاندان میں حضرت سید سمیع الدین عرف قاضی سادات کی چار صاحبزادی سے الگ الگ ایک کے بعد ایک آپ نے نکاح کیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق آپ نے یہ نکاح کئے تھے۔ حضرت سید سمیع الدین کا خاندانی رشتہ حضرت میراں سید علی ہمدانی سے ملتا ہے۔ آپ کی پہلی بیوی حضرت سیدہ فتح ملک سے نکاح ہوا تھا۔ جن سے حضرت سید حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں (۱) حضرت سید سید شاہ معروف (۲) حضرت سید شاہ خواجہ محمود محبوب اللہ عرف دریائی دولہا تذکرہ ہٰذا (۳) حضرت سید شاہ احمد پیدا ہوئے۔

حضرت سیدہ بی بی فتح ملک کے انتقال کے بعد شاہ حمید الدین صاحب نے سید سمیع الدین کی دوسری صاحبزادے ماہِ ملک سے نکاح کیا۔ ان سے دولڑکے اور ایک لڑکی (۱) حضرت سید شاہ چاند محمد (۲) حضرت سید شاہ محمد پیدا ہوئے۔ یہ دونوں ولیٔ باکمال تھے۔ (۳) حضرت سیدہ امۃ الرؤوف بی بی۔ وہ بھی اپنے وقت کی ولیہ تھیں۔

اس کے بعد تیسری شادی سیدہ بی بی راجے ملک سے کی۔ ان سے ایک صاحبزادے حضرت سید محمد گوہر پیدا ہوئے۔ اور دوسری اولادیں ہوئی مگر بچپن میں سب انتقال ہو گئے۔ اور تیسری بیوی حضرت سیدہ بی بی راجے ملک بھی دنیا سے رخصت فرما گئیں۔

اس کے بعد آپ نے چوتھا نکاح حضرت سید بی بی ملک سے کیا۔ آپ سے دو فرزند (۱) سید شرف الدین (۲) سید حسن پیدا ہوئے۔ کچھ اولادیں اور بھی ہوئیں جو بچپن میں انتقال کر گئیں۔

حضرت شاہ حمید الدین و حضرت شاہ منجن عرف شاہِ عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ لباسِ زرین سے شاہِ عالم بابا سے شاہ حمید الدین کا دنیوی طریقے سے پسند نہ آنا :

حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ احمد آباد شہر میں مدرسہ شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شب و روز علم حاصل کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سنہرا جوڑا (زرین کپڑے) پہنا کرتے تھے۔ یہ ظاہر میں تو زرین معلوم ہوتے تھے مگر حقیقت میں لباس ٹاٹ (کھدڑ) کا تھا لیکن

یہ لباس ظاہری زرین ہونا حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کو پسند نہیں تھا۔ اس لئے آپ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں نہیں جاتے تھے مگر ایک روز حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے چچا حضرت شاہ داؤد رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں موجود تھے اس وقت حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بھتیجے ہمارے مدرسہ میں آتے ہیں مگر کبھی بھی ہماری خانقاہ میں نہیں آتے اور نہ ہم سے ملاقات کرتے ہیں۔ آپ ہم کو خوب جانتے اور پہچانتے ہیں اور ان کا نصیب ہمارے یہاں لکھا ہے اور آپ ان سے پوچھو کہ نہ ملنے کا سبب کیا ہے؟ ایک روز حضرت شاہ داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے کہا کہ آپ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کیوں نہیں جاتے؟ تو آپ بولے کہ میں اپنی طرف سے کوئی شک نہیں رکھتا اور ان کی عظمت کو میں پہچانتا ہوں مگر آپ کا ظاہری لباس دیکھ کر آپ کے پاس جانے مجھے اچھا نہیں لگتا۔ آپ کی کملی (چادر) سرخ ہے، آپ بسترِ گوہر پر سوتے ہیں اور رات کو تنہائی میں خون سے آنسو روتے ہیں تب حضرت داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر آپ کا کپڑا سفید ہوتا تو آپ کا سب بھید ظاہر ہو جاتا، ظاہرہ میں تو لباس زرین اطلسی ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، ہاں مگر دنیا اس چیز سے ناواقف ہے۔

حضرت شاہ حمید الدین کا شاہِ گجرات سے ملاقات کا انکار کرنا :

ایک روز بادشاہ کو خیال آیا کہ میں حضرت سے جا کر ملوں، وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر آپ نے اس کی تعظیم نہ کی اور ملاقات بھی نہ کی۔ پھر بادشاہ نے آپ سے ملنے کے لئے کئی علماء سے خوشامد کر کے ملنا چاہا اور آپ کو اطیعوا اللہ آیت لکھ بھیجی، پھر آپ کو اس کا خیال آیا مگر بادشاہ سے ملاقات نہیں کی اور آپ ندی پر وضو کے لئے تشریف لے گئے۔ مگر ندی کا پانی بدبو مار رہا تھا، اور پانی کم ہو چکا تھا وہ وقت نمازِ ظہر کا تھا۔ آپ کو وضو کے لئے پانی درکار تھا۔ یہ سوچ میں تھے کہ یکا یک ندی میں پانی بھرپور ہو گیا۔ آپ نے وضو کیا تب سے اس ندی میں پانی آپ کے روضہ کے قریب میں سوکھتا نہیں بلکہ بہتا ہی رہتا ہے۔ کبھی اوپر اور کبھی نیچے دور دراز پانی ندیوں کا خشک ہو جاتا ہے مگر آپ کے دروازے کے قریب میں پانی بہتا ہی رہتا ہے۔ جب اس

بات کی خبر عام ہوئی تو لوگوں نے سوچا کہ اوپر پانی بہنا بند ہو مگر بلند دروازے کے قریب پانی بہہ کر نیچے جارہا ہے۔اس کی کھوج لوگ کرنے لگے کہ کہیں کنویں میں سے یا کوئی نہر سے پانی آتا ہے؟ مگر کسی کو اس کا پتہ نہیں چلا، یہ خبر خلیفہ نے سنی تو وہ ملاقات کے لئے خلیفہ دوسری بار حاضر ہوا۔تو آپ پہاڑوں میں چلے گئے۔خلیفہ دوتین روز تک آپ کے ملنے کی تمنا میں ہزاروں انسانوں کو ساتھ لے کر آیا اور لوگوں نے بھی سفارش کی کہ بادشاہ ملنے کے لائق ہے اس سے ملنا چاہئے۔مگر آپ نے فرمایا ہم کو دنیاداروں سے کیا کام، شاہوں سے مجھے کیا سروکار؟ جب اصرار بہت ہوا تو آپ نے ملنے کے لئے تین شرطوں کا اقرار کرایا۔ایک تو یہ شرط ہے کہ میرا جی چاہے وہاں تک بیٹھوں اور دنیا کا کوئی معاملہ ہمارے پاس نہ لائے اور اسلامی لباس پہن کر ہمارے پاس آئے ،کوئی رنگین لباس نہ پہنے، ہمارے لئے کوئی مال وزر کے تحفے نہ لائے۔اس شرط سے آپ نے بادشاہ سے ملاقات کی، مگر بادشاہ نے حاضر ہو کر مہروں کے دوتین طباق پیش کئے، آپ نے فرمایا ایسا کیوں کیا؟ ہماری کیا شرطیں تھیں؟ جو چیز تم لائے ہو وہ تو غریبوں اور محتاجوں کا حق ہے، یہ کہہ کر آپ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور چلنے لگے۔تب بادشاہ نے عرض کی کہ یہ تحفہ رضامند اور خادموں کو دے دیا جاوے۔مگر آپ نے انکار کر کے وہ مال وزر واپس لے جانے کا حکم دیا۔ بادشاہ شرما کر مایوس ہوا اور اس نے آپ کے لئے ایک عصا (لکڑی) بنوایا۔اس میں مہریں بھری ہوئی تھیں آپ کی خدمت میں بھیجی اور کہلا بھیجا کہ عصا سب انبیاء کی سنت ہے مگر جب آپ نے دور سے عصا دیکھا تو فرمایا اس میں مردار کی بو آتی ہے اس عصا کو کتوں کو ڈال دو۔تب وزیر نے بادشاہ کے پاس جا کر حال سے آگاہ کیا اور پھر بادشاہ نے خربوزے منگوائے اس میں مہریں بھر کے کئی ٹوکرے میں رکھ کر اس پر ایک ایک خربوزہ سادہ رکھا۔یہ تحفے حضرت کو بھیجے گئے اور کہلا بھیجا کہ یہ تحفہ آپ قبول فرمائیں تب آپ نے ان خربوزوں میں سے ایک ایک سادہ خربوزہ لے لیا اور بقیہ خربوزے واپس کر دیئے تب بادشاہ خوش ہوا اور عرض کیا کہ آپ مجھ سے کچھ تو فرماؤ تو آپ بولے کہ مجھ کو چوبیس آم کے درخت بخشش اور زمین چوبیس قصبہ مجھ کو بخشش کر دے۔غرض جھاڑ اور زمین حضرت نے لے کر فقراء کو عطا کیے۔

حضرت شاہ سید حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبۂ غوث اور قطبیت کا پانا :

ایک رات کو آپ عبادت میں مشغول تھے کہ ہاتفِ غیب سے آواز آئی کہ آپ کی ریاضت اور عبادت مقبول ہے۔آپ کو غوث یا قطب الاقطاب میں سے آپ چاہو وہ مرتبہ عطا کریں تب آپ نے عرض کیا کہ میں اس مرتبہ کے لائق کب ہوں؟ پھر حکم ہوا کہ ہم تم کو قطبیت اور غوثیت کے مرتبوں سے نوازتے ہیں اور بوقتِ فجر بخارا (رشیا) کے شاہ راسد کا قاصد خط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس میں لکھا ہوا تھا، آپ خوش ہوں۔آپ کو غوثیت اور قطبیت مبارک ہو۔ایک روز کا واقعہ ہے کہ ایک دھوبی کا بیل گم ہو گیا تھا اس کی تلاش میں جنگل کی طرف ادھر ادھر گھومتا تھا۔وہاں حضرت شاہ حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو زمین پر لیٹے ہوئے دیکھا اور وہ آپ کے قریب جانے لگا تو آپ کے تن سے سر کو علیحدہ دیکھ کر گھبرا گیا اور آپ نے اس کے پاؤں کی آہٹ سن کر بیٹھ گئے اور اپنی اصلی حالت میں آ گئے اور آپ نے دھوبی کو بلایا، اسے اپنے پاس بٹھا کر پوچھا کہ کیوں آیا ہے؟ مگر وہ گھبرا گیا اور اپنی بات کو بھول بیٹھا تھا اور کچھ نہ بول سکا۔تب آپ نے اسے کہا کہ تو تیرے گم شدہ بیل کی تلاش میں آیا ہے مگر تیرا بیل چراگاہ میں چرتا ہے۔مگر یہاں تو نے جو راز یعنی ہمارا حال دیکھا ہے وہ کسی سے ظاہر نہ کرنا اگر ظاہر کیا تو تو مر جائے گا اور جب تک تو یہ راز کسی سے نہ کہے گا وہاں تک امان میں رہے گا وہ وہاں سے آپ سے اجازت لے کر چلا اور چراگاہ میں اس نے بیل کو پایا۔یہ بات جب تک شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا میں باحیات رہے وہاں تک دھوبی نے یہ راز کسی سے نہیں کیا بعد آپ کے وصال کے حقیقت سے لوگوں کو آگاہ کیا۔

بیرپور کی سرزمیں پر اسلام کی ابتدا :

روایت ہے کہ غوث العالم حضرت حمید الدین رضی اللہ عنہ کو سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے حکم ہوا کہ اے حمید الدین! ایک مقام جس کا نام " (پادلا) یعنی بیرپور ہے تم اس جگہ جا کر رہو اور اسلام کو جاری کرو۔یہ حکم آپ کو خواب میں ۴۰ سال کی عمر میں پہلی بار ہوا۔آپ جب احمد آباد سے کارنٹا شریف اپنے دادا حضرت قطب محمود رضی اللہ

عنہ کی بارگاہ میں حاضری دینے اور فاتحہ وقدم بوسی کرنے حاضر ہوئے تب وہاں دوسری بار خواب میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیر پور جانے کا حکم فرمایا۔ سرکار کا حکم پاتے ہی آپ اپنے ساتھ دو قوال، دو خادم اور پانچ درویش کل نو ساتھیوں کو ساتھ لے کر پادلا (بیر پور) شریف میں جہاں بیرا بگی کی کھلی تھی وہاں قیام کیا۔ اس زمانے میں بیرا بگی اس گاؤں کا بڑا ٹھاکر تھا۔ اور بیر پور سے قریب پیر مگلی پہاڑ کے نیچے کے حصہ میں دوہلپور گاؤں آباد تھا۔ اس گاؤں میں سدھ پور کے سدھ راج سنگھ کی اولاد میں سے ایک لڑکا وہاں کا راجہ تھا، جس کا نام واگھ جی تھا۔ حضرت حمید الدین علیہ الرحمۃ نے جب اس کھلی میں سات دن گزارے تو آپ کے ساتھیوں نے عرض کیا، یا پیر! اس جگہ کوئی آبادی نہیں ہے۔ لہٰذا یہاں رہنا عقل کے خلاف ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ جگہ مجھ کو بہت اچھی لگتی ہے۔ اسی جگہ میں ہماری جماعت کے گنبد ہوں گے۔ اسی جگہ میری اور میرے فرزند میاں قاضی شاہ محمود کے قبیلے کی قبریں ہوں گی۔ خادموں نے عرض کیا، یا پیر! آپ کا اول وطن کارنٹا اور دوسرا وطن سارنگ پور (احمد آباد) ہے۔ اس جگہ آپ کی قبریں کیسے ہوں گی؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے گاؤں پادلا (بیر پور) مجھ کو اور میرے بیٹوں کو عطا کیا ہے۔ جب ۱۲ دن کا وقت اس کھلی میں گزارے تو یہ بیرا بگی کے دو، تین قلی اور نوکروں نے آ کر کہا کہ اے میاں! یہ کھلی اور یہ زمین ہماری ملکیت ہے، لہٰذا تم یہاں سے چلے جاؤ اور اگر یہ علاقہ میں رہنے کا شوق ہے تو دوہلپور میں جا کر رہو، کہ وہاں راجہ ہے وہ آپ کی خدمت کرے گا۔ حضرت نے جواب دیا کہ تمہارے بگی کو کہہ دینا کہ میں فقیر شخص ہوں اور اللہ پاک کے حکم سے آیا ہوں۔

ان الارض یرثھا عبادی الصٰلحونo

ترجمہ : بیشک زمین کے وارث دار اللہ کے نیک بندے ہیں۔ لہٰذا بندے کو جس جگہ رہنے کا حکم ہوگا وہیں رہیں گے۔ بگی کے نوکروں نے واپس جا کر ویسا ہی جواب سنا دیا۔ بیرا بگی نے سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ جیسا حال کارنٹا کا کیا، کہیں میرے گاؤں بیر پور کا نہ کریں، اس لئے بھلائی اسی میں ہے کہ جلد سے جلد ان لوگوں سے میری کھلی سے بھگاؤ۔ یہ ارادہ کر کے چالیس قلیوں کو آپ کے پاس یہ کہنے کو بھیجا کہ سیدھائی سے چلے جائیں تو ٹھیک ہے، نہیں تو مار پیٹ کر کے باہر کرو، اور اگر وہ تم کو آنکھیں دکھائیں تو تم ان کا مال سامان لوٹ کر جان سے ختم کر دینا۔

بیرا بگی اور حضرتِ حمید الدین سے جنگ کی ابتدا :

جب بیرا بگی نے ۴۰ قلیوں کو حکم دیا، کولی دوڑ کر حضرت حمید الدین کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے میاں صاحب! خیر چاہتے ہو تو یہاں سے چلے جاؤ، نہیں تو تم کو ختم کر دیا جائے گا۔ مال سامان اور کپڑے لوٹ لیے جائیں گے۔ یہ کہہ کر گالی گلوچ کیا اور خادموں کا کچھ سامان لے کر چلے گئے۔ یہ حرکت دیکھ کر حضرت کے خادموں نے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا مگر حضرت نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ایک نام حکیم ہے۔ اور وہ حکیم اپنی حکمت سے ان بدمعاشوں کو تباہ و برباد کر دے گا۔ تم صبر کرو۔ ان اللہ مع الصابرین o

ترجمہ : اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ یہ کہہ کر خادموں کو جنگ سے روک دیا اور قلیوں کو حکمت سے جواب دیا کہ آج کے دن ہم کو کچھ کام ہے۔ ابھی ہمیں معاف کرو کل انشاء اللہ (اگر اللہ نے چاہا) تو دوسری جگہ چلے جائیں گے۔ یہ سن کر قلیوں نے واپس جا کر بیرا بگی کو جواب سنایا کہ آج کے روز ہم نے خوب داداگیری سے کام لیا ہے۔ وہ کل چلے جائیں گے اور ان سے کچھ سامان بھی لوٹ لائے ہیں۔ سامان بگی کے سامنے رکھا۔ بگی دیکھ کر خوش ہوا اور دل میں یقین کر لیا کہ یہ لوگ کل دوسری جگہ بھاگ جائیں گے۔

حضرتِ حمید الدین کا بیرا بگی کو دفع کرنے کے لئے دوہلپور کے راجہ واگھ جی سے مشورہ :

حضرت حمید الدین نے بیرا بگی کی دھمکی سن کر یہ تکلف دور کرنے کے لئے کام کیا کہ ایک خادم کو دوہلپور کے راجہ واگھ جی کے پاس یہ پیغام لے کر بھیجا کہ میں (حمید الدین) حضرت شاہ علی سرمست رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں اور تم راجہ سدھ راج سنگھ کی اولاد سے ہو۔ ہمارا تمہارے خاندان والوں سے بہت زمانے سے دوستانہ تعلق ہے اور ہم تمہارے پڑوس میں اس پہاڑ کے نیچے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ تم ہماری ملاقات کے لئے آجاؤ۔ ہم کو تم سے جو کچھ کہنا ہے وہ سن کر چلے جانا۔ راجہ واگھ جی آپ کی فرمائش سن کر گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت کی خدمت میں آیا اور غلامی ظاہر کی۔

اور اپنی حقیقت ظاہر کرتے ہوئے عرض کیا، یا پیر! اس کھلی میں آپ کے لئے رہنا اچھا نہیں ہے میں آپ کا خادم ہوں۔ امید رکھتا ہوں کہ خادم پر مہربانی فرما کر دوہلپور تشریف لائیں گے، حضرت نے فرمایا کہ اے راجہ! تمہارے پاس کیوں نہ رہوں؟ تم تو ہر اعتبار سے قدر کے قابل ہو۔ لیکن ابھی ایک ضروری کام ہے اگر اسے تم پورا کرو تو کہوں، راجہ نے کہا، سرکار! فرمایئے کیا حکم ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ اس پادلہ (بیر پور) میں بیراپگی رہتا ہے، اس کی موت قریب ہے، تم اپنی فوج سے حملہ کر کے اسے جان سے ختم کردو۔ اس کا مال سامان تمہارے لئے مباح ہے، میں پادلہ (بیر پور) میں رہنا چاہتا ہوں۔ راجہ واگھ جی نے جواب دیا کہ یا پیر! یہ پگی مجھ سے زیادہ طاقتور ہے، بار بار اس پر میں نے حملہ کیا مگر میں کامیاب نہ ہوا، لہٰذا میں ڈرتا ہوں کہ وہ دوہلپور کو مجھ سے ہڑپ کر لے گا، پھر میرے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں ہے کہ وہاں رہوں۔ حضرت حمید الدین نے فرمایا کہ اے راجہ! کوئی فکر نہ کرو اور اللہ کے کرم سے سب معاملہ ٹھیک ہوگا۔ دل میں سکون رکھو اور یقین سے جانو کہ لوحِ محفوظ میں لکھا ہے کہ اس سرزمین پر حمید الدین قادری کی کوشش سے اسلام ہوگا اور تم کو اس علاقہ کا بڑا درجہ میں دوں گا۔ لہٰذا تاخیر نہ کرو، اور بیراپگی پر حملہ کردو۔ راجہ نے سلام کر کے عرض کیا کہ یا پیر! آج ہی کی رات میں حملہ کردوں مگر آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ اگر اس جنگ میں میرے گھوڑے اور سپاہی مارے گئے تو اس کے خرچ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، گھوڑوں کی قیمت اور فوجیوں کی اولاد کا خرچ میں دوں گا۔ راجہ نے کہا کہ حضرت! آپ تو درویش ہو گھوڑوں اور فوجیوں کو وارثوں کو خرچ کیسے دوگے؟ حضرت نے فرمایا، اللہ کے خزانے سے دوں گا۔ راجہ نے کہا، اللہ کا خزانہ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ زمین میں۔ یہ فرما کر فرمایا، اس بند زمین کو کھود کر دیکھ لو۔ راجہ نے جب کھود کر دیکھا تو روپیہ اور اشرفیوں سے ہنڈیا بھری ہوئی پائی۔ یہ دیکھ کر یقین ہوگیا اور آپ کی بارگاہ میں سلام کر کے عرض کرنے لگا، یا پیر! اس غلام کے لئے دعا کریں کہ کوئی تکلیف نہ ہو۔ آپ نے فرمایا، راجہ سکون رکھو اور اپنے کام میں آگے بڑھو۔

راجہ واگھ جی کے لشکر کا بیراپگی کے اوپر زبردست حملہ اور بیراپگی کا قتل :

راجہ واگھ جی حضرت کا حکم پاتے ہی اپنے مقام پر آیا اور لشکر کو تیار کر کے آدھی رات کو

پادلہ (بیر پور) آ گیا تمام قلی اور ان کا سردار بیراپگی شراب پی کر مستی سے سو رہے تھے۔ راجہ واگھ جی کے لشکریوں نے ایک ایک قلی کو قتل کیا اور بیراپگی کو پکڑ کر زندہ رکھا تاکہ دفن کیے مال، خزانے کا پتہ معلوم ہو۔ بیراپگی کو باندھ کر پوچھنے لگے کہ خزانہ بتاؤ نہیں تو جان سے مارے جاؤ گے۔ بیراپگی نے جان کے خطرے کے ڈر سے دفن کیا ہوا تمام مال اور خزانہ بتا دیا۔ راجہ واگھ جی نے اس جگہ سے کھود کر دیکھا تو روپیہ اور سونے چاندی سے بھری دیگیں پائیں۔ یہ دولت دیکھ کر خوش ہوا اور خزانہ اور بیراپگی کو حضرت حمید الدین کی بارگاہ میں لے کر حاضر ہوا۔ حضرت حمید الدین نے فرمایا، اے کولی! تو اللہ کے بندوں کو باہر کرنا چاہتا تھا؟ بیراپگی نے عرض کیا، سرکار! آپ کے رخ کو میں نہ پہچان سکا، اسی سبب سے اپنے کیے ہوئے عمل کی سزا پایا۔ اب ایک چیز خدا کے واسطے سے آپ سے چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا، خدا واسطے سے جب مانگتا ہے تو مانگ، بیراپگی نے عرض کیا، میری طلب یہ ہے کہ اس پادلہ میں میرا نام باقی رہے۔ حضرت نے فرمایا کہ پادلہ میں اسلام آنے کی تاریخ ابجد کی گنتی خیر مدام سے نکلتی ہے۔ لیکن تو نے جب خدا کا واسطہ دیا ہے تو اس پادلہ کا نام بیر پور رکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت کے حکم سے واگھ جی راجہ نے دوہلپور گاؤں کی طرف لے جا کر راستے میں ہی بیراپگی کو قتل کر دیا۔

بیر پور میں اسلام کا جھنڈا بلند اور مسجدِ اول کی بنیاد :

آگے کے بیان میں حضرت حمید الدین کے قول کے مطابق بیر پور میں اسلام پھیلنے کی تاریخِ ہجری لفظ ''خیر مُدام'' سے اس طرح نکلتی ہے کہ اس جملے کے ہر حرف کو جدا جدا کر کے ہر ایک کے نیچے اس حرف کے عدد کو لکھ کر اس نقشہ کے مطابق جوڑو تو خیر مدام کے جملے کے کل عدد ۸۹۵ نکلتے ہیں۔ خیر مدام لفظ کے عدد:

خ	ی	ر	م	د	ا	م	خیر مدام
۶۰۰	۱۰	۲۰۰	۴۰	۴	۱	۴۰	۸۹۵ھ

اس خیر مدام لفظ سے بیر پور میں اسلام پھیلنے کی تاریخ نکلتی ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بیر پور شہر کے لئے حضرت حمید الدین علیہ الرحمۃ کی دعائے خیر ہمیشہ کے لئے ہے کیوں کہ

آپ کی زبان سے خیر مدام کا جو لفظ نکلا ہے اس کا معنیٰ ہمیشہ کی بھلائی ہے۔

حضرت حمید الدین بیرا پگی کی کھلی سے قافلہ لے کر بیر پور گاؤں میں آئے اور مسجد کا سنگِ بنیاد کیا۔ یہ مسجد آج تک بیر پور بازار میں آپ کی یادگار ہے۔ مسجد کی تعمیر کے بعد بیر پور شہر بسانے میں آپ مصروف ہو گئے۔

گجرات کے ہر شہر سے ہر ایک قوم کو آپ نے بیر پور میں آباد کیا :

مسجد کی تعمیر کے بعد آپ نے بادشاہ مظفر حلیم کو بلایا اور حکم ظاہر فرمایا کہ گجرات کے ہر ہر گاؤں اور قصبوں سے دیندار، مسلمان، ہندو، برہمن، کسان، سبزی بیچنے والوں کو کہہ دو کہ بیر پور میں جا کر آباد ہو جائیں۔ بادشاہ کا حکم پاتے ہی ہر قوم کے لوگ بیر پور میں آ کر بس گئے۔ اس وقت جس شخص کو جس چیز کی ضرورت ہوئی، حضرت حمید الدین نے اس کو خوشی سے دی اور بہت سے لوگوں کو اپنی طرف سے مکان بھی تیار کر کے عطا کیے۔ بہت سے لوگوں کو زمین بھی عطا کی۔ حضرت حمید الدین نے دو سال تک بیر پور کی عوام کو حاکم کی حیثیت سے سنبھالا۔ آپ کی اس حکومت کے زمانے میں دوہلپور کا راجہ واگھ جی ہر مہینے دو تین بار آپ کی ملاقات کے لئے آتا جاتا تھا۔ ایک بار بیر پور کے ہندو بھائی خفیہ طور پر راجہ واگھ جی کے پاس جا کر کہنے لگے، اے راجہ! تم تو بڑے راجہ ہو، بیرا پگی کو تم نے قتل کر کے اس کی جگہ مسلمانوں کو دی ہے، اب وہ مسلمان وہاں گائے ذبح کرتے ہیں۔ اس کا عذاب تمہارے اوپر ہوگا، بہتر یہ ہے کہ مسلمانوں کو اچھی ترکیب سے منع کر دیجئے۔ واگھ جی راجہ نے جواب دیا کہ اس گاؤں کے ذمہ دار وہ ہیں۔ اگر میرے دوہلپور میں ایسا کام ہوتا، البتہ ضرور میں روک دیتا۔ اس بیر پور سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تم دوسری بار ایسی باتیں لے کر ہمارے پاس نہ آنا۔ راجہ کا یہ جواب سن کر تمام ہندوؤں نے آپس میں مشورہ کیا کہ راجہ کو کسی چیز کی لالچ دے کر گائے ذبح کرنے والوں کو ہم قتل کروائیں۔ آخر کار ۶۶۰ روپیہ کی مبلغ رقم سکہ محمودی خفیہ طریقے سے بھیج کر یہ خبر لکھ بھیجی کہ اے مہاراجہ! تم ہندوؤں کے سردار ہو۔ امید ہے کہ تم گائے کو ذبح کرنے والوں کو قتل کرو گے، ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہر سال اس رقم کو ڈبل کر کے آپ کو پہنچائیں گے۔ راجہ نے ہندوؤں کی یہ بات سن کر اپنے

وزیر سے مشہور کیا۔ راجہ نے کہا کہ گائے کو ذبح کرنے سے روکنا ہندو مذہب میں افضل ترین کام ہے۔ اور ۶۶۰ سکہ محمودی کا ہر سالانہ بھی اچھا ہے۔ حضرت حمید الدین ہمارے ساتھ خالص دوستی رکھتے ہیں، جو کچھ تم کہو گے وہ قبول کر لیں گے اور یقین ہے کہ گذارش کرنے سے مسلمانوں کو گائے ذبح کرنے سے روک دیں گے۔ یہ دل میں سوچ کر ایک عرضی نامہ لکھ کر وزیر کے ساتھ بھیجا کہ یا حضرت! ہم نے سنا ہے کہ آپ رات بھر عبادت کرنے والے، ہمیشہ روزہ رکھنے اور گوشت وغیرہ سے پرہیز کرنے والے ہیں۔ لہٰذا آپ سے کچھ لوگوں کی گذارش ہے کہ بیر پور کے رہنے والے مسلمانوں کو گائے ذبح کرنے سے آپ منع فرما دیں اگر گوشت کھانے کی خواہش ہو تو بھینس، بکری یا مرغے کا گوشت شوق سے کھائیں مگر گائے کو ذبح کرنے سے آپ کا روک دینا اس بندے پر بڑا احسان ہوگا۔ حضرت حمید الدین نے فرمایا کہ یہ کام میں نہیں کروں گا اور مسلمانوں کو اس کام سے منع کرنا دینِ محمدی میں جائز نہیں، تم اس شہر سے، چار کوس دور رہتے ہو۔ ان خیالوں کو چھوڑ دو، کیوں کہ یہ بات ناممکن ہے۔ وزیر یہ بات سن کر حضرت کی خدمت سے اٹھ کر راجہ واگھ جی کے پاس آیا اور جو کچھ سنا راجہ سے کہا۔ راجہ سن کر خاموش ہو کر بیٹھ گیا اور چار پانچ دن عوام کے سامنے نہ گیا تو ہندوؤں کی ایک جماعت راجہ کے پاس آئی اور ہنگامہ مچا دیا اور کہنے لگی کہ اے راجہ! تمہاری (ہندو) جماعت کے لوگ زیادہ ہیں اور مسلمان لوگ کم ہیں۔ ایک حملہ کر کے تباہ کر دیجئے۔ گائے ذبح کرنے سے توبہ کروایئے، آپ اگر یہ کام کریں گے تمام جگہ کے ہندوؤں میں نیک نامی سے مشہور ہو جائیں گے، اور لوگ تعریف کریں گے کہ فلاں گاؤں کا راجہ ایسا ہے جو گائے ذبح کرنے سے مسلمانوں کو روکنے میں کامیاب ہوا ہے۔ راجہ واگھ جی نے جواب دیا کہ تم جو کہتے ہو سب کچھ صحیح ہے، مگر حضرت حمید الدین اور ہمارے درمیان باپ دادا سے پرانا رشتہ اور تعلق ہے۔ حضرت حمید الدین حضرت علی سرمست کی اولاد ہیں، اور میں سدھ راج کا بیٹا ہوں، حضرت حمید الدین جہاں ہوں گے وہاں ہمارے لئے ادب ضروری ہے۔ ان کے ساتھ بے ادبی کرنا بے فائدہ ہے۔ یہ سن کر تمام ہندو ایک ہو کر راجہ کے سپاہیوں کو کہنے لگے کہ اے سپاہیو! تم اور تمہارا راجہ مسلمانوں کے غلام بن جاؤ۔ گائے ذبح ہونے کا گناہ تمہارے ذمہ ہوگا، مرنے کے بعد گائے ذبح کرنے

کا جواب کیا دو گے؟ اب لکھا ہوا سالانہ دینے کا کارنامہ ہم کو واپس دے دو، اس لئے کہ ہندو مذہب کا کام ان کی مرضی کے مطابق نہیں ہوتا۔ وزیروں نے آئے ہوئے تمام ہندوؤں کو جواب دیا کہ تم لوگ آج جاؤ، کل بادشاہ کو پوچھ کر جواب دیں گے۔ اس روز ہندو لوگ واپس آئے اور راج پاٹ کے وزیر اور معاملات داروں نے عوام کی باتوں کو راجہ کے سامنے پیش کیں، راجہ واگھ جی نے جواب دیا کہ آپ لوگ میرے راج پاٹ کے ممبر ہو، جو کچھ اچھا جانو مجھ کو صلاح دو، یقیناً تمہاری نیک صلاح پر عمل کیا جائے گا۔ وزیروں نے راجہ واگھ جی کو مشورہ دیا کہ گائے کو ذبح کرنے سے روکنا ثواب کا کام ہے۔ اور سالانہ کی رقم زیادہ حاصل کرنا بھی اچھا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو داداگیری سے گائے ذبح کرنے سے روکو، اور گائے کے ادب کرنے کی تاکید کرو اور اس کے ضامن بناؤ۔ اگر وہ گائے نہ ذبح کرنے کی ضمانت نہ دیں تو مسلمانوں کو بیرپور سے باہر کر دو۔ وزیروں کا مشورہ راجہ کے دل میں اترا اور مسلمانوں کو اسی مطابق لکھ کر بھیج دیا۔ مسلمانوں نے راجہ کا حکم نامہ پڑھا اور حضرت حمید الدین جاہلدہ کی خدمت میں آئے اور جو کچھ سر پر مصیبت آئی، حضرت کو سنائی اور عرض کیا، یا پیر! ہم سب آپ کے غلام ہیں۔ اگر حکم ہو تو تمام راجپوتوں کو جہنم میں پہنچا دیں اور ہم بھی شہادت کا جام پی لیں حضرت حمید الدین نے فرمایا کہ اے اسلامی بھائیو! میں نے تم کو وہاں آبادی بڑھانے کے لئے بسایا ہے، مرنے کے لئے نہیں، لہٰذا صبر سے کام لو، بیشک! اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ انشاء اللہ یہ مشکل حکمت اور سمجھداری سے دور کی جائے گی۔ جلدی کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ جلدی کا کام شیطان کا ہے، اطمینان کا کام رحمٰن کا ہے۔ (حدیث) مسلمانوں نے عرض کیا، یا پیر! آپ جو مشورہ دیں گے، مسلمانوں کو دل و جان سے قبول ہیں۔

راجہ واگھ جی کی حضرت حمید الدین کے ساتھ غداری اور سلطان محمود بیگڑا کا لشکر بالاسنور کی زمین پر :

حضرت حمید الدین علیہ الرحمہ نے راجہ واگھ جی کو خبر بھیج دی کہ مسلمان تو جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں، مگر جنگ میں فائدہ کچھ نہیں ہے اور نقصان زیادہ ہے۔ لہٰذا اس بات پر ایک مہینہ صبر کرو۔ میں مسلمانوں کو اپنی صلاح سمجھاؤں گا اور جو کچھ تمہیں کہنا ہے تم کو بھی کہوں گا۔ یہ کہہ کر راجہ

کو تسلی دے دی۔ اور بادشاہ محمود بیگڑا کو ایک خط لکھ بھیجا کہ اس فقیر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے یہ گاؤں مذہب اسلام سے آباد کیا ہے۔ مگر اس گاؤں کے آس پاس کافروں کی بستی زیادہ ہے۔ وہ مسلمانوں کو کوئی نہ کوئی بہانے سے تکلیف پہنچاتے ہیں، تم نائبِ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۔امید ہے کہ ایک تھانے دار کو ۵۰۰ گھوڑے سوار لوکھنڈی بکتر والے بہادروں کے ساتھ بھیجیں گے تاکہ بیرپور کے مسلمانوں کی حفاظت کریں اور راجپوتوں کی نسل اور جڑ کو اکھاڑ کر پھینک دیں اور مسلمان امن و امان سے رہیں اور خاص کر کے راجپوتوں کو یہاں سے باہر کرو، بادشاہ محمود بیگڑا نے حضرت کا خط پڑھ کر ایک تھانیدار جس کا نام مظفر خان تھا، ۵۰۰ گھوڑے سوار سپاہیوں کے ساتھ بالاسنور میں بھیجا اور حکم کر دیا کہ حضرت حمید الدین کی جو مرضی ہو اسی مطابق کام کرنا۔ مظفر خان احمد آباد سے فوج لے کر بالاسنور آ گیا اور حضرت کی خدمت میں خبر پہنچائی کہ یا پیر! یہ بندہ فوج لے کر بالاسنور آ گیا ہے، اگر حکم ہو تو راتوں رات بیرپور کے آس پاس کے رہنے والے راجپوتوں کو حملہ کر کے جہنم میں پہنچا دیا جائے۔ یا حکم ہو تو بندہ روبرو قدمبوسی کے لئے حاضر ہووے۔ حضرت نے جواب لکھ کر بھیجا کہ راجپوتوں کو مارنا نہیں ہے مگر ڈرا کر بھگانا ہے لہٰذا روبرو آ کر ملاقات کرو ،مظفر خان نے حضرت کے حکم کے مطابق روبرو ملاقات کر کے قدمبوسی کی۔ حضرت حمید الدین نے فرمایا کہ تم اپنی فوج لے کر ناتھا مندر کے پاس کے میدان میں آ کر ٹھہرو۔ مظفر خان تھانیدار اپنی شان و شوکت کے ساتھ فوج لے کر آیا اور پورے میدان کی بارڈر بنا کر ڈیرا ڈالا۔ اس مندر میں ہر سال دشہرا کے دنوں میں ناتھا دیو کی پوجا کرنے کے لئے ہندو لوگ جمع ہوتے تھے اسی میدان میں (۹) رات رہتے تھے۔ حضرت حمید الدین نے یہ سوچ کر اس میدان میں لشکر کو رہنے کا حکم دیا کہ وہاں رہنے سے لشکر، قلعے کا کام دے گا۔ جب دوسرا دن ہوا، حضرت حمید الدین نے راجہ واگھ جی کو یہ پیغام بھیجا کہ تم نے ہندو عوام کے کہنے سے مسلمانوں پر غلط نظر اٹھائی ہے، لہٰذا جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ، یہ پیغام پہنچتے ہی راجہ واگھ جی کے محل میں ڈر سے زمین میں زلزلہ پیدا ہو گیا کہ حضرت نے بادشاہ کا لشکر بلا لیا ہے اب بھاگ کر کہاں جاؤں؟ بہت پریشان ہو کر عورتوں اور بال بچوں کو تسلی دے کر حضرت حمید الدین کی خدمت میں آ کر عرضی نامہ پیش کیا کہ یا حضرت! آپ خدا

کے محبوب ہو اور آپ کو لائق نہیں کہ آپ اپنے پالے ہوئے کے ساتھ جنگ فرمائیں، حضرت نے فرمایا، غلطی تمہاری طرف سے ہے، ہماری جانب سے نہیں، اے راجہ! پرانی محبت کی وجہ سے ابھی بھی تم کو میں سہولت دیتا ہوں کہ خونریزی نہیں کراؤں گا۔ راجہ نے کہا، مجھے یقین ہے کہ کل یا پرسوں بہت بڑی جنگ ہوگی۔ حضرت نے فرمایا، تم یقین رکھو اور سکون رکھو کہ ہماری نیت خونریزی کی نہیں ہے مگر شرط یہ ہے کہ تم اس جگہ کو چھوڑ کر پانچ چھ کوس دور جا کر رہو۔ راجہ نے کہا یا حضرت! سلطان کا لشکر سرحد بنا کر گھیراؤ کیا ہوا ہے۔ بال بچوں کو لے کر کیسے باہر جاؤں؟ حضرت نے فرمایا، اے راجہ! جاؤ تم کو ایک مہینے کا وقت دیا جاتا ہے۔ بغیر خوف وخطر کے جاؤ۔ اور اپنا سامان آہستہ، آہستہ لے جاؤ اور اگر ہو سکے تو اپنے مکان کے دروازے، کھڑکیاں اور اینٹ، پتھر وغیرہ لے جاؤ۔ راجہ واگھ جی نے لاچار ہو کر حکم قبول کیا اور دوہلپور کی زمین چھوڑ کر اپنے ہندو بھائیوں کے ساتھ دیہواڑا میں آ کر رہا۔ اس دیہواڑا میں کچھ مسلمان بھی رہتے تھے۔ وہ راجپوتوں کے ڈر سے بھاگ کر حضرت کی خدمت میں آئے۔ حضرت نے ان مسلمانوں کو بیرپور میں رہنے کی جگہ دی اور مظفر خان فوجدار کو حکم فرمایا کہ تم ناتھا مندر کے میدان کو چھوڑ کر دوہلپور بیرمگلی کی پہاڑ کی وادی میں جا کر رہو۔ مظفر خان فوج لے کر بیرمگلی کے قریب آ گیا اور فوج کی سرحد بنا کر رہنے لگا۔ اسی پہاڑ پر راجہ کی حویلی کے پاس مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اس مسجد کی نشانیاں آج تک ظاہر ہیں۔ دو تین مہینے تک ناتھا مندر کا میدان خالی رہا۔ اس میدان میں حضرت حمیدالدین رضی اللہ عنہ نے ۲۰۰۰ روپیہ کا اپنا خرچ کر کے لشکر کی حفاظت کے لئے قلعہ بنایا۔ مظفر خان فوجی لشکر کے ساتھ اسی قلعہ میں رہنے لگا اور قصبۂ بیرپور اور آس پاس کے گاؤں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اور سیر اور شکار میں مشغول ہوا، اس کے بعد حضرت حمیدالدین نے بیرپور کے آس پاس کے گاؤں سے محصول (ٹیکس) وصول کر کے لشکر کے خرچ کے لئے حاکم مظفر کو دیا اور بیرپور قصبہ کی زمین سے کچھ حصہ مسلمانوں اور کچھ ہندوؤں کو دیا اور کچھ زمین ضروری خرچ کے لئے اپنے قبضہ میں رکھی۔ اس مندر کے آس پاس گھوڑے باندھنے کا انتظام کیا۔ وہ مندر اسی زمانے میں ختم ہو گیا اور مظفر خان فوجدار کی بیرپور سے بدلی ہو گئی۔

حضرت سید میراں جی علیہ الرحمۃ فوج کے کمانڈر بن کر آئے اور جامِ شہادت نوش کیا:

جب مظفر خان فوجدار کا ٹرانسفر ہوا اور اس کے بعد دوسری فوجدار کے آنے میں تاخیر ہوئی تو اسی زمانے میں راجہ واگھ جی نے حضرت حمیدالدین کے ساتھ دوسری بار جنگ شروع کر دی۔ حضرت حمیدالدین علیہ الرحمہ بیرپور کے تمام مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے کر مقابلے کے لئے میدان میں اتر آئے اور راجہ واگھ جی کو زبردست شکست دی۔ اور راجہ واگھ جی کا پیچھا کیا مگر راجہ واگھ جی پہاڑوں میں جا کر چھپ گیا۔ اسی درمیان محمود بیگڑا کی جانب سے علی مرتضیٰ کے موتی اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ کے اگتے ہوئے پھول حضرت سید میراں جی علیہ الرحمہ شاہی لشکر کے ساتھ کمانڈر بن کر بیرپور آ گئے اور اس جنگ میں شریک ہو گئے۔ راجہ واگزی اور میراں جی کے درمیان ایک سال جنگ ہوتی رہی۔ اسی جنگ میں حضرت سید میراں جی نے راجپوتوں کے ہاتھ سے شہادت کا جام نوش کیا اور شہادت کے درجے پر پہنچے۔ آپ کا مزارِ پاک قلعہ کے قریب کی مسجد کے پاس ہے اور آپ کی کرامتیں بیرپور میں ظاہر ہے۔

بیرپور کی زمین پر حضرت حمیدالدین کی شانِ حکومت :

حضرت سید میراں جی علیہ الرحمہ کی شہادت کی خبر جب محمود بیگڑا کو ہوئی تو وزیروں کو حکم دیا کہ سید میراں جی کی جگہ پر دو تین فوج داروں کو بیرپور بھیج دیا جائے۔ لیکن اس جگہ کی ذمہ داری کسی فوجدار نے قبول نہیں کی اور دو سال تک بیرپور، فوجدار سے خالی رہا۔ اسی خالی زمانے میں بیرپور کی حکومت کی ساری ذمہ داری حضرت حمیدالدین نے اپنی ذمہ داری میں لی اور راجہ واگھ جی کے ساتھ مسلسل جنگ کرتے ہوئے۔

اس حکومت کے زمانے میں آپکے صاحبزادے حضرت محمود میاں دریائی دولہا علیہ الرحمہ ایک جذبۂ دینی لے کر حضرت والد گرامی حمیدالدین کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا حضرت! اگر آپ اجازت ہو تو ناتھا دیو مندر کے میدان میں ایک جامع مسجد کی بنیاد رکھوں۔ حضرت حمیدالدین نے فرمایا، کیوں نہیں؟ ضرور رکھو۔ حضرت محمود نے اس میدان

میں مسجد کی سنگِ بنیاد رکھی اور دیواریں تیار ہوگئیں تو چھت بنانے کے لئے کارنٹا شریف سے لکڑیاں لائے تو وہ لکڑیاں دیوار کے فاصلے سے تین گز چھوٹی تھیں۔ حضرت محمود دریائی دولہا نے اپنی کرامت سے ان چھوٹی اور سوکھی لکڑیوں کو ہاتھ سے کھینچ کر چھ گز لمبی کردی۔ یہ واقعہ جب ہوا آپ کی عمر ۱۴ سال کی تھی جس کا تفصیلی بیان مفاتیح القلوب کتاب میں ہے۔

راجہ واگھ جی کی زبردست ہار اور ہندو مسلم سمادھان :

جب راجہ واگھ جی حضرت حمید الدین کے ساتھ جیت نہیں پایا تو یہ کہتے ہوئے حل کرنے کے لئے آیا کہ یا حضرت! یہ بندہ سندھ راج سنگھ کی اولاد سے ہے اور آپ حضرت علی سرمست کی اولاد سے ہیں اور ہمارے اور آپ کے بیچ باپ، دادا کے زمانے سے محبت کا رابطہ ہے ۔ بندہ بادشاہی کا دعویٰ لے کر نہیں آیا بلکہ اس امید سے آیا ہے کہ آپ حضور کی رعیت کی حفاظت کریں اور میرے گھڑسوار سپاہیوں کو آپ کی خدمت کے لئے بیر پور میں چھوڑ دوں اور بیر پور کے آس پاس کے دیہات کے محصول اور بیر پور کے ہندوؤں کو آپ سے لڑانے کا سالانہ رقم دینے کا جو قرارنامہ لکھ دیا تھا وہ رقم وصول کرکے اپنا خرچ نکالوں، حضرت حمید الدین نے فرمایا کہ ہندوؤں کو لکھے ہوئے قرارنامے کی نقل مجھے بھیج دو، میں اسے پڑھ کر جو کچھ ردوبدل کرنا ہو تو کر دوں۔ راجہ واگھ جی نے اس قرارنامہ کی نقل منشی سے نقل کرواکر بھیج دی۔ حضرت حمید الدین نے اس قرارنامے کو پڑھا۔ لکھا ہوا تھا کہ اے راجہ! بیر پور کو گائے ذبح کرنے والے مسلمانوں کو ذبح کرنے سے روکنے یا ان کو جان سے مار ڈالنے کے بدلے میں تم کو ۶۶۰ سکہ محمودی دیا جائے گا۔ ہندوؤں کا یہ قرارنامہ سن کر حضرت حمید الدین کو غیرت آئی اور بیر پور کے مسلمانوں سے آپ نے کہا کہ اے بھائیو! دیکھو ہندو ہمارے ساتھ کیسی دشمنی رکھتے ہیں؟ ایسے لوگوں کی سزا وہی ہے کہ ان کو ایسے ہی راجہ کے حوالے کردیا جائے تاکہ وہ ان کا دماغ ٹھیک کرے اور ہم ہمارے کام میں کامیاب رہیں۔ تمام مسلمانوں نے آپ کے فیصلہ کو قبول کیا۔ حضرت نے واگھ جی کو اپنے پاس بلایا اور سمادھان ان شرطوں کے ساتھ کیا کہ (۱) مسلمانوں کو گائے ذبح کرنے سے کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ (۲) ہندوؤں نے سالانہ رقم دینے کا جو قرار کیا ہے، اس رقم کا چوتھا حصہ بیر پور کے

گاؤں سے وصول کرو۔ (۳) بیر پور کے گاؤں کا وانٹا والا حصہ تمکو اس لئے دیتا ہوں کہ بیر پور قصبہ یا بیر پور کے آس پاس کے گاؤں کو کوئی ضرورت پڑے تو اسے بیچ کر پورا کرو۔ راجہ نے حمید الدین کی ان تمام شرطوں کو قبول کیا اور کچھ گھوڑے سوار سپاہیوں کی قصبۂ بیر پور کے لئے چھوڑ کر خود اپنے گاؤں دیہواڑا چلا گیا۔ اس طرح بیر پور کی سرزمین میں اسلام کا جھنڈا حضرت حمید الدین علیہ الرحمہ کے قدموں کی برکت سے قائم ہوا۔

(بحوالہ تحفۃ القاری باب سوم، صفحہ ۴۵ تا ۵۰)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جھاڑ کے جھڑ کے پاس انگلی سے باوری ندی بنا دینا :

حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کے صاحبزادے میاں محمود کو ساتھ لے کر باہر تشریف لے گئے تھے۔ وہاں آپ دونوں کو وضو کرنے کی ضرورت درپیش ہوئی۔ اپنے اردگرد پانی کی تلاش کی مگر کہیں پانی نظر نہیں آیا تو آپ نے ایک پیڑ کی جڑ میں انگلی سے خط کیا۔ فوراً اس جھاڑ کی جڑ سے پانی بہنا شروع ہوا یہ جگہ بیر پور میں چیخلی جھوجھا کے جنگل میں ہے۔ اس پانی سے آپ دونوں نے وضو کیا اور آپ ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوئے۔ پھر وہ پانی کا چشمہ بہتا رہا اور یہ پانی قصبہ کے نزدیک آ گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ پانی ہم پہ زور کرے گا۔ یہ سن کر آپ نے پانی کو کہا کہ قصبہ کے کنارے کنارے بہے گا۔ آپ کے فرمانے سے ندی آگے بہنے لگی اور مہی سے مل گئی۔

حضرت شاہ خواجہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں غوثِ بے مثال کا وصال :

آپ سلطان سے ملے تھے اس روز سے آپ کی شہرت دور دور تک ہو چکی تھی۔ اسی روز سے آپ کا دل یہی چاہتا تھا کہ اس دنیا میں رہنا اور اپنے سر پہ بوجھ انبار اٹھانا برابر ہے۔ اس سے تو اس دنیا کو چھوڑ کر دارِ عقبیٰ پہنچ جانا اچھا ہے۔ کیوں کہ بادشاہ اور دنیا کے معتبر باعلم باہنر لوگ آپ سے مرید ہونے کی تمنا رکھتے تھے مگر آپ نے کسی کو بھی مرید بنانے کے لئے منظور نہیں کیا۔ آپ فرماتے، پروردگارِ عالم کی طرف سے مجھ کو اشارہ ہوگا تب اسی کو مرید بناؤں گا اور اسے نیک

درجات دلاؤں گا۔ حضرت شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ کو خواہش ہوئی کہ میں اپنے والد صاحب سے بیعت لوں ان دنوں میں حضرت محمود رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مجذوب خادم تھا۔ اس کے پاس دکھی لوگ جاتے تو ان سے بہت لوگ فیض پاتے تھے۔ ایک روز حضرت میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ اس درویش کے پاس گئے تو ان مخدوم نے جوان کے سر پہ ٹوپی تھی۔ وہ ٹوپی حضرت شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر رکھ دی۔ وہ ٹوپی آپ اپنے والدِ بزرگوار کے پاس لائے اور آپ کے سامنے رکھی اور عرض کیا کہ اس ٹوپی کو کیا کروں؟ تب آپ کے والد صاحب نے فرمایا، اسے اپنے پاس رکھو۔ اس کا حال غایب اسی سے تھا اور یہ راز آپ کسی سے نہ کہنا۔ وہ فیض ہونا بند ہو گیا اور خادم وہاں سے چلا گیا۔ اسی رات کو حضرت شاہ محی الدین جیلانی غوث الاعظم دستگیر نے حضرت شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ کے خواب میں آ کر فرمایا کہ آپ کے والد صاحب کا وصال عنقریب ہے تو آپ ان کے رسمِ ذکر اللہ سیکھ لو اور آپ سے بیعت ہو کر خرقہ و خلافت طلب کرو کیوں کہ آپ اس زمانے کے زبردست ولیٔ کامل قطب الوریٰ غوثِ زماں ہیں، پیر مغاں ہیں اور آپ اپنی حقیقت کو چھپائے رکھے ہیں اس زمانے میں آپ کا ثانی اور کوئی نہیں اور اب آپ اس دنیا میں تین روز کے مہمان ہیں یہ حقیقت آپ نے حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بھی خواب میں ظاہر کی اور فرمایا کہ آپ اپنے فرزند کو بیعت دے کر کرامتوں سے ان کو سیر کرو۔ تب حضرت شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ وقت نمازِ تہجد کے آپ کے والد کے پاس تشریف لے گئے وہاں آپ نے ایک جگری کہی۔

جگری

تم نے پر ہری امنِ کیم سری نا ولیو نندڑی نہار رے
تے کیم ہوئے رے نکالو جینے کمٹب نو بہار رے
بے جیون کائے ہوئے تو بدلیے نا ویلو بدلو کیم جائے رے
جے آوے جینا لابھ نو ہو وو تے ہین تیج سو ہار رے
ساتھیڑا ویتی مامری نا ولیا دھرنے کان رے
ایک چھونہ پاکھل تاہری نیندر رے

بے جیون لوگا مانہا گوار رے
توں چڑھ سووے سکھ سے جڑی امنے سیاں نے لاج رے
اوساجن کتھانہ کیجئے اوسر نہ آوے کاج رے
ہوں رے جاگوں تمرے کارن تمنے نیند سوا پر نپار رے
سیج سونا دھن تن ملی پاسِ سریا بھر تھار رے
سائین کھول پرانیا لیکھا ماہرِ للاٹ رے
نیت اٹھی نے کہنے کیے اپنا گھر نوراڈ رے
قاضی محمد تن ساچا ہلدا سیون تھار پاوٗ رے
محمود نے چھ بھولم این کہانی آئیس آوے چتار رے
کہیں تم آپ سے آئی نہوی ہاں مگر بھیجے ہوئے محبوبِ سبحانی
کہے محی الدین جناب عبدالقادر کیے ہوشیار ہو کے ناشر
و لے باقی ہے میری عمر ایک روز کروں خرقہ عنایت ہو دل شوخ
یہ سن کر آپ ایک جگری بنائے، عبارت اس کو باوا کو سنائے۔

اسی طرح حضرت محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے والد صاحب کو ایک جگری کہے سنائی۔ تب آپ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں ابھی میری عمر کا ایک روز باقی ہے۔ تب آپ نے ایک اور جگری سنائی۔

جگری

اٹھ رہی ہے رات کی اٹھ پیہو سوتر اوے
راون ویلا نیو تیر کے لیٹ گنگا وے
گھٹتی جاوے گھڑی گھڑی پیچھے بل کھو کرے
پر گھر ہوش دیکھ کر پستاوے غیر ے
کہے محمود کو منجنہاشہِ پایا پورا

سو سکے تو راوکے اگے سویرا

یہ جگری حضرت شاہ میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے والد صاحب کو سنائی تو آپ خوش ہوئے اور دوسرے روز فجر میں حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمود رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے پاس بلاکر خرقہ خلافت کا عطا کیا۔ آپ کو بیعت کی اجازت دی۔ حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ نے ۶۳ انسانوں کو بیعت دے کر آپ ملکِ بقا کی جانب تشریف لے گئے۔قالو ا انالله وانا اليه راجعونo

برہان پور کی عورت کو وصال کے بعد غائبانہ مرید بنانا و شجرہ عطا کیا :

برہان پور شہر میں حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عورت بہت چاہنے والی تھی۔ اس کو ہاتفِ غیب سے خبر ہوئی کہ حضرت کا وصال ہو گیا ہے۔ یہ خبر سنتے کے سنتے ہی وہ زار زار روتی تھی اور کہتی تھی کہ صد افسوس کہ آپ کی مرید نہ ہو سکی۔ یہ کہتے کہتے بے تحاشہ اسی فکر میں رویا کرتی تھی۔ تو رات کو خواب میں اس کو بیعت دی اور وہ عورت خواب سے بیدار ہوئی تو شجرہ بھی اس نے ظاہر میں دیکھا تو وہ خوش حال ہوگئی۔

بیعت یعنی مرید بننے کے واقعات :

حضرت محمود دریائی دولہا علیہ الرحمۃ کی عمر شریف جب ۱۵ سال کی ہوئی تو والدِ گرامی کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کے مرید بننے کی تمنا ظاہر کی تو والدِ گرامی نے فرمایا کہ اس نیک کام میں دیری نہ کرنی چاہئے۔ حضرت محمود نے عرض کیا کہ آپ بتائیں کہ میں حضرت سید شاہِ عالم بخاری احمد آبادی سے مرید بنوں یا حضرت سیدنا جلال عرف شیخ جیو سے مرید بنوں؟ آپ کے والد نے مشورہ کیا کہ حضرت شاہِ عالم بخاری ہمارے پیر ہیں، اور حضرت سید شیخ جیو بھی ہمارے سلسلہ کے خلیفہ ہیں۔ ان دونوں بزرگوں میں سے جن کی طرف تمہارے دل کا عقیدہ جھے مرید بن جاؤ، حضرت محمود یہ سن کر رسول آباد (احمد آباد) جا کر حضرت شاہ عالم بخاری سے مرید بننے کی خواہش ظاہر کی کہ یا پیر! مجھے مرید بنا لیجئے۔ حضرت شاہ عالم بخاری نے گردن جھکا کر مراقبہ کر کے جواب دیا کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ آپ اپنے والد سے مرید بنو۔ یہ سن کر بندہ آپ کی

بارگاہ مین مرید بننے کے لئے حاضر ہوا ہے۔ میں نے سرکار مدینہ کا حکم آپ کو سنا دیسے آپ جو مرضی ہو وہ کریں، حضرت حمید الدین صاحبزادے کی یہ بات سن کر ہنسے اور خاموش ہو گئے۔(صفحہ ۱۱۵)

آخر وہی بات سامنے آئی جس کو حضرت شاہ عالم بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت محمود کے بارے میں جو بچپن میں فرمایا تھا کہ اے حمید الدین (یہ محمود) آپ کا حصہ ہے۔ یعنی آپ کے ہاتھ مرید بنیں گے۔

یہ واقعہ ہونے کے بعد حضرت محمود نے دو مہینے کے بعد پھر عرض کیا، حضور! مجھ کو مرید بنا لیجئے۔ حضرت حمید الدین نے فرمایا، لوح محفوظ میں دیکھ کر جواب دوں گا۔ حضرت محمود نے عرض کیا، یا شیخ! لوح محفوظ دور نہیں ہے۔ حضرت حمید الدین نے فرمایا کہ آج نہیں دیکھوں گا۔ یہ سن کر حضرت محمود واپس لوٹ آئے۔ اور ایک مہینے کے بعد پھر والد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ادب سے عرض کیا، یا حضرت! مجھے مرید بنا لیجئے۔ حضرت حمید الدین نے پھر نظریں پھرالیں۔ حضرت محمود نے عرض کیا، یا حضرت! مرید بننے کی تمنا جب میں نے ظاہر کی تھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ آپ کا عقیدہ جدھر زیادہ جھے مرید بن جاؤ۔ یا حضرت میں پکے عقیدہ سے آیا ہوں کیوں کہ بزرگوں کی بارگاہ میں عقیدت ہی کام آتی ہے نہ کہ چاپلوسی۔ یہ کہہ کر حضرت محمود اپنے گھر واپس آئے۔ کچھ دنوں کے بعد لوگوں کے ذریعہ معلوم کروایا کہ حضرت مرید بنانے میں کیوں تاخیر فرماتے ہیں؟ حضرت حمید الدین نے جواب فرمایا کہ میں محمود کے بارے میں لوح محفوظ میں مغفور لکھا ہوا جب دیکھوں گا مرید بنالوں گا۔ حضرت کا یہ جواب سن کر لوگ واپس آئے اور حضرت محمود کو جواب سنایا۔ حضرت محمود یہ بات سن کر بہت فکر مند ہو کر گئے۔ حضرت محمود ایک روز ایک محفل میں بات چیت کے درمیان فرمانے لگے کہ والدِ گرامی مجھے کیوں مرید نہیں کرتے؟ اور لوحِ محفوظ دیکھنے کا وعدہ کرتے رہتے ہیں؟ یہ بات کرنے کی خبر حضرت حمید الدین کو ہوئی کہ حضرت محمود محفلوں میں ایسی باتیں کرتے ہیں؟ حضرت حمید الدین نے ایک شخص کو فرزند محمود کے پاس بھیجا کہ کسی کی باتیں غائبانہ کرنا غیبت ہے اور یہ شریعت میں جائز نہیں۔ آپ نے یہ خبر سن کر کچھ دن صبر کیا اور ایک روز پھر والد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ کمرہ بند ہے اور حضرت آرام کر رہے تھے۔ حضرت

محمود نے کمرے کے دروازے پر کھڑے رہنے والے خادموں سے پوچھا کہ حضرت کو آواز دیجئے، خادموں نے عرض کیا کہ حضرت آرام کررہے ہیں ہم کو جگانے کی مجال نہیں۔اگر آپ کو ضرورت ہو تو آپ جگائیے۔حضرت محمود ہاتھ باندھے والد کے کمرے کے دروازے پر والد کی ملاقات کی آرزو لے کر کھڑے ہوگئے اور اس تمنا میں کچھ شعر بیان کرنے لگے، بیان کرتے کرتے عشق کے جذبہ اتنے بڑھ گئے کہ اپنے ہوش بھی کھودیئے اور ایک مدت تک کھانا پینا چھوڑ دیا۔بدن پر سترِ عورت چھپانے کے لئے ایک پرانے کپڑے کا ٹکڑا باندھ رکھا، باقی سب کپڑوں کو اتار دیا اور مستوں جیسی کیفیت ہوگئی۔اس وقت بہت سے لوگ روحانی بھیدوں کو جاننے والے حاضر تھے انہوں نے کہا کہ یا حضرت محمود! آپ کی بے چینی کا سبب کیا ہے؟ آپ کے چہرے کا رنگ زعفرانی کیوں ہوگیا ہے؟

آپ جب ہوش میں آئے تو جواب دیا کہ مجھ کو بغیر پیر کے رہنے کی آگ اور تڑپ جلا رہی ہے، پیر نہ ہونے کے غم اور رنج کا اثر میرے دل کے اوپر اس قدر ہے کہ میں بیہوش ہو جاتا ہوں۔آپ نے پھر اس غم کو ظاہر کرتے ہوئے کچھ شعر پھر پڑھے۔

اس واقعہ کے بعد ایک دن حضرت حمید الدین علیہ الرحمہ اپنے گھر کے دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے اور اس محفل میں بہت سے عالم اور فاضل حضرات بھی تھے، تصوف کے بارے میں بات (بحث) چل رہی تھی۔ کچھ لوگوں نے شریعت کے بارے میں بیان کیا، کچھ لوگوں نے طریقت کی باتیں، اور کچھ لوگوں نے معرفت اور حقیقت کے بارے میں بیان کیے۔ اسی بیچ میں حضرت سیدنا حمید الدین علیہ الرحمہ عالموں اور صوفیوں کی طرف نظر کرکے فرمانے لگے کہ اے دوستو! جب شریعت کی یہ باتیں لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتیں تو طریقت، حقیقت اور معرفت کی باتیں کیسے سمجھ میں آئیں گی؟ یہ باتیں تو ان کے سامنے افسانہ جیسی معلوم ہوں گی۔ حضرت حمید الدین ابھی اسی بات چیت میں تھے کہ اچانک حضرت محمود دریائی دولہا اسی محفل میں آگئے۔اور کچھ شعر مرید بننے کے بارے میں بیان کئے۔حضرت حمید الدین نے فرمایا بیٹا! میری زندگی ابھی باقی ہے، بے چین اور حیران نہ ہو، میں تمہیں مرید بناؤں گا۔حضرت محمود نے اس وقت چند مرتبہ لوحِ محفوظ کی طرف نگاہ کرکے والد گرامی سے عرض کیا، ابا جان! آپ کی عمر صرف

سات دن اب باقی رہ گئے ہیں۔یہ کہہ کر پھر کچھ شعر سنانے لگے اور مرید بننے کی تڑپ ظاہر کرنے لگے۔حضرت حمید الدین یہ شعر سن کر فرمانے لگے، اے بیٹے! ابھی میری عمر سے ایک ہفتہ باقی ہے، کیوں بے چین ہو؟ حضرت محمود دریائی دولہا یہ سن کر زیادہ فکرمند ہوئے کہ ابا حضور کی عمر سے صرف ایک ہفتہ باقی رہ گیا ہے۔پھر بھی مجھے مرید نہیں بناتے اور دیری کرتے ہیں۔اب حضرت سیدنا غوث اعظم سرکارِ بغداد کی روح پاک کا وسیلہ لے کر آپ کی بارگاہ میں عرض کروں کہ آپ سفارش فرما کر مجھے مرید بنوادیں۔یہ سوچ کر حضرت محمود دریائی دولہا نے ایک عرضی نامہ لکھ کر رجال الغیب (اولیاء کی جماعت) کے ساتھ بغداد روانہ کیا۔وہ عرضی نامہ منٹوں میں بغداد شریف میں سرکار غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچا۔سرکار بغداد رضی اللہ عنہ روحانی پرواز سے بیرپور تشریف لائے ۔حضرت محمود دریائی نے حضرت غوث اعظم سے عرض کیا، حضرت! مجھ سے کون سا گناہ ہوا ہے کہ ہمارے والد مجھے مرید نہیں کرتے؟ غوث پاک کی روح پاک نے جواب دیا کہ آپ کے والد ابھی آپ کو مرید بنائیں گے، یہ کہہ کر سرکار غوث پاک کی روح پاک حضرت محمود کو لے کر آپ کے والد کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔اور فرمایا اے بھائی حمید الدین! آپ کے صاحبزادے تمام خوبیوں کے مالک ہیں پھر بھی تعجب لگتا ہے کہ آپ ان کو مرید بنانے سے کیوں غفلت کرتے ہیں؟ اب بہتر یہ ہے کہ اپنے لڑکے کو مرید بنا لیجئے۔حضرت حمید الدین نے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم کو تسلیم کرتے ہوئے عرض کیا، حضور کچھ دوسرے لوگ بھی مرید بننا چاہتے ہیں لہٰذا کل فجر کی نماز کے بعد ان تمام لوگوں کے ساتھ مرید بناؤں گا ان سب کے سامنے خلافت کا جبہ پہناؤں گا اور خلافت نامہ بھی لکھ کر دوں گا۔جب دوسرا دن ہوا تو فجر کی نماز کے بعد حضرت محمود دریائی دولہا اور حضرت شاہ چاند محمد اور حضرت شاہ احمد اور حضرت شاہ لاڈ محمد عرف شیخ الاسلام حضرت شاہ پیار اللہ وغیرہ اور دوسرے پچاس، ساٹھ مردوں کو حضرت محمود کے ساتھ بروز جمعرات ۵/صفر ۹۱۱ھ کو بعد نماز فجر حضرت حمید الدین نے اپنے سلسلہ میں داخل کرکے مرید بنایا اور خلافت کا جبہ پہنایا اور خلافت کی سند دے کر نصیحت فرمائی کہ اے فرزند محمود! آج سے جو شخص آپ کے پاس مرید بننے کے ارادے سے آئے تو آپ اسے مرید بنانا۔اس اجازت کی خوشی میں بھی حضرت محمود نے کچھ اشعار پڑھے،

حضرت محمود کو خلافت عطا کرنے کے بعد حضرت حمیدالدین رحمۃ اللہ علیہ نے مورخہ ۷؍صفر ۹۱۱ھ کو تہجد کے وقت بیر پور شریف میں انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون○

خواجہ محمود محبوب اللہ دو پڑ پوتا مرید و جانشین بنانا :

حضرت شاہ حمیدالدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے پوتے حضرت شاہ پیار اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا ہاتھ پکڑا اوران کو کرامت عطا کیے۔ پھر آپ نے آپ کے نورِ نظر حضرت شاہ میاں خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ شمس العارفین کا ہاتھ پکڑ کر خلافت عطا کی۔ ان کو بیعت کی اجازت دی۔ جب حضرت میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت پائی تو اس وقت آپ نے جگری کہی۔

جگری

بلیاں کیوں نہ لیوں مج ملیا چاتر ناتھ
میرا جگرا جہاں گھٹ ماں نہاں بلیاں کیوں نہ لوں
رَلیا مانوں نت نولیا، اپنے سائیں کے کاج
آج ساجن ہم گھر آیا، پگّے من کے کاج
سن سہیلی کام کہے لی، مجھ پی یوا ایسانی ہا
جی میں کہی یا سواُن کی تو ہس ہس اُتّر دے ہا
میر سمانِ سائیں کیتے، دنیا سا چامان،
محمود لاکھے نہ ہب ہوا میر جا ہلدہ کے لکھے قربان

پانی دو طرف ہو جانا :

جب حضرت شاہ حمیدالدین رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دے کر کفن پہنا کر آپ کا جنازہ دوش بدوش سب لے چلے اس وقت باولی ندی میں بڑی زور کی پُر آئی تھی۔ اور سب حیران تھے کہ اب کس طرح ندی پار کر سکیں گے۔ اتنے میں پانی بحکم، خدا دو طرفہ ہو گیا۔ اور راستہ صاف ہوا۔ تب جنازے کے سب ہمراہی بآسانی ندی پار کر گئے اور جو پیچھے رہ گئے وہ وہیں رک گئے۔ کیوں کہ پانی پہلے کی طرح مل گیا اور ندی پُر جوش بہنے لگی۔

حضرت شاہ حمیدالدین رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کی کرامت :

حضرت شاہ حمیدالدین رحمۃ اللہ علیہ نے صفر کے مہینے میں پانچویں تاریخ کو حضرت شاہ میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت دی اور تاریخ چھ صفر بروز پنچشنبہ (جمعرات) شب کو آپ نے وصال فرمایا۔ ۹۱۱ھ ہجری بروز جمعہ کو آپ کو سپرد خاک کیا گیا جہاں آپ کا روضہ مبارک حضرت شاہ قاضی محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے وہاں آپ کو مدفون کیا گیا۔ آپ کا مزار گنبد کے کٹہرے کے اندر بیچ میں ہے، اول مزار حضرت قاضی محمود رحمۃ اللہ علیہ محبوب اللہ عرف دریائی دولہا کا ہے۔ آپ کے قریب حضرت شاہ حمیدالدین رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور بعد میں تیسرا مزار حضرت شاہ مولانا احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

حضرت سید قاضی محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد مدفون والد صاحب کے ایک جگری کہی وہ یہ ہے :

جگری

میرا ابا بولا رے کیوں توں رہیا بسا، یہ دکھ کس رے کہوں
میرا میرا ابا بولا ہے روس سدھارے، ہو کس دوہرا کہوں راو
پوپٹ کے پرن اڑ گیا ہو سندھو سکھی پاوَ
اس رے بھلاوے ہُو رہی، میرا ابا بولا کیوں جائے
من پچھتاوا ہو رہا سو یو بہورن ملیا آئے
قاضی محمد تن شاہِ جائے لدھا محمود محمود سیوگ پاؤں
دیے کیا سومے سیّا، اب اپنے تھی مت جایئے

غزل

رہے قطب الاقطاب وغوثِ جہانی
اویس عرشِ اور شبلی اثر سائے

شاہِ عارفاں رے استادِ دوعالم
زہے پیر وسرور جنہیں انس وجانی
وہ تھے دافعِ شرک کفر اور بدعت
دوعالم پہ تھی صاحب مہربانی
حمیدِ حمد شہِ دن عالم ہے ان کا
تھے اہلِ طلب واہلِ معانی
وہ پھر جس گھڑی پیک آیا جل کا
کیے قصد یہاں سے بہارِ جنانی

کلام گفت محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ دروقتِ وصال حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ

میرا بابولا رے کئیں تو رہیا بسار
یہ دکھ کس رے کہوں......
میرا بابولا رے شیس سدھارے......
ہوں کس گھر آنکھوں رووں......
پو پٹ کے پرن اڑ گیا............
ہوں سنیوں سوکھے پاؤں......
من پچھتاوا ہور ہیا............
سبو بھورن ملیا آئے......
قاضی محمد تن شاچا ہلدا............
محمود سیوگ پاؤں............
دی کیا سوے سئیاں............
اب سپنے کہیں مت جاؤں............

الاپ ماں بوقتِ وصال گفت محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

ہمیں بنائے خاک کے یہ میری بنیاد............
سوبھی رہنے نہ پائے گی ہیٹھی ہے برباد............
کاگل کیسی پتلی مانس نام دھرائے............
آپ تماشہ دیکھنے دورِ باداہ پہرائے............
جو تو رکھے تو رہنا جی تو دے سو کھائے......
گلے ہمارے جیوڑے جت کھینچے تت جائے......
بالم چرت اس سائیں کے طعنہ لکھوں سندیس......
سیاہی کیا سونا ہووے کاگل گئے بدیس......
دھرتی سب کاگل کروں اور لکھ کردن بنرائے......
سات سمندر کی مس کروں تو ایک گن لکھو جاؤ
لکھن ہار الکھ گیا بہتر نہ لکھے کوئی......
کرم جوا کہر پڑ گئے ادکن او چھا ہوئے............
مرکھار ہتا بن میں پھر چرتا ہے سیم............
آہر کارے بس پڑھا کچھ کرلی نو کیم............
امین جو ساوج بگڑو نہ لیے کچھ بچار............
ہیلے ہام کہنے تھے لکھا لائے لیلاڑ............
نا مجھ ملے نہ من رہے نہ تو دیجی چھیا............
مل رے آپ سوادیاں نولا تیرانے یہا............
رام کلی بیراگنی اسے نہ کہو کوئی............
کہی اس کو راہون نے تھے بیٹھا دس سرکھوئے......

حضرت خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری

رحمۃ اللہ علیہ

کے حالات وواقعات

حضرت خواجہ خواجگان، قاضی القضاۃ، قدوۃ الاصفیاء،

زبدۃ الاولیاء، مجددِ سلسلۂ سہروردیہ شاہیہ،

حضور پیرانِ پیر دستگیر سید شاہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا

رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وواقعات

آپ کی پیدائش ۸۷۳ھ مطابق ۱۴۳۸ء میں ہوئی۔ آپ کی جائے پیدائش کے بارے میں تحفۃ القاری میں مفاتیح القلوب لجلالۃ القروب کے حوالے سے مرقوم ہے کہ ان کی پیدائش ولادت خواجہ حمید الدین کی جائے سکونت محلّہ سارنگ پور احمد آباد موجودہ سارنگ پور دروازہ کے باہر سمتِ مشرق واقع کالوپور ریلوے اسٹیشن کے قریب میں چار توڑا قبرستان کے پاس جہاں آج حضرت دادا حضور سیدنا شاہ محمد بن خطیب قطب محمود کارنٹوی رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ ہے۔ اور جو مسجد شاہ حماد ہے وہیں آپ کا پیدائشی گھر تھا۔

نمازِ تہجد کے لئے والد، چاچا کو نیند سے اٹھانا :

ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت سید خواجہ محمود محبوب اللہ عرف دریائی دولہا کے والد صاحب حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے چچا حضرت شاہ حماد رحمۃ اللہ علیہ ایک رات جنگل میں جا کر ٹھہرے تھے۔ اور وہاں آپ دونوں کو نیند آگئی اور نمازِ تہجد کا وقت فوت ہو جانے کا امکان تھا۔ اس وقت حکم خداوندِ کریم سے حضرت میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک اس جنگل میں حاضر ہوئی اور چچا اور ابا کو آواز دے کر جگایا اور فرمایا، اٹھو شاید نمازِ تہجد فوت نہ ہو جائے۔ تو آپ دونوں صاحب اٹھے اور حضرت شاہ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس خطرناک جنگل میں جہاں شیر ڈکاریں لے رہے ہیں وہاں آپ کون ہیں جو ہم کو جگائے ہیں؟ تب حضرت میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ کی روح اقدس نے سلام کیا اور کہا، میں آپ کا بھتیجا ہوں اور

حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مکان میں پیدا ہونے والا ہوں میں اب تک روحِ اقدس ہوں مگر آج سے بارہ سال کے بعد اس دنیا میں پیدا ہوؤں گا۔ اور میرا نام محمود ہوگا۔ اور آپ مجھے آپ کا خادم جانو۔ یہ کہہ کر آپ کی روح عرش کی جانب روانہ ہوگئی۔ اور آپ کے والد صاحب اور چچا مکان پہ تشریف لائے۔ شب و روز آپ کے انتظار میں رہتے اور دعائیں دیتے۔

حضرت سیدنا خواجہ شاہ محمود قطب ربانی محبوب یزدانی قادری، سہروردی کارنٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت :

نشانی صورت وسیرتش دادا فرمودہ اند کے بعد از ما
بچ ہاروم کرسی ہم نامے ماچنیں وچناں پیدا خواہد شد
ودے گے کے ما او را بہزار ومحنت وشدت پختہ ام
تصرفِ آں دیگ بدستِ او باشد آں خلق
برادرزادئے تو خواہد شوند۔ (حوالہ: تحفۃ القاری قلمی، صفحہ 180)

حضرت سیدنا شاہ حمید الدین چاہلدہ (حضرت خواجہ دریائی دولہا کے والد) سے اپنے سگے برادر بھائی حضرت خواجہ سیدنا رئیس الاوتاد شاہ حماد قادری نے فرمایا کہ کیا آپ نہیں جانتے؟ کہ اپنے سگے دادا حضور سیدنا امیر مسعود فضائل البرکات، قطبِ ربانی، خاصۂ معبود، ابوالاولیاء، ابوالبرکات، سیدنا شاہ قطب محمود دادا قادری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نیک بشارت دیتے ہوئے ان کے (خواجہ دریائی) کے بارے میں فرمایا تھا کہ سورت وسیرت کی نشانی دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہمارے بعد ایک چوتھی پشت میرے ہم نام نامی میرے جیسا اور ویسا ہی پیدا ہوگا۔ جو دیگ ہم ہزاروں سال کی محنت، مشقت برداشت کر کے پکائی ہے وہ دیگ کو بانٹنے کو (تقسیم) کرنے کا اس کے ہاتھوں میں ہوگا۔ وہ صاحبزادہ ولی زادہ تمہارے بھائی کا فرزند ہوگا وہ ابھی پیدا نہیں ہوا ہے۔

دادا پیر حضرت سید شاہ شاہِ عالم محبوبِ باری رحمت ورضوان کی بشارت :

خواجہ دریائی دولہا کے والد حضرت سیدنا شاہ حمید الدین چاہلدہ قادری سہروردی اپنے فرزند شاہ محمود دریائی کو بچپن کی حالت میں حضور پیرومرشد حضرت شاہ جی شاہِ عالم بخاری،

سہروردی رحمت ورضوان کی بارگاہ میں شاہ محمود دریائی کو دعا کے لئے لے گئے۔

حضرت شاہ عالم محبوبِ باری بخاری نے بچے شاہ سید محمود دریائی کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا، لینے کے بعد اپنی بغل کے تھو سے دونوں ہاتھوں سے اونچا کیا وہاں تک جہاں تک آپ کے ہاتھ اونچے ہوتے تھے اور شاہ محمود دریائی کو اچھالتے اور فرمایا کہ قاضی کا شملہ بھاری ہے۔ یہ اچھالتے وقت حضرت محمود دریائی کے پگ حضور شاہِ عالم کے عمامہ مبارک کو ٹکراتے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت شاہ سید خواجہ حمید الدین قادری سہرودی نے پیرومرشد کے پاس سے بیٹے شاہ محمود دریائی کو لے لیا اور پیرومرشد سے فرمایا کہ حضور بیٹے شاہ محمود کے پگ آپ کے عمامہ مبارک کو لگتے تھے اس لےء میں نے شاہ محمد دریائی کو لے لیا ہے۔ اس لئے میں اس گستاخی سے معافی مانگتا ہوں، آپ معاف فرمائیں۔ اس سوال کے جواب میں حضور شاہِ عالم سرکار نے فرمایا کہ یہ گستاخی، بے ادبی نہیں ہوئی ہے بلکہ میں اسے اونچے درجے پر رکھ رہا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی کچھ اور ہوگی۔ میں شاہ محمود کو مراتب بلندی پر لے جانا چاہتا تھا، لیکن کیا کریں میری تمنا مرضی پوری نہ ہوسکی۔ شاہ محمود بڑے درجہ والا القاب والا ہوگا۔ میں اسے (مرید وخلافت) دونوں کاموں کی ذمہ داری آپ شاہ حمید الدین کو عطا کرتا ہوں یہ کام آپ کے علاوہ اور کوئی نہ کر سکے گا۔ سبحان اللہ!

اللہ تعالیٰ کے کرم واحسان سے خواجہ دریائی دولہا نے اس بشارت کے مطابق ہی اپنے والد کے مرید بنے اور آپ ہی سے خلافت ملی۔ یہ زندہ جاوید بشارت کرنے والے حضور شاہ جی کو لاکھ لاکھ سلام۔

شکم مادر میں والدہ کا گیہوں پاک کھانا :

جب بارہ سال پورے ہوئے تب آپ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں تشریف لائے۔ اس عرصہ میں حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کسان سے گیہوں (گندم) منگوائے جب وہ گیہوں مزارعے نے حاضر کیے تو حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکان میں ایک طرف ڈلوادیئے۔ اس وقت آپ کے شکمِ مادر سے کہا کہ گندم نجس ہے تب آپ کے والد صاحب نے مزارعے سے پوچھا (کہا) کیوں تو نے ایسے نجس گندم ہم کو دیے؟ تب وہ

بولا کہ میں ابھی جھٹک کھا کر کھلیان سے لایا تھا۔ اسی میں سے آپ کی خدمت میں پیش کیے ہیں۔ اسی وقت حضرت میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ نے شکمِ مادر سے جواب دیا کہ اے کمبخت ! کیوں تکرار کرتا ہے؟ کیا تو اندھا تھا؟ کہ ایک مردار اس گیہوں میں تھا؟ ایک شکاری نے سور کو تیر مارا تھا اور وہ زخمی سور تیرے کھلیان سے ہو کر بھاگا جارہا تھا، اس کے خون کے قطرے گیہوں میں گرے تھے۔ یہ سنتے ہی وہ مزرعہ گھبرا گیا اور اسی وقت اس کی آنکھوں کی روشنی چلی گئی اور وہ سر کوٹ کوٹ کر رونے لگا۔ اور بہت عاجزی کی تب آپ نے دعا دی تو اس کو آپ کی دعا سے بینائی ملی۔ اور اس کو رضا دے دی۔ اور وہ گیہوں آپ کے والد صاحب نے ایک گڈھا کھود کر دفن کروا دیے۔

معراج میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نورِ محمودی سے ملاقات ہونا......

حضرت سرورِ کائنات معراج میں اور ساتھ میں نورِ محمودی (ارواح) کا ہونا۔

ایک روز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم امِ ہانی کے مکان پر تشریف فرما تھے۔ رات کا وقت تھا۔ بفرمانِ ایزدی حضرت جبرئیل امین آپ کی خدمت میں تشریف لائے اور آپ کو خواب سے جگا کر پیغامِ خداوندی سنایا اور کہا کہ چلئے آج معراج کی رات ہے۔ پروردگارِ عالم نے آپ کو بلایا ہے۔ سواری کے لئے براق حاضر ہے۔ تب آپ بفرمانِ ایزدی خانۂ کعبہ میں تشریف لائے اور آپ وہاں سے مسجدِ اقصیٰ تشریف لے گئے۔ وہاں مسجد اقصیٰ میں تمام نبیوں، رسولوں اور اولادِ آدم کی نیک روحیں غوث وقطب، ابدال، شہداء، عامل، کامل، ولی اور نیک روحیں حاضر تھیں۔ اس وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام روحوں سے سلام وتسلیم لیتے ہوئے روحِ محمود کے قریب تشریف لائے جو آپ کی بہت ہی قریب تھی۔ اس وقت آپ نے حضرت جبریل امین سے فرمایا کہ یہ روح کیسی ہے، اور کہاں پیدا ہوگی؟ تب جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ روح اہل بیت میں پیدا ہوگی۔ حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کا چراغ ہے۔ غریبوں کا غمگسار اور خاصۂ معبود ہوں گے۔ تب آپ نے آپ کی روح کو آپ کے قریب ساتھ میں لے کر آپ کی روح کو لامکاں تک سیر کرائی۔

کلام

بھورے پنکھا دوہے بل گئے/ — آج ہو سو رانی دھولے آج
ہوں سو فولروں باسما/ — آج ہوں سو کنول بہے نقشے
بہتو رنہ بیٹھی تا سما/ — آج ہوں سو چکوا چکوے
ان بیچ سمندر آسمان/ — آج ہوں شور سیے کلی کلی
بوگین ان کی جاب مان/ — آج سو بادل چھائیاں
رہنبا بھرے سوتار مان/ — آج ہوں نین لندیرے
آنکھ بھرے سوسر ماں/ — آج ہوں سو بن ہتے پتا سرے
اوڑین ان کے کہامان/ — آج سو محمود سائیں کا
کنہی نہ لئیا چھپا مانا

جگری دادرا

گھڑی آلی باولی مت گھڑی بجائے
ہو میرے روہ سے رنگ رمو، مت رین، دابی ......گھڑی آلی
جتنے کہاوتیں کیے، گھڑی پالی پاپی
سوتن لاگی میرڑی، ہوں کھڑی سنتوپ
برساسو کی، کرکھڑی، بلہاری تیری
آج سوتھن کا نیہ ہے، شہے کی اور میری......
شاہا ملن کا آوے ہے تج دل سنلا چان
کھینچ کری دن ٹکڑا، پانچ پہر کی راتاں
سیس بدھاؤا سے دوں جو، شاہ میں لاوے
کیت ہے میری رسیلا، لومان ہاتھ سے جاوے
محمود سائیں کا چاہ دے، کتیاں سوباتاں
جس کے سیسو نیہہ ہے، دن اور راتاں

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آیتِ کریمہ کے درس دینے میں حضرت محمود دریائی کی روح کا ہونا :

ایک روز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور بعد سلام کے پیغام الٰہی کی آیت کریمہ آپ کو سنائی وہ یہ ہے ''المنٰفقون والمنٰفقٰت بعضھم من بعض ''۔ یہ آیت شریف آپ نے اپنے صحابہ کو سنائی اور کہا کہ آخری زمانے میں عورتیں مردوں پر غالب ہوں گی اور حاکم حکام میں عہدوں پر فائز ہوں گی اور مذہب کی طرف رغبت کم ہوگی اور شرم اور حیا نہ رہے گی۔ جوان بوڑھوں کا ادب نہ کریں گے اور بچے بیباک ہوں گے اور اچھے بروں کی تمیز نہ ہوگی۔ جو ایمان والے نیک ہوں گے وہ خاموشی اختیار کریں گے اس وقت میاں محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی روح اقدس حاضر تھی اور جب آپ اس دنیا میں تشریف لائے اور آپ کی عمر شریف دو سال کی تھی تو آپ نے جو آیت کریمہ سرکار نے بیان فرمائی تھی اس کے مطابق دنیا والوں کا حال دیکھا تو آپ نے ایک عقدہ بنایا۔

عقدہ

یوں جگ واپرکاری سے یوکوئی ست پرناہی
جن جن پاپ سوآدر اپنار ہیانا کوئی
اپنے آلو ہس ملیں مکھ میٹھا بولت
جہاں نہ دیوے چھاوے نم چلے نیات دھن جوڑے
لون جین کو کھاوے تین صامے ہووے
ہیڈ اپاپی جڑ رہیا من میل نہ دھووے
ایکا کارسویوں ہوا کوئی بیگت نہ پاوے
دھن سناسے دھن پتی دھن تکے کہاوے
بھید نہیں مکھ اپنے سیکھ اور دین دیوے
بیٹی بیاویں اپنے دام اس کے لیوے

ایسا کرم جو کرے بیاج اس کا کھاوے
بول ست کا من دھرے یوں محمود آکھے
سگلو بھیتر وے بھلا جی اچار اپنار اکھے
اوسے پرسنسار کے یہ کال اجالے

ولادتِ حضرت محمود محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ پیدائش کے وقت شرمگاہ پر سے ہاتھ نہ ہٹانا :

آپ کی ولادت کے موقع پر جب شکم مادر سے اظہر ہوئے تو آپ نے اپنا ایک ہاتھ آنکھ پر رکھا اور دوسرا ہاتھ آپ نے آپ کی شرمگاہ پر رکھا تھا۔ یہ حالت دیکھ دایا گھبرائی اور سوچنے لگی کہ اب کیا کیا جائے اور تہنیت کیسے دوں کہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ یہ سوچ کر دایا نے آپ کے دست مبارک کو ہٹانا چاہا مگر آپ نے اپنا ہاتھ ہٹایا نہیں۔ اور زبان سے فرمایا کہ جا کہہ دے کہ لڑکا ہے یہ سنتے ہی دایا نے عزیز و اقارب کو مبارکباد پہنچائی اور سب کو حال سے آگاہ کیا اور آپ کو چھوہارے کا شربت پلانا چاہا مگر آپ نے نہیں پیا۔ پھر دودھ پلانے کی کوشش کی مگر آپ نے نہیں پیا تو سب کی سب بیبیاں وہاں جو حاضر تھیں وہ سب گھبرائیں آپ کے والد صاحب کو خبر دی کہ آپ نے نور نظر نہ شربت پیتے ہیں نہ دودھ پیتے ہیں تو آپ مکان کے اندر تشریف لے گئے اور آپ کو گود میں لے کر فرمانے لگے کہ اے بیبیو! تم جانتے ہو؟ تب بیبیوں نے جواب دیا کہ ہم نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا یہ شاہزادہ زاہد اور صائم اور عبادت پر قائم رہنے والے اور مشتاق اللہ اور متاع شرع رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور غوثِ خلق ہیں۔ اور قطب ابرار ہیں، بغیر مغرب کے روزہ افطار نہ کریں گے یہ سن کر حضرت شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آنکھ پر سے ہاتھ ہٹالیا تو آپ کے والد صاحب بہت خوش ہوئے اور جگری کہی۔

جگری

کر یا آج سائیں مج کیتے ، سیا تیئی کچھ سنیاں
وہ دکھ میرے جیو کا بہانا ، جی بھید نہ لیتے گینیاں

ما تا پتا نیند بھید بتاتے، پوچھنے پنڈت جو سے
جس کے بنجر ماس نہ لہو، تس کیوں جیون ہو سے
مولا دیکھ کوا ے ایسا ندیوں، جیس تہیں یہ دیکھ جاوے/
باہے توں مل کرمتا جو پیتا، پن بھید نہ کوئی نہ پاوے
تا وسک تن چٹ پٹے، کئیں کہی نہ سوہاوے
کہا پیا کچھ انگن لاگے، نینوں نیند نہ آوے
باز و بھیدن کسے نہ کہوں کہی بھرم نہ پوچھا
سو پر میری جیو کے جانے، پیو میرے کو سجھا
پیو پیو کو جیبھا سکھانے، تو سائیں مکھ دیٹھا
پیو نے مل میاں یوں کیتے، دکھ بٹھا کر لیتا
یوں سیپر شری جن میرے، مان سیوں میں دیتا
سوستہ میں پرتک دیٹھا، محمود موہا کیتا
کیے کرداشاہ محبوب اللہ وولایت یافتن دایا

پیدا ہوتے ہی روزہ رکھنے کا شرعی کردار :

حضرت محمود دریائی دولہا کے پیدا ہونے کے بعد آپ کی والدۂ محترمہ نے چاہا کہ فرزند کو سینے سے دودھ پلائیں مگر بار بار پستان منہ میں رکھنے کے باوجود آپ نے قبول نہ کیا۔ پورا دن ایسے گزرا مگر جب مغرب کا وقت ہوا آپ نے دودھ پیا۔ یہی معمول روزانہ رہا کہ دن میں آپ دودھ نہ پیتے اور مغرب کے وقت پیتے۔ جب چند دن ایسے ہی گزرے تو آپ کی والدہ اور دوسری عورتوں نے آپ کے والد حضرت حمیدالدین کی خدمت میں آپ کے علاج کرنے کی گزارش کی۔ حضرت حمیدالدین گھر میں گئے، صاحبزادے کو گود میں اٹھایا اور فرمانے لگے تم اس بچہ کو نہیں جانتے، یہ بیٹا صائم الدہر (ہمیشہ روزے رکھنے والا) اور قائم اللیل (رات بھر عبادت کرنے والا) ہوگا۔ یہ خوش خبری سن کر آپ کی والدہ بہت خوش ہوئیں۔

دودھ پینے کے زمانے میں حضرت شاہ عالم کی بارگاہ سے بزرگی اور مرید بننے کی خبر :

حضرت حمیدالدین کا ایک مکان مبارک سارنگ پور احمد آباد میں بھی تھا۔ آپ نے حضرت محمود کو دودھ پینے کے زمانے میں کچھ دن یہاں بھی رکھا۔ اس رہنے کے زمانے میں ایک بار اپنے بیٹے کو حضرت شاہ عالم کی بارگاہ میں لے کر آئے۔ حضرت شاہ عالم نے حضرت محمود کی دونوں بغلیں پکڑ کر اچھالا اور فرمایا، قاضی کا شملہ بھاری ہے۔ قاضی شملہ بھاری ہے، یہ کہتے اور اچھالتے رہے۔ اس اچھالنے کے درمیان محمود کے پاؤں حضرت شاہ عالم کی پگڑی مبارک سے لگ گئے۔ جسے دیکھ کر حضرت حمیدالدین نے اپنے صاحبزادے کو آپ کے ہاتھوں سے اپنی گود میں لے لیا اور فرمایا حضور! میرے بیٹے کے قدم آپ کی پگڑی سے لگے ہیں، یہ گستاخی ہوئی ہے، معاف فرمانا۔ حضرت شاہ عالم نے فرمایا، یہ کوئی بے ادبی، گستاخی نہیں ہے، رب تعالیٰ نے اس بیٹے کو ایسی ہی عزت والا بنایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس محمود کو اپنے مقام سے بھی اونچا بٹھاؤں مگر کیا کروں رب تعالیٰ کی مرضی کچھ اور ہے۔ میری تمنا پوری نہ ہوئی۔ اب اس کی قسمت تمہارے ہاتھوں سے مرید بننے کی ہے، ان کو کوئی مرید نہ بنا سکے گا۔

خواجہ دریائی کا اگلا ہوا دودھ دایا کا چوس لینا :

حضرت میاں محمود آپ کی اماں کا دودھ پیتے اور چھوہارے کا شربت دایا پلایا کرتی تھیں۔ ایک روز دایا نے چھوہارے کا شربت پالا یا مگر شربت کے پیتے ہی آپ کو قے آئی۔ قے کردہ سارا ایک کپڑے پر گرا تو کپڑے کا داغ دایا نے مل کر دھویا مگر داغ کپڑے پر سے نہیں گیا۔ یہ دیکھ کر دایا گھبرائی اور سوچنے لگی کہ یہ داغ کپڑے سے کیسے دور کروں؟ یہ سوچ میں تھی کہ اس کے دل میں کچھ خیال ایسا گزرا کہ کپڑے پر جو قے کا داغ تھا اس نے الفت کر کے چوس لیا۔ اسی وقت اس کے دل کا غنچہ کھل گیا وہ نزدیک اور دور کے حالات دیکھنے لگی، روشن ضمیر ہوگئی اور اس کا سینہ نورٌ علیٰ نور ہو گیا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت شاہ حماد رحمۃ اللہ علیہ مجلس نبوی میں خوشحال بیٹھے ہوئے تھے۔ مگر آپ کا رومال مکان پر بھول گئے تھے۔ اور اسکی تلاش میں تھے۔ اور آپ اپنی نظروں کو داہنے بائیں پھراتے تھے مگر رومال نہیں پاتے تھے۔ رومال گھر پر بھول گئے

تھے۔ یہ دل میں سوچنے لگے کہ اتنے میں دایا نے آپ کو رومال لا دیا۔ تب آپ نے دایا سے کہا یہ کہ نعمت تجھے کہاں سے میسر ہوئی؟ تب دایا نے کہا کہ آپ کے بھتیجے کو ایک روز قے ہوئی تھی اور وہ کپڑے پر گری تھی۔ میں نے اسے بہت دھویا مگر قے کا داغ جب گیا نہیں تو میں نے اسے چوسا۔ اسی روز سے میرے دل کے غنچے کھل گئے۔ یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔

حرام غذا سے والدہ کو بچانا اور سات سال کے بعد اینٹ سے گواہی پیش کرانا :

روایت ہے کہ آپ جب والدہ کے پیٹ مبارک میں تھے اس زمانے میں ایک شخص نے آپ کی والدہ کی خدمت میں کھانے کی کوئی حرام چیز نذرانے کے طور پر پیش کی۔ والدہ نے اسے کھالی۔ کھانے کے بعد وہ چیز ہضم نہ ہوئی اور پیٹ میں درد کی شکایت ہوگئی۔ پیٹ کا درد زیادہ ہونے سے آپ کو الٹی ہوئی اور کھائی ہوئی چیز تمام باہر نکل گئی۔ اس واقعہ کے کچھ دنوں کے بعد حضرت محمود پیدا ہوئے اور جب سات سال کی عمر ہوئی تو آپ نے پیٹ درد کا سارا قصہ بیان کیا مگر والدہ نے کچھ دھیان نہ دیا۔ آپ نے دوبارہ یہ قصہ والدہ سے تفصیل کے ساتھ اور وقت، دن کے ساتھ بیان کیا تو آپ کی والدہ نے فرمایا کہ میاں محمود! گواہ پیش کرو۔ آپ اٹھے اور مکان کی دیوار سے وہ اینٹ اٹھا کر لائے جس پر آپ کی والدہ نے الٹی کی تھی۔ اس اینٹ پر الٹی کے داغ بھی موجود تھے۔ اینٹ سے فرمایا، اینٹ گواہی دے تو حکم ربی سے اینٹ عمدہ انداز سے کہنے لگی کہ میاں محمود جو کہتے ہیں وہ بات سچ ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

حضرت خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کے نکاح کا بیان :

جب حضرت خواجہ محمود دریائی دولہا بیر پور شریف سے اوڑ (مقام اوڑ تحصیل ضلع آنند) اپنی خالہ سیدہ بی بی مخدومہ کے وہاں تشریف لے گئے۔ ایک دن حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا کہ آپ شادی کرو کیونکہ آپ کی نسل میں کئی مشہور ولی اللہ کی قطار پیدا ہونے والی ہے اور زیادہ ضروری ہے کہ میرا تحفہ پیدا ہوگا۔ آپ آپ کے خالو سید شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کے وہاں شادی کا پیغام

بھیجو۔ ہم نے شیخ سید فرید رحمۃ اللہ علیہ کو بھی پیغام بھیجا ہے۔ آپ کی صاحبزادی بی بی فتح ملک کی شادی حضرت پیر شاہ حمید الدین چاہلدہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ خلفِ اشرف محمود محبوب اللہ حضرت دریائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کرنے میں آئے۔ حضرت سید زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان قبول کیا۔ آپ کے خالو حضرت سید شیخ فرید عرف زین العابدین جو حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی کی نسل میں سے تھے۔

دوسری طرف حضرت شاہ غوث الوریٰ پیر حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بیر پور شریف سے اوڈ گاؤں میں دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی شادی کا پیغام بھیجا۔ انہوں نے فوراً ہی شادی کا پیغام قبول کیا اور فرمایا مجھے دریائی رحمۃ اللہ علیہ سے میری صاحبزادی بی بی فتح ملک کی شادی کرنے میں آئے وہ بات منظور ہے۔

اور اس طرح خواجہ محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کی بارات بیر پور شریف سے گاؤں اوڈ، تحصیل ضلع آنند آئی اور آپ کا نکاح رابعۂ ثانی، مریم زمانی بی بی فتح ملک کے ساتھ ہوا۔

اس نیک خاتون سے آپ کی آٹھ اولاد ہوئی۔ تین بیٹے (۱) سید شاہ لعل محمد (۲) سید شاہ ابو محمد اشرف خان اور (۳) سید جمال محمد اور پانچ دختر (۱) سیدہ بی بی صاحبہ (۲) سیدہ بی بی صاحبہ جمال (۳) سیدہ بی بی صاحبہ دولت (۴) سیدہ بی بی صاحبہ چاند (۵) سیدہ امت العزیز صاحبہ پیدا ہوئیں۔

بارگاہِ غریب نواز میں خواجہ دریائی کی حاضری :

اور اس کے بعد اجمیر شریف سے تین کوس (منزل) پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک آپ کے استقبال کے لئے آئی۔ اس وقت حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ اس کمسن بچہ کے استقبال کے لئے آپ تین کوس تک تشریف لائے ہیں یہ راز کیا ہے؟ کیوں کہ آپ شہنشاہ ہندوستان عطائے رسول ہیں اور یہ کمسن بچے ہیں، اس وقت آپ نے فرمایا کہ انہیں بچہ مت سمجھو یہ محبوب اللہ ہیں۔ ان کا درجہ اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا بنایا ہے۔ اگر ہم ان کے استقبال کے لئے تین منزل آتے تو بہتر تھا۔ آپ اپنے زمانے کے غوث

الاقطاب قطب زماں محبوب اللہ خضر صفت ہیں۔اس وقت آپ نے ایک عقدہ کہا :

لالن تو کیو روسے سرتیج پیارا / پیچ کروں تو جگ جانے سارا
سچ کی تائیں کیائی چھلاؤں / نکل ناک میں جبین لاؤ
سیہا تو ماگے تو میں سیس دھرلاؤں / نول پیارے تئی مجھے جانے
تو مجھے اپنا چاکر جانے / کاچی گھڑی تئی مجھے جانے
تو مجھے اپنا چاکر جانے / کاچی گھڑی لیاؤ پانی
خواجہ قطب الدین اللہ پیارا / بنو محمود داس تمہارا

سلطان مظفر شاہ حلیم کے وزیروں کا خواجہ محمود دریائی کی ملاقات کو آنا :

حضرت محمود محبوب اللہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ جب عشقِ الٰہی میں ورد و وظائف کرتے اور عشق الٰہی میں کچھ کلام اور جگری کا شغل کرتے تو آپ پر وجد طاری ہوتا اور آپ عشقِ الٰہی میں روتے تو آپ کی آنکھ مبارک سے خون کے آنسو بہہ نکلتے تھے۔جو قطرے زمین پر گرتے تو اللہ ہو کا نقشہ بنتا تھا۔اس وقت تمام مشائخ حاضر ہوتے تھے، یہ حال دیکھ کر تمام اردگرد سے لوگ جمع ہوجاتے تھے یہ خبر تمام گجرات میں پھیل گئی اور یہ خبر سلطان مظفر حلیم نے سنی تو بادشاہ کو آپ کے دیدار کا شوق ہوا تو سب وزیروں کو بلا کر مشورہ کر کے اپنے خاص وزیر کو اس کے ساتھ میں کئی فوجی سپاہی اور دیگر خدمت گاروں کو بیرپور کی طرف روانہ کئے اور یہاں کے حالات سے آگاہ ہو کر بادشاہ کو حقیقت سے اظہار کریں اس غرض سے وزیر مع لشکر کے بیرپور میں حاضر ہوا اس وقت آپ بچوں کے ساتھ میدان میں جلوہ افروز تھے۔جب لشکر کو بچوں نے دیکھا تو وہ سب کے سب مارے دہشت کے بھاگ کر اپنے گھر میں چھپ گئے۔مگر حضرت اکیلے اسی میدان میں کھڑے تھے جب وزیر آپ کو اکیلے کھڑے دیکھ کر گھوڑا آپ کی طرف لایا اور آپ سے پوچھا کہ حضرت میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ کہاں ہیں؟ آپ بتائیے۔تب آپ نے جواب دیا کہ سب مجھے محمود کہتے ہیں تب وزیر نے دل میں سوچا کہ یہ تو بچوں کے چوگان بازی میں شغل کرتے ہیں تو خدا کے محبوب کیسے ہوسکتے ہیں؟ مگر وہ خود ذوالعرفان انسان نے کہا کل یومٍ ھو فی شان اور وہ حضرت

سے آگاہ ہوا اور اس وقت گھوڑے کی زین سے اتر کر کہنے لگا حضرت سے کہ اے بلبل باغ جناں! کہ آپ کے جگری کہہ کر رونے کی حقیقت بڑے زور و خروش سے ہوتی رہی ہے کہ حضرت شاہ حمید الدین کے جگر پارہ جگری بناتے ہیں اور جب عشق الٰہی میں روتے ہیں تو خون کے آنسو روتے ہیں۔وہ خون کے قطرے زمین پر گرتے ہیں تو اللہ ہو کا نقشہ بن جاتا ہے۔تب آپ نے کہا میں ایسی جگریاں بناتا ہوں اس کا بھید کوئی کھول نہیں سکتا اور ایسا خون میں روتا ہوں کہ حق اور مجھ میں پردہ رہ جاوے۔پھر وزیر نے کہا کہ اس کی گواہی چاہئے۔جب یہ بات آپ نے سنی تو کہا، اے بھائی! تو اب یقین رکھ، گواہی تو منکروں کے لئے چاہئے اور مکر کے واسطے حاجت نہیں رہتی اور عیاں کا بھی کہیں بیان ہوتا ہے؟ یہ کہہ کر آپ بیہوش ہوگئے اور ایک آہ ماری تو اس دم آپ کی آنکھوں سے خون جاری ہوگیا اور آپ نے یہ کلام آیت پڑھا۔

قل نار جھنم اشد حراً لو کانوا یفقھون o فلیضحکوا قلیلاً ولیبکوا کثیراً جزآءً بما کانوا یکسبون o

عقدہ - خواجہ محمود دریائی کا خون کے آنسو بہانا :

رُت روئے دولا ئناسن میرے میتا / صورت بیر بہوٹی پاں کی عبرت کیتا
مل مل سہی سمانیا مجھ پُتھن آوے / نین صراط کی ہووے رت ماں ہے تراوے
کس کس بیدن ہوں کہوں جی پیوں یوں کیتا / آپے پرت اپائے کر دکھ ہم سر دیتا
رُت جو آئی پیوں بنارت روئی بہایا / راتا بل سمنا لیا اس رگت سجایا
پوچھو جائے پلاس کو تھا اس بن مان ہان / راتے کی سا کیل مکھے ہووے پلیٹھا نیہان
نیتو لوہوں رائے تا میں رگت بہانے / سیّں سے بیل چنوٹیاں اس رگت سجانے
جون پتی جی مجھ کو جا دیکھی اس کا نہا / اجو سوکا جل نین کا چنوٹی مان ہان
محمود من میں ایک منع سائیں کا نے دھایا / راجی نلی محمد یہ گنایا بیر جا ہے پایا
کس کس بھیدن ہوں کہوں یوں میت مبایا / تو اس نینوں میرے سیوں سکھ میں پایا

سلطان مظفر شاہ بادشاہ خواجہ دریائی کی ملاقات کو آنا اور خدمت میں جاگیریں پیش کرنا :

پھر صدرِ جہاں نے لہو کے قطروں کو ایک کپڑے پر شوق سے لیے اور یہاں سے روانہ ہوکر بادشاہ مظفر حلیم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب سلطان تمام حقیقت سے آگاہ ہوا اور خوشی کے ساتھ نمازِ شکرِ دوگانہ ادا کی، الحمدللہ کہہ کر بولا کہ ایسے قطب دین ولی اللہ گجرات میں ہیں۔ اس بات سے وہ بہت شکرانہ ادا کرنے لگا اور آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا۔ اس میں کئی سونا مہر کے بھرے ہوئے تھان تھے۔ اور کہیں جاگیروں کے نذرانے کے دستاویز بھی آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ مگر آپ نے اس میں سے کچھ بھی لینا منظور نہیں کیا۔ فقط بادشاہ کی خاطر، ایک اشرفی لے لی۔ وہ بھی غریبوں کو تقسیم کر دی اور بادشاہ کی طرف سے جاگیر کا دستاویز تھا اس کے پیچھے آپ نے ایک کلام، نصیحت آمیز لکھ کر واپس کر دیا۔

کلام اول نصیحت

آ جن چیچے کیے پت کھووے پیچھے ہاتھ ملے کیا ہووے
طے کیا بوجہ کہے رے سہلی وڑ رحویلی گرب تھہیلی
جس کا مریض جاگت ہووے سو کیوں نیند نہ چنتے سوے
جہاں نکہت بہتر آئین سانسا دیکھ جالے نہ جیون راسا
کیسے اتھ نہو سے ساتھا بہت کہے سوں بہوسوں ماتھا اپنی
کر کے کن من مانہا یہ جگ جانے پھرتے چھانا
چھوڑ سوارت جو بد ہووے پاپن پیٹن بھر یو کوئی
محمود سانس جو جس کا جاؤں اس کو سرکار نہ کہے اور راؤں
کیے توں اپنا جی للچاوے پاسے اور دن کرنے جاوے

عقدہ دیگر پند آمیز

بھونے بیر جوں جیو کو پن بار نہ آوے/ بھلا دنیا دیکھ کر اس کیری دھاوے
نینوں پر تک دیکھتی ہیں ناگن کاری/ کون کون آیت سن کھاروں یہ ایسی جوگ ہارے

سوتجھ کو کیوں ہوئی سیری جیو بچارے/ جو تو من میں نچنت ہے سن بچن ہمارے
پھول مہکتے باڑیاں جہاں بھنور بہلاتے/ سب ساجن مل بیٹھتے اور انگ نماتے
تے مندر منگل ہوئے ہس توب بجاتے/ وے ٹھانو اسنیا ہویاں منڈری سو جاتے
جیت سنبھو ہس ہس بولنے اور جیوپن ہوتے/ تے ان پتھوں چل بسے ہمو کھو جن پاتے
جے سروور ہنس گوری سوسرور سوکانے/ جاتے دینوں ایم ہیری مورکھ ایانے
محمود ایسا چالیے جیسا مکھ تھے باچی/ تیں تو مورکھ آکھیے جی سونے راچی
جین سر چھتر ڈولاتی پونجا سوتے/ جانے اس کلمہ نہیں وہ کبھی نہ ہوتے

عقدہ سویم نصیحت آمیز گفت

جس کا پریتم چاؤں کرے تک سجن آوے/ حیڑا جن کا بجر کا جی پھر نہ جاوے
بھائین کی راجیونا جس مت پچھوہاں/ سو کیا جیو پیو بنا تن اس کا لوہا
سائیں بن سوئے نیند بھرے سو کھ رین بہاوے/ سیو میں ہس بولتے تس لاج نہ آوے
جین گہن سر یجن گن کرے من اور ولیا/ نت کہیں پر ہنس لو نینا میں رگت بہایا
میت پیچھو ہا بیراہ جل لو با لکھمی مائے/ پار پرم کا حب لیا جی پریت آیائے
محمود سو نورے سائیاں یوں رین دناہان/ بہوسا دھر مکھ دیکھنے میں میرے مان ہان
آکھ صدر جہاں مجھ کو کب ملے سوسائیں/ تن مت لوح ہور ہاشہہ کیر تائیں

سلطان مظفر حلیم نے حضرت حمید الدین چاہلدہ سے ملاقات چاہی مگر :

یہ کلام جب سلطان نے پڑھا تو اس کو بہت پسند آیا اور فریفتہ ہو گیا اور آپ کی خدمت میں چانپانیر سے روانہ ہو کر بیرپور آیا اور آپ کی ملاقات سے بہت خوش ہوا آپ نے بادشاہ کو دعاؤں سے نواز کر درجات حاصل کئے اور بادشاہ کو آپ کے والد صاحب سے ملنے کی بہت آرزو تھی مگر حضرت حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دنیاداروں سے ملاقات کرنا بند کر دیا تھا اس لئے آپ نے بادشاہ کی ملاقات نہیں کی۔ تب بادشاہ نے کچھ وظیفہ کے لئے تو آپ نے نیچے کی آیت شریف اور شعر بھجوائے :

آیت : ومامن دآبۃٍ فی الارض الا علی اللہ رزقھا

شعر : ماابر فروقناعت نمی بریم — با بادشاہ بگوئی کے روزی مقدرس

یہ سن کر بادشاہ اپنی راجدھانی احمد آباد کی جانب راہی ہوا۔

دنیا خوبصورت شکل میں زرین لباس مین آنا خواجہ محمود محبوب اللہ کے پاس:

ایک روز دنیا خوبصورت شکل میں زرین پوشاک تن زیب کر کے حضرت میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ آپ مجھے اپنی غلامی میں رکھو مگر آپ نے دنیا کو پہچان لیا تھا اور آپ نے فرمایا کہ تجھے خبر نہیں کہ ہمارے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الدنیا جیفۃٌ وطالبھا کلابٌ

یعنی دنیا مردار ہے اور اس کا چاہنے والا کتا ہے اور فرمایا کہ قولِ پیغمبر ہے :

طالب الدنیا مخنث وطالب العقبیٰ مؤنثٌ وطالب المولیٰ مذکرٌ

یعنی طلب کرنے والے دنیا کا ہجڑا ہے اور طلب کرنے والا عقبیٰ کا عورت ہے اور طلب کرنے والا مولیٰ کا مرد ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ تیرے دونوں ہاتھوں میں کیا ہے؟ تب اس مکار دغاباز دنیا نے جواب دیا کہ میرے ایک ہاتھ میں رسی ہے اور دوسرے ہاتھ میں عصا ہے اور جو میرا طالب ہے اسے میں رسی میں باندھتی ہوں اور عصا سے مارتی ہوں اور پھر آپ نے فرمایا کہ تیرے سر میں ٹال کس سبب سے پڑی ہے؟ تب اس نے جواب دیا کہ جو کوئی مجھ سے نکاح کرے اور وہ خرچ کرے تو مجھ کو نہ پاسکے اس وقت جب میں اس سے جدا ہونا چاہتی ہوں تو وہ انسان میرے پیچھے دوڑ کر مجھ کو پکڑنا چاہتا ہے مگر میں اس کے ہاتھ نہیں آتی مگر میرے سر کے بال اس کے ہاتھ میں آجاتے ہیں تو میں زور کر کے اس سے چھوٹتی ہوں تو اس کے ہاتھ میں میرے بال رہ جاتے ہیں مگر طالبانِ حق کو جب میں پھنسانے جاتی ہوں تو وہ مجھے اپنے نعلین (جوتوں) سے مارتے ہیں یہ اس کا کہنا تھا کہ آپ نے اپنے نعلین کو حکم دیا تو وہ بھاگ نکلی اور آپ نے یہ آیت پڑھی۔

یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکویٰ بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ماکنزتم لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزونo

پھر تو دنیا وہاں سے بھاگی اور آگے جا کر راستے میں زر کا (سونے کا) ڈھیر ہوگئی، ناگاہ

وہاں دو افغان دفارِ ہند سے اسی مقام پر آئے ایک کا نام تھا شجاعت خان اور دوسرے کا نام تھا رستم خان اس سونے کے انبار کے قریب آئے تو شجاعت خان نے وہ زیور اٹھا لیا اور رستم خان سے چھپایا تب رستم خان نے کہا کہ اس زر میں مجھے حصہ دے تو شجاعت خان نے جوش میں آکر کہا کہ تیری عقل اور ہوش کہاں ہے؟ تو رستم نے کہا کہ یہ دولت حق تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے عطا کی ہے اور اس کی طلب میں اپنے مکان سے یہاں تک آئے ہیں۔ شجاعت نے دل ٹھانا کہ رستم اس دولت میں سے اس کی طاقت سے حصہ ضرور لے گا اور وہ غضب ناک ہو کر موقعہ پا کر رستم کو تلوار کے ایک وار میں کام تمام کردے مگر رستم نے بھی تلوار کھینچی دونوں میں تلوار کے وار پر وار ہونے لگے۔ اور دونوں زخمی ہو کر بیہوش ہو کر زمین پر گرے۔ دنیا یہ تماشہ حضرت کو دکھا کر یہ عقدہ کہتی ہوئی غائب ہوگئی۔

عقدہ در پشتہ محبوب اللہ

آج ہوں سوبال کنواری، مسواسن کنتھ پیارے
ور بہتری میں نے کیتی، چھیل پالے چھولی جیتے
میں کس سے نہ ہاتھ دیتا، مول کھویان لاہالیتا
کوئی آکہے یہ میں نے رائی، ور باپ بھووے بھائی
مت بول اوسا کوئی مانے، ست میرا کوئی نہ بھانے
پر محمود ین میری جانے، ہوں سدھ ہی آتے پیچھانے
جی من قدروں بتادہا، نے یہاں سائنس دن سدھا ماندھا

جب دنیا ان دونوں افغانوں کو مانندِ مردہ کر کے بھاگی اور حضرت نے تمام واقعہ دیکھ کر ان پٹھانوں کی لاش پڑی تھی وہاں تشریف فرما کر آپ نے دعا دی تو وہ دونوں افغان نئی زندگی پا کر ہوش میں آئے۔ شجاعت خان کے بال لمبے تھے وہ سب خون میں آلودہ تھے تب حضرت نے ان افغانوں سے کہا کہ تم اپنا جسم اور کپڑے پاک کرو، اس قصبہ میں بے فکر چلے جاؤ۔ تو حضرت کے کہنے پر اس گاؤں میں گئے اور وہاں امن چین سے رہنے لگے۔

مظفر شاہ اور دخترِ دھوبن

ایک روز حضرت شاہ خواجہ میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ عبادتِ الٰہی میں مشغول تھے آپ عشقِ الٰہی میں مست تھے اس وقت گجرات کے بادشاہ مظفر حلیم آپ کی عبادت گاہ میں حاضر تھے اس وقت آپ شغل اذکار میں محو تھے آپ نے بادشاہ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا تب بادشاہ کو دل میں خیال آیا کہ میں گجرات کا بادشاہ ہوں اور یہ تو درویش ہے مگر میری کوئی عزت نہیں کرتے ہیں۔اس بات کا آپ کے دل میں خیال آیا کہ بادشاہ کو فخر ہے تب آپ اٹھے اور بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر حجرے میں لے گئے۔کہا کہ آنکھیں بند کرو بادشاہ نے آنکھیں بند کیں تب بادشاہ نے اپنے آپ کو ایک وسیع میدان میں جہاں ایک تالاب تھا وہاں کھڑا پایا اس وقت بادشاہ کو پانی پینے کی حاجت ہوئی تو اس نے ارد گرد دیکھا تو تالاب پر ایک دھوبی کپڑے دھو رہا تھا اس کے قریب پہنچا تب دھوبی نے کہا کہ تم کہاں سے آرہے ہو اور کیوں آئے ہو؟ تب بادشاہ نے کہا میں راہ کا بھولا ہوا ہوں مجھے بھوک لگی ہے اگر آپ کے پاس کوئی کھانا ہو تو مجھے کھانے کو دو۔دھوبی نے کہا ہمارے یہاں کھانا مفت کسی کو نہیں دیا جاتا مگر یہ میرے دھلے ہوئے کپڑوں کا گٹھرا اٹھا لو تو میں تم کو میرے مکان پر کھانا کھلاؤں گا۔بادشاہ بہت بھوکا ہوا تھا اس لئے دھوبی کی بات منظور کر لی اور دھوبی کے پاس گٹھرا اٹھا کر دھوبی کے مکان پہنچے وہاں کھانا کھا کر وہیں دھوبی کے گھر بادشاہ ٹھہرا اس شہر کا نام لوگ بلخ کہتے تھے۔بادشاہ ہمیشہ دھوبی کے ساتھ تالاب پر جاتا اور شام کو دھوبی کے ساتھ واپس آتا کچھ عرصہ گزرا تو دھوبی کے دل میں خیال گزرا کہ اس کی ایک لڑکی اولاد میں تھی وہ شباب میں پہنچی تو دھوبی نے اس کی عورت سے کہا کہ ہماری لڑکی جوان ہو چکی ہے تو اس کا جوڑا تلاش کرنا چاہئے۔عورت فکر میں تھی کہ دھوبی کے دل میں خیال آیا کہ یہ لڑکا اپنے یہاں ہے وہ شریف اور نیک لڑکا ہے وہ منظور کرے تو اس کے ساتھ شادی کر دیں یہ سوچ کر بادشاہ سے پوچھا کہ تم کو شادی کرنا درکار ہے؟ تو بادشاہ نے منظور کیا اور شادی کر دی۔دھوبی کی لڑکی سے بادشاہ کے تین فرزند ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد دھوبی اور دھوبن کا انتقال ہو گیا اور بادشاہ اس کی ملکیت کا حقدار ہو گیا مگر کچھ عرصہ میں بادشاہ دھوبی کی جو ملکیت تھی وہ خرچ کر چکا کیوں کہ بادشاہ سے کوئی محنت نہ ہوتی تھی۔جب مکان

میں معاش کی تنگی ہونے لگی تو میاں بیوی میں جھگڑا پیدا ہوا۔دھوبی کی لڑکی نے کہا کہ اس شہر میں حضرت میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ رہتے ہیں وہ رحم دل ہیں لوگوں کو قرضِ حسنہ دیتے ہیں وہ گجرات کے بادشاہ ہیں۔یہی شہر بلخ کے شہنشاہ ہیں اور نام ان کا سید خواجہ میاں محمود محبوب اللہ ہے تو تم ان کے پاس جاؤ اور اپنا احوال کہو تب بادشاہ اپنے تینوں فرزندوں کو لے کر چلا ایک نے بادشاہ کی انگلی پکڑی، دوسرے کو پشت پر بٹھایا اور تیسرے کو کمر میں بٹھا کر سرِ بازار ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو دیکھ کر پہچان گیا اور بہت شرمندہ ہوا۔تب حضرت نے کہا شرماؤ نہیں مظفر کیا بات ہے۔تب اس نے کہا مجھے پانچ سو روپیہ (مبلغ) قرض دو تب حضرت نے کہا تم مجھے قبالہ (چٹھی) لکھ دو اور اس پر مہر کر دو تو بادشاہ نے قبالہ لکھ دیا اور اس پر مہر انگوٹھی کر دی تو آپ نے پانچ سو مبلغ دے کر روانہ کیا۔بادشاہ خوش ہوا اور اپنے فرزندوں کو کھلایا کچھ عرصہ کے بعد پیسہ خرچ کر ڈالا اور وہی تنگی درپیش ہوئی اور مکان میں فاقہ کی وجہ سے جھگڑا ہونے لگا۔تب بادشاہ لاچار ہو کر کلہاڑی لے کر جنگل کی طرف روانہ ہوا تو دور سے کوئی سفید لباس پہنے ہوئے پانی کے کنارے کھڑے ہوئے دکھائی دیئے۔بادشاہ اس طرف چلا تو وہاں حضرت محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کو بلایا۔وہ آپ کو پہچان گیا مگر شرم کے مارے آنکھ نیچی کر لی تب حضرت نے بادشاہ کا ہاتھ پکڑا او رکہا آنکھیں بند کرو جب آنکھیں بند کر کے کھولیں تو وہیں مقام بیر پور حضرت کی عبادت گاہ اور وہی حجرا اور وہی محفل تھی وہاں برسوں کے برس گزرے تھے اور یہاں ایک پل۔یہ کرامات حضرت کی دیکھ کر بادشاہ بہت ہی فکر میں تھا۔یہاں سے حضرت سے اجازت پا کر اپنے تمام وزیر وزراء اور لشکر کو لے کر واپس احمد آباد گیا۔بعد ایک مدت کے حضرت نے ایک خادم کو کہا کہ بادشاہ کے پاس جا کر اپنا قرض لے آؤ تب خادم بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت کا پیغام سنایا کہ حضرت نے جو آپ کو پانچ سو روپیہ قرض دیا ہے وہ منگوایا ہے تو سلطان بولا کہ حضرت کا ایک دام بھی میرے پاس نہیں۔یہ جواب سن کر خادم واپس آیا اور جو بات ہوئی وہ ظاہر کیا۔آپ بولے کوئی فکر نہیں دوبارہ خادم کو رقعہ جو بادشاہ نے لکھ دیا تھا وہ لے کر بھیجا۔خادم نے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر رقعہ بادشاہ کو دیا۔بادشاہ رقعہ دیکھ کر بھی انکار کرنے لگا کہ میں گجرات کا بادشاہ ہوں اور مجھے کیا ضرورت

کہ میں پیر سے پیسے مانگوں اور لوں۔ مگر اس کے گواہ ہوں تو لاویں۔ پھر خادم حضرت کے پاس واپس آکر حقیقت بیان کی تب آپ نے فرمایا کوئی فکر نہیں گواہ بلاؤں گا اور ان سے گواہی دلواؤں گا۔ ایک روز حضرت سلطان مظفر کے یہاں تشریف لے گئے اور کہا کہ تجھے فخر بہت ہے اور حکومت کے نشہ نے دل تیرا ویران کیا ہے۔ مگر میرے پانچ سو روپیہ مجھے دے دے تب بادشاہ بہت گھبرایا اور کہنے لگا کہ مجھے کیا ضرورت تھی کہ آپ کے پاس سے قرض لوں۔ مگر گواہ ہو تو بہتر ہے۔ تب آپ نے خط بادشاہ کو دے کر کہا کہا کہ خط برابر ہے۔ صحیح اور مہر بھی میری ہے مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں نے آپ سے قرضہ کیوں لیا؟ اس لئے گواہ ہو تو میری دل کی پریشانی دور ہو۔ تب آپ نے سلطان کو پکڑ کر کہا کہ چلو شہر کے دروازے کی طرف چلیں تو سامنے سے ایک محافہ آتا ہوا نظر آیا، اس میں بادشاہ کی بیوی (دھوبن) اور تینوں بچے بیٹھے ہوئے تھے وہ کہنے لگے کہ تو بڑا بے شرم اور بے حیا ہے۔ ہم کو چھوڑ کر یہاں آکر چھپا ہے؟ خواجہ میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ کا پیار ہم پر قرض کا تقاضہ کرتا ہے، قرض لینے کو بہت روز گزر رہے ہیں مگر آج تک ان کو دیے نہیں یہ کہہ کر وہ محافہ وہاں سے غائب ہو گیا۔ تب سلطان بہت شرمندہ ہوا اور حضرت کے قدموں پر گرا اور قدم بوسی کی۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہاری بادشاہی بہتر ہے یا ہماری فقیری؟ بادشاہی کو تسلی دے کر بادشاہ کے مہمان ٹھہرے اور بیر پور تشریف لے گئے۔

حاکم کا سر نظر نہیں آتا :

ایک روز حضرت شاہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے والد صاحب آپ کا ہاتھ پکڑ کر مدرسہ میں لے جا کر استاد کے پاس چھوڑ آئے تھے۔ وہاں آپ اور بچوں کے ساتھ میں قرآن شریف پڑھ رہے تھے کہ ایک محمود نگر کا سردار اس کے سپاہیوں کو لے کر جا رہا تھا۔ اس وقت مکتب کے بچے قرآن شریف پڑھتے تھے تو اس حاکم کو دیکھنے کے لئے مکتب سے باہر نکل آئے۔ ان کے ساتھ حضرت بھی مکتب کے باہر تشریف لے گےء۔ اور آپ نے استاد کو بولا کہ حاکم کے تن پر سر دکھائی نہیں دیتا تب استاد بولے کہ خاموش رہو یہ حاکم ہے۔ ہوش رکھو قول نبی کریم ہے کہ من سکت سلم و من صمت نجا۔ اس قول پر عمل کرو اور اپنی زبان کو سنبھالو، اگر یہ سن جائے اور خفا ہو جائے

تو بڑی مشکل ہو جائے اور یہاں رہنا مشکل ہو جاوے۔ ویسا کہہ کر استاد نے آپ کو دو طمانچے مارے تو آپ خاموش ہو کر سبق پڑھنے لگے۔ حاکم شکار کے لئے سیدھا جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ اتنے میں اس کے دو سپاہی آپس میں لڑنے لگے اور دونوں تلواریں کھینچ کر تیز بازی کرنے لگے تو حاکم ان کو چھڑانے دوڑا تو ایک کی تلوار حاکم کی گردن پر لگی تو اسی وقت حاکم کا سر گردن سے الگ ہو گیا۔ یہ حرکت دیکھ کر لشکر میں تہلکہ مچ گیا۔ سب نے مل کر حاکم کو دفن کر دیا۔ تمام قصبہ میں اس بات کا شور مچ گیا اور حضرت نے فرمایا کہ اللہ کے حکم سے جو ہوا وہ برابر ہوا۔ استاد نے حضرت کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے والد صاحب کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہ غوث خلق ہے اور ان کو سبق دینے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ استاد کی شکایت سن کر آپ کے والد صاحب نے فرمایا کہ ایسے خفا ہونے کا سبب کیا ہے؟ تب استاد نے فرمایا، اے غوثِ دیدار! آپ کے صاحبزادے اور سب پڑھ رہے تھے اور حاکم کا اس طرف سے گزر ہوا۔ اس وقت آپ نے اس کے حق میں بددعا کی تو حاکم کا سر تن سے نکل گیا۔ اس وقت میں نے حضرت کو دو طمانچے مارے تھے میں بہت ڈرتا ہوں کہ شاید میرے حق میں بددعا فرما دیں تو میرا کیا حال ہو؟ میرے قصور کو معاف کر دیجئے۔ اور میں ان کی استادی کے لائق نہیں ہوں یہ کہہ کر استاد مدرسہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ تب سے حضرت کو آپ کے والد صاحب نے علم پڑھایا، تمام علومِ ظاہری باطنی سے نوازا۔...........

فقیر کی روٹی کا سوکھا ٹکڑا دے...........

حکایت : فقیری کے نزد خود بارس بھی داست بہ محبوب اللہ اظہار کردہ گریختہ بود

ایک روز ایک فقیر آپ کے دروازے پر حاضر ہو کر کھانا مانگ رہا تھا، جب حضرت نے اس کی آواز سنی تو خادم سے فرمایا کہ اسے روٹی کا سوکھا ٹکڑا دے۔ شاید یہ بھوکا ہوگا۔ تو خادم نے فرمان کے مطابق روٹی کا سوکھا ٹکڑا حاضر کیا، وہ سائل دیکھتے ہی غضب ناک ہو کر کہنے لگا، آپ ولایت کے شاہجہاں ہیں مگر مکان میں تو فاقہ کشی ہے اور دل میں کہنے لگا کہ ان سے بہتر میری فقیری ہے کیوں کہ میرے پاس سنگِ پارس (پارس منی) ہے۔ اور وہ خادم سے کہنے لگا کہ تو ایک لوہے کا پرانا برتن لا دے۔ تب خادم نے ایک لوہے کی پرانی کڑھائی لا کر اس فقیر کو دی تو فقیر نے

کڑھائی پر وہ پتھر گھسا تو کڑھائی سونے کی ہوگئی، اس وقت وہ فقیر وہاں سے بھاگا کہ شاید یہ پتھر مجھ سے حضرت چھین نہ لیں، اس فکر میں بھاگا تو خادم نے حضرت کو اس فقیر کی تمام بات کہہ سنائی تو آپ نے خادم کو کہا کہ جا اور اس گستاخ فقیر کو پکڑ لا، اسی وقت خادم دوڑا اور فقیر کو پکڑ لا کر آپ کی خدمت میں حاضر کیا تو وہ کانپتا ہوا اور ڈرتا ہوا دست بدست کھڑا رہا۔ تب حضرت نے اسے تسلی دی اور کہا کہ تو کیوں بھاگا تھا؟ تو اس نے جواب دیا کہ آپ کڑھائی اور پتھر مجھ سے چھین لیں گے اس ڈر سے میں بھاگا تھا۔ تب آپ نے آپ کے خادم جیوا کو فرمایا کہ تو جا اور سات اینٹیں لا کر حاضر کر۔ تب خادم حکم کے مطابق سات اینٹیں لا کر حاضر کیں تب حضرت نے جیوا کو کہا ان اینٹوں پر پیشاب کر۔ تو خادم نے آپ کے حکم کے مطابق ان اینٹوں پر پیشاب کیا تو خدا کے حکم سے وہ اینٹیں سونے کی ہوگئیں۔ تب آپ نے اس فقیر کو کہا کہ اے احمق! مجھے تو مولیٰ نے اسمِ اعظم عطا کیا ہے، مجھے تیرے پارس کی درکار نہیں اور یہ سب چیزیں مردار ہیں۔ اسے اٹھالے جا اور توبہ کر، وہ شرمندہ ہو کر حضرت سے فیض ور ہو کر روانہ ہوگیا۔

حیدرآباد دکن کے مراد خان کے گم شدہ بیٹے کو باپ سے ملا دینا :

ایک شخص کا ایک پسر گم ہوا تھا۔ حیدرآباد کا رہنے والا مراد خان نام کا پٹھان تھا۔ اس کا بارہ سال سے لڑکا ہوا گم ہوگیا تھا۔ اور وہ پٹھان اس کے لڑکے کے فراق میں اِدھر اُدھر اس کی تلاش میں بھاگا کرتا تھا۔ اور لڑکے کے غم میں دیوانہ زار پھر رہا تھا۔ کہ اس کا ایک دوست اس کو ملا اور اس کے حالِ تباہ کا حال پوچھا تو اس نے اپنے لڑکے کے گم ہوجانے کا واقعہ کہا تو اس کے دوست نے تسلی دے کر کہا کہ تو بیرپور جا، وہاں حضرت خواجہ سید محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ رہتے ہیں اور وہ گم شدہ کی خبر لیتے ہیں، چھپی باتوں کو وہ کشف وکرامات سے بتاتے ہیں اور آرزومند کی تمنا پوری فرماتے ہیں۔ اور جو بیمار آتا ہے تو وہ بھی آپ کی دعا سے شفا پاتا ہے۔ آپ کے در پر کوئی بھی دانا ہو یا نادان اور کسی بھی مذہب کا ہو سب کے ساتھ میں آپ کا نیک برتاؤ ہوتا ہے۔ آپ کے وہاں نہ کوئی غیر ہے نہ یار ہے۔ بلکہ سبھی انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اسی طرح آپ سب پر مہربان ہیں۔ یہ سن کر مراد خان کو خوشی پیدا ہوئی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ

ذکرِ الٰہی میں ایسے مشغول تھے کہ آپ مستی میں جھوم رہے تھے۔ آپ ذکر واذکار سے فارغ ہوئے اور مراد خان کی طرف دیکھا تو اس نے آپ کی قدم بوسی کی اور اپنی تمام روداد بیان کی کہ میرا پسر گم ہوا ہے۔ اسے بارہ سال گزر چکے ہیں۔ اس کی فکر میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں تو آپ میرا لڑکا مجھے ملادو میں اس کو دیکھ لوں، تب آپ نے تمام ملک کی زمین کو مراقبہ سے دیکھا مگر کہیں پتہ نہ پایا تو آپ نے کہا کہ میں نے بہت ڈھونڈا مگر کوئی پتہ نہیں چلا۔ یہ سنتے ہی مراد خان زار زار رونے لگا اور شور وغل مچانے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ غم مت کر، تیرا فرزند کامور دیش میں ہے اور ایک عورت اس پر عاشق ہو کر اس کو لے گئی ہے۔ اور جادو سے گیٹا بنا رکھا ہے اور اس سے محبت رکھتی ہے۔ یہ سنتے ہی مراد خان اور غمگین ہوا اور آہیں بھرنے لگا۔ تب آپ نے فرمایا، گھبراؤ نہیں، یہ کہہ کر اس لڑکے کو کامور دیش سے چھڑا کر یہاں حاضر کیا۔ اس کے باپ کو ملایا، اسے پاس میں بٹھایا مگر وہ گھیٹے کی شکل میں ہی تھا تو آپ نے اس سے کہا کہ عقدہ رشتہ کا کھول اور جادو کو کھول تو اس عقدہ جادو کا کھولا تو وہ اصلی انسان کی شکل میں ہوگیا، باپ اور لڑکا بغل گیر ہوئے اور آپ نے نمازِ شکرانہ ادا کر کے ان کو وطن جانے کی اجازت دے دی۔ وہ خوشی خوشی وطن کو روانہ ہوئے۔

شہر پٹن گجرات کو خبیث شیطان کی شرارت سے چھڑانا :

شہر پٹن میں ایک خبیث رہتا تھا۔ وہ خوبصورت عورتوں کو حیران کرتا تھا۔ شہر پٹن میں شہیدوں کے مزار ہیں اور شہر میں ایک خبیث رہتا تھا۔ اور کئی انسانوں کے سر پھوڑتا اور عورتوں کو ستاتا تھا۔ اس سبب خلقِ خدا حیران پریشان تھی اور شب وروز دعائیں مانگتی کہ پروردگار اس شیطان کی شرارت سے ہم کو بچالے، جب دعا ان کی مقبولیت پر پہنچی تو پروردگار نے اپنے حبیبِ پاک کے ذریعہ جو ایک شہید ہیں انکو حکم دیا کہ تمام شہر کے شہیدوں کو اکٹھا کرو اور خبیث کو پکڑ کر قید کرو۔ یہ فرمان سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سن کر تمام شہیدوں کو بلا کر اپنے آقا ومولیٰ کا فرمان سنایا تو سب نے خوشی بخوشی قبول فرمایا، سب اکٹھا ہو کر چلے۔ اس بات کا پتہ اس خبیث کو چلا تو وہ کانپنے لگا اور کہنے لگا کہ اب کہاں جاؤں؟ مجھے وہ اب کہیں بھی بھاگنے نہیں دیں گے۔ یہ سوچتا تھا کہ شہیدوں کا لشکر آ گیا۔ ان شہیدوں میں سے ایک نے گھوڑے سے اتر کر اس خبیث کو لات

ماری تو وہ مانند گدھے کے آواز کرنے لگا اور فوج کے رعب سے ڈرنے لگا تو آپ نے اس کو قبض کر کے اپنا غلام بنایا تو آپ جو حکم دیتے وہ بجالاتا۔ اس کا نام مخبض تھا، آپ اس کو ساتھ لے کر ایک روز آپ حضرت خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ملاقات کو تشریف لائے ۔ اس وقت وہ خبیث آپ کے ساتھ غلامی میں حاضر تھا اور آپ باولی ندی پر تشریف لائے۔ وہاں آپ نے اپنی سواری کا گھوڑا وہ اس خبیث مخبض کو سونپ کر حضرت کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے ان کو سینے سے لگایا اور جو ان کے ساتھ میں تھے، جب حضرت نے شہید مرد سے کہا کہ تمہارے جسم میں مردار (خراب) بو آتی ہے تو اس وقت حضرت شاہ داول رحمۃ اللہ علیہ نے مخبض خبیث کی تمام حقیقت کہہ سنائی اور کہا کہ وہ خبیث باولی ندی پر گھوڑا گھامے ہوئے ہے ۔ یہاں نفر (غلام) بنا کر لائے ہیں، وہ آپ کے پاس آنے سے ڈرتا ہے یہ سن کر آپ خفا ہو گئے اور بہت رنجیدہ ہوئے جس سبب آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، تب ہاتفِ غیب سے ندا آئی کہ آپ کو منظور ہو تو اس کے گناہ بخش دوں ۔ اور اس کی شرارت دور کر دوں ۔ تو آپ نے دعا دی اور کہا، باری تعالیٰ! تو بڑا قدرت والا ہے ۔ تیرے لطف و کرم سے اس پر مہربانی کر۔ یہ دعا کر کے خادم کو کہا کہ باولی ندی پر جو خبیث کھڑا ہے ۔ اسے میرے پاس بلالا۔ تب وہ خبیث نہا کر آپ کے سامنے حاضر ہو کر کرنش بجالایا تب اس کو دیکھ کر آپ نے درگاہِ باری میں التجا کی کہ خداوندا ! اس کی خباثت دور کرو۔ یہ فرماتے ہی اس کی سب نجاست دور ہو گئی اور اسے ولایت ملی۔ آپ کی نظر تاثیر کیمیا تھی اور آپ کی تقریر عجب فیضیاب تھی۔ اس مضمون پر حضرت لطیف صاحب نے چند مصرعہ لکھے ہیں وہ یہ ہیں :

نظم

نظر تھی کیمیا تاثیر ان کی/ — عجب بافیض تھی تقریر ان کی
سخن کا دُر جسے کرتے عنایت — دو عالم کی اسے مل جاتی دولت
لطیف اپنا تو رکھ ثابت عقیدہ — کیا کر ان کے اوصاف حمیدہ
نہ کچھ ان کی کرامت بیچ شک ہے — کرامت ان کی باقی حشر تک ہے
اثر ہے پھر کرامت کا — ہے منکر منتز بجا کا

وہاں اس قوم کا کیا ہو گا حال — بے کہے منہ سے نہ مشروع اقوال
بتوں کی شان میں نازل ہے آیت — اسے دیتے ہیں نسبت اولیا ساتھ
نہ سمجھتے ہیں وہ مقصود اس کا — نہ حاصل ان کو ہے کچھ سود اس کا
مجھے یا رب! اس مذہب سے اماں دے — اطاعت مجھ کو شاہِ انس و جاں دے
یہ قفسِ تن سے جب نکلے میری جاں — میرے ایمان کا ہو نا نگہباں
تیرا پڑھتے ہی پڑھتے اسم اعظم — بہ آسانی نکل جاوے میرا دم
طفیلِ آل اور اصحاب واحباب — دعا یہ کر قبول اے ربِ ارباب!

خواجہ دریائی کا شری ناتھ دوارا ہندوؤں کے ساتھ جانا :

میاں منصور بن چاند محمد تحریر کرتے ہیں کہ احمد آباد شہر سے ایک قافلہ شری ناتھ جی جانے کو روانہ ہوا اور کئی دن میں بیر پور میں آ کر جب گزارا کیا۔ فجر کے وقت وہ قافلہ والے ناتھ دوار کے لئے روانہ ہوئے تو اس وقت حضرت شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ کھیل رہے تھے۔ اور قافلے والوں کا نظارہ دیکھ رہے تھے ۔ اس قافلہ کا ایک سردار نیک کردار تھا وہ بولا کہ ہم سب مل کر اپنے ناتھ کے دوارے جاتے ہیں اس وقت آپ نے اس سے کہا کہ جو تیرے سے ہو سکے تو ہم بھی تیرے ساتھ میں آئیں تب اس نے دل میں سوچا کہ یہ مسلمان ہے مگر مردِ خدا ہے اور غوث الوریٰ ہے۔ یہ سوچ کر اس نے کہا کہ تم شیر شاہ ہو اور میرے ہمراہ چلو یہ کہہ کر ادب تسلیم ادا کر کے آپ کو محافہ میں بٹھا کر کئی دن راہ طے کر کے ناتھ دوارا جا اترے وہاں وہ سب قافلے والے مقام کر کے کھانا پکانے میں مصروف ہو کر کھانے پینے لگے مگر حضرت میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ ان سے الگ ہو کر تماشہ دیکھ رہے تھے۔ اور آپ نے ارادہ کیا کہ میں بھی شری ناتھ کو دیکھوں اور آپ مندر کے قریب تشریف لائے تب ان ہندوؤں نے عرض کی کہ آپ مسلمان ہو اس لئے یہاں سے چلے جاؤ۔ تب آپ نے فرمایا کہ جب تک تمہارے نہ دیکھ آویں تب تک یہاں سے نہ جائیں گے۔ تو ان بچاروں نے سوچا کہ یہ زبردست مست ہے یہ سوچ کر حیران ہو گئے ۔ بت خانے کو بند کر کے تالا لگا دیا تب آپ کو ان کی بات پر غصہ آیا اور آپ نے کلام کہا ان کی زبان میں کلام کہا۔

کلام :

ماجاپُور بیلا بن کیامہیا پر بھووے کرم ویسا
جانوں نہہ بیپڑ کوواہبہ، کرمے کیوں لے گائی اوبدھی
جیوہتیا کری ادھرم کڑوی رہے ہے، کہ میں بےلڑی بوہتی ہتو
لودھی ارتھ لوبھ تھکا الگے بولیا، کے میں رستے سوارے پر
ناتھ کہے گھی، قیدم بلاگن اوگن کرمانیلا، کیمے کیرانہیں
کنتازان لی ہوں آدھیلا سامی سن گراہ موکیلا کیمے
پرمارے پردرسر دیدھی، بہنت محمود یہ پاپ پرانا تھے
تھی کان اورس نے زور دیدھی

آپ اس گاؤں کے قریب ایک تالاب تھا وہاں جا کے بیٹھے۔ اس رات کو قافلہ والوں کو بشارت ہوئی کہ خدا کے نیک بندوں سے جدائی اچھی نہیں اور تم ان سے معافی مانگو۔ ورنہ تم کو بہت بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اس وقت سبھی مل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معافی مانگ کر آپ کی خاطر تواضع کی۔

عقدہ

گواروں کیوں دیو پوجا جائے، کیوں بھولے سیدھی راہ ہے آوسہیلیا پتلا تھنکا، کروت چیرے دیہ ہاتھ پاؤں ولی جدا جدا گھڑیاں مختری بن والا تیرا تب کون کون پاتے رینی گہت چھیدا یو بہت ہے تم کو ہاں کھوٹا دھندا دیکھ آپس میں پتلا کھڑیا جان، آگ سورج کو نمتا چھوڑو، راہ طولو جس تری مکھ سے پڑھو کلمہ نبی کا، چشتی ہووے بےہستی بندہ محمود محمود خاص نبی کا مانو ہندو بول گلے جنوئی توڑ کر آؤ، دین میں دل کا منکا کھول۔

آپ نے ان ہنودوں سے اقرار لیا کہ یہاں کوئی مسلمان آئے اسے ہر گز منع مت کرنا اور اولیاء اللہ کے مزاروں پر جانا ان سے کبھی برائی نہ کرنا۔ یہ نصیحت کر کے آپ نے ان کو معاف کیا۔

پتھر کو مصری (شکر) بنا دینا............

اسلام خان نامی ایک مدرس حضرت قاضی محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک میں جا کر بچوں کو پڑھاتے تھے اور ایک روز ان کے دل میں خیال آیا کہ میرے مکتب خانہ میں حضرت مطلق آتے نہیں، یہ میرے دل میں اس کا تصور تھا کہ اتنے میں حضرت تشریف لائے تو میں ان کو تعظیم سے بٹھایا۔ اس محفل میں حضرت جلوہ افروز ہوئے تھے اور اس وقت ایک حافظ بھی سبق پڑھا رہے تھے۔ اس وقت حضرت کے پوتے حضرت پیار اللہ رحمۃ اللہ علیہ حاضر تھے، سبق حافظ کا سن رہے تھے۔ مجھے صد آفریں فرما کر کہا، اے اسلام خان! شیطان کے بارے میں تیرا کیا قول ہے؟ تب کہا کہ ابلیس آتش سے بنا ہے۔ پھر آپ نے کہا حق ہے مگر ابلیس مثل سمندر ہے۔ اور اس کو ضرر نہیں لاؤ ہووے۔ اگر یہ بات جب سنی اور یہ بات شریعت اور حقیقت کے مطابق پائی تو خوش ہوئے اور مجھ کو مرحبا کہا۔ اس مجلس میں ایک اور شاگرد تھے اور انہوں نے عرض کی کہ مجھ پر اس طرح کا دسترس ہے اور مجھے مصری کھانے کی ہوس ہے۔ یہ بات جب حضرت نے سنی تو وہاں ایک پتھر پڑا تھا وہ پتھر اس کو دیا کہ لے یہ مصری ہے۔ تو پتھر مصری بن گیا۔ یہ دیکھ کر سب دنگ ہو گئے اور وہ وزن میں دس سیر کے برابر تھا۔

حضرت خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی کے داماد حضرت عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات :

ملک داؤد سے نقل ہے کہ حضرت محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد حضرت عبدالغنی تھے اور آپ کا وصال چانپانیر کے قریب آ ی اور سکرات کا وقت تھا۔ اس وقت آپ نے وصیت کی کہ مجھے اتر جانب کے دروازے کے پاس دفن کرنا۔ آپ کی وصیت کے مطابق جب آپ کا وصال ہو گیا تو آپ کو غسل دے کر کفن پہنا کر آپ کا جنازہ لے کر درگاہ شریف کے قریب پہنچے۔ اس وقت حضرت محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھیوں کو لے کر وہاں تشریف لائے اور حضرت عبدالغنی صاحب کے خادم بھائی جی سے کہا کہ آپ کے تابوت (لاش) پر سے کپڑا ہٹاؤ اور کفن کے بند کھول دے۔ تاکہ میں منہ دیکھ لوں اور آخری الوداع کر کے مصافحہ کر کے چہرا دیکھ لوں۔ تب خادم نے آپ کے حکم کی تعمیل کی تو آپ نے حضرت عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا، اٹھو میں تم سے ملنے کا

مشتاق ہوں۔ یہ آواز سنتے ہی آپ نے آنکھ کھولی اور اٹھ بیٹھے ہوئے۔ یہ حال دیکھ کر لوگ گھبرا گئے اور کچھ دور گئے اور بیہوش ہو گئے تو ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں بند کر دیں۔ ایسے میں حضرت محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حضرت مولانا شاہ احمد رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لائے۔ آپ حضرت دریائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ میرے بھائی آپ کو ملنے کے لئے تشریف لائے ہیں تو آپ نے کروٹ بدل کر حضرت مولانا احمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف آنکھ کھول کر دیکھا اور پھر آنکھیں بدن کر لیں۔ پھر حضرت نے فرمایا، آپ کو جو کھانے کی ضرورت کی چیزیں پیش کرتا تھا وہ بنیا راما آپ سے ملنے کو آیا ہے یہ سنتے ہی اپنی آنکھیں کھول کر بنیے کی طرف دیکھا تو بنیا یہ حالت دیکھ کر غش کھا کر زمین پر گرا۔ یہ حال دیکھ کر حضرت مولانا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، حضرت! آپ اجازت دو تو اس میت کو دفن کر دیں، اگر آپ ان کو زندہ کر دو تو تمام خلقت آپ کے پاس مردے لے کر حاضر ہوں گے اور آپ اس کام میں لگے رہو گے اور آپ ذکرِ حق نہ کر سکو گے۔ پھر آپ نے فرمایا، ٹھہرو تو میں شجرہ اور کلمہ دے کر ان کو جنت کی طرف روانہ کروں۔ پھر آپ نے کچھ کلمے پڑھے اور حضرت عبدالغنی صاحب کے سر پر ٹوپی رکھی اور فرمایا کہ شجرہ اپنے ہاتھوں میں لو تو آپ نے دونوں ہاتھ لمبے کیے تو حضرت نے آپ کو شجرہ شریف ہاتھوں میں دیا وہ آپ نے لے لیا۔ بعد میں آپ کا جنازہ اٹھا کر آپ کی وصیت کے مطابق دفن کر دیا۔

بارش کی دعا کے لئے سیدزادے نجم الدین اور سید عبدالمصطفیٰ کا دریائی دولہا کی بارگاہ میں آنا :

گجرات میں ایک سال قحط سالی ہوئی اس عرصہ میں میاں حماد نوری آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہاری کھیتی کا کیا حال ہے؟ میاں حماد بولے کہ بغیر پانی کے کھیتی سوکھ رہی ہے آپ دعا فرماویں تا کہ بارانِ رحمت نازل ہو۔ آپ نے کہا چلیئے کھیت میں جائیں۔ اور سیر کر کے واپس آئیں۔ تو میاں حماد بولے، کھیت میرا دور ہے اور اس وقت گرمی بہت ہے۔ تب آپ نے فرمایا، آنکھیں بند کرو، اور کچھ دیر کے بعد کہا، آنکھیں کھول دو، جب آنکھیں کھول کر دیکھا تو اپنے کو کھیت میں پایا۔ پھر حضرت نے فرمایا، ایک رسی لاؤ اور میرے ہاتھ پیر اس

رسی سے باندھو اور مجھے اوندھا لٹکا دو۔ تب میاں حماد نے عرض کی کہ حضرت! ایسی گستاخی ہم سے ہرگز نہ ہوگی۔ تب آپ نے میاں حماد کے کھیڑوت سے کہا کہ میں اپنے ہاتھ سے باندھ پاؤں اور تو اس درخت کی ڈال سے مجھے لٹکا دے۔ تو اس کسان نے حضرت کو لٹکا دیا۔ تو آپ نے فرمایا، یہ رسی ہے اس سے چند بار مجھے بار، تو اس نے رسی سے ایک دو ہاتھ مارا تھا کہ ابر گھر آیا اور پانی برسنے لگا اور ندیوں میں زبردست پُر آیا۔ خداوند کریم اس طرح مہربان ہوا کہ کھیتی خلقت کی آباد ہوگئی۔

بیان دیگر باران بند شدہ بود

حکایت ہے کہ راوی بندہ محمد ہے وہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اس قصبہ کے رہنے والے سیدزادے ایک محمود نجم الدین اور دوسرے سید عبدالمصطفیٰ اور تیسرے جان محمد۔ ان تینوں بھائیوں سے روایت ہے کہ ایک سال بارش کے موسم میں کئی ہفتوں تک بارش نہیں ہوئی اور کھیتی سوکھنے لگی۔ اس غم سے خلقت ایک دم رونے لگی اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہم نے قرض لے کر کھیتی کی ہے مگر بارش آتی نہیں اس لئے ہم سب غمگین ہیں اور بغیر پانی کے کھیتی سوکھتی ہے آپ ہماری مدد فرمائیں۔ کیوں کہ آپ اللہ کے محبوب ہیں۔ تب حضرت نے سب پر مہربان ہو کر دعا کی اور ایک ساعت گزری مگر بارش نہیں ہوئی تو پھر حاضرین نے آپ کا دامن پکڑ کر عاجزی کی تو آپ نے پھر ان کے حق میں دعا کی مگر کوئی آثار بارش کے دکھائی نہیں دیئے تو سب حاضرِ محفل حیران رہے کہ جو حضرت فرما دیں وہ اسی وقت ہو جاتا ہے مگر اب کی بار کیا وجہ ہے؟ پھر آپ نے آسمان کی طرف نظر کر کے دیکھا تو لوحِ محفوظ پر لکھا پایا کہ اس سال قحط سالی ہے تو آپ نے عرض کی کہ مولائے کائنات! تو عالم کا مولیٰ ہے یہ کہہ کر آپ نے اپنی قسم دی اور یہ آیت پڑھی۔ یمحوا الله ما یشآء ویثبت عندهٗ ام الكتٰب o

جب یہ آیت آپ نے پڑھی تو آپ کی آنکھوں سے خون سے آنسو رواں ہوئے اور آپ کا پیرہن خون والا ہو گیا، اسی وقت بارش برسنے لگی اور آسمان گرجنے لگا، پھر تو اس طرح کی بارش ہوئی کہ آپ نے دوگانہ ادا کیا اور ایک جگری (ملہار) بنائی اور آپ جب ملہار (جگری) پڑھنے لگے تو آپ کی آنکھوں سے خون سے آنسو بہنے لگے۔

جگری

جارے پپیہا پیہو پر چھائے　　دیگر لوبے نہ مت جگائے......
ماس اساڑھے پیہو سدھایا　　ساون ماس سنور نے آیا......
بھادر بھر بھر لیووں نساسا......　　آسا پور کے سائیں آسا......
چوودس ندی نالے بھائی......　　مورٹھو کے شبد سنائے......
بارامیکھ سوریو آوے......　　رسیے ماتے انگ نماوے......
پنچھی سب ہی سور کر آئی......　　پنکھی ساری مالے پائی......
گھر گھر کا من بیر پھوٹی......　　نین و پارس برسے موتی......
محمود سائیں سدن تیرتھ مانے......　　تو مت اپنتا جیوا جانے......
لائن بندھائی شری جن کریے......　　سونے چونچ مڈھاؤں تیری......

چتوڑ کے قلعہ کی فتح کے لئے - بادشاہ بہادر شاہ کا حضرت خواجہ دریائی دولہا کی بارگاہ میں آنا :

گجرات کا سلطان بہادر شاہ بڑا ذی ہوش اور جنگ جواں بہادر تھا، اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ چتوڑ پر چڑھائی کر کے فتح یابی حاصل کروں تا کہ میری شہرت دنیا میں ہووے۔ اس غرض سے چتوڑ جانے کے لئے پیر پور حضرت محمد دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دعا کی درخواست کی کہ آپ دعا فرمایئے اور آپ چتوڑ میرے ساتھ میں تشریف لے چلیں کیوں کہ آپ میرے پیر ہیں اور آپ کی دعاؤں سے میں آج تک پھولا پھلا ہوں اور کامیابی کا باعث آپ کی دعا ہے۔ جب بادشاہ نے بہت درخواست کی تو آپ بادشاہ کے ہمراہ چتوڑ تشریف لے گئے، وہاں رانا سنگھ راج کرتا تھا۔ چتوڑ کو فتح کر کے بادشاہ نے مالوہ کے شاہ کو شکست دی اور وہاں سے دکن کی جانب روانہ ہوا اور مانڈو گڑھ کا قلعہ فتح کر کے وہاں صوبہ دار مقرر کر کے وہاں سے دولت آباد اور احمد نگر یز پر قابض ہوا تو اس نے صلح کر کے ان کے خراج (کھنڈنی) مقرر کر لی۔ پھر تو بادشاہ کے دل میں غرور پیدا ہوا کہ میرا ثانی ہندوستان میں کوئی بہادر نہیں، کیوں کہ میرے پاس 200000 (دولاکھ)

کا ذی ہوش لشکر ہے اور تمام دکن کے ملک کے شاہوں پر میری حکومت ہے۔ یہ اس سلطان کی فخر کی باتیں سن کر امراؤں اور وزیروں نے مل کر حضرت سے کہیں جس سے آپ ناراض ہو گئے اور تعجب کر کے بیت (شعر) کہے۔

بہادر شاہ کی بدتمیزی اور حضرت محمود محبوب اللہ دریائی کا ناراض ہونا :

چو شیر آں نہ ماند در مرغ زار......　　کند روباہ لنگ آں جا شکار
کھوکھائی کے بالا و پست آفرید　　زبردست و د ہر زیر دستہ آفرید

یہ حضرت نے کہا تو اس وقت محفل میں ایک چغل خور بھی تھا اس نے بہادر شاہ سے جا کر کہا کہ حضرت نے آپ کی شان میں اوپر کا شعر کہا ہے تو بادشاہ بہادر شاہ کو تو فخر ہو گیا تھا اور اس کے دل میں حضرت کی طرف سے کچھ برائی پیدا ہوئی اور اس نے حضرت کو کہلا بھیجا کہ آپ اب ہمارے ملک کو چھوڑ کر شیر دلا ور یا ہمایوں کے ملک میں یا دیگر ملک میں تشریف لے جایئے کیوں کہ اب آپ کا یہاں رہنا مناسب نہیں۔ تب آپ نے اس جا یہ بیت پڑھی کے الراع مع اور آپ نے فرمایا کہ یہ فرمان ہے ربِ اعلیٰ کہ مالا مالی فقرا و عیالی یعنی ملک حق ہے ملک فقرا او رملا شاہوں کو فقرا سے، فقیروں کی زباں میں یہ طاقت ہے جسے چاہیں بٹھائیں اور جسے چاہیں اٹھائیں اور ہمارے ہاتھوں میں طاقت ہے اور جسے چاہیں شہر دیں یا تباہی اور تو اب انتظار کر کہ اب تیرے سامنے شیر آتا ہے وہ تجھے بلا میں ڈالے گا اور تو آرام بھی نہیں پائے گا، تو نے میرے سوزِ جگر کو جلایا ہے۔ اس لئے تجھے بھگانے کو شیر آیا ہے۔ اور اس کے ڈر سے بھاگا جاوے او رموت کے لئے غوطہ مارے، ہم نے دعاؤں سے تجھے پالا تھا اس لئے تو اب کانٹے کی طرح دیکھتا ہے تو دیکھ، اب اس درخت کی جڑ اکھاڑ کر اسے دریا کے بیچ میں ڈالتا ہوں۔ الغرض اس شان کے ساتھ آپ اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔

گجرات کی حکومت ہمایوں اور مغلوں کے نام کرنا :

لکھا ہے کہ تھوڑی مدت کے بعد جب مقام مندسور کے قریب پڑا تھا وہاں لشکر کے ساتھ میں پڑا تھا۔ اس وقت ہمایوں بادشاہ وہاں آیا تو بہادر شاہ وہاں سے بھاگ کر احمد آباد آیا تو پھر

ہمایوں وہاں آکر تخت پر بیٹھا اور ۹ مہینہ اور ۱۵ روز تخت پر بیٹھا۔ پھر اکبر آباد کے لئے روانہ ہو گیا۔ پھر بہادر شاہ گجرات میں چھپتا پھرتا رہا۔ آخر تھک کر دیو بندر پر جا کر کشتی پہ سوار ہو کر فرنگیوں کے ہاتھ دریا میں مارا گیا۔

دکن (ساؤتھ انڈیا) کے دو برہمن کو اولاد کے لئے لقمہ دینا......)

حضرت چاند محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دکن شہر کی رہنے والی دو ضعیفہ برہمن زادیاں حضرت کے اوصاف سن کر بیر پور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں کہ ہم دونوں بے اولاد ہیں اور ہم کو خویش اور غیر طعنہ دیتے ہیں اور بانجھ کہہ کر حیران کرتے ہیں تو ہم آپ کے نام کی شہرت سن کر آپ کی دعا لینے کے لئے آئی ہیں۔ اس وقت آپ اپنے مجھ میں کوئی چیز ڈال کر چبا رہے تھے۔ اس میں سے آپ نے ان دونوں عورتوں کو ایک ایک لقمہ بنا کر دیا۔ ان میں سے ایک نے تو فوراً لقمہ کھا لیا مگر دوسری نے کھانے میں شک لا کر کھایا نہیں اور دوسری سے کہنے لگی کہ تو برہمن زادی ہو کر حضرت کا دیا ہوا لقمہ کھائی ہے اور اس نے جو لقمہ اسے دیا تھا وہ لقمہ ایک جگہ پر زمین میں دفن کر دیا اور وہ دونوں اپنے وطن کو روانہ ہو گئیں۔ جو عقیدت مند تھیں اور اس نے لقمہ کھایا تھا تو اسے حمل رہا اور نو مہینے پورے ہوئے تو اس کو لڑکا پیدا ہوا اور لڑکا ایک سال کا ہوا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور نذر جو لائی تھی آپ کے سامنے حاضر کی اور دوسری وہ عورت جس نے لقمہ نہیں کھایا تھا وہ بھی ساتھ میں حاضر ہوئی تھی۔ اس وقت وہاں حضرت نے اس کو کہا، کیا تیرے لئے میں نے دعا نہیں کی تھی یا تو نے اس لقمہ کو نہیں کھایا اور کہیں پھینک دیا تھا؟ تو اس نے آپ کو جواب دیا، حضرت! میری غلطی ہوئی اور میرے دل میں شک پیدا ہونے سے وہ لقمہ چھپا کر گزرگاہ میں دفنا دیا تھا، تو آپ نے فرمایا، تو نے جہاں وہ لقمہ دفن کیا تھا وہاں تلاش کر کے یہاں لاؤ تو وہ اس جگہ دوڑی جہاں لقمہ دفن کیا تھا وہاں جا کر زمین کھودی تو اس نے چڑیا سا لڑکا پایا مگر وہ بے جان تھا انسان کی شکل میں تو وہ وہاں سے اٹھا لائی اور حضرت کے آگے رکھا۔ تب آپ نے فرمایا، کہ یہ لقمہ ہے اسے کھا لے تو چھ مہینے میں تجھے لڑکا پیدا ہوگا۔ خدا کی مہربانی سے میری دعاؤں سے لڑکا پیدا ہوگا مگر تیرے لئے بہتر یہی ہے کہ تیری رسوائی دنیا میں نہ ہو۔ پھر وہ اپنے وطن دکن کی طرف روانہ ہوئی اور چھ مہینے بعد اسے لڑکا پیدا ہوا۔

پانی کا پھٹا ہوا مٹی کا مٹکا دوبارہ بنا دینا :

حضرت وجیہ الدین الرشا نقل کرتے ہیں کہ چانپانیر پہاڑ کے نیچے ایک کنواں ہے وہاں آپ کی مریدہ رہتی تھی۔ وہ غریب محنت مزدوری کرتی اور اپنا گزارا کرتی تھی۔ وہ ایک ضعیفہ کے وہاں پانی لا کر اس کو دیتی تھی۔ ایک روز کا موقعہ ہوا کہ وہ بے چاری کنویں پر پانی بھرنے کو گئی اور پانی بھر کر واپس ہوئی تو کنویں کے قریب پانی ڈھلتا تھا اس لئے وہاں کیچڑ ہوا تھا اور وہ پانی کا مٹکا لے کر وہاں سے گزری تو اس کا پاؤں پھسلا تو اس کے سر پر پانی کا بھرا ہوا مٹکا تھا وہ گر کر پھوٹ گیا تو وہ بے چاری اس بوڑھی مالکن کے ڈر سے رونے لگی۔ اس بات کی خبر حضرت دریائی دولہا محمود محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی تو آپ نے اس پر مہربانی فرما کر خادم کو بھیج کر اس کو پیسے بھیجے کہ ان پیسوں سے نیا مٹکا خرید کر پانی بھر کر لے جا۔ مگر اس غریب بائی نے انکار کیا کہ اگر میں نئے برتن میں پانی بھر کر جاؤں گی تو وہ مجھ پر بہتان باندھے گی اور بھلا برا کہہ کر مجھے پریشان کرے گی۔ ایسا کہہ کر وہ زار زار رونے لگی اور کہنے لگی کہ میرا ٹوٹا ہوا گھڑا درست کروا دو تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ یہ سن کر خادم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا، وہ رنجیدہ عورت سے کہہ دے کہ وہ گھڑا (مٹکا) کے ٹکڑے لے کر چلی آئے۔ تب خادم نے اس عورت سے کہا تو وہ سب کے سب ٹکڑے اکٹھا کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے ان ٹوٹے ہوئے برتن کے ٹکڑوں پر ہاتھ رکھ کر کل کسا اور کل یوم ھو فی شان پڑھے اور وہ برتن درست کر دیا اور کہا کہ خوشی سے لے کر جا۔ یہ روایت وجیہ الدین بیان کرتے ہیں کہ یہ کرامت میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔ اس وقت امام الدین بھی حاضر تھے۔

خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی کا اپنے داماد عبدالرزاق کو سپاری کا ٹکڑا دینا......

حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان المبارک کی چھبیسویں تاریخ تھی اور عصر کا وقت تھا اس وقت میں حضرت کی خدمت میں گیا اور روزہ افطار کرنے کے بعد آپ مجھے سپاری دینے لگے اور کئی بار آپ نے آپ کے منہ میں ڈال کر سپاری مجھے دی اور میں نے اسے کھائی تو آپ نے فرمایا کہ یہ جگری تم خوش الحانی سے سناؤ تا کہ میں سنوں خوشحالی سے۔

جگری گفت محمود محبوب اللہ (رحمۃ اللہ علیہ)

میت سلونا میں پایا، جس کا تھا مجھے حاوا
سکھی سمانی بچے ہوں، رانی ململ کروں بدھاوا
پرتھی ساری جس کو ہانڈی، کہیں کھوج نہ پایا
اومت میری منچت ناہی، سو گھر بیٹھے آیا
پیار کیا مجھ مہوت چڑھائی، تیہ لاگا ایت میٹھا
ہاتھ منہ دے کر سب کو سہیا، جب او میٹھا دیٹھا
شہہ میرا تب پاس نہ چھوری، تل تل ہنس کنٹھا لاوے
محمود من میں بھی راکھے، سہاگ انگ نماوے

حضرت نے عصر کی نماز پڑھی اور جب آپ نے دائیں طرف سلام پھیرا تو آپ فرماتے ہیں کہ میں نے تختِ نبوت دیکھا اور جب بائیں طرف سلام پھیرا تو میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور مغرب کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں پڑھی تو فرمایا یہ گھر ہمارا بے شبہ شک رہے تمہاری یہ مبارک رات شبِ قدر ہے۔ اور نہایت پُر سرور مقبول ہے۔ اور حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے، آپ کے کہنے سے میں اپنے مکان پر نہیں گیا اور دوسرے روز آپ نے مجھے مکان پہ جانے کی اجازت دی اور میں اپنے مکان پر گیا اور رات کو بعد نماز تراویح اور عشاء پڑھ کر فارغ ہو کر کچھ وظائف پڑھ کر فارغ ہو کر سویا تو خواب میں ایک روحِ مجسم راستے میں جاتے ہوئے دیکھا اور ان میں سے کسی نے کہا کہ یہ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی روح طیبہ طاہرہ ہے، میں خیر الوریٰ کے نزدیک گیا اور خدمتِ عالی میں جا کر عرض کی کہ یہ خبر آپ سے ہیں یا کوئی غیر سے ہیں؟ حیاتی لکم رحمت ومماتی لکم رحمتکم۔

حضرت نے فرمایا کہ یہ غلط نہیں، یہ میرا فرمان ہے۔ جب میں بیدار ہوا تو یہ پڑھ لیا، یا الت یا الستُ۔ میں نے جا کر مخبروں سے پوچھا اور اسلام خان کو بھی خواب میں سرکار مدینہ کا دیدار ہوا تو ان سے پوچھا کہ یہ بات سچ ہے؟ تم نے آج خواب میں کیا دیکھا ہے تو وہ بولے کہ

میرے خواب میں خیر الوریٰ کو دیکھا ہے اور میں نے گفتگو کی اور آپ کے فرمان سے میں نے قرآن شریف کا دوسرا پارہ پڑھا تو آپ نے فرمایا، اسے بار بار پڑھیئے گا اور جب تک مرشد سے نہ دیکھیں وہاں تک دور طالب کی نہ ہو اور پیر سے کچھ تلاش کرے تا کہ یقین آ جائے۔

ہندوستان کے مشہور و معروف ولیِ کامل حضرت سید شاہ میراں سید علی داتار کے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمود دریائی دولہا سے شہادت عطا کرنا اور مانڈو (مدھیہ پردیش) کا قلعہ فتح ہونا :

نقل است کہ چوں سلطان مظفر رحمۃ اللہ علیہ والیٔ ملک گجرات برائے فتح وحصارِ شادیاباد عرف مانڈو گڑھ عزم نمودو درو محمودنگر عرف پیر پرو جدمت فیض درجت پیر حضرت محبوب اللہ ور آمدہ قدمبوس شد۔ در آں لشکر ظفر پیکر مظفر شاہ جناب سید السادات شاہ سید ڈوسن میاں صاحب باشندۂ نہروالا عرف پٹن، خلیفۂ حضرت محبوب اللہ صوبہ پانصد سواراں بودند، خلفِ اشرف انشا مسعودِ ازلی ومقبولِ لم یزل بہ عمرِ دوازدہ سالِ ہمراہِ خدرا بہ درخانۂ خود بہ پٹن بدوند فوج سلطانی بہ بسیار جاں فشانی جنگی دند۔ اما قلعۂ مانڈو مفتوح نہ گردید۔ بدیں موجب سلطان منظماں را پرسید کہ، چہ سبب است کہ قلعہ فتح نمی گردد؟ ہمہ رمال ورحال بہ کتابِ رمل خود تلاش نمودہ، گفتند کہ، شخصے نیک روشِ مسمیٰ بہ سید علی کود کہ ولی ہست، اگر او را بہ طلبیدہ کہ فتح ایں ہشار بہ نامِ آں سعادت ایسا ست۔ فی الفور، سلطانِ عالی شان شخصے معتبر را از ملازمان برائے طلبِ سید علی صاحب وفرستاد۔ آں حضرت بحکمِ رب العزت آمداہب سلطان ملاقی شودند، وقتی کہ از پٹن راہی شودند۔ در اثنائے راہ بہ کریا اون ہاوا مقام نمودہ، آں زارا پسند فرمودہ وہ قبرِ خود کندایندہ پُر از غلۂ گندم کنایندہ بودند۔ بہ مجرد در آمدنِ از خانہ بروز پنج شب ما، بہ وقتِ ظہر بہ خدمتِ محبوب اللہ (خواجہ میاں محمود دریائی) حاضر شدند وآں حضرت آں مماں آبدست می فرمودند، پدرِ ایشاں جناب سید ڈوسن صاحب ارجن مودند، یا پیر دستگیر! دربارِ ایں کود کے صغیر چیزے دعا کنید۔ بہ کودک فرمودند، اے جانِ من! آں چہ مطلب تو باشد بہ طلب۔ عرض نمود، یا پیر! مورا شہادت باید۔ فرمودند، ایں مخواہ کہ تو ہ نوج کودک ہستی۔ عرض کرد، یا پیر! دلم راغبِ شہادت است۔ فرمودند، خیر، تو را فردہ شہادت خواہد شد۔ ایں فرمودہ، سہ قطرۂ آبِ وضو بہ او دادند، بہ نوشانیدند

وفرمودند کہ، ما تو را مرتبۂ شہادت دادیم و ہر جا کہ لاشۂ تو رفتہ کائی مشود۔ آں جا مزارِ تو خواہد شد۔ القصہ، علی الصباح بروزِ آدینہ قلعہ مفتوح گردید و میراں سید عالی صاحب شہیدِ اکبر شودند، پس سلطانِ عالی شان لاشہ مبارکِ سیدزادہ را بہ اعزازِ تمام واحترامِ تامہ، بہ اونہاوا فرستادو دخترِ نیک اختر سیدی کے نام زد بہ سیدزادہ بود درعین وقتے شہادتِ شوہرِ خود جان بہ حقِ تسلیم نمود۔ ہر دو را بہ قریۂ مذکورہ (اوناوا) مدفون ساختند وآں سیدزادہ را درمزارِ کے خود کندائندہ پُر از گندم کندایندہ بودند بگارنہادند۔ ایں چنیں تصرف محبوب اللہ تا قیامِ قیامت جاری است۔ (بحوالہ: تحفۃ القاری قلمی، صفحہ 205-204)

روایت لکھتے ہیں کہ جب گجرات کے بادشاہ سلطان مظفر شاہ حلیم رحمۃ اللہ علیہ نے شادیاباد عرف مانڈوگڑھ کا قلعہ جیتنے کا ارادہ کیا تب انہوں نے محمودنگر عرف بیرپور میں اپنے پیر ومرشد فیض کرم کے دریا حضرت خواجہ دریائی حضرت خواجہ محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم بوسی کی۔ پھر بادشاہ مظفر شاہ کے سپہ سالار حضرت سید شاہ ڈوسان (ڈوسومیاں) صاحب نہروالا عرف پٹن کے باشندے تھے وہ حضرت سید میرا سید علی داتار کے والد تھے اور حضرت خواجہ محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے وہ 500 گھڑسواروں کے سپہ سالار تھے۔ ان کے نیک شہزادے سید علی جن کی عمر تقریباً 12 سال کی تھی وہ اپنے والد گرامی کے ساتھ نہیں تھے بلکہ وہ اپنے گھر پٹن میں ہی تھے۔ سلطان کے لشکر نے بڑی بہادری سے جنگ کی مگر مانڈوگڑھ کا قلعہ فتح نہیں ہوا۔ سلطان مظفر شاہ نے نجومیوں سے پوچھا قلعہ فتح نہ ہونے کی وجہ کیا ہے۔ تب انہوں نے ساری کتابیں دیکھنے کے بعد بتایا کہ ایک نیک انسان جن کا نام سید علی ہے ان کی عمر بہت کم ہے لیکن وہ پیدائشی ولی ہیں اور یہ قلعہ فتح ہونا انہی کے نام لکھا ہوا ہے۔ تب سلطان نے فوراً سید میراں سید علی داتار رحمۃ اللہ علیہ کو باعزت بلایا اور اللہ کے حکم سے میراں داتار رحمۃ اللہ علیہ گھر سے روانہ ہوئے اور پٹن کی طرف نکلے، راستے میں اناؤ گاؤں آیا وہیں قیام کیا اور وہ جگہ آپ کو بہت پسند آئی اور اسی جگہ پر اپنی قبرانور کھدوائی اور اس میں گیہوں بھروادیا۔ آپ گھر سے نکلنے کے بعد اپنے پیرومرشد خواجہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جمعرات کو ظہر کے وقت میں حاضر ہوئے تب آپ وضو فرما رہے تھے۔ حضرت سید میراں سید علی داتار کے والدِ گرامی جناب سید ڈوسن صاحب نے عرض کی کہ یا پیر دستگیر! اس میرے چھوٹے بچے کے لئے

دعا فرمادو۔ تب سرکار خواجہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہے عزیز فرزند جو چاہو وہ مانگو۔ تب سید میراں داتار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، یا پیرومرشد مجھے آپ کی دعا سے شہادت چاہئے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹا سید میراں ابھی تم بہت چھوٹے ہو اور تمہاری عمر ابھی شہادت کی نہیں ہے تو تم ایسی چیز مت مانگو۔ لیکن اس وقت حضرت سید علی داتار نے گذارش کی، یا حضور میرا دل تو صرف شہادت ہی چاہتا ہے۔ تب حضرت سرکار دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تو تمہیں کل یعنی جمعہ کے روز تمہیں شہادب نصیب ہوگی۔ اور جس جگہ تمہارا جنازہ رک جائے اسی جگہ آپ کا مزارِ انور بنے گا۔ تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کے روز مانڈوگڑھ کا قلعہ فتح ہوا اور حضرت سید میراں سید علی رحمۃ اللہ علیہ شہیدِ اکبر ہوئے۔ اسلامی جنگ میں شہادت اور وہ بھی جمعہ کے روز ملی اسی وجہ سے شہیدِ اکبر کہے گئے۔ شاہ مظفر شاہ نے حضرت سید میراں سید علی رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے کو پورے ادب وآداب اور تعظیم کے ساتھ اناؤ گاؤں بھیجا۔ تو اس وقت آپ کی منگیتر یعنی جس کے ساتھ آپ کی شادی ہونے والی تھی وہ پاکیزہ سیدہ طیبہ طاہرہ بھی اللہ کے حکم سے اس دنیا سے کوچ فرما گئیں اور ان دونوں کو گاؤں اناؤ میں ہی دفن کیا گیا اور جس قبر میں حضرت میراں سید علی رحمۃ اللہ علیہ نے گیہوں بھرے تھے اسی قبر مبارک میں انہیں سپردِ خاک کیا گیا۔

حضرت محبوب اللہ خواجہ محمود شاہ دریائی دولہا علیہ الرحمہ کا تصور، اختیار، فیضان، کرامات اور مقبولیت آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حضرت سید میراں علی داتار رحمۃ اللہ علیہ کے دادا گجرات کے درمیانی دور میں آئے تھے ۔ ۸۳۰ھ مطابق ۱۴۲۶ء میں آئے۔ احمدآباد میں سلطان احمد شاہ بادشاہ ۱۴۱۱ء سے ۱۴۴۲ء میں دربار میں آکر گجرات رہنے کی پروانگی مانگی تھی۔ احمد شاہ بادشاہ نے آپ کو عزت سے بلایا اور لشکر میں سپہ سالار بنایا۔ احمد شاہ بادشاہ نے سید علم الدین سے کہا گھوڑے سواروں کو لے کر لیلا پور گاؤں جاؤ۔ پٹن نگر کے بھیل اور ڈاکوؤں کے خوف سے عوام کو بچاؤ۔ ۸۸۰ھ مطابق ۱۴۷۵ء میں علم الدین راجا میواس کے ساتھ جنگ کی، بھیلوں اور ڈاکوؤں کے ظلم سے عوام کو بچایا۔ حضرت سید علی کے والد کا نام دوست محمد (ڈوسومیاں) تھا۔ والدہ کا نام عائشہ بی بی تھا۔ آپ کا خاندان

سنوسی ڈول میں رہتا تھا وہاں سے کڑا مانک پور جونے میں آئے وہاں سے گجرات آئے۔آپ کی سید علی داتار رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۲۹/رمضان ۸۷۶ھ مطابق ۱۴۷۴ء جمعرات کے دن۔ وفات ۲۹/محرم ۸۹۸ھ مطابق ۱۴۹۲ء مقام مانڈو (مدھیہ پردیش) میں شہید ہوئے۔دفن مقام اناوٗ تحصیل ضلع مہسانہ۔خواجہ دریائی کی پیدائش کے تین سال بعد پیدا ہوئے ۲۲ سال کی عمر پائی تھی۔ اس وقت خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی ۲۵ سال کی عمر تھی۔

خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا اور جوگی بالناتھ جادو کی ملاقات :

حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت کے داماد تھے وہ حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک راہب بالناتھ جادوگر تھا اس کے پاس چار سو چیلے تھے اور وہ بھی جادوگری کے فن میں ہوشیار تھے اس جوگی کی عمر چار سو سال کی تھی اور وہ حضرت محمود محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک ہندی دوہرا آپ کو سنایا وہ یہ ہے ؛

دوہرا

جب ہم تم سے بچھڑے، دکھی ہوئے من ماہ......
ہم تو تم کو سنورتے، تم جانتے کہ ناہ......

جواب دوہرا

جب تم ہم کو سنورتے، ہم ہوتے تم پاس......
کنجی کیری بی ذہبی، من میں کروبہ ماس..........

آپ نے کہا کہ تجھے یہ بھی یاد ہے کہ ہم نے تجھے غم سے آزاد کیا اور ہم تجھے لنکا میں ملے تھے اور کئی دن تک ہم ساتھ میں رہے تھے۔تو ایک عورت پہ عاشق تھا اور اس کے خاوند نے تجھ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا اس وقت ہم نے تجھے بچایا تھا؟ یہ سن کر وہ گھبرا گیا اور عرض کی کہ آپ پانی کے کنارے چلیں تو میں آپ کو جادو بتاؤں یعنی اس پانی پہ چلیں تو ہم آپ کو دکھائیں۔تو آپ اس کی بات پر پانی کے کنارے چلے وہاں ایک پیپل کا درخت تھا وہاں آپ اور جوگی سائے میں بیٹھے، جوگی فخر سے پانی پہ چلا تو اس کے ٹخنوں تک پانی آیا۔ساتھ میں حضرت نظام الدین تھے، ان کو کہا، آپ

پانی پر چلئے، آپ اس پانی پہ تین بار چل کر بار اترے، یہ دیکھ وہ شرمایا، دل میں پریشان ہوا، فکر کرنے لگا اور جب جیب سے ایک رومال نکالا اور کہنے لگا کہ اس میں ایسی خوبی ہے کہ اس میں کوئی چیز رکھ دوں تو وہ دس من وزن کی بن جائے، یہ چیز آپ غریبوں کو کھلانا، آپ کے پاس ہو تو اسے ظاہر کرو، یہ سن کر آپ نے اسے محبت سے جواب دیا کہ یہ بکوار بیکار دردِسر کی ہے، یہ اکسیر بے سود ہے۔مگر اکسیر ایسی پیدا کر کہ زبان سے نکلتے ہی پتھر اور مٹی بھی سونا بن جائے اور کہا کلمہ پڑھ کہ تیرا دل و دماغ درست ہو جائے، یہ کہہ کر آپ نے پیپل کے درخت کو کہا اے درخت! سونے کا بن جا، آپ کے فرماتے ہی پیپل کا درخت سونے کا ہو گیا اور پھر آپ نے فرمایا کہ اب تو اصلی شکل کا ہو جا تو وہ فوراً اصلی صورت میں ہو گیا۔یہ دیکھ کر جوگی پریشان ہو گیا۔اس وقت حضرت نے وہ اکسیر کا رومال پانی میں ڈال دیا، یہ دیکھ کر جوگی غضب ناک اور لاچار ہو کر کہنے لگا کہ آپ محبوبِ رب ہو اور قلندر ہو، آپ شجر کو اور خاک کو سونا بنا دیتے ہو مگر میں نے بڑی محنت سے رومال (اکسیر) کمایا تھا وہ آپ نے پانی میں ڈبو دیا، میری بہت سال کی محنت کھو گئی اور جو اللہ کے ولی ہیں وہ غریبوں کو اور محتاجوں کو ضرر نہیں پہنچاتے۔یہ سن کر حضرت خوش ہوئے اور آپ کے قدموں کے نیچے کی خاک اٹھا کر اس کو مہربان ہو کر دی اور فرمایا کہ یہ میرے پیروں کی نیچے کی خاک کو تیرا جی چاہے وہاں آزما، یہ تیری اکسیر سے بھی بہت بہتر ہے تو اسے آزما، کچھ پیسوں کو لا کر گرم کر کے گلا کر اس خاک کو اس میں جوگی نے ڈالا تو وہ طلاء (سونا) ہو گیا۔یہ کرامت دیکھی تو وہ اپنے کفر سے بیزار ہوا اور وہ ایمان لایا اور کہنے لگا، حق تعالیٰ موجود ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق نبی ہیں۔پھر حضرت نے اسے مرید بنایا اور پریم گلی (کوہِ الت) رہنے کی اجازت دی اور اس کی عمر درازی کے لئے دعا دی۔کرامت سے اسے نوازا اور کہتے ہیں کہ جوگی بالناتھ اب تک زندہ ہے۔قرآن مجید میں یہ آیت ہے کہ خدا جس کو چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے اسے گمراہ کرے۔آیتِ قرآنی من یهده الله فلا مضل له ومن یضلله فلا هادی له۔

حضرت شاہِ عالم و حضرت محمود محبوب اللہ دریائی دولہا کی دعا کا اثر جو کمیاب ہے:

گجرات کے بادشاہ مظفر کے دو فرزند تھے۔سکندر شاہ کی والدہ بھج کے راجہ کی لڑکی تھی۔ اور وہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی مریدہ تھیں۔اور چتوڑ کے راجہ کی لڑکی سے بہادر شاہ پیدا

ہوا تھا۔ اس کی ماں حضرت خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی مریدہ تھیں اور اس سے آپ راضی تھے۔ آپ نے ایک روز فرمایا، ہم نے بہادر شاہ کو گجرات کی حکومت دی اور حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے سکندر کی اماں کو فرمایا، ہم نے گجرات کی حکومت سکندر شاہ کو دی ہے۔ امرِ الٰہی سے مظفر شاہ کا انتقال ہو گیا۔ خدا اس پر رحمتیں نازل کرے۔ آمین!

مظفر شاہ کے انتقال کے بعد :

مظفر شاہ کے انتقال کے بعد سب وزیر اکٹھا ہوئے اور مشورہ کیا کہ بہادر شاہ کو مار ڈالیں اور سکندر شاہ کو تخت نشین کریں۔ یہ خبر سن کر بہادر شاہ بھاگ کر اس کے ماموں کے گھر چتوڑ کے رانا کو جا کر سب حقیقت سنائی۔ خادموں سے کہا کہ اگر خواجہ سیدنا محمود رحمۃ اللہ علیہ آئیں تو مجھے خبر دینا کیوں کہ آپ سے ملنے کی میری تمنا ہے۔ جب حضرت کا ایک روز برائے فاتحہ وہاں پر آنا ہوا۔ آپ کے آنے کی خبر رانا کو ہوئی اور آپ سے مل کر رانا کی آنکھیں بہنے لگیں تو آپ نے فرمایا، آنسو نہ بہا، جو خدا کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ تب رانا نے جواب دیا کہ مظفر کے مرنے کا غم نہیں مگر شہزادے کی جدائی کا مجھے غم ہے۔ اس کو دیکھنے کی آرزو ہے تو حضرت نے فرمایا، آنکھیں بند کر، شہزادے کو دیکھ لے۔ جب رانا نے آنکھیں بند کر کے کھولیں تو اپنے آپ کو چتوڑ میں اپنے آپ کے بغیچے میں شہزادے کو دیکھا وہ آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔ اس وقت کہا، اے شہزادے جہانگیر! اور ذرا پیچھے کی طرف نظر کی تو والدہ کو دیکھ کر حیران ہوا۔ الغرض مادر سے ملا کر محبوبِ خدا سے مشرف ہوئے اور شکر بجا لائے، اس وقت حضرت نے کہا کہ تیرا مقدر بلند ہے۔ تو گجرات کا حاکم ہوگا اور رانا سے فرمایا، آنکھ کھول دے تو دیکھا کہ وہاں نہ چتوڑ ہے نہ بغیچہ اور نہ کنواں تو تعجب کر کے رضا لے کر رانا گھر کی طرف روانہ ہوا اور کنیزوں نے رانا سے کہا، کیوں اتنی تاکید ہے؟ اور حضرت خواجہ دریائی سرکار سے کیوں اپنا مطلب بیان نہیں کیا، تو وہ بولا کہ فقیروں سے کیا ہو سکتا ہے؟ یہ کہہ کر مکان میں آرام کے لئے گیا، بہادر شاہ کے بھاگ جانے کے اول لشکر لے کر احمد نگر سے لشکرِ جرار لے کر مسلمانوں کو حیران کر کے وہاں سے مسلمان لڑکیوں کو گرفتار کر کے ان کو ناچ گانے سکھانے کی تعلیم دی۔ اور جب ناچ گانے میں ہوشیار ہو گئیں تو راجہ کے

سامنے دربار میں لائی گئیں اور ناچ گانا شروع ہوا۔ اس وقت بہادر شاہ دربار میں حاضر تھا اور راجہ کا چھوٹا لڑکا بھی وہاں حاضر تھا، اچانک اس کے منہ سے ایسا سخن نکلا............

مسلمانوں کی کیا عورتاں ہیں خوب — بجانے ناچنے گانے میں مشہور
عجب یک طور سے بتلاوے بھاوے...... — دلوں کو ناچ نخرا سے لبھاوے

بہادر شاہ کو عبرت ہوئی :

یہ سن کر بہادر شاہ کو عبرت ہوئی اور تلوار کو میان سے نکال کر اس مغرور کے سر پر ایسا وار مارا کہ اس کا سر گردن سے الگ ہو گیا۔ اس وقت اس کی ماں بھی وہاں حاضر تھی، سوچ کر کہنے لگی کہ شیر بہادر نے غضب کا بدلہ لیا۔ اگر اس وقت میں کچھ کہوں تو میرا خاوند بھی قتل ہو جائے گا۔ یہ سوچ کر رانی نے سپاہیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم بہادر سے جنگ نہ کرنا، لڑکا تو میرا مرا ہے، اور یہ بھی تو میرا فرزند ہے۔ کنور نے گستاخی کی اس کی سزا اس کو مل گئی اور رانی نے بہادر شاہ سے کہا، اگر تم کو گجرات کی حکومت مل گئی تو مجھے کیا انعام دو گے؟ تو وہ بولے کہ اول تو چتوڑ کو جیت کر رانا کو ہرا کر یہاں کی حکومت تمہارے حوالے کروں گا۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ گجرات کے وزیر کا خط لے کر قاصد حاضر ہوا، اس میں لکھا تھا کہ تم کو گجرات کا بادشاہ بنایا جاتا ہے کیوں کہ گجرات میں سکندر شاہ کو کئی سرداروں نے مل کر قتل کر دیا تھا۔ اس بات پر بہادر شاہ کو بھی یہ گمان ہوا اور وہ حضرت محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ میری مدد کرو۔ اور آپ کے صاحبزادہ حضرت جمال محمد صاحب کو میری مدد کے لئے بھیجو تا کہ میں چتوڑ پر سواری کروں۔ تو حضرت نے رضا دے دی اور بہادر شاہ نے چتوڑ پر حملہ کر دیا۔ اور جنگ ہوئی مگر فتحیابی نہیں ہوئی۔ تب حضرت جمال محمد صاحب نے دوہرا لکھ کر والد صاحب کی خدمت میں روانہ کیا۔

دوہرا

ماں سرو ور برسے کہ پُر ساجن برسے نیر — وے کوروں کا ریر بہا سوکا ریر پانی مانہہ......

یہ دوہرا پڑھ کر حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔

جوابِ دوہرا

پانی پہیلاں موجھڑا تے کاریکیرا کام — کہ لڑنے سے بھاگے ہارنے ہیش ہام
لڑائی سن چتوڑ کی سوسوروں بچاجاؤ...... — کایر کپنے نے تھر تھر السواٹھے ناپائے

رانی کواودے پور کی گدی سونپنا :

جب حضرت جمال محمد صاحب نے آپ کے والد صاحب کی طرف سے دوہرے کا جواب سنا تو آپ نے پھر آپ کے بڑے بھائی حضرت لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط لکھ کر ہوا میں ڈال دیا تو وہ خط بیر پور آیا اور آپ کی والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میرے لختِ جگر جمال محمد کی خوشبو آرہی ہے۔ اتنے میں وہ خط ہوا میں سے آگرا، وہ خط لاڈ محمد صاحب نے پڑھا تو آپ اسی وقت تیار ہو کر چتوڑ روانہ ہوئے۔ اور اسی روز چتوڑ فتح ہوا اور رانا کو پکڑ کر قید کر کے رانی کو اودے پور کی گدی سونپی اور اپنا وعدہ پورا کر کے بہادر شاہ احمد آباد واپس آیا۔

پریم گلی (کوہِ الت) پہاڑ کے غار میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا وکئی سال کے روزے رکھنا :

ایک روز حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ اپنے چاہنے والے معتقدوں کی محفل میں بیٹھ کر ذکرِ الٰہی کر رہے تھے اور آپ نے جنابِ باری میں عرض کی کہ پروردگار! مجھے کوئی تنہائی میں رہ کر تیری عبادت کا موقعہ عطا فرما، میں تنِ تنہا تیری عبادت میں مشغول ہو کر تیری عبادت کرتا ہوں، اسی وقت آپ نے یہ جگری کہی۔

کلامِ جگری

تو کیا جانے پریم کہانی، تج تن لوہو ٹیڑھا پانی
تے جیوا اپنا آل گنوایا، دھو کر ہاتھ نہ اس من لایا
نہ تجھے بات پریم کی بیتے، نا تے پریت سور کر لیتی
برہا آئی نہ تن ڈھیا، کروت گھاون تے سر سیا
ایک تل نینوں نیدھن کھوئے، اوگن اپنے سور نے روئے

ذاہن نہ تیرے کو دون لاگا، جو جل ڈونگر کڑ کنے بھاگا
آنچ نے تیرے کو بن سُکھا، تجے تن ماس نہ جل کر بھاگا
قاضی محمد تن اللہ پیارا، بینو محمود خاص تہارا
گن ہولُبھا نے انور، کچھ بُجیہ پریم کہانی

محبوب اللہ خطاب - اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت محمود دریائی دولہا کو محبوب اللہ کا خطاب ملنا :

یہ جگری کہہ کر آپ حضرت محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ پہاڑ کے اندر جا کر مولیٰ کی عبادت کرنے لگے۔ اور مہینے کے بعد روزہ افطار فرماتے، اس وقت آپ ایک کھجور کھا لیتے تھے۔ روز ہر روز ایک قطرہ پانی سے روزہ افطار کرتے تھے۔ اس طرح سات ماہ پورے کئے مگر آپ کے دل کو پھر بھی قرار نہ آیا تو آپ نے چھ مہینے کا چلہ کیا تو آپ ہر ہر وز ایک قطرہ پانی سے روزہ افطار کرتے اور چھ ماہ کو ایک کھجور سے روزہ افطار کرتے پھر بھی آپ کے دل کو قرار نہ ہوا تو آپ نے ایک سال کا چلہ کیا، ایک وقت ایسا آیا کہ آپ کے نفس سے پانی مانگا، آپ نے فرمایا کہ تو میرے جسم سے باہر آجا تا کہ میں تجھے پانی پلاؤں، جب نفس آپ کے جسم سے باہر آیا تو اسے پانی پلایا اور پانی پی کے سیراب ہوا، پھر نفس نے کہا مجھے آپ جسم میں آنے کی اجازت دیو اور غذا کھانے کی رضا دو مگر آپ نے نفس کو جسم میں آنے کی اجازت نہیں دی اور فرمایا، تیرے ہی خاطر مجھ میں اور مولیٰ میں جدائی ہے، یہ سن کر نفس نے بہت ہی آہ وزاری کی مگر آپ نے نفس کو جسم میں نہیں لیا، اس وقت ہاتف سے آواز آئی کہ کیا فرشتوں کے برابر کا درجہ چاہتے ہو یا اس سے زیادہ کیوں کہ فرشتوں میں نفس نہیں، یہ سن کر حضرت گھبرائے اور نفس کو اپنے ہاتھ سے جسم کے اندر کیا، غرض اس کے بعد خطاب مولیٰ کی جانب سے آیا کہ آپ کو محبوب اللہ کا خطاب مولیٰ کی طرف سے ملا۔ یہ سنتے ہی آپ نے کہا، اے مولائے واحد! تیرے سوا اس گفتار کا کون شاہد ہے؟ تو اس وقت ارشادِ باری ہوا کہ اس گواہی کے لئے شفیع الخلق سرکارِ دو عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے خلفاء کے ساتھ میں بھیجے، اس وقت آپ کے ہمراہ سب خاندانوں کے مشائخ تھے، اس وقت حضرت

نے عمامہ اور قمیص (پیرہن) خود نے عطا فرمایا اور ولایت، غوثیت اور قطبیت کی عطا اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری اور بدیع الدین مکلنپوری اور جناب حضرت محی الدین غوثِ اعظم بغدادی رحمۃ اللہ علیہ غوث الوریٰ نے اپنی طرف سے خلافت عطا کی اور پھر آسمان اور زمین سے بھی ندا آئی، محبوب اللہ! اس وقت آپ نے ایک جگری لکھی۔

نعت شریف - کلام درشانِ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

ساجن آیا گلی ہمارے، کھلی میری دیہارے
نین بھری بھری شرما کرسو، پاؤں تلے کی کھسیارے
لوگ سبھا یادیکھنے آیا، اُگا پونم چندارے
جس نے دیکھا ان شیش نمایا، ہو کر رہیو بندارے
مل سیّاں رنگ رلیاں گاؤ، جب شہہ مہندی لائے رے
ڈھل ڈھل رنگ سوجم تن بیٹھا، دیتی سائیں بڑھارے
جنگ بھاگ محمود کے، سونبی نبی محمود پائے رے
جس کے رنگین پہ جگارات، سو مجھے اللہ نے ملایارے

نعت شریف - کلام دیگر درشانِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم !

ہوئی سہاگن سیو میں شہہ جاں پایا...... بڑھیاں قربانی رے جس گلیاں آیا......
چویا چندن باس کر پھر تخت سنواروں...... نوشاہ آیا چاؤں کرلوں اتاروں......
نین کھولن رین مان شہہ دیں جگاؤں...... کھولے گھونگھٹ پیا سوہم پریم چکھاؤں......
نوشاہ کھڑا اتا ولا تیں نہ لاؤں تورے...... لوگ تماشا مل رہا تِل پاس نہ چھوڑے......
محمود اچھانہ ہوگیاں رنگ سائیں نے دیتا...... قاضی محمود تن پیوں میں لہیا چاہلدہ متا

غارِ پریم گلی سے باہر آنا............

جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور حضرت غوث الاعظم دستگیر اور حضرت معین الدین چشتی اور بدیع الدین قطب المدار رحمۃ

اللہ علیہ اجمعین تشریف غار سے لے گئے، اس وقت حضرت محمود محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ غار سے باہر تشریف لائے، اس وقت آپ کے فرزندان اور خویش واقربا سب کو آپ نے اپنے پاس بٹھایا۔

نائی کا حجامت کرنے آنا اور وسوسہ ہونا......

اس وقت ایک حجام آئینہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ نے فرمایا، اے حجام (نائی) میری حجامت کر، جب نائی نے حجامت بنانا شروع کیا، اس وقت اس کے دل میں خیال آیا کہ حضرت سال بھر کے روزے رکھتے ہیں مگر آپ کا چہرہ مبارک تو زعفرانی خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ آپ کو اس بات کا علم ہوا کہ حجام کو وسوسہ پیدا ہوا ہے، اس وقت جب آپ کی گردن مبارک کی حجامت کر رہا تھا تو آپ نے اپنی گردن ہلا دی جس سے آپ کو کان پر زخم لگا مگر اس میں سے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں نکلا، فقط پانی کا قطرہ نکلا جس سبب حجام تھرتھرانے لگا تو آپ نے اسے تسلی دی اور آپ نے دوہرا کہا۔

دوہرا گفت محبوب اللہ

رتی رگت نہ نیسرے جو تن چیرے کوئی
جے تن را تا رب سواس تن رگت نا ہوے......
عقدہ در پردہ تورے گفتہ محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
جے بجے یہ لوک بانی کو جینا نہیں
کیا کیا وانے سر بھی تو ملیا سائیں
ابھرتی سائین سیوتیں میں جنم گڑیاں
نینا لوہو روے تو میت میں پایا......
آں تجا میں نیر سوں تن ماس نہ رہیا......
سیج کاٹوں سویے سویے یومیت میں لیتا......
میں جیون اپنا سائل کو تیل سکھنا لہیا......

کوکیا بجے لوکڑا مجھ ماہ جو بیتا......

چھوڑ سوار تھا اپنی کیا پیو کا کیتا......

محمودا اپنا پیر پایا چاہلدہ بیتا......

بخارا کے حاجیوں کا حضرت کی ملاقات کو آنا :

حضرت شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ یوں روایت فرماتے ہیں کہ بخارا شہر کے سات باشندے تھے۔ وہ حج بیت اللہ جانے سے پہلے گجرات میں آئے اور انہوں نے حضرت میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف سنے تو وہ جیسا انہوں نے سنا تھا ویسا ہی بیر پور آنے کے بعد پایا اور حضرت کے ساتھ میں وہ پریم گلی پہاڑ پر حاضر ہوئے وہ وہاں رات کو ٹھہر کر شب گزاری کی اور جب وقت صبح ہوئی تو ارادہ حج بیت اللہ کا تھا تو چلنے کا ارادہ کیا اور آپ سے رخصت ہو کر چلنے لگے تو ان میں سے ایک نے حضرت کی خدمت میں رہنے کو کہا، تب ان چھ انسانوں نے اسے کہا کہ ساتھ میں آئے ہیں، تو یہاں ہمارا ساتھ چھوڑ کر ٹھہر جائے تو یہ مناسب نہیں ہے اور ہم تجھے چھوڑ سکتے نہیں۔ مگر اس نے مانا نہیں تو مجبورا! وہ اسے چھوڑ کر یہاں سے حضرت کی اجازت لے کر روانہ ہوئے اور وہ سفر کرتے ہوئے کافی عرصہ کے بعد کعبہ شریف میں پہنچ کر خانۂ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ اس وقت یہاں بیر پور میں جو بخارے کا رہنے والا حضرت کی خدمت میں ٹھہرا ہوا تھا اسے حضرت نے پوچھا، کیا تجھے حج کرنے کی آرزو ہے؟ تو اس وقت اس کے دل میں حج کرنے کی تمنا ہوئی تو آپ نے اسے قریب بلا کر کہا کہ تو بھی حج بیت اللہ کو انشاء اللہ جائے گا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر دعا فرمائی اور آنکھ بند کرنے کے لئے کہا تو اس نے آنکھ بند کی تو آپ نے دوبارا ارشاد فرمایا کہ آنکھیں کھول دے۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں تو اس وقت اپنے چھ ساتھی خانۂ کعبہ کا طواف کر رہے تھے ان کے ساتھ وہ بھی طواف میں شامل ہو گیا، اس وقت ان ساتھیوں نے پوچھا کہ ہم تجھے پیر مگلی کے پہاڑ کے پر حضرت کے پاس چھوڑ کر آئے تھے، تو کس طرح یہاں آ پہنچا ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ بات ہرگز مت پوچھو مگر ان لوگوں نے بہت تقاضہ کیا تو آخر مجبور ہو کر کہا کہ میں پہاڑ پر بیٹھا ہوا تھا تو اس وقت حضرت نے مجھے بلا کر فرمایا، اس جگہ پر خوشنما باغ تھا، میں حیران ہوا، اس باغ میں کئی طرح

کے پرندے خوش الحانی سے چہچہاتے تھے اور طرح طرح کے انسان وہاں موجود تھے، اور سب کے ساتھ یادِ الٰہی میں مصروف تھے، وہاں ایک محل خوشنما تھا، وہاں جھولا بندھا ہوا تھا۔ اس پہ حضرت تشریف فرماتے، وہاں وردِ الٰہی اس طرح سے ہو رہا تھا، لاالٰہ الا اللہ حسبی ربی جل اللہ مافی قلبی غیر اللہ۔ وہ غوث الخلق اس پر کلمہ بار تھے، وہ کرتے حمد حق اور نعتِ سالار

لاالہ الاالله محمدالرسول الله

جب وہ حج سے فارغ ہوا تو وہ پورا واقعہ گزرا ہوا سناتا تھا مگر واقعہ پورا نہیں ہونے پایا تھا کہ وہ گونگا ہو گیا تو اس کے ساتھی اسے ہمراہ لے کر حج سے فارغ ہونے کے بعد بیر پور حاضر ہوئے اور آپ کے مزارِ اقدس پر سے پانی جام اتار کر اس گونگے کو پلاتے تھے، کچھ دنوں میں اس کا گونگا پن دور ہوا اوہ ساتوں انسان اپنے وطن کی جانب روانہ ہوئے۔

خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار

تمہاری فیض بخشی سے جہاں آباد یا محمود — تمہاری عین لطفی سے جہاں بس شاہ یا محمود

تمہاری ذات سے ہوں طالب امداد یا محمود — کہ تم ہو قدوۃ الابرار اور کل اوتاد یا محمود

تمہاری مدح کیسے اے میاں جو حج سے بن آئی — ہوا آفاق میں ظاہر تمہارا نام دریائی

میری ایک آرزو اب تم سے ہے دلوائیو صاحب
تمامی حشر کے آفات سے چھڑوائیو صاحب
شرابِ حوضِ کوثر پر مجھے پلوائیو صاحب
مجھ عاصی کے اوپر اپنی مہر فرمائیو صاحب
کہ تم نے کئی ہزاروں پر تلطف نام فرمائی
ہوا آفاق میں ظاہر تمہارا نام دریائی

قرآن کی آیتوں کو آسمان میں بتانا :

ایک روایت میں آپ کے طالب علمی کے زمانے کے حالات یوں لکھے پائے جاتے

ہیں کہ حضرت محمود آپ کے استادِ گرامی شیخ احمد رضی اللہ عنہ کے پاس مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے تھے۔کبھی کبھی روحانی جذبات میں آکر استاد کو قرآن کی آیتیں آسمان میں دکھاتے، استاد یہ روحانی طاقت دیکھ کر گھبرائے اور آپ کے والدِ گرامی کے حوالہ کر کے فرمانے لگے، سرکار! آپ کے صاحبزادے کو پڑھانے کی طاقت مجھ میں نہیں، یہ تو قرآن کی آیتیں مجھے آسمان میں دکھاتے ہیں یہ پڑھے لکھے ہیں۔حضرت حمیدالدین نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اب ہمارے فرزند کو ہم پڑھائیں گے۔ان واقعات کے بعد حضرت حمیدالدین نے آپ کو ہر طرح کا علم سکھا کر عالمِ ربانی بنایا۔

قرآن کے پیغام کو شعروشاعری میں پیش کرنے کی عجب لیاقت :

حضرت محمود دریائی دولہا بیرپوری رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے ولی، غوث، قطب ہونے کے ساتھ ایک اچھے حفظ قرآن بھی تھے۔آپ میں قرآن پاک پڑھنے، سمجھنے اور سمجھانے کی عجیب وغریب لیاقت تھی۔قرآن کی آیتوں کے حکموں کو اپنی محبوب زبان ہندی میں شعروشاعری کے روپ میں عوام کے سامنے پیش کرتے تھے۔جس کے نمونے کچھ تحفۃ القاری کتاب میں پائے جاتے ہیں۔بطورنمونہ پیش کرتے ہیں۔قرآن پاک کے پہلے پارے کے پہلے رکوع کی شروع کی یہ آیات کریمہ الٓمٓ ذٰلك الكتٰب لاريب فيه هدًى للمتقين oالذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة ۔اس آیت کا ترجمہ ہے۔(الٓمٓ) یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، ہدایت ہے ان پرہیزگاروں کے لئے جو ایمان لائے غیب کی باتوں پر اور نماز قائم کیے،اس آیت کا پیغام حضرت محمود دریائی ایک شعر میں یوں پیش کرتے ہیں

صبا اٹھ لے جن اپنے الٰہ کا ناؤں — پانچوں وقت نماز گزارو، دائم پڑھو قرآن

ترجمہ: صبح میں اٹھ کر معبود کا نام لو، پانچوں وقت کی نماز پڑھو اور تلاوتِ قرآن ہمیشہ کرو، اور آگے کی آیت ہے ومما رزقنٰهم ينفقون oوالذين يؤمنون بما انزل اليك اس آیت کا ترجمہ ہے، اور وہ جو ہماری دی ہوئی روزی میں سے خرچ کریں اور ایمان لائیں، اس پر جو محبوب پر قرآن نازل کیا۔اس آیت کا پیغام شعر میں یوں پیش کرتے ہیں۔

کھاؤ حلال، مکھ سا چارا کھو درست ایمان

چھوڑو جنجال جھوٹے سب، مایا راکھو، جو من ہووے گیان

ترجمہ : حلال روزی کھاؤ۔منہ سے سچ بولو اور ایمان کو درست رکھو۔دنیا کی جھوٹی جنجال چھوڑو و محبت رکھو۔اگر تمہارے من میں گیان ہو جائے۔

حضرت خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کو غیب سے قاضی کا لقب اور مبارکبادی :

حضرت محمود دریائی بیرپور علیہ الرحمہ کے لقبوں میں ایک لقب قاضی بھی ہے۔آپ کو قاضی کا لقب کیسے ملا؟ اس کو جاننے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ قاضی کوئی برادری اور ذات کا نام نہیں ہے، یا اٹک نہیں ہے، بلکہ قاضی عربی لفظ ہے۔جس کے معنیٰ جج ہوتا ہے یہ ایک درجہ ہے جو انصاف کرنے والوں کو ملتا ہے۔اب ہم یہ جانیں کہ حضرت محمود کو قاضی کا لقب کہاں سے ملا اور کب ملا ؟

روایت ہے کہ احمد آباد کے دو دوست دکن شہر میں تجارت کرنے کے لئے ساتھ گئے۔٦ سال کے کاروبار میں نفع پائے تو ان دونوں میں سے ایک نے گھر آنے کا ارادہ کیا۔دوسرا اپنے دوست کو چھوڑنے کے لئے کچھ دور تک سفر میں آیا، اس سفر کے درمیان ایک شہید کے مزار کے پاس ٹھہرے جہاں نیم کا درخت اور کنواں تھا۔وہاں ٹھہر کر ساتھ میں لائی ہوئی روٹی اور مچھلی کھائی۔مچھلی کے کانٹوں کو کنویں میں ڈالا اور کھانے سے فارغ ہو کر چھوڑنے کے لئے آنے والے ساتھی نے واپس جانے کی اجازت چاہی اور کہا کہ بھائی! میں واپس جاتا ہوں تم جب گھر پہنچو تو یہ چھ ہزار روپیہ میرے گھر دے دینا اور میری خیریت کی خبر دینا۔قصہ مختصر یہ کہ یہ کہہ کر یہ شخص دکن واپس ہوا اور گھر والا احمد آباد اپنے گھر پہنچ گیا۔جب یہ گھر پہنچا تو اس دوست کی عورت اپنے شوہر کی خیریت معلوم کرنے کے لئے آئی اور پوچھنے لگی، آپ کے بھائی کی کیا خبر ہے؟ وہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا، وہ بہت زمانے سے مجھ سے جدا ہو گئے ہیں۔یہ بری خبر سن کر وہ بہت غمگین ہوئی اور گھر واپس آ کر صبر کرتے ہوئے خدا کی بارگاہ میں شوہر کی خیریت کی دعا کرنے لگی۔ لاچار اور مجبوری کی حالت میں کھانے پینے کے لئے اپنا گھر ایک سوداگر کو بیچ دیا۔اس نیک سیرت سوداگر نے اسے گھر کے ایک کمرے میں رہنے کی اجازت دی۔عورت نے اس کمرے میں چھ

سال کا زمانہ گزار دیا۔ چھ سال کے بعد اس کا شوہر دکن سے اپنے گھر میں واپس آیا جیسے گھر میں داخل ہوا تو گھر کی بدلی ہوئی صورت دیکھ کر تعجب میں پڑ گیا۔ شوہر نے گھر کے اندر جا کر گھر کے حالات دیکھنا چاہا، گھر میں گیا تو سوداگر نظر آیا۔ سوداگر نے پہچان لیا کہ یہی گھر مالک ہے۔ سوداگر نے اس کی بیوی کو بلایا اور خبر دی کہ تمہارا شوہر آیا ہے۔ عورت نے اپنے شوہر سے ملاقات کی اور اپنے کمرے میں لے کر رہنے لگی۔ شوہر نے اپنے بھیجے ہوئے چھ ہزار روپیوں کے بارے میں عورت سے پوچھ تاچھ کی۔ عورت نے غصہ میں آ کر جواب دیا کہ ۱۲ سال کے بعد گھر آئے ہو اور چھ ہزار روپیوں کا الزام لگاتے ہو آپ کو شرم نہیں آتی؟ یہ سن کر شوہر تعجب سے کہنے لگا کہ میں نے میرے فلاں ساتھی کے ساتھ چھ ہزار روپیہ بھیجے ہیں اور تم کہتی ہو ہم کو نہیں ملے؟ یوں عورت کے ساتھ لڑ کر گھر سے اٹھا اور اپنے ہم سفر دوست کے گھر پہنچا اور اس سے ملاقات کر کے کہنے لگا تم نے خوب کیا، میرے چھ ہزار روپئے میری عورت کو اب تک نہیں دیئے؟ اس دوست نے اس کو بری بری گالیاں دیں، ہنگامہ مچایا اور چلا کر کہنے لگا، بھائیو میری مدد کرو، یہ شخص مجھ پر چھ ہزار روپیوں کا الزام لگاتا ہے، خدا کے واسطے میری مدد کرو۔ جھگڑا اس حد تک پہنچا کہ معاملہ احمد آباد کے قاضی اور حاکموں تک پہنچا۔ قاضی اور حاکم نے گواہ طلب کئے پر گواہ کہاں سے لاتے؟ شرمندہ ہو کر واپس آئے۔ آخر کار لوگوں نے مشورہ دیا کہ بیر پور میں ایک قاضی ہے۔ جن کا نام محمود بن حمید الدین جاہلدہ ہے، یہ قاضی بغیر دیکھے اور بغیر گواہی کے ہر کیس کا فیصلہ کر دیتے ہیں۔ یہ سن کر یہ لوگ احمد آباد سے بیر پور گئے۔ بیر پور میں کھیلتے ہوئے بچوں سے پوچھا کہ میاں محمود کہاں ہیں؟ حضرت محمود خود کھڑے تھے، یہ سن کر کہنے لگے، اگر میاں محمود کو تلاش کرتے ہو تو وہ کہیں اور ہوں گے اور اگر غریب محمود کی تلاش ہو تو یہ کھڑا ہے جو پوچھنا چاہو پوچھو۔ وہ شخص پوچھنے سے گھبرانے لگا، حضرت نے فرمایا، احمد آباد سے پوچھنے کے لئے یہاں آئے ہو اور حیران کیوں ہو؟ اس شخص نے کہا، حضرت! آپ بچے ہو، آپ کو میں کیا پوچھوں؟ آپ کو پوچھنے سے کیا جواب ملے گا؟ حضرت نے تین بار فرمایا، جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھو، بار بار کہنے پر اس شخص نے اپنا گزرا قصہ سنایا۔ حضرت نے سن کر فرمایا، کوئی گواہ ہے؟ حضرت کے اس سوال پر وہ شخص دل ہی دل میں غمگین ہو کر سوچنے لگا کہ افسوس! اگر میری رقم کا فیصلہ یہاں نہ ملے گا تو کہاں جاؤں گا؟ حضرت نے پھر سوال کیا، کوئی گواہ

ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ حضرت! اگر گواہ ہوتا تو آپ کے پاس آنے کی کیا ضرورت ہوتی؟ کسی بھی قاضی سے فیصلہ کروالیتا، حضور گواہی نہیں ہے کہاں سے لاؤں۔ حضرت محمود یہ سن کر فرمانے لگے، اے شخص! جس جگہ تو نے یہ روپے دیے تھے وہ جگہ یاد ہے؟ اس نے کہا، ہاں اس جگہ ایک نیم کا درخت ہے، درخت کے قریب ایک شہید کا مزار ہے مزار کے قریب ایک کنواں بھی ہے، وہیں پر ہم نے مچھلی کھا کر اس کے کانٹے بھی کنویں میں ڈالے تھے۔ حضرت نے تسلی دیتے ہوئے جواب دیا کہ شریعت میں دو معتبر گواہ چاہئے مگر تم تو چار گواہ رکھتے ہو کوئی فکر کرنے کی ضرورت نہیں، آپ نے حکم فرمایا، اپنی آنکھوں کو بند کر دو، سب نے آنکھیں بند کر دیں۔ جب کھولیں تو اسی جگہ پہنچ گئے جہاں شہید کا مزار ہے۔ یہ ماجرا دیکھ کر وہ خوش ہو کر کہنے لگا، سرکار! یہی مزارِ شہید ہے۔ آپ نے قبر شہید کی طرف چہرہ فرما کر فرمایا (قم باذن اللہ) اے اللہ کے بندے! اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ اور گواہی دو۔ قبر والے بزرگ قبر سے نکلے اور جواب دیا کہ اے محبوب اللہ! اس شخص نے اسے یہاں بیٹھ کر چھ ہزار روپیہ دیے تھے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔ نیم کے درخت کو اللہ نے بولنے کی طاقت دی اور وہ بول اٹھا میرے سایہ کے نیچے بیٹھ کر اس شخص نے چھ ہزار روپیہ دیے ہیں، میں اس بات کا گواہ ہوں۔ پھر کنویں نے گواہی دی اور کنویں میں جو مچھلیوں کے کانٹے ڈالے تھے اس سے مچھلی زندہ ہوئی اور انہوں نے بھی اس بات کی گواہی دی۔ پھر حضرت محمود نے فرمایا اس شخص نے تمہارا روپیہ اپنے گھر کے فلاں کونے میں دفن کیا ہے۔ اسے مالک کے حوالے کرو، نہیں تو تمہیں قید کر کے پہاڑوں میں پھنکوا دوں گا۔ یہ سننے کے بعد روپیوں کو ہڑپ کرنے والا ڈرا اور قبول کیا۔ حضرت محمود نے پھر آنکھیں بند کرنے کا حکم دیا اور ایک گھڑی میں سارا قافلہ دکن سے احمد آباد پہنچا اور رقم والے کو رقم حوالے کی۔ حضرت محمود یہ فیصلہ فرما کر بچوں کے ساتھ کھیلنے لگے۔ اسی وقت حضرت حمید الدین کے کان میں غیب سے آواز آئی۔ اے حمید الدین! آپ کے صاحبزادے محمود کو میں نے خود آپ کا نائب بنا دیا ہے۔ جب کھیل کر واپس آئے قضاۃ یعنی فیصلہ کی ذمہ داری اور قاضی (جج) کا عہدہ عطا کر دینا اور مبارکباد دینا، حضرت محمد دریائی جب کھیل کر واپس آئے تو آپ سے والدِ گرامی نے فرمایا کہ اے محمود! تم کو ہاتفِ غیبی نے قاضی کا درجہ عطا فرمایا ہے اور مبارکباد بھی دی ہے۔

حضرت محمود اسی زمانے سے قاضی محمود کے لقب سے زیادہ مشہور ہوئے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بیر پور کی پیر مگلی میں حافظ کا لقب غیبی آواز سے پانا :

تحفۃ القاری میں روایت بیان کی ہے کہ حضرت محمود دریائی بچپن ہی سے راتوں میں عبادت گزار اور ہمیشہ کے روزے دار تھے جیسا کہ آپ کے بارے میں آپ کے والد نے دودھ پینے کے زمانے میں فرمایا ویسے ہی وہ عبادت گزار بنے۔ آپ کا طریقۂ عبادت یہ تھا کہ وہ اپنے کمرے میں لوہے کی کیلوں کا بستر بچھا رکھتے۔ اور اسی پر بیٹھ کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہوتے۔ کبھی کبھی عبادت کے جذبات کا یہ عالم ہوا کہ ڈیڑھ سال تک نہ سوئے اور ڈیڑھ سال کے بعد جب نیند کا غلبہ ہوا تو کیلوں کے بستر پر لیٹ گئے۔ لوہے کی کیلوں پر سونے کی وجہ سے آپ کے بدن میں درد ہوا۔ اور نیند نہ آئی تو اٹھ کھڑے ہوئے اور کھڑے کھڑے نفل نماز شروع کر دی۔ آپ کی عمر شریف جب ۸ سال کی ہوئی تو ایک بار اسی طرح عشقِ الٰہی کے جذبات میں آ کر اپنا گھر چھوڑ کر پیر مگلی پہاڑ پر آئے اور خادموں کو پہاڑ کے اوپر چھوڑ کر تنہائی کے لئے پیر مگلی کے اندر تنہا داخل ہونے لگے تو اچانک غیب سے آواز آئی۔ یا حافظُ! یا حافظُ! یا حافظُ! اچانک یہ غیبی آواز آنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی عبادت اور ریاضت خدا کی بارگاہ میں مقبول ہے۔

دریائی دولہا کا لقب کیسے حاصل ہوا ؟

'تحفۃ القاری' کتاب کے مصنف ایک روایت میں یوں لکھتے ہیں کہ روم کے بادشاہ کی ایک بیٹی تھی۔ جس کا نام ملکہ سلطانہ تھا۔ یہ بیٹی حضرت دریائی دولہا علیہ الرحمۃ کی مریدہ تھی۔ ملکہ سلطانہ نے ایک دن اپنے وزیر سے فرمایا کہ دریا کے ٹاپو میں ایک عالی شان مکان بنانے کی تمنا ہے۔ وزیر نے صاحبزادی سلطانہ کی تمنا پوری کرتے ہوئے ایک عالی شان مکان تیار کر دیا۔ اور اس جگہ کا نام سلطان بندر رکھا۔ بندر بنانے کی وجہ سے بستی آباد ہو گئی۔ اسی بستی میں ایک بڑا تاجر شیخ احمد نام سے رہتا تھا۔ ایک روز اپنے بال بچوں کے ساتھ دریائی سفر کے لئے نکلا۔ کشتی دریا کے بھنور میں پھنسی اور ڈوب گئی۔ شیخ احمد اور اس کا خاندان مال سامان کے ساتھ ڈوب گیا۔ شیخ احمد اور سوداگروں کا سردار تھا اور اسی کے دم سے دوسرے سوداگروں کا کاروبار چلتا تھا۔ شیخ احمد کے انتقال

سے دوسرے سوداگروں کا کاروبار بند ہو گیا۔ اور دوسرے شہر کی طرف لوگ چلنے لگے اور شہر ویران ہونے لگا۔ یہ حالت دیکھ کر ملکہ سلطانہ کو بہت زیادہ غم ہوا۔ اسی غم میں دریا کے کنارے آ کر اپنے سر کو سجدہ میں رکھ کر خدا کی بارگاہ میں اپنے پیر و مرشد کا وسیلہ طلب کرتے ہوئے دعا کرنے لگی اور اپنے پیر و مرشد حضرت دریائی دولہا کی مدد کرے لئے پکارنے لگی۔ رب تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی۔ جب صاحبزادی نے سجدہ سے سر اٹھایا تو کیا دیکھتی ہے کہ حضرت دریائی دولہا بیر پور سے ملکِ روم میں سلطان بندر پر اس کے پاس آ کر کھڑے ہیں۔ آپ کو دیکھتے ہی سر قدموں میں رکھ کر عرض کرنے لگی، یا پیر! میری مدد فرمایئے۔ اگر اس وقت آپ نے میری مدد نہ فرمائی تو میں مر جاؤں گی۔ غم خواروں کے آقا حضرت دریائی دولہا نے فرمایا، کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟ اس وقت جو کہو گی وہ کام پورا کیا جائے گا۔ ملکہ سلطانہ نے بندرگاہ بسانے کا اور شہر آباد کرنے کا اور شیخ احمد کی کشتی ڈوبنے کا سارا واقعہ بیان کیا۔ اور عرض کیا، یا پیر! شیخ احمد کے انتقال سے سوداگر بھاگے جا رہے ہیں شہر ویران ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اب تمنا یہ ہے کہ شیخ احمد کو دریا سے واپس نکالیں۔ حضرت محمود نے اپنی زبانِ پاک سے دعا کے کچھ الفاظ نکالے اور غیب سے جواب قبلتُ یعنی قبول کیا میں نے مگر صاحبزادی کو اطمینان نہ ہوا اور قدم پکڑ کر رونے لگی۔ تو حضرت نے پھر دعا فرماتے ہوئے فرمایا اے شیخ احمد! زندہ ہو کر دریا سے باہر آیئے۔ یہ کہہ کر محمود دریائی تھوڑی دیر خاموش رہے۔ مگر اسی طرح آواز آئی، قبلتُ قبول کیا میں نے۔ مگر شیخ احمد نظر نہ آئے، تو تیسری بار آواز دی تو شیخ احمد اپنے بال بچوں اور سامان کے ساتھ صحیح سلامت زندہ باہر آئے۔ یہ دیکھ کر سلطانہ خوش ہو گئی اور اپنے گھر لے جانے لگی تو حضرت محمود یہ کہہ کر غائب ہوئے کہ اے سلطانہ! یاد رکھنا، ایک زمانے کے بعد میرا ایک نبیرہ (پوتا) محمد شریف یہاں آئے گا، اسے ایک مکان بنا دینا۔ غائب ہوتے ہی سلطان بندر سے بیر پور منٹوں میں آ گئے۔ اسے ایک زمانے کے بعد آپ کے پوتے شیخ محمد شریف سلطان بندر تشریف لے گئے۔ سلطانِ روم کے صاحبزادوں نے آپ کو درویش صفت دیکھ کر پوچھا، حضرت! آپ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ حضرت محمد شریف نے فرمایا، میں بیر پور عرف نور پور گجرات سے آ رہا ہوں اور حضرت محبوب اللہ محمود دریائی دولہا کا پوتا ہوں، یہ سن کر یقین نہ کرتے ہوئے کہا کہ حضرت

اگر آپ ان کے خاندان کے ہیں تو ہم جو چاہتے ہیں وہ پورا کردیجئے۔ حضرت محمد شریف نے فرمایا، وہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا، شیخ احمد کا ایک بیٹا پیدائشی نابینا ہے۔ اسے آپ بینا (دیکھتا) کردیجئے۔ حضرت نے اپنا ہاتھ نابینا کی آنکھوں پر پھرایا۔ وہ بینا ہوگیا (سبحان اللہ) یہ کرامت دیکھ کر بستی کے لوگ آپ کے مرید و معتقد بن گئے۔ اسی بستی میں ایک سیدزادے تھے ان کی بیٹی سے آپ کا نکاح ہوا اور دو بیٹے ہوئے۔ سیدنا محمد شریف اور ان کے صاحبزادے وہیں رہنے لگے اور آپ کا انتقال بھی وہیں ہوا۔ تینوں بزرگوں کی قبریں آج بھی سلطان بندر پر ہی ہیں۔ (صفحہ نمبر 157)

میاں صاحب کی کشتی طوفانِ دریا سے بچا کر کنارے نکالا :

تحفۃ القاری کے مصنف ایک اور روایت بیان کرتے ہیں کہ سوداگروں میں ایک سودار میاں صاحب نامی تھا۔ وہ اپنا سامان کشتی میں بھر کر ہرمز (ایران بندرگاہ) کی طرف جاتا تھا۔ اچانک دریا میں ہوا کا طوفان آیا۔ قریب تھا کہ کشتی دریا میں ڈوب جاتی کہ میاں صاحب نے حضرت محمود دریائی دولہا کو امداد کے لئے پکارا کہ یا پیر! مدد کیجئے۔ آپ کو یاد کرنا تھا کہ آپ بیر پور سے ایران کی بندرگاہ کی طرف پہنچ گئے اور کشتی کو طوفان سے بچا کر کنارے پر پہنچایا۔ اس مدد کرنے کے وقت آپ کا پیرہن مبارک کاندھے سے پھٹ گیا۔ جب آپ اسی حالت میں بیر پور فوراً تشریف لائے تو مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے عرض کی حضور! آپ کا (جبہ) کیسے پھٹ گیا؟ آپ نے جواب دیا کہ میرے ایک چاہنے والے میاں صاحب خماری کی کشتی دریا کے طوفان میں ڈوبنے والی تھی، اس نے مجھے یاد کیا اور میں وہاں پہنچ گیا اور اس کی کشتی کو ہرمز بندرگاہ تک پہنچادیا یہ جبہ اسی میں پھٹا ہے۔ مجلس میں بیٹھنے والوں نے اس دن اور تاریخ کو لکھ لیا۔ میاں سوداگر خماری جب ایران کے سفر سے بیر پور واپس آیا تو اس سے لوگوں نے پوچھا، کیا اس تاریخ میں یہ بنا ہوا تھا؟ اس نے اقرار کیا اور آپ کا قدم چومنے لگا۔

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب ‏ ‏ ‏ کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

سوداگر عزیز اللہ کی کشتی طوفانِ دریا سے بچائی :

تحفۃ القاری کی ایک روایت دوسری اسی طرح ہے کہ سورت بندرگاہ سے عزیز اللہ نامی

سوداگر تجارت کا مال و سامان کشتی میں بھر کر سمندری راستے سے ہرمز (ایران) کی طرف روانہ ہوا۔ جب اس کی کشتی سکندری ٹاپو کے پاس آکر بھنور میں پھنسی اور ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہوا تو سبھی مسافروں نے توبہ استغفار کرتے ہوئے نجاتِ طوفان کی دعا کی۔ مگر دعا کی مقبولیت کی کوئی تاثیر نظر نہ آئی اور جان و دل کو موت کے منہ میں لقمہ بنا کر رکھ دیا۔ اسی وقت عزیز اللہ سوداگر کو یہ بات یاد آئی کہ گجرات کے قصبۂ بیر پور میں ایک بزرگ حضرت محمود دریائی رہتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ سنا ہے کہ وہ بے سہارا لوگوں کی فریاد سنتے ہیں اور مشکل دور فرماتے ہیں۔ یہ سوچ کر دل میں ارادہ کیا کہ اگر حضرت ہماری مدد فرمائیں گے تو میں اس کشتی کے مال کا دسواں حصہ آپ کی خدمت میں قربان کردوں گا۔ یہ نیت کر کے سوداگر نے جیسے ہی آپ کی مدد مانگی حضرت محمود دریائی مشکل کشا بن کر بیر پور سے منٹوں میں ایرانی سمندر کی موجوں پر جا کر کھڑے ہوگئے اور کشتی کو سہارا دے کر کنارے لگایا اور یہ کہہ کر غائب ہوئے کہ مال کا دسواں حصہ بیر پور میں پہنچا دینا۔ سوداگر عزیز اللہ جب سفر سے واپس آیا وعدے کے مطابق مال کا دسواں حصہ لے کر بیر پور میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے یہ مال لے کر غریبوں کو تقسیم کردیا۔ (صفحہ 165)

نوٹ : حضرت محمود دریائی دولہا علیہ الرحمۃ کی اوپر ذکر کی ہوئی دریائی کرامتیں پڑھنے کے بعد دل یقین کے ساتھ بول اٹھتا ہے کہ آپ کی حکمرانی دریا کے طوفانوں میں چلتی تھی۔ اور ڈوبی کشتی کو ترانے یا بچانے کی کرامتیں آپ سے بار بار ظاہر ہوئی تھیں اس لئے عوام میں آپ دریائی دولہا کے لقب سے مشہور ہوئے اور آج تک مشہور ہیں۔

حضرت محمود دریائی دولہا علیہ الرحمہ کے خلفائے کرام :

حضرت محمود دریائی دولہا علیہ الرحمہ کی ذاتِ پاک با کرامت با اخلاق فقیری مزاج اور بندہ نواز ہونے کی وجہ سے خاص و عام میں مقبول تھی۔ گدا اور امیر، اپنا پرایا، بادشاہ اور فقیر سبھی آپ کے در کے دیوانے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے دستِ حق پر لاکھوں لوگوں نے بیعت کی اور سیکڑوں نے اسلام قبول کیا۔ بہت سے گمراہوں کو راہِ حق ملی، آپ ہی کے روحانی فیض کا یہ نتیجہ ہے کہ ہندوستان اور پردیسوں اور خاص کر کے گجرات کے شہروں میں آپ کے خلفاء

کی تعداد زیادہ نظر آتی ہے۔آپ کے خلفاء کی فہرست اوران کے حالات لکھنے کے لئے دوسری ایسی کتاب لکھیں تب بھی ناکافی ہے۔ہم یہاں آپ کے مشہور خلفاء کے نام آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

(۱) خلیفۂ اول، صاحبزادۂ کلاں، تحفۂ رسول، شیخ الاسلام حضرت سیدنا شاہ لعل محمد عرف لاڈ محمد بیرپور ہیں جو حضرت دریائی دولہا کے بڑے بیٹے ہیں آپ کا مزار پاک بیرپور میں درگاہ شریف میں ہے۔

(۲) خلیفۂ محبوب اللہ حضرت سیدنا شاہ جمال اللہ علیہ الرحمہ، آپ حضرت کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں، آپ اپنے زمانے کے غوث تھے، آپ کا مزارِ پاک بھی بیرپور درگاہ شریف میں ہے۔

(۳) حضرت سیدنا پیار اللہ خلیفۂ محبوب اللہ، آپ حضرت دریائی دولہا کے پوتے اور حضرت لعل محمد کے بیٹے ہیں۔آپ کا مزارِ پاک بیرپور درگاہ شریف میں ہے۔

(۴) حضرت سیدنا چاند محمد علیہ الرحمہ ہیں۔آپ حضرت دریائی دولہا کے بھائی ہیں۔آپ کا مزارِ پاک بیرپور درگاہ شریف میں ہے۔

(۵) حضرت علامہ مولانا سید عبدالقوی ابن چاند محمد علیہ الرحمۃ ہیں۔آپ دریائی دولہا کے بھتیجے ہیں۔آپ کا مزارِ پاک مقام بھالیج ضلع آنند میں ہے۔

(۶) حضرت سیدنا شاہ پیر شرف الدین علیہ الرحمہ آپ حضرت دریائی دولہا کے بھائی اور خلیفہ ہیں آپ کا مزار پاک بیرپور درگاہ شریف میں ہے۔

(۷) حضرت سیدنا پیر جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ، آپ کا مزارِ پاک مقام میگھرج ضلع اروَلی گجرات میں ہے۔

(۸) حضرت سیدنا عبدالرزاق جعفری رحمۃ اللہ علیہ، آپ حضرت محمود دریائی دولہا کے داماد ہیں۔آپ کا مزارِ پاک بالاسنور تالاب کے قریب ہے۔

(۹) حضرت سیدنا جمال قادری رحمۃ اللہ علیہ، مقام چانپانیر پاواگڑھ کے رہنے والے تھے۔

(۱۰) حضرت شیخ تاجن رحمۃ اللہ علیہ، آپ مجذوب تھے۔حضرت دریائی دولہا کے بیانات ہندی زبان میں شعروشاعری میں لکھتے تھے۔

(۱۱) حضرت پیر ملک دولت رحمۃ اللہ علیہ، حضرت دریائی دولہا نے آپ کو موضع مالوہ مدھیہ پردیش میں مکان اور زمین جاگیر عطا کی اور دینی خدمتوں کے لئے ذمہ داری دی۔

(۱۲) حضرت پیر ملک تائب رحمۃ اللہ علیہ، آپ اپنے وقت کے بڑے قاضی تھے۔

(۱۳) حضرت پیرِ طریقت رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) حضرت پیر باجن رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵) حضرت پیر موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) حضرت پیر سید مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۷) حضرت عماد الملک وزیرِ گجرات رحمۃ اللہ علیہ، آپ کا مزار بیرپور شریف میں ہے۔

(۱۸) حضرت شاہ پیر علی محمد رحمۃ اللہ علیہ، آپ کا مزار موضع پانڈلواڑا تحصیل خانپور ضلع مہیسا گر میں ہیں۔

(۱۹) حضرت سیدنا دوست محمد عرف ڈوسومیاں، مقام اناؤ میں آپ کا مزار ہے۔آپ سیدنا سید علی میراں داتار کے والد صاحب ہیں۔

وردِ اسمائے محمودی :

تحفۃ القاری صفحہ ۳ میں رسالۂ فوائدِ محمودیہ کے حوالے حل مشکلات کا عمل لکھ کر بتایا ہے کہ اگر کوئی محبت الٰہی کی طلب کے لئے یا نہ پوری ہونے والی مرادوں کو پانے کے لئے حضرت محمود دریائی دولہا کے وسیلہ سے ہر روز ہر نماز کے بعد سات بار کامل عقیدے اور پرہیزگاری کے ساتھ پڑھے گا انشاء اللہ اپنی مراد کو پہنچے گا۔حضرت کے اسمائے گرامی یہ ہیں :

بسم الله الرحمٰن الرحيم

اللهم صل علىٰ محمد نبيك وعليه الكريم

(۱) الٰہی بحرمت حضرت میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ

(۲) الٰہی بحرمت حضرت قاضی محمود رحمۃ اللہ علیہ

(۳) الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمود رحمۃ اللہ علیہ

(۴) الٰہی بحرمت حضرت شاہد اللہ محمود رحمۃ اللہ علیہ

(۵) الٰہی بحرمت حضرت مشہود اللہ محمود رحمۃ اللہ علیہ

(۶) الٰہی بحرمت حضرت عاشق اللہ محمود رحمۃ اللہ علیہ

(۷) الٰہی بحرمت حضرت معشوق اللہ محمود رحمۃ اللہ علیہ

ابن شیخ المشائخ حمیدالدین عرف جاہلدہ المخاطب بہٰذہ الخطاب من رسولِ رب العالمین العباسی مجن شاہی حاجاتِ من بے چارا را برآوردہ گردانہ بحرمت الٰہی آخرالزمانی (صلی اللہ علیہ وسلم) آمین......آمین......آمین...... (یہ ورد درودِ محمودی کے نام سے بھی مشہور ہے۔)

خوفِ خدا سے ڈرنا اور پیر مگلی میں جا کر رونا :

تحفۃ القاری کے مصنف بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ جمعہ کے دن بیر پور کی جامع مسجد میں حضرت شاہ عبدالغفور قدس سرہ العزیز وعظ بیان کر رہے تھے، حضرت شاہ عبدالغفور وعظ میں بیان کرنے لگے کہ شیطان نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا تو رب تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تو نے سجدہ کیوں نہ کیا؟ شیطان نے جواب دیا اس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا اور مجھے آگ سے۔ لہذا میں اسے سجدہ کیوں کروں؟ رب تعالیٰ نے فرمایا، مردود جا تجھ پر قیامت تک میری لعنت۔ حضرت دریائی دولہا اتنا سن کر یہ سوچ کر رو پڑے کہ میں بھی خدا کا گنہگار بندہ ہوں کہیں خدا مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔ دوسری بار شاہ عبدالغفور علیہ الرحمہ نے جب وعظ فرمایا تو آپ نے بیان کیا کہ امت محمدیہ میں قیامت تک ۷۳ فرقے ہوں گے جس میں سے ایک جنتی باقی جہنمی ہوں گے۔ حضرت محمود نے اتنا سنا اور مسجد سے روتے ہوئے کوہِ الت (پیر مگلی) کی طرف نکل پڑے۔ خوفِ الٰہی میں شعر پڑھتے جاتے اور اپنے جسم کے اوپر کوڑے مارتے جاتے۔ کوڑے مارتے مارتے آپ بیہوش ہو گئے، حضرت اسرفیل اور عزرائیل جیسے فرشتوں نے الہام کے ذریعہ آپ کو ہوش میں لا کر تسلی دی مگر خاموش نہ ہوئے۔ بلکہ اپنی مغفرت کے لئے ہندی زبان میں مناجات بدرگاہِ الٰہی میں

پڑھتے رہے اور روتے رہے۔ آخر کار حکمِ ربی سے سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ جلوۂ روحانی آپ کے پاس تشریف لائے اور دریائی دولہا کو اپنے سینۂ پاک سے لگایا، اپنا تھوک مبارک آپ کے منہ میں ڈالا تو ہوش میں آئے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا، بیٹا محمود ! اس قدر رونے کی وجہ کیا ہے؟ حضرت محمود نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے وعظ میں سنا ہے کہ امت محمدیہ میں ۷۳ فرقے ہوں گے، ان میں سے ایک جنتی ہوگا باقی سب جہنمی ہوں گے۔ یہ سن کر میں اس فکر میں رو رہا ہوں کہ نہ جانے میں کون سے فرقے میں قیامت کے دن اٹھایا جاؤں گا؟ حضور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دے کر فرمایا، اے محمود قرآن نے فرمایا ہے ، الا ان اولیاء اللہ لاخوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون ٥ بے شک! اللہ کے ولیوں کو کوئی خوف اور غم نہیں ہے، اور حضور نے حدیث پاک بھی بیان کی کہ بے شک اللہ کے ولی مرتے نہیں بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر جاتے ہیں، اور اے محمود! تمہارا مقام تو عرش پر اتنا بلند اور اعلیٰ ہوگا کہ اہلِ محشر دیکھتے رہ جائیں گے۔ حضرت محمود نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ پاک سے جب یہ خوشخبری سنی تو خوش ہوئے اور شکر بجالائے۔

حضرت شاہِ عالم کا قبر سے نکل کر حضرت محمود کو تبرک دینا :

تحفۃ القاری کے مصنف روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت شاہِ عالم سید محمد بخاری احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر حضرت محمود کو روشن ضمیری سے ہوئی تو آپ کی زیارت کے لئے احمد آباد گئے۔ حضرت شاہ عالم بخاری علیہ الرحمہ بخاری نے اپنے انتقال سے پہلے اپنے سجادہ نشین کو وصیت کی تھی کہ میری یہ پگڑی اور جبہ میاں محمود بیر پوری کو دے دینا۔ حضرت محمود دریائی جب احمد آباد پہنچ کر زیارت کی مجلس میں حاضر ہوئے، بعد زیارت کے علماء، اولیاء حضرت شاہِ عالم بخاری کی تعریف اور خوبیاں بیان کر رہے تھے۔ بات چیت کے درمیان جب حضرت سید محمد بخاری کا نام لینے کی ضرورت پڑتی تو آپ کے گدی نشین آپ کا نام نہ لیتے بلکہ آپ کے شاہی لقب شاہ، عالم سے یاد کرتے مگر اسی محفل میں حضرت محمود دریائی دولہا حضرت شاہِ عالم کا ذکر کرتے، تو شاہ جمّن کہہ کر یاد کرتے اور خوبیاں بیان کرتے آپ کو جب شاہِ عالم کو شاہ جمّن کہہ کر بار بار یاد کیا تو آپ

کے گدی نشین حضرت محمود بیر پوری پر غصہ ہو گئے اور فرمایا میاں محمود بہت بے ادبی کرتے ہو بولنے کے آداب نہیں۔ شاہ عالم کو شاہ جگن کہتے ہو میاں محمود اٹھ جاؤ اور دوسرے مکان میں چلے جاؤ، تم جیسے بے ادبوں کو حضرت کی پگڑی اور جبہ دینا جائز نہیں۔ حضرت محمود نے فرمایا، مجھے معلوم ہے کہ حضرت شاہِ عالم کو شاہ جگن کے لفظ سے جو میں نے یاد کیا وہ تم سب کو برا لگا ہے مگر یہ بندہ حضرت شاہِ عالم کو خوش کرنے کے لئے شاہ جگن کہہ کر یاد کرتا ہے، بے ادبی کرنے کے لئے نہیں کہتا۔ اور یہ جبہ، یہ پگڑی آپ لوگ رکھو حضرت جگن یہی نام سن کر مجھ سے ملیں گے، پگڑی اور جبہ دیں گے ان کے راز سے آپ لوگ واقف نہیں ہو، اگر دیکھنا ہے ہمارے ساتھ چلو یہ کہہ کر حضرت محمود نے گدی نشین کا ہاتھ پکڑا اور علماء، اولیا اور عام مسلمانوں کی بڑی جماعت لے کر حضرت شاہِ عالم علیہ الرحمہ کی قبرِ انور پر حاضر ہوئے۔ بعد سلام فاتحہ خوانی سے جب فرصت پائے تو حضرت محمود شاہ عالم کی قبر شریف کے سرہانے کی طرف گئے اور حضرت شاہ عالم کی تعریف میں کچھ یہ شعر پڑھنے لگے ۔

مار پڑوسی لوگ بر آنا — پڑیا پھول چوسر گھیانا

ترجمہ : ہمارا پڑوسی قبرستان گیا اور لوگ باہر آئے ان کی قبر کی چاروں طرف پھول کی چادر گونتھا گئی۔

قطبِ عالم کی شان میں یہ کہنے لگے :

قطبِ عالم تِن جو ہوں پاؤں — چن چن کلیاں آج بچھاؤ

ترجمہ : اے قطبِ عالم میں جو آپ کو پاؤں، کلیاں چن چن کر آپ کے قدموں میں بچھاؤں۔

آج میٹھا جگن شاہ پاؤں — پاؤں لاگی اسے مناؤں

ترجمہ : آج جو جگن شاہ یعنی شاہِ عالم کو پاؤں تو ان کو پاؤں پکڑ کر میں منالوں۔

یہ آخری شعر آپ کی زبان پاک سے تڑپ کے ساتھ نکلنا تھا کہ اچانک قبرِ انور پھٹی اور چودہویں کے چاند کی طرح نورانی چہرے کے ساتھ حضرت شاہِ عالم قبر انور سے سینے کے برابر باہر نظر آئے۔ اور اپنے ایک ہاتھ سے پگڑی اور جبہ مبارک اور دوسرے ہاتھ میں گرم حلوہ اور ۲۰ روٹی گرم گرم لے کر فرمانے لگے، السلام علیکم محبوب اللہ! آیئے اور یہ تبرک لیجئے۔ حضرت محبوب

اللہ دریائی دولہا نے وعلیکم السلام کہہ کر عاجزی کے ساتھ آپ کا تبرک یعنی پگڑی اور جبہ وغیرہ لے کر سر پر رکھا اور بوسہ دیا اور روٹی اور حلوہ حاضر رہنے والے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اس وقت حضرت شاہِ عالم مسکرائے اور فرمانے لگے، اے محمود دریائی دولہا! تم نے مجھے مخلوقِ خدا کے سامنے بلا کر شرمندہ کیا۔ حضرت محمود نے فرمایا، یا حضرت! یہ شرمندہ ہونے کی بات نہیں بلکہ مخلوقِ خدا کو یقین کے ساتھ یہ بات ظاہر ہوئی کہ حضرت شاہ عالم دنیوی زندگی کی طرح اپنی قبر میں بھی زندہ ہیں۔ یہ سن کر حضرت شاہ عالم اپنی قبر شریف میں تشریف لے گئے اور قبر بند ہو گئی۔ جب اس قصہ کی خبر گجرات کے شہر شہر اور گاؤں گاؤں میں پھیلی تو لوگ تعجب میں پڑ گئے۔

عالم کے یہ دولہا ہیں محفل یہ انہی کی ہے — ہے انہی کے دم سے سب یہ انجمن آرائی

ولی کا طمانچہ بھی شاعر بناتا ہے :

تحفۃ القاری میں روایت بیان کی گئی ہے کہ ایک بار حضرت محبوب اللہ دریائی دولہا علیہ الرحمہ بیت اللہ شریف کے سفر کے ارادے سے بیٹھے تھے۔ اسی وقت میاں شیخ سامی جیو کی والدہ اپنے بیٹے کو لے کر منت، سماجت اور عاجزی کے ساتھ حضرت محمود دریائی دولہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ لڑکا حضرت کے پاس چپ ہو کر باادب کھڑا ہو گیا۔ حضرت محمود دریائی دولہا علیہ الرحمہ نے فرمایا، جو آرزو ہو مانگو، اتنا کہنا تھا کہ شیخ سامی کی والدہ بول اٹھیں، یا پیر! میں امیدوار ہوں کہ اس لڑکے کے لئے کچھ اچھی دعا کیجئے۔ حضرت محمود دریائی دولہا علیہ الرحمہ نے اس لڑکے کو اپنے قریب بلایا اور اس کو گال پر ایک طمانچہ زور سے مارا، بچے نے رودیا۔ بچہ کے رونے کی وجہ سے اس کی ماں کو بہت رنج ہوا اور فکر مند ہو کر وہ بھی افسوس کرنے لگی۔ حضرت محبوب اللہ دریائی دولہا نے اس کا رونا دیکھ کر فرمایا کہ تمہارے بچہ کے بارے میں میں یہ چاہتا تھا کہ اولیاء کی جماعت میں داخل کر دوں لیکن خدا کی مرضی یہ ہے کہ وہ خدا کی معرفت کے بارے میں ہندی زبان میں شعر و شاعری کرے گا، اچھے کلام لکھے گا، اسی زمانے سے شیخ سامی ہندی کے مشہور شاعر بن گئے۔

جوتیاں سر پر رکھنے سے باڈگاؤں کے شہید اور تاجدار :

روایت ہے کہ حضرت محمود دریائی دولہا موڈاسہ میں حاضر تھے، وہاں آپ کی خدمت

میں دو دوست حاضر ہوئے، ایک کا نام محمود اور اس کے خادم کا نام سیندھی تھا۔ دونوں آ کر آپ کے قدم چومنے لگے۔ ان دونوں میں سے جو شخص سندھی نام کا غلام تھا وہ حضرت کی بارگاہ میں بار بار سلامی کرتا اور آپ کی جوتیاں مبارک کو سر پر رکھتا تھا۔ حضرت محمود کو اس کا یہ کام بہت اچھا لگا اور فرمایا اے سندھی تجھ کو ہم شہادت کا درجہ دیتے ہیں۔ اور محمود کو بایڈ گاؤں کی ولایت اور حکومت عطا کرتے ہیں، اور دعا کرتے ہیں کہ تم دونوں سے اس شہر میں بہت کرامتیں ظاہر ہوں گی۔ یہ دونوں حضرت سے اجازت لے کر بایڈ آئے۔ رات میں بایڈ شہر میں قیام کیا، اسی رات میں صبح ہونے کے قریب ڈاکوؤں کی جماعت نے گاؤں پر حملہ کر دیا۔ گاؤں کے لوگ اور بایڈ کا راجہ بھی ان کے مقابل مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان کا پیچھا کیا، اسی لڑائی میں ڈاکوؤں کے ہاتھ سے سندھی شاہ شہید ہوئے، جیسا کہ حضرت محمود نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ آپ کا مزار آج بھی بایڈ تحصیل موڈاسہ میں کرامتوں اور فیض کا دریا ہے۔

رکھنے کو اگر مل جائے نعلینِ پاکِ محمود
پھر تو ہم بھی کہیں گے کہ تاجدار ہم بھی ہیں

حضرت محمود کے ذکر سے بھالیج کی مچھلیوں پر آگ بے اثر :

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت محمود کے صاحبزادے حضرت جمال شاہ علیہ الرحمہ اپنے چچیرے بھائی حضرت مولانا عبدالقوی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے بھالیج تشریف لے آئے۔ کچھ بات چیت کے درمیان حضرت جمال شاہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بھائی! آج اگر مچھلی پکائی جائے تو جی بھر کر کھاؤں گا، مولانا عبدالقوی نے فرمایا، بھائی! اس جگہ مچھلی کم ملتی ہے، اگر ملے گی تو اس مچھلی کو پکانا مشکل ہوتا ہے۔ حضرت جمال شاہ نے پوچھا ایسا کیوں؟ مولانا عبدالقوی صاحب نے جواب دیا، یہاں کی ندی کے کنارے حضرت محمود دریائی علیہ الرحمۃ نے لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کیا ہے، عبادت اور ریاضت کی ہے۔ اس ذکر کی آواز مچھلیوں نے جب سے سنی ہے اس کی برکت سے ان کو آگ اثر نہیں کرتی۔ حضرت جمال شاہ نے فرمایا کہ مچھلی عمدہ خوراک ہے، اس کے کھانے میں لذت ہے اور یہاں کے لوگ اس لذت سے محروم رہتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ حضرت محمود کی بارگاہ میں جا کر اس محرومی کو اس گاؤں سے دور کرنے کی درخواست کی جائے۔ مولانا عبدالقوی علیہ الرحمہ نے فرمایا حضرت آپ کہیے

وہ آپ کے والد ہیں آپ کی بات قبول کریں گے۔ حضرت جمال شاہ نے یہ درخواست کچھ اشعار پڑھ کر حضرت محمود دریائی دولہا کی بارگاہ میں عرض کیا، تو غیب سے مولانا عبدالقوی رحمۃ اللہ علیہ کے کان میں آواز آئی، اے بھتیجے! مچھلی پکاؤ، یہ حکم پا کر حضرت مولانا عبدالقوی نے حضرت جمال شاہ کے لئے مچھلی پکائی، آپ نے کھا کر خدا کا شکر ادا کیا۔ اسی زمانے سے بھالیج میں مچھلی پکنے لگی۔

سالوں سال پرانی قبر سے مردہ کو زندہ کیا :

’تحفۃ القاری‘ میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت محمود دریائی دولہا کی تعریف سن کر مصر سے سات عیسائی آپ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کرنے لگے، یا پیر! ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ ۴۰۰ سال یا ۵۰۰ سال کے مردوں کو خدا کے حکم سے زندہ کرتے تھے، آپ کے پیغمبر میں کیا خوبی ہے؟ حضرت محمود دریائی دولہا نے فرمایا ہمارے ساتھ قبرستان میں آئیں تا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ کیا ہے دکھاؤں۔ ایک پرانی قبر کے سرہانے کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا، قم باذن اللہ! اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ مردہ قبر سے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا، یا پیر! سکرات کی کڑوی تکلیف کا گھونٹ ابھی تک ہمارے منہ میں باقی ہے، اس غریب کے لئے دعا فرمائیے، جیسے پہلے میں آرام سے تھا ویسا ہو جاؤں۔ حضرت محمود دریائی دولہا کی دعا سے پھر ویسے ہی ہو گیا اور قبر میں چلا گیا۔ حضرت محمود دریائی نے عیسائیوں سے کہا اے عیسائیو! دیکھا یہ محمد پر ایمان لانے والوں کی خوبی ہے۔ اور ہمارے پیغمبر کی خوبیاں تو اتنی ہیں کہ ہمارے علم میں نہیں سما سکتیں۔ یہ دیکھنے کے بعد یہ ساتوں عیسائی حضرت محمود کے ہاتھ پر ایمان اور اسلام لائے اور مسلمان ہو گئے۔ (صفحہ 71)

خدا کے بندے ہیں پر خدا ملتا نہیں انہیں
خدا ملتا ہے ان کو جو بنے بندے محمد کے

جرگال گاؤں کے گویے کی عورت سے جادو کو دور کیا :

’تحفۃ القاری‘ میں روایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت محمود دریائی دولہا علیہ الرحمہ جرگال گاؤں تحصیل بالاسنور میں تشریف لائے تھے وہاں ایک گویا رہتا تھا اس نے آپ کی خدمت میں آ کر عرض کیا، یا پیر! میری بیوی حاملہ ہے۔ ۱۳ مہینے ہو چکے ہیں مگر ابھی تک بچہ نہیں جنی ہے۔ اس

وجہ سے کھانا پینا بھی بند ہو گیا ہے اور بہت بیمار ہو گئی ہے۔ اگر وہ مر گئی تو بہت برا ہوگا۔ یا پیر! آپ سے امید رکھتا ہوں کہ میری مراد پوری کریں گے۔ حضرت محمود علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اے گویے! تیری عورت جادو میں پھنسی ہوئی ہے بہت مشکل سے چھٹکارا ہوگا۔ گویے نے عرض کیا یا پیر! میرا کوئی جانی دشمن تو نہیں ہے۔ مگر کم نصیبی اور بدبختی سے اس مصیبت میں پھنسا ہوں۔ حضرت محمود نے فرمایا، تو یقین نہیں کرتا مگر اس کی حقیقت ہم سے سنو کہ اس سے پہلے تیری عورت دوسرے گویے کے ساتھ غلط تعلق رکھتی تھی اور بدفعلی کرواتی تھی اسی وقت سے اس عورت پر اس گویے نے جادو کر دیا ہے اور وہ مانڈوا گاؤں میں رہتا ہے۔ اگر تو کہے اسے بلوا کر یہ بات قبول کروادوں یا تو خود اپنی بیوی سے پوچھ کر بتا کہ یہ بات سچ ہے یا نہیں؟ وہ گویا سلام کر کے اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی سے سارا معاملہ پوچھا، عورت نے کہا، حضرت محمود دریائی دولہا نے کچھ فرمایا ہے بالکل سچ ہے، آپ کے فرمان میں کوئی شک کی بات نہیں ہے۔ گویے نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ عورت اقرار کرتی ہے۔ اب اللہ کے واسطے دریا دلی کے ساتھ مہربانی فرما کر کرم کیجئے۔ حضرت نے فرمایا، تیری بیوی کو مادہ مینڈک (مینڈک کی مادہ) کو جلا کر جادو کیا ہے اس لئے ٹھیک ہونا بہت مشکل ہے۔ خدا کے نزدیک بہت آسان ہے یہ کہہ کر حضرت محمود نے آگ کو جلوایا جب آگ خوب تیز ہوئی حضرت محمود نے فرمایا، اے دوست! میڈک (ڈیڈکا) واپس کر جو مینڈک فلاں گویے نے جادو کے لئے تجھے دیا تھا، ابھی آگ جل رہی تھی کہ اچانک اس آگ سے مینڈک زندہ ہو کر باہر نکلا حضرت محمود نے اس مینڈک کو کوئی چیز پلا کر فرمایا، اے جادو! مینڈک کے بدن سے باہر نکل، آپ کا حکم پاتے ہی جادو مینڈک سے نکل کر جادو کرنے والے مانڈوا گاؤں کے گویے کے بدن میں لوٹ گیا۔ اور اس گویے کی عورت کو حمل سے لڑکا ہوا اور مرنے سے دونوں بچ گئے۔ (صفحہ 86)

ان کے ہاتھ کے جو کے دانے بھی سونا ہوتے ہیں :

تحفۃ القاری میں روایت بیان کی گئی ہے کہ ایک گائے کوہِ الت (پیر مگلی پہاڑ) کے اوپر بیرپور کی گایوں کے ٹولے کے ساتھ آتی تھی۔ ۱۲ سال کا زمانہ گزر گیا مگر اس گائے کے مالک کا پتہ نہ چلا۔ ایک روز گوالے نے دل میں سوچا آج اس گائے کے پیچھے پیچھے جاؤں گا اور دیکھوں

گا کہ یہ جائے کہاں جاتی ہے؟ اور اس کے مالک کا پتہ لگا کر اس سے گائے چرانے کی مزدوری لوں گا۔ وہ گائے چر کر جب پیر مگلی کی طرف واپس ہوئی تو گوالا اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ گائے پیر مگلی کی غار میں داخل ہوئی، گوالا بھی اس کی دم پکڑ پیچھے پیچھے چلا۔ گائے زور اور طاقت لگا کر پہاڑ کے اندر چلی جا رہی تھی اور پہاڑ بھی اس کو جگہ دیتا چلا جا رہا تھا اور اونچا بھی ہو جاتا تھا۔ گائے جب زور لگا کر پہاڑ میں جاتی تھی اس وقت گائے کے سینگ پتھر میں لگتے تھے۔ اس سینگ کے نشان آج تک پیر مگلی کے دروازے کے قریب موجود ہیں۔ حضرت کی بارگاہ میں آنے والے مسافر اسے تعجب سے دیکھتے ہیں۔ قصہ مختصر یہ ہوا کہ وہ گائے غار کے اندر چلی گئی جہاں جرسکت نامی عورت اس گائے کا دودھ دوہنے کے لئے بیٹھ گئی۔ حضرت محمود دریائی دولہا نے فرمایا، اے جہاں جر میں نے تم کو کہا تھا کہ اس گائے کے چرانے کی مزدوری اس کے گلے میں باندھ کر روانہ کرو مگر تمہارے سمجھ میں نہیں آتا؟ آخر کار آپ نے فرمایا کہ جاؤ اس گائے کے چرانے والے گوالے کو یہ جو دے دو۔ جہاں جر جو لے کر آئی اور کہا کہ اپنی کمبل کو پھیلاؤ۔ گوالے نے اپنی کمبل پھیلائی۔ گوالا وہ جو کے دانے لے کر دل ہی دل میں کہا کہ افسوس افسوس! حضرت محمود دریائی دولہا نے ۱۲ سال گائے چرانے کی مزدوری میں جو کے دانے دیے ہیں۔ یہ افسوس ظاہر کرتے ہوئے کمبل میں باندھے ہوئے جو کے دانوں کو زمین پر ڈال دیا۔ مگر کچھ جو کے دانے کمبل میں لگے ہوئے تھے وہ دانے لے کر جب گھر میں آیا تو وہ دانے سونا بن گئے۔ صبح کے وقت جو کے دانے لے کر سُنار کی دوکان پر آیا اور بیچا، اس سنار نے گوالے کا سارا واقعہ باپو خان نامی حاکم کے سامنے بیان کیا، باپو خان حاکم نے گوالے کو بلایا اور پوچھا کہ یہ جو کہاں سے لایا تو؟ گوالے نے کہا کہ میں نہیں بتاؤں گا اگر بتاؤں گا تو مر جاؤں گا۔ مگر حاکم نے جب بہت ڈانٹ پھٹکار کر پوچھا تو گوالے نے سارا قصہ بتا دیا، ابھی یہ بات پوری ہونے والی ہی تھی کہ گوالا فوراً مر گیا۔ کیوں کہ حضرت محمود دریائی دولہا نے فرمایا تھا کہ اگر ہمارے راز کی باتیں کسی کو کہے تو مر جائے گا۔

احمد نگر کے سات ظالموں کو بیرپور میں بیٹھے بیٹھے تباہ کر دیا :

’تحفۃ القاری‘ کی روایت ہے کہ ایک شخص فاضل نام کا احمد نگر سے حضرت محمود کی بارگاہ

میں بیر پور آیا اور فریاد کی، یا پیر! احمد نگر میں کچھ لوگ میرے حاسد ہو گئے ہیں اور مجھے پریشان کرتے ہیں۔ان کی تکلیف سے پریشان ہو کر وطن چھوڑ کر آپ کی بارگاہ میں آیا ہوں، امید رکھتا ہوں کہ آپ میری مدد فرمائیں گے اور میری تکلیف دور فرمائیں گے۔حضرت محمود علیہ الرحمہ نے پوچھا کہ تمہارے دشمن کتنے ہیں؟ شیخ فاضل نے فرمایا کہ وہ سات شخص ہیں۔حضرت محمود نے اپنے ہاتھ سے سات مٹھی مٹی اٹھائی اور اس کے سات لڈو بنائے۔لڈو بنا کر توڑ دیئے اور فرمایا اے شیخ فاضل! جاؤ تمہارے دشمنوں کو میں نے تباہ کر دیا، تم دلی سکون کے ساتھ اپنے وطن جاؤ۔شیخ فاضل حضرت محمود کی اجازت لے کر اپنے وطن احمد نگر کی طرف واپس لوٹا۔درمیان سفر میں اس نے سنا کہ فلاں فلاں شخص ایک دن ایک گنبد کے اوپر بیٹھے تھے۔اچانک وہ گنبد گرا اور اس پر بیٹھنے والے قضائے الٰہی سے مر گئے۔(یہ سات شخص وہی تھے جو شخص فاضل کے اوپر ناحق ظلم کرتے تھے۔) شیخ فاضل یہ سن کر بہت خوش ہوا اور اپنے وطن آیا۔

پرندوں کے غمخوار خواجہ محمود پیا :

'تحفۃ القاری' میں روایت ہے کہ حضرت محمود دریائی دولہا علیہ الرحمہ ایک بار پیر مگلی کی طرف گھومنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ دو کبوتر جس میں ایک مادہ اور دوسرا نر ہے، اڑتے اڑتے آئے اور چرنے لگے۔منظور الٰہی سے ان دونوں میں سے ایک مر گیا اور دوسرا اس کے سرہانے بیٹھ کر رونے لگا۔حضرت محمود دریائی دولہا اس کے قریب آ کر اس کا حال پوچھنے لگے۔کبوتر نے اپنی زبان میں عرض کیا، یا پیر! میرا جوڑا تھا۔حضرت محمود نے فرمایا، کہاں سے آرہے ہو اور کہاں جا رہے ہو؟ کبوتر نے عرض کیا، یا پیر! ہم پورب دیش کے رہنے والے ہیں ہمارے دیش میں قحط پڑا ہے، اس سال سوکھا ہونے کی وجہ سے ہم ملک گجرات کی خوبیاں سن کر یہاں کھانے پینے آئے تھے۔منظور الٰہی یہ ہوا کہ میرا ساتھی مر گیا، یا پیر! بغیر اس کے اب میرا زندہ رہنا بھی مشکل ہے۔حضرت محمود نے کبوتر کی عرض سن کر مہربان ہوئے اور سر کو سجدے میں رکھ کر خدا کی بارگاہ میں رو رو کر کبوتر اور قحط نہ ہونے کی دعا کی کہ اے خداوند جب تک یہ محمود اس دنیا میں باحیات ہے اس دنیا میں کبھی قحط نہ بھیجنا۔حضرت محمود کی دعا بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی اور مردہ کبوتر

بھی زندہ ہو کر اپنی مادہ کے ساتھ ملک میں روانہ ہو گیا۔اور حضرت محمود جب تک اس دنیا میں باحیات رہے رب تعالیٰ نے آپ کی زندگی میں کسی ملک میں قحط نہیں بھیجا۔(صفحہ 81)

احمد آباد کے خلیفہ کے گھر میں ذبح کیے ہوئے پرندوں کو زندہ کرنا :

تحفۃ القاری میں روایت بیان کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت محمود دریائی دولہا احمد آباد جا رہے تھے۔درمیان سفر میں آپ کے ایک خلیفہ نے آپ کے آنے کی خوشی میں مرغے اور پرندہ ذبح کر کے بال اور کھال صاف کر کے دعوت کرنے کے لئے رکھا۔آپ جب تشریف لائے تو خلیفہ صاحب نے حضرت محمود کو خوشی خوشی اپنے گھر میں بٹھایا۔اچانک حضرت محمود کی نظر اس ذبح کیے ہوئے پرندوں اور مرغوں پر پڑی۔آپ نے اسے دیکھ فرمایا، ان پرندوں اور مرغوں کو کیوں ذبح کیا ہے؟ خلیفہ صاحب نے عرض کیا، حضور آپ کی دعوت کے لئے یہ ذبح کیے ہیں۔حضرت محمود نے فرمایا، میں اسے نہ کھاؤں گا۔حضرت کے خلیفہ نے عرض کیا، حضور! یہ مرغے آپ کی دعوت کے لئے خرید کر لایا ہوں۔آپ نے فرمایا، میں نہیں کھاؤں گا۔خلیفہ صاحب نے عرض کیا، حضرت! اگر آپ کو کھانا منظور نہیں ہے تو اسے زندہ کر دیجئے تاکہ یہ پرندے اڑ کر چلے جائیں۔حضرت محمود نے فرمایا، اسے ٹوکری کے نیچے چھپا کر آپ دور بیٹھ جاؤ۔خلیفہ صاحب نے ذبح کیے ہوئے پرندوں کے اوپر ٹوکری ڈھانک دی۔حضرت محمود ٹوکری کے قریب جا کر کچھ شعر ہندی میں پڑھنے لگے جب اشعار پڑھنا بند کیے، آپ نے خلیفہ کو حکم فرمایا، بھائی! ٹوکری اٹھاؤ۔جب ٹوکری اٹھائی گئی تو ذبح کیے ہوئے سب مرغے اور پرندے زندہ ہو کر اڑ گئے۔

کھمبات کے خلیفہ کی دعوت میں بھی بکرے کو زندہ کیا :

تحفۃ القاری میں نقل ہے کہ حضرت محمود دریائی دولہا کا معمول تھا کہ پانچوں وقت کی نماز ادا کرنے کے لئے سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں (مدینہ شریف) پہنچتے۔آپ کے خلیفہ کھمبات میں رہتے تھے۔آپ نے سنا کہ حضرت محمود دریائی دولہا پانچوں وقت ہمیشہ نماز کے لئے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تشریف لے جاتے ہیں۔انہوں نے افسوس کرتے ہوئے کہا کہ، افسوس! آنے جانے کی میں خبر نہیں رکھتا۔ایک بار

خلیفہ صاحب آنے جانے کی راہ پکڑ کر بیٹھ گئے۔ آپ کی ملاقات کی فکر میں تھے کہ اچانک مشک، عنبر اور صندل کی خوشبو آنے لگی۔ مگر جب کوئی نظر نہ آیا تو خلیفہ صاحب نے اللہ کی قسمیں دیں، بہت روئے اور ظاہر ہونے کی التجا کی تو حضرت محمود دریائی دولہا علیہ الرحمہ کو دیکھا اور اپنے گھر لے گئے اور تخت پر بٹھا کر محبت ظاہر کرتے ہوئے ایک بکرا ذبح کیا۔ سموسے، کوفتے، نان پلاؤ وغیرہ بنا کر دستر خوان بچھایا اور ہر طرح کے رنگ برنگے کھانے رکھے۔ حضرت محمود دریائی دولہا علیہ الرحمہ کو اور آپ کے ساتھیوں کو دستر خوان پر بٹھایا۔ آپ کے آس پاس ہوا ڈالنے والوں کو کھڑا کیا۔ حضرت محمود نے فرمایا اس قدر کیوں تکلیف کی؟ خلیفہ صاحب نے عرض کیا آپ حضور کی خاطر۔ حضرت محمود نے فرمایا غریب کے اوپر اتنا بوجھ کرنا جائز نہیں ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ جو کچھ بنایا ہے۔ سکا گوشت، کھال، رگیں، ہڈیاں اور خون وغیرہ جمع کر کے ہمارے پاس لاؤ، نہیں تو میں کھانا نہ کھاؤں گا۔ مجبوراً حکم پر عمل کرتے ہوئے بکرے کی یہ تمام چیزوں کو آپ کی بارگاہ میں حاضر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا ان تمام چیزوں کو ٹوکری کے نیچے چھپا دو۔ خلیفہ صاحب نے اسے چھپا دیا۔ اس کے بعد حضرت محمود دریائی دولہا نے اپنی جگری شاعری پڑھنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بکرا پھر ویسا ہی زندہ ہو گیا۔

افضل خاں افغانی کو اسم اعظم نہ سکھانے میں حکمت :

تحفۃ القاری میں روایت نقل ہے کہ افغانی قوم میں سے ایک افغان افضل خاں حضرت محمود کی بارگاہ میں اسمِ اعظم سیکھنے کے لئے آیا، افضل خاں ۱۲ سال آپ کی خدمت میں رہا مگر آپ نے اسم اعظم نہ سکھایا۔ آخر کار ایک دن افضل خان نے حضرت محمود کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور میں بندہ آپ کی خدمت میں اسم اعظم سکھانے کی آرزو سے ۱۲ سال سے ہوں مگر اب تک مراد کو نہیں پہنچا، آخر نہ سکھانے میں کیا سبب اور حکمت ہے؟ حضرت محمود نے فرمایا، خان صاحب! ابھی تم اسم اعظم سیکھنے کے لائق نہیں بنے ہو۔ خان صاحب کو یہ بات سن کر تعجب اور رنج بھی ہوا۔ حضرت محمود اس کو اپنے ساتھ ایک جنگل میں لے گئے اور ایک درخت کے نیچے ایک شخص دوسرا غریب کی شکل میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک گھوڑ سوار وہاں آ پہنچا۔ گھوڑے سوار اپنے ساتھ

سامان کی گٹھری بھی لایا تھا۔ اس گٹھری کو اٹھانے کے لئے اس بیٹھے ہوئے غریب کو حکم کیا کہ اے شخص! یہ میری گٹھری اٹھا کر میری منزل تک پہنچا دے۔ وہ شخص ہاں اور نا کہہ کر بہانے کرتا تھا۔ گھوڑے سوار نے اس غریب کو ایک چابک مارا، وہ بے چارا مجبور ہو کر اس کی گٹھری کو گھر پہنچا دیا اور کچھ نہیں بولا۔ بلکہ خوشی بہ خوشی اس جھاڑ کے نیچے آ کر بیٹھ گیا۔ افضل خان صاحب اس کی یہ عادت دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے اور حضرت محمود دریائی دولہا سے کہنے لگے، یا پیر! اگر اس وقت مجھے اسمِ اعظم معلوم ہوتا تو میں یہ گھوڑے سوار کو مار ڈالتا۔ حضرت محمود نے فرمایا کہ صبر اور برداشت کی طاقت تجھ میں نہ ہونے کی وجہ سے میں نے تجھ کو نہیں سکھایا۔ افضل خان دیکھو، اس شخص کو میں نے اسم اعظم سکھایا ہے۔ کتنی تکلیف اٹھا کر صبر کر کے چابک کا مار کھایا اور ایک لفظ بددعا کا زبان سے نہ نکالا۔ اسم اعظم کے عامل کو ایسا صبر ہونا چاہئے، آخر کار خان صاحب نے اپنے غصہ سے توبہ کی اور اپنے مقصد کو پا کر جو کچھ دیکھا اپنے دوستوں کو گھر جا کر بتایا۔

محمود پورا کے حاجی کو عرب کے جنگل میں کھانا کھلا کر مکہ شریف میں پہنچا دیا :

تحفۃ القاری میں روایت نقل ہے کہ ایک شخص حسن محمد جو محمود پورا کا رہنے والا تھا وہ حج بیت اللہ شریف کے لئے عرب ملک کا سفر راہِ دریا سے کیا۔ دریا پار کرنے کے بعد جنگل میں راستہ بھول گیا۔ بھوک اور پیاس سے بے چین ہوا، اچانک ہوش میں آ کر حضرت محمود دریائی دولہا علیہ الرحمہ کو بہت رو رو کر پکارا اور مدد چاہی، اس وقت حضرت محمود بیر پور شریف میں مجلس میں حاضرین کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے، جب اس حاجی مسافر کے حال سے واقف ہوئے تو روٹیاں اور پانی کا کوزہ ہاتھ میں لے کر فرمانے لگے کہ حاجی حسن محمد محمود پوری عرب کے جنگل میں بھوکا، پیاسا ہے۔ اور وہ مجھے یاد کرتا ہے میں ابھی جاتا ہوں حاجی حسن محمد کو کھانا، پانی کھلاؤں گا اور مکہ شریف کی زیارت کراؤں گا، یہ کہہ کر غائب ہوئے اور منٹوں میں عرب کے جنگل میں کھانا اور پانی لے کر پہنچ گئے۔ مجلس میں بیٹھنے والوں نے اس دن اور تاریخ کو لکھ لیا، حاجی حسن محمد نے جب حضرت محمود کو جنگل میں دیکھا، دوڑ کر قدمبوسی کی۔ حضرت اسے کھانا کھلا کر مکہ شریف میں چھوڑ کر واپس آ گئے۔ حاجی حسن محمد نے بھی اس تاریخ اور دن کو لکھ لیا، جب اپنے وطن واپس آیا حضرت

کے قدم چوم کر مجلس والوں سے سارا حال ظاہر کیا۔ (صفحہ 83)

وضو سے بچے ہوئے پانی سے برسوں سوکھا درخت پھر تازہ :

تحفۃ القاری کی ایک روایت میں بیان ہے کہ حضرت محمود دریائی دولہا علیہ الرحمہ ایک بار محفلِ سماع میں قوالی سننے میں مشغول تھے اور آپ کے خادم ایک جھاڑ کو کاٹ رہے تھے۔ حضرت محمود نے فرمایا، اس درخت کو نہ کاٹو، خادموں نے عرض کیا، حضور! یہ درخت بہت زمانے سے سوکھا پڑا ہے، اس سوکھے کو رکھنے کا کیا مقصد؟ حضرت نے فرمایا کہ جس نے اس درخت کو سوکھا کیا ہے وہی تازہ بھی کرے گا۔ یہ فرما کر خادموں کو پانی لانے کا حکم فرمایا، جب پانی لائے آپ نے اس پانی سے وضو فرمایا۔ اور وضو کا بچا ہوا پانی درخت کے چاروں طرف ڈال کر کچھ شعر (جگری) پڑھتے رہے۔ حکم ربی سے وہ درخت پھر ہرا بھرا ہو گیا۔ (صفحہ 105)

علینہ کے ملک فدو کی باادب اور بے ادب لڑکیوں کا انجام :

تحفۃ القاری میں روایت ہے کہ علینہ ضلع کھیڑا میں ایک ملک فدو نامی تھا، اس کی دو لڑکیاں تھیں۔ ایک بڑی، دوسری چھوٹی، بڑی لڑکی کا ہمیشہ یہ معمول تھا کہ حضرت محمود دریائی دولہا جب علینہ آ کر اپنے کمرے میں رہتے، جب جب وضو کی ضرورت پیش آتی یہ بڑی لڑکی آپ کے وضو کے لئے ٹنکی پانی بھر کر رکھتی اور دوسری چھوٹی لڑکی بھی حضرت کے حکم کو بجالاتی مگر بڑی لڑکی کے کام سے آپ بہت خوش ہوتے، اس کے لئے ایک روز خوشی میں آپ نے دعا فرمائی کہ اے بیٹی! تو سات بیٹوں کی ماں ہوگی اور اپنے تابعداروں میں تو مشہور ہوگی۔ رب تعالیٰ کی مہربانی سے ایسا ہی ہوا کہ وہ لڑکی سات بچوں کی ماں بنی اور اس کا خاندان وہاں پھیلا اور دوسری چھوٹی بیٹی جو حکم کی فرماں بردار تو تھی مگر کم نصیبی سے ایسے ناپسند کام کرتی اور نامناسب باتیں کہتی جو حضرت محمود کو اچھی نہ لگتیں۔ ایک روز حضرت محمود نے اس کی عادت دیکھ کر سرسری زبان سے فرمایا کہ عجب بخت سوز وچینی نصیبوں کی جلی ہے۔ آپ کی زبان سے اتنا نکلنا تھا کہ رب تعالیٰ نے ویسا ہی کر دیا یعنی کچھ ہی دن کے بعد اس کا شوہر انتقال کر گیا اور وہ بھی اپنے شوہر کے غم اور سوگ میں مرگئی اور اس کی اولاد بھی زندہ نہ رہی، سبحان اللہ! آپ کی بولی بھی کیا

مقام رکھتی تھی آپ سرسری طور پر کبھی کچھ فرما دیتے تو رب تعالیٰ اسے قبول فرما کر ویسا ہی کر دیتا۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود

وصفِ آشاہانِ شاہ حضرت شاہِ محمود دیں پناہ

سرسری حرفے بہ فرمودی اگر زود مقبولش بہ فرمودی الٰہ

حضرت محمود دریائی دولہا کی دعا سے شہر لوناواڑا آباد ہوا :

’تحفۃ القاری‘ میں روایت ہے کہ دوہلپور کے راجہ واگھ جی جس کو ایڈر کے راجہ نے قتل کیا تھا اس راجہ کی رانی اپنے بیٹے نوبیر کو لے کر حضرت محمود دریائی دولہا علیہ الرحمہ کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگی، یا پیر! رہنے کے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے کہ وطن بناؤں۔ یا پیر! جب سے پٹن سے آئی ہوں اب تک پریشان حال ہوں ہمارے راج پاٹھ کی اصل بنیاد آپ کے دادا حضرت علی سرمست سے ہے، اور آپ کے بزرگوں سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اب مہربانی فرما کر اس بچے (نوبیر) کے لئے دعا فرمائیے اور ہمارے لئے کوئی جگہ عطا کیجئے کہ وہاں جا کر ہم رہیں جب رانی نے بہت رو رو کر عرض کیا، حضرت محمود دریائی دولہا علیہ الرحمہ نے فرمایا، جا تجھ کو لونیا دیو کی جگہ دیتا ہوں، تم خود اس جگہ کتوں اور سسلے کے شکار کے بہانے پہنچ جاؤ اور جس جگہ خرگوش اپنا رہنے کا ٹھکانہ بنائے ہوئے ہو اور کتے اپنے رعب سے خرگوشوں کو بھگاتے ہو۔ اس جگہ اپنی عمارت کے کھمبے کھڑے کر دو اور لونیا دیو کے سامنے خود پہنچ جاؤ۔ اور اس کے کہنے کے مطابق کام کرو۔ اس کی عادت یہ ہے کہ جو شخص اس کے سامنے جاتا ہے وہ اپنی آنکھوں کی پلکوں کو الٹ کر کے دیکھتا ہے۔ یہ شکل دیکھنے والا شخص دوبارہ اس کے پاس نہیں گزرتا۔ اے رانی! تو دیکھ کر صرف اتنا کہنا کہ مجھ کو حضرت محمود دریائی دولہا نے بھیجا ہے۔ اور جو کچھ وہ کہے وہی کرنا، خلاصہ یہ کہ رانی حضرت محمود دریائی دولہا کی بارگاہ سے اجازت لے کر عرض کرنے لگی کہ یا پیر! جو کچھ آپ نے فرمایا بہتر ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے بیٹے شاہ جمال محمد کو اپنے ساتھ اس جگہ لے جا۔ جہاں سدھا لونیا دیو رہتا ہے۔ وہاں جا کر رانی اور کنور نوبیر سامنے کھڑے ہو گئے۔ لونیا دیو نے اپنی آنکھوں کی پلکوں کو اٹھا کر جیسے دیکھا، کنور بول اٹھا کہ اے لونیا! ہم کو حضرت محمود

دریائی دولہا نے بھیجا ہے۔ سدھالونیا دیو یہ سن کر تعجب میں پڑ گیا اور کہنے لگا، اے کنور نو بیر میں اپنی جگہ تم کو دیتا ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ میرا نام باقی رہے۔ اور میری جگہ میں ایک مندر بنائے۔ یہ کہہ کر لونیا دیو پہاڑوں میں چلا گیا اور کنور خرگوش کا شکار کرنے میں مشغول ہو گیا اور کنور نے وہ جگہ پائی، جہاں خرگوش رہتے تھے اور کتے اسے بھگاتے تھے، اس جگہ حضرت جمال محمد علیہ الرحمہ نے اپنے ہاتھ سے عمارت کی بنیاد ڈالی اور اس جگہ کا نام آپ نے لوناواڈا رکھا، کچھ روز وہاں قیام کر کے اپنے گھر واپس لوٹے۔ حضرت محمود کی دعا سے وہ آبادی دن بدن زیادہ ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ آج تالوکا و مہیسا گر ضلع کا بڑا نام ہے۔

آپ کا سفر :

حضرت پیر سید خواجہ غوثِ اعظم ثانی سید خواجہ میاں محمود محبوبِ الٰہی دریائی رحمۃ اللہ علیہ کون سے شہر یا گاؤں میں کتنے وقت رہے۔

سال	ماہ	دن	شہر یا گاؤں
1	2	25	بھالیج، تحصیل ضلع آنند، گجرات، بھارت
5	-	-	جرگال، تحصیل ٹھاسرا، ضلع کھیڑا، گجرات، بھارت
4	-	17	اوڈ، ضلع آنند، گجرات، بھارت
12	1	5	علینہ، تحصیل مہودھا، ضلع کھیڑا، گجرات، بھارت
-	7	-	گودھرا، ضلع پنچ محل، گجرات، بھارت
1	-	12	وٹوا ۔ رسول آباد، احمد آباد، گجرات، بھارت
2	-	11	سارنگ پور، احمد آباد، گجرات، بھارت
7	-	-	موڈاسہ، ضلع سابر کانٹھا، گجرات، بھارت
16	-	-	بیر پور مقدسہ ضلع کھیڑا، گجرات، بھارت
12	-	-	عماد الملک رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی زندگی کے بخشش دیے
			مقام دفن موضع بیر پور شریف

بحوالہ: اصل فارسی ملفوظات محمودخوانی کا ترجمہ 2004-3-28 بروز اتوار، مطابق 6/صفر 1425ھ۔

پیر خواجہ محمود دریائی سرکار نے ایک لمحہ میں اپنے داماد کی مدد کی :

حضرت سید شاہ عبد الرزاق ابنِ عبد الغفور ابنِ عبد الغنی جعفری زینبی غوث الثقلین خواجہ محمود دریائی صاحب کے داماد تھے۔ آپ نے مکہ مکرمہ میں 14 سال دینِ اسلام کا علم حاصل کیا۔ ایک بار آپ کے پاس خرچ کرنے کے لئے مکہ شریف میں رقم نہیں تھی۔ آپ نے سوچا کہ میرے پاس جو قیمتی چادر ہے اسے بیچ کر رقم حاصل کرلوں آپ بازار میں گئے۔ وہ وقت مرشدِ برحق خواجہ پیر دستگیر سید شاہ محمود دریائی بیر پور شریف میں محفل سماع میں مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کو آپ کے داماد کا حال اللہ تعالیٰ نے الہام سے آگاہ کر دیا۔ خواجہ دریائی نے مجلسِ سماع کے سامعین سے فرمایا کہ مکہ شریف میں شاہ سید عبد الرزاق تنگدستی کے حال میں ہے اور وہ بازار میں چادر بیچنے جا رہے ہیں۔ لہٰذا کسی کے پاس کوئی رقم ہو تو مجھے دو میں ان کی مدد کر دوں۔ (مکہ شریف) پہنچا دوں۔ مجلس میں سے ایک شخص اٹھا اس نے پانچ عدد محمودی (سکۂ رائج الوقت) حضرت کو دیے دینے کے بعد اس نے تاریخ دن لکھ لیا۔

اللہ تعالیٰ کے کرم سے آپ وہ رقم ایک لمحہ میں بیر پور شریف سے مکہ شریف میں جا کر اپنے داماد خواجہ سید عبد الرزاق کو دینے گئے آپ کو سامنے دیکھ کر عبد الرزاق تعجب میں پڑ گئے کہ میں کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہا، آپ مینا بازار میں تھے۔ خواجہ دریائی آپ کے پاس آہستہ، آہستہ آئے۔ عبد الرزاق علیہ الرحمہ کو شرم محسوس ہوئی۔ دریائی صاحب آپ کے پیچھے سے گئے اور فرمایا، اے ردا فروش اے، اے چادر بیچنے والے! یہ سن کر خواجہ عبد الرزاق نے ہاتھ لمبا کیا۔ آپ نے ان کے ہاتھ میں وہ پانچ عدد سکے ان کے ہاتھ میں رکھ دیے۔ اور آپ دریائی سرکار دوسرے لمحے میں غائب ہو گئے۔ وہی محفل سماع کی مجلس میں حاضر ہو گئے۔ آپ خواجہ عبد الرزاق جب بیر پور تشریف لائے تب یہ واقعہ بیان کیا۔ تب وہ لوگ جو محفل سماع میں شریک تھے سب نے کہا یہ واقعہ وقت بالکل سچ ہے۔

آپ کی شادی خواجہ دریا دولہا کی صاحبزادی سیدہ مخدومہ بی بی صاحب جمال کے ساتھ ہوئی تھی۔ آپ کو گجرات کے بادشاہ مظفر شاہ حلیم کی جانب سے اسلام خان کا لقب ملا تھا۔ آپ کو جید عالمِ دین، استاد العلماء جید، استاذ الثقلین، مفخر العلماء و فضلاء وغیرہ القابوں سے نوازا گیا ہے۔ آپ کا مزار مبارک بالاسنور تالاب کے کنارے ہے آپ کا عرس بڑی

شان سے منایا جاتا ہے۔ آپ دریائی سرکار کے مرید وخلیفہ ہیں۔ وقت کے بڑے کامل ولی ہیں آپ نے دریائی سرکار کی فارسی میں ملفوظات لکھیں جس کا نام فوائدِ محمودیہ ہے۔

حضرت سید شاہ محمود دریائی صاحب کی ایک نظر سے ہاڑ پنجر سے :

ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت خواجہ شاہ محمود دریائی سرکار اور ان کے دوست گجرات کے سلطنت کے وزیرِ خزانہ اور بادشاہ کو والت (پریم گلی پہاڑ) مقام بیرپور شریف کے پہاڑوں کی سیر کرتے کرتے پہاڑ کی بلندی پر جاتے جاتے راستے میں کسی جانور کے ڈھانچہ پر وزیر شاہ عماد الملک پر نظر پڑی۔ یہ دیکھ کر حضرت شاہ محمود دریائی سے فرمایا کہ حضور سرکار پیرومرشد اگلے زمانے میں پیغمبر واولیاء نے کئی مرے ہوئے جانوروں پرندوں کو زندہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبوب اللہ کے درجے پر رکھا ہے کیا آپ یہ کام یہ ہاڑ پنجر سے یہ جانور زندہ کر سکتے ہو؟ آپ غوث وقطب کا مرتبہ رکھتے ہو۔ حضور میرے لئے یہ تمنا پوری کرو اور قبول کرلو۔

حضرت خواجہ محمود دریائی سرکار نے مسکرا کر جواب دیا کہ یہ ہاڑ پنجر شیر کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ زندہ ہوسکتا ہے اور آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ یہ کام کرنا مناسب نہیں مگر شاہ عماد الملک نے حضرت کو دوبارہ عرض کی آپ حضرت میرے ساتھ ہیں پھر مجھے کس چیز کا ڈر خوف ہے۔ حضرت شاہ سید محمود دریائی دولہا نے وضو کیا بعد میں دو رکعت نفل ادا کی، بارگاہِ رب قادر میں عاجزانہ دعا کی۔ بعد میں آپ نے ایک نظر ہاڑ پنجر پر ڈالی اور قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی۔ قم بہ اذن اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ جا اس ہاڑ پنجر سے شیر کھڑا ہو گیا۔ حضرت خواجہ محمود دریائی جہاں بیٹھے تھے وہاں آکر یہ شیر گردن جھکا کر سلام کے انداز میں سر جھکا دیا اور کھڑا رہا۔ یہ منظر دیکھ کر شاہ ملک عماد الملک و بادشاہِ وزیر گجرات خوش ہوگئے اور پیرومرشد خواجہ دریائی نے اپنے رب کی حضور دعا کی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کے ذریعہ شیر کو قیامت تک کی زندگی نصیب ہوئی۔ اس شیر کی گپھا حضرت کی گپھا کی بغل میں آج بھی موجود ہے۔ شیر کو دیکھنے والے لوگ آج تک موجود ہیں۔

بیرپور کے دیسائیوں کو قید سے رہائی دلانے کے لئے دریائی دولہا کا فرمان :

بیان کیا گیا ہے کہ بیرپور اور گودھرا قصبہ کے دیسائیوں کو (ہندو) گجرات کے مشہور بادشاہ سلطان محمود موچھلا نے قید کرلیا تھا اور حکم کر دیا کہ ان کی گردن ماردی جائے۔

یہ حکم ہوا اس وقت حضرت سلطان الاولیاء استاد الدارین سلطان العارفین غوثِ زمانہ

پیر دستگیر حضرت شاہ سید خواجہ حمید الدین (چاہلدہ) رحمۃ اللہ علیہ (خواجہ دریائی کے والد) کا عرس نزدیک آرہا تھا۔ اس درمیان یہ دیسائی (بنئے) کی عورتیں اور بچے خواجہ دریائی سرکار کے پاس آکر گریہ وزاری کی۔ شور وغل رونا دھونا فریاد کی، حضرت دریائی سرکار حقیقت سے آگاہ ہوئے اور آپ نے اپنے رحمت کا پہلو کھول کر ایک خط لکھا۔ اور اس خط میں لکھا کہ پیرومرشد شاہ حمید الدین چاہلدہ کا عرس آرہا ہے اس لئے آپ یہ بیرپور اور گودھرا کے دیسائیوں کو قید سے رہا کردو اور بیرپور انہیں روانہ کردو۔ یہ کام آپ کروگے تب ہی آپ کی یہ خدمت عرس کی بادشاہ قبول کی جائے گی۔ آپ نے یہ خط ہوا میں اڑادیا تھا اس وقت عشا کی نماز کا وقت تھا۔ یہ خط ہوا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اڑتا اڑتا مقام چانپانیر (پاواگڑھ) سلطان محمود شاہ موچھالا کے محل میں تخت کے پاس جاکر گرا۔ سلطان نے وزیروں چوکیداروں کو کہا کہ خط میں کیا ہے؟ اور اس میں کیا لکھا ہے؟ پڑھنے والوں کو بلایا، خط پڑھنے والے نے پڑھا پھر انہی سے کہا یہ خط شاہ محمود دریائی سرکار کی جانب سے غیبی طور پر آیا ہے۔ آپ نے بیرپور و گودھرا کے دیسائیوں کو چھوڑ دینے کو لکھا ہے۔ سلطان نے آپ کے حکم کو قبول کرلیا ان دیسائیوں کے لئے کرتے، اچکن، کمرپٹہ، عمامے (پگڑی) لے کر قید خانے میں آئے۔ قید خانے کے سپاہیوں کو کہا بیرپور گودھرا کے دیسائیوں کو میرے پاس لے آؤ۔ سپاہی جب ان کے پاس گئے تب یہ دیسائیوں کو غلط فہمی ہوئی کہ اب ہمارا آخری وقت ہے۔ اور یہ لوگوں نے نجاست کردی۔ کیوں کہ بادشاہ نے ہمیں بھائی کہہ کے بلایا ہے اب موت پکی ہے۔ قید سے باہر لاکر سپاہیوں نے ہاتھ پگ سے سانکل زنجیریں، بیڑیاں کھول دیں۔ نئے کپڑے وغیرہ انہیں دے کر اچھے نسل کے گھوڑے دے کر بیرپور شریف حضرت شاہ عارف باللہ خواجہ حمید الدین چاہلدہ رحمت ورضوان کے عرس کی خدمت میں حاضر کردیے گئے۔ (حوالہ : مفاتیح القلوب، فارسی، قلمی صفحہ 56-55)

یہ دیسائی ہر سال عرس کے موقع پر راشن کی دوکانیں وغیرہ کرنے آتے تھے۔ یہ سلسلہ قریب 450 سال تک جاری رہا تھا۔ آج بھی بیرپور شریف کے تمام ہندو، مسلمان مل کر عرس منا رہے ہیں۔

حضرت خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کا خلافتیں و جاگیریں تقسیم کرنا :

حضرت عبدالرزاق جعفری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک رسالہ کریما ہے اس میں سے

آپ کے داماد نے زبانِ فارسی سے زبان اردو اور (ہندی) میں ترجمہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ شاہ عماد الملک گجرات کے سلطان کے وزیر مشہور تھے۔ وہ حضرت کے خاص خلیفہ تھے۔ وہ فدائے جانِ محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے، وہ حضرت کے بہت ہی پیارے تھے اور حضرت فرماتے کہ مجھے جو فیض بابا سے ملا ہے اور مجھے میرے رہبر نے بتایا ہے اور ذاتی مشقت سے جو کچھ پیدا کیا ہے وہ سب کچھ میں نے عماد الملک کو دیا ہے۔ اور میرے سب خلفاء میں سے اعلیٰ خلیفہ ہیں۔ ملک چانپانیر میں بیمار ہوئے اور مرض حد سے زیادہ بڑھ چکا تھا۔ ان کو ستائیس فاقے ہوئے مگر مرض میں کوئی افاقہ نہ ہوا، طبیب اور حکیم بھی دوا کرتے ہوئے عاجز ہو گئے تو وہاں سے ایک خط حضرت پر لکھا کہ ملک پر مرضِ شدید ہے۔ یہ خط قاصد نے حضرت کے پاس آ کر دیا، وہ خط پڑھ کر حضرت نے قاصد سے فرمایا، ناامیدی ہے، یہ خبر قاصد نے عماد الملک کو دی تو پھر دوسرا خط لکھا اور اس میں لکھا ہوا تھا کہ ملک کی کچھ مدد کیجئے اور دعائے شفا دیجئے۔ وہ خط پڑھ کر آپ غمگین ہوئے اور رہے جیسے آئینہ خاموش۔ پھر عماد الملک نے تیسرا خط لکھا کہ بیمار پرسی ضروری ہے اور آپ یہاں آ کر بندہ نوازی فرمائیں تو اس میں میری سرفرازی ہے، یہ خط لکھ کر قاصد کو دیا۔ وہ لے کر بڑی تیزی سے روانہ ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ خط پڑھتے ہی آپ نے چانپانیر کا عزم کیا اور آپ نے سب اقربا کو اور مریدوں کو اور فرزندوں کو بلایا وہ بس حاضرِ خدمت ہوئے اور سب کے سب تسلیم کر کے ادب سے دست بستہ بیٹھے۔ اس وقت آپ نے آپ کے بڑے فرزند حضرت شاہ لاڈ محمد شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کو نزدیک بٹھا کر ان کو انعام بخشا اور حضرت جمال محمد رحمۃ اللہ علیہ جو چھوٹے تھے ان کو فیضِ حق سے کئی انعامِ کامل عطا کر کے خلافت عطا فرمائی اور اپنے خلفاء میں شامل فرمایا اور حضرت پیار اللہ رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے پوتے تھے ان کو فیضِ خدا بخشا اور حضرت محمد چاند رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بھائی تھے ان کو بھی رہنما بنایا اور آپ کے حقیقی بھائی حضرت شاہ مولانا احمد رحمۃ اللہ علیہ تھے ان کو بھی نعمتوں سے سرفراز فرمایا اور جو خاص الخاص خلفائے عظام ملک دولت ولد قاضی ملک اور سید موسیٰ اور سید مصطفیٰ اور میاں تاجن شیخ اور اور میاں باجن کو اور کل خادموں کو ہر ایک کو غیب کے راز داں کیے۔ پھر آپ نے تدبیر کر کے جاگیر تقسیم کی۔ موڈاسہ اور

جرگال کی جاگیر حضرت شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دی۔ دیگر جاگیر احمد آباد کی سارنگ پور خاص حضرت جمال محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دی اور قصبہ علینہ کی جاگیر حضرت عبدالقوی رحمۃ اللہ علیہ کو دی اور ملک دولت اور خلفاء کو کہا، جاؤ مالوہ اور دکن کو کیوں کہ تمہارے حق میں حکمِ الٰہی ہے وہاں جاؤ۔ تمہارے لئے بہتر ہے، تمہارے قسمت میں ہیں مکانات، خدا کی تمہارے اوپر مہربانی ہے او رخلفِ محمود اشرف شہِ محمود حضرت امجد حضرت شاہ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ وزیر شاہ تھے۔ وہ اہلِ توقیر حویلی پرگنہ تھا۔ ان کی جاگیر کے لئے سب کو وصیت کر کے آخری سلام کر کے فرمایا کہ جو کچھ باقی عمر ہے وہ عماد الملک کے حصہ کی ہے، اب میں جا کر ملک کو بخش دوں گا، اس وقت وہاں جو حاضر رفیقِ ہمدم ان سب نے عرض کی کہ حضور! ہم اپنے ہر ایک کی ایک ایک سال کی عمر بخشیں۔ یہ کہہ کر زار زار رونے لگے کہ آپ جیسا طبیب کہاں سے پائیں گے۔

روایت دوسری میں قول محمود رحمۃ اللہ علیہ کے آپ نے لڑکوں کو تسلی دی اور یہ آیت وردِ زبان کر کے لن تنالوا البر حتیٰ یہ پڑھ کر لڑکوں کو تسلی کے لئے فرمایا کہ قرض جائز ہے جب تک غرور پاس ہو یہ سن کر خادم پریشان ہوئے اور آپ اشرف خان اور اسلام خان اور دوسرے دو ہوشیار قوال اور آپ کے داماد اور لڑکے کو لے کر چانپانیر کی جانب روانہ ہوئے اور اپنی بی بی فتح ملک کے حق میں دعا و صبر کی تلقین کی اور اس وقت بی بی فتح ملک نے آپ کی کنیز سے کہا کہ جب حضرت تشریف لے جانے کے لئے روانہ ہوں تو تو ان سے عرض کرنا کہ آپ داہنی طرف نظر فرمائیں۔ جب آپ قصد کر کے روانہ ہوئے تو کنیز نے عرض کی، حضرت! ذرا داہنی طرف نظر فرمایئے۔ تب آپ اس وقت گھوڑے پہ سوار ہو چکے تھے۔ آپ نے نظر داہنی طرف کی تو وہاں بی بی فتح ملک کھڑی ہوئی تھیں اور آپ کے سر پر اس وقت سفید دوپٹہ (اوڑھنی چادر) تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت مسکرائے اور فرمایا کہ تم گھر میں جاؤ، گھبراؤ نہیں۔ یہ سن کر تمام حاضرین مجلس غمگین ہوئے اور بی بی سفید چادر سر پہ اوڑھے ہوئے مکان میں تشریف لے گئیں۔ اس وقت حضرت نے جگری فرمائی:

جگری

دیکھ سلونی بانسری من میرے سائیں...... مانگ سواروں پڑتاں سہہ تیرے سائیں......

چوٹی گونتھاؤں موہ بندے ہلا رلاؤں...... کان کرنگل غوثیہ درغوثی پاؤ......
گل تائید اور بازو بند سونا م تا ہرے...... دوسری جیونا لاؤں سن ملِ ہمارے......
ہاتو پنچ گجریا دستیہ پہرارا تا چوڑا...... پہنو بالی انگوٹھیاں باندھے باندھ جوڑا......
غارِ گلو بند بانگری موتی سرائے کے دانا...... گلے سہاوے سنگری اور ہار ہے لا......
پایل پنجن باجتی پھر پیودی کھاواں...... ان بچھو وی گھونگھرو دو پاؤں لاؤں......
محمود میٹھر اپایا تن من قربانی...... تاج ہموں سر سائیاں تیرے جہاں ارزانی......

خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار :

کہ مجھ کو ہے بھروسہ آپ کا اور آپ کا میں ہوں — مدد میں آپ سے چاہتا ہوں محزوں جب کہ ہوتا ہوں
میں اب ایک عرض باصد عجز یہ خدمت میں کرتا ہوں — توجہ سے کرو اب فیض وسیہ تم سے منگتا ہوں
جوئے نعمت ملی مجھ کو تو گویا عید گھر آئی — ہوا آفاق میں ظاہر تمہارا نام دریائی

غلامی میں مجھے ہے اپنی شہا ہردم بدم رکھیو — عنایت کر کے مجھ پر سدا زیرِ قدم رکھیو
مہر پدری نہ مجھ سے توڑیو مت لطف و کرم رکھیو — گلاب الدین پر ہر وقت اپنا بس کرم رکھیو
کہ بخشش آپ کی سب جن وانساں میں ہے پھیلائی — ہوا آفاق میں ظاہر تمہارا نام دریائی

شیخ الاسلام بارگاہِ والدِ ماجد میں :

اور باولی ندی سے حضرت پار ہوئے۔اس وقت آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ شیخ الاسلام لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے پدرِ بزرگوار کی جدائی میں یہ جگری فرمائی۔

کلام گفت شیخ الاسلام درشانِ حضرت محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
کوئی کہیو رے واہیلا والے سنو، سونی ملنا ہووے کب لگا
جب تم کی تھی چلن کی باتوں گھڑی دو ہیلی گئی مجھ راتاں
بہت نسا سے ہو پھر یہاں تو، جب تم ساتھی پیٹھ پھرائے
بیراہ انگیٹھی چین دس لائے، یہ بھیدن کس اچھوں جائے

میاں محمود کو جو ہوں پاؤں، چن چن کلیاں سیج بچھاؤں
ہوئے بالا سنورا اندر وہ داخل، کہے وہ مرتبوں سے رب کے واصل
کہے قوال سے یہ گاؤ جگریاں، سنوں تو میں بسوزِ قلب بریا

جگری گفت محمود محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ :

اپنے بالم سے ہل مل رہیے...... برا نہ کہے کوئی......
ہیر پھیرا اپنا منوا چاہے...... گھٹ برا گن نہ ہووے......
نہیں تو اپنے سرجن سیں تے جر مانے جیوں......
جن جن سیتے پاک اپا کر کو نے کہیے مکھ پیوں......
شر یجن سینہ کو کیری رے در جن تھا نہ کوئے......
چلو رے ساجن تیں دیش ماں جہاں مان سورگ ہووے......
محمود دا تا ایک کا مات دو جا چُنت ناں ہی......
پہاڑ تاس نارکان جین جین زیرے لو بھائے......

خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا کا شہر چانپانیر محمد آباد پاواگڑھ میں داخل ہونا :

اور جب حضرت چانپانیر پہنچے اور عماد الملک کو دیکھا اس پر درد سخت ہے۔آپ وہاں کچھ دیر ٹھہرے اور ملک کے کان میں حضرت نے کچھ کہا کہ میں کوشش کر کے کہ میری عمر کے بارہ سال تم کو بخش دیے اس وقت ملک ہوش میں آیا۔اور پھر اپنے بستر سے ہوشیار ہو کر اٹھا۔وہاں جو حاضر تھے وہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ملک نے دیکھا کہ خود پیر یہاں تشریف لائے ہیں تو آپ کے قدم بوس ہوا اور اس کی تمام بیماری سے شفا پائی اور اس نے التجا کی، آپ کی مہربانی سے مجھے شفائے کلی عطا ہوئی اور جو اس کی سکرات کا غم تھا، مفصل حال سے ملک نے مرض سے شفا پائی وہ ربیع الآخر کی گیارہویں تاریخ تھی اور ۹۴۱ھ پیر کا دن تھا۔اس وقت آپ کی طبیعت میں کچھ خرابی پیدا ہوئی۔وہاں آپ کے سامنے قوال کچھ گاتے تھے وہ حضرت سن رہے تھے۔وہاں اگر اور پھول لائے گئے تھے وہ سب میں گلاب چھڑکا جاتا تھا اور آپ حضرت پھول اپنے ہاتھ سے

اپنے سر پر ڈالتے تھے۔ یہ حرکت دیکھ کر وہاں کے لوگ حیران ہوئے کہ یہ آپ کی عادت کے خلاف کام ہے۔ اس وقت آپ نے اپنے داماد سے کہا کہ میرے سر سے جو پھول زمین پر گرے اس پر نگاہ رکھنا اور یہ میری یادگار ہے اسے سنبھال کے رکھنا۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ میں نے آٹھ تاریخ کو ایک خواب دیکھا کہ روزِ محشر قائم ہوا ہے اور وہاں جن و انسان نفسی نفسی پکارتے ہیں اور تمام عالم غم سے لبریز ہے اور اولیاء اور صالحین مسرت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور میں بھی اپنے مریدوں کے ساتھ صف باندھ کر ایک طرف کھڑا ہوا ہوں۔ اور مجھے پیاس کی شدت ہوئی اور میں نے نظر اٹھائی تو مقام نظر آیا وہاں پانی موجود تھا وہ مقام آراستہ اور خوشتر تھا اور سب جنت کی نشانیاں تھیں اس جگہ پر دو فرشتے موجود تھے میں نے وہاں جا کے پانی کا کوزہ لیا تو ان میں سے ایک فرشتہ بولا کہ یہ پانی ان کے واسطے بھرا ہے جو خدا کے نام پر پانی پلائے، جب پانی نکالنے کا ارادہ کیا لیکن کوزے کا منہ بند ہو گیا اور پانی میرے ہاتھ میں نہ آیا۔ مگر جو دوسرا فرشتہ تھا اس نے اس فرشتے سے کہا، چپ رہ، یہ پانی صالحین کے لئے ہے اس قت میں نے کوزے کا سرپوش اٹھایا اور وہ شیریں پانی میں نے پیا اور خدا کا شکر ادا کیا اور سجدۂ شکر بجالایا۔ میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کی کہ یہ روز جزا خلق پر ہے اور جو میرے مرید گنہگار ہیں ان کو تو بخشنا کیوں کہ تو ستار وغفار ہے۔ اس وقت جناب باری سے آواز آئی کہ تم کہہ دو اپنے مریدوں سے پانچوں وقت کی نمازیں پڑھیں اور جماعت کے ساتھ پڑھیں منہ نہ موڑیں اس میں کوئی خلاف نہیں چونکہ یہ خدا کا حکم ہے۔ یہ بشارت سن کر آپ نے مریدوں سے فرمایا کہ مجھ کو خدا کا حکم ہے کہ تم پانچوں وقت میں سے ایک بھی نماز کو چھوڑو گے تو جہنم میں جاؤ گے۔ اس میں کوئی شک نہیں اور قیامت کے روز خدا خود راضی ہوگا۔ اور وہ راضی نہ ہوا تو ہمارے لئے بری سزائیں ہوں گی اس وقت خادموں نے آپ کو پریشان حال دیکھا، اس وقت تمام مریدوں نے اور حاضرِ محفل نے آپ کا فرمان (قول) دل سے قبول کیا اور آپ اس وقت واصلِ حق ہوئے۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون o

اسلام خان کا کہنا ہے کہ ملش کے محل میں جو کوئی بھی حاضر تھے وہ سب حیران و پریشان ہوئے اور میں بھی اس جگہ پر کھڑا ہو گیا۔

حضرت جمال محمد رحمۃ اللہ علیہ ہر سال عرس کی محفل کیا کرتے اور میں بھی حضرت کے پاس تمام مشائخ کے ساتھ میں بیٹھا ہوا تھا اور گفتگو ہو رہی تھی۔ میں نے حضرت سے عرض کی، میں خلافت چاہتا ہوں حضرت کی تا کہ سب شک دور ہوں اس کے لئے کچھ ورد بتائیں۔ تب آپ نے کہا، یہ اسم پڑھو، یا بدیع العجائب بالخیر۔ بارہ سو مرتبہ پڑھو تا کہ تمہاری مراد پوری ہو۔ میں نے جب یہ ورد شروع کیا تو وہ رات گیارہویں کی تھی اور پڑھ کے فارغ ہوا اور مجھے نیند کا جھونکا آیا تو میں نے خواب میں قطب زماں حضرت شاہ محی الدین غوث دو جہاں کو دیکھا۔ آپ نے میرے سر پہ الفت سے ٹوپی رکھی۔ خرقہ وخلافت آپ کے ہاتھ سے پہنا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرا خلف جمال الدین کو کہنا ہے کہ وہ تم کو خرقہ دے، میں صبح اٹھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک مجلس پرنور زمیں ہے وہاں تخت بچھا ہے۔ مجھے خرقہ خلافت کا پہنا کر گویا اس تخت پر باعزت بٹھایا۔ وہاں بہت سے انسان موجود ہیں اتنے میں حضرت شاہ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ ٹوپی او شجرہ شریف لے کر تشریف لائے کہ اتنے میں حضرت خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، وہ کلاہ اور شجرہ حضرت سے لے کر میرے سر پر رکھا، اتنے میں میری آنکھ کھل گئی تب صبح کو اس خواب کا حال حضرت شاہ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ تیرا یقین پیر پر بہت ہے اور حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ بہ مثلِ غوث رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہیں نے خرقہ محبت سے عنایت کیا اس وقت احمد شاہ جو اسلام خان کے ماموں پیر سے خبر لائے تو میں حضرت شاہ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا کہ آپ مجھے بواسطہ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے تبرک مجھے دو تو میں ان کو پہنچا دوں۔ تب حضرت سن کر اٹھے، وہ ایک قلم اور ایک صندوق لائے اور مجھے عطا کی۔ تبرک لے کر میں رخصت ہوا اور اپنے پیر کے پاس گیا۔ آپ کے پاؤں چومے وہ بارہویں شب تھی۔ میں ملک کے صحن کے اندر جا کر کھڑا ہوا وہاں مخلوق کی بھیڑ تھی۔ میرے پیر تھے میں وہاں جا کر کھڑا رہا۔ مجھ سے پیر نے تبرک بڑے عزت سے لیا۔ گفتگو کرنے لگے کہ وہاں غوث الاعظم کے پاس میری روح حاضر تھی۔ یہ نیکوں کا کام ہے اور یہ دورِ اول سے آخری زمانے تک چلتا رہے گا۔ یہ بات حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خواب میں کہی ہے اور فرمایا ہے کہ ملک کے مکان

میں اچھی غذا گردہ وغیرہ پکا کر صبح چفرا بچھا کر تمام حاضرین مجلس خوشی سے کھاتے اس وقت خود حضرت محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، کھانا پکاؤ اور یہاں اغیاروں کا خطرہ ہے اور ان کا مکر ہے، یہ کھانے دیں یا نہ دیں مگر تم ان سے خبردار رہنا۔ الغرض حضرت کے کہنے سے وہ کھانا وہاں دستر خوان پر رکھا تو آپ نے نمک چکھ کر ہاتھ میں روٹی پکڑی اور اس میں سے دو ٹکڑے کھائے۔ حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت شاہ ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ کو بلائیں اور اپنی جگہ بٹھائیں اور یوں فرمایا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ کھانا کھانا۔ یہ فرما کر آپ وہان سے اٹھے۔ یہ دیکھ کر حضرت شاہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ حضرت! کم کھانے کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا، میرے سینے میں درد ہے اور میں ذرا لیٹوں، یہ اشرف خان تمہارے ساتھ کھائیں، فرما کر آپ تخت پر لیٹے اور کھانے سے جب لوگ فرصت پائے، آپ نے کہا، میرے سینے میں بیحد درد ہے، اسے ذرا تم سیک دو، یہ سن کر آپ کے فرزند اور داماد نے نمک سے سیک کیا مگر کچھ درد کم نہ ہوا تو اس وقت عماد الملک بولے کہ اگر حکم ہو تو حکیم کو بلائیں اور نبض حضرت کی دکھائیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم کو دانا سمجھا تھا مگر تم دیوانے نظر آئے۔ فرمایا کہ یہ وقت دوا کا نہیں، وقت آخری ہے۔ ہی سن کر تمام محفل والے دلگیر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اب کتنی رات گزری ہے؟ تو عرض کی پانچویں گھڑی گزر رہی ہے۔ حضرت تخت سے اترے اور آپ کے لڑکے کو بلوایا، دعا پڑھ کر دم کی، کعبہ کی طرف بٹھایا اور عمامہ اس کے سر پر رکھ کر آپ نے فرمایا کہ آج سے تم میرے جانشین ہو اور مبارک خادمِ قوم وملت ہو۔ تم بھتیجوں بھائیوں سے محبت رکھنا، اپنے سینے کو صاف رکھنا، تدبیر اور صلہ رحمی سے کام کرنا یہ میری وصیت ہے، میرا دل تم سے زیادہ خوش ہے، پروردگارِ عالم تمہاری تمام مرادیں برلائے، آپ حاضرین کی طرف توجہ کر کے بولے کہ گاؤ تم راگ ماروں۔ پھر خادموں سے کہا کہ وضو کا پانی لاؤ۔ آپ نے وضو فرمایا اور قبلہ رو بیٹھ کر یاسین شریف بہ دل وجان بلند آواز سے پڑھی۔ دو رکعت نماز خیر کی پڑھی اور یہ بیان کلمہ آمیز پڑھے۔ بیعت فارسی درستہ عماد الملک کشادہ بعد بدولت ہے شہ ایں درگاہ بہ حقِ اشھدان لا الٰہ الا اللہ کہا جگری جامِ برنقل ابدے، وہ گاؤں متر بوباسوز قلبے۔

کلامِ گفت محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ در وقتِ وصال :

آئی مجھے کہیں مجھ کو تل دو ہوں نہ ماس
ہوں جھروں تُج کارنے روئے روئے لیئوں نہ سانس
تد کے بگڑے تجھے تئ ساتھی تئ تلائے نہ پہنچے
نیہا تیری میں پڑھ کر رہوں یوں نہ کو نچے
ہوں تڑیوں تجھ کارنے تجھے دیگا نہ آوے
اپنی پریت اپایے کر کیا اب چھل پاوے
باچات نہ پالی اپنے جیو کیوں پتیگارے
تیرے چرنوں کی اڑے محمود وارنے جاوے

کلامِ وصال محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ گفت است :

ایلا پایا پیوں کا سیوساورِ جانان/ پریت چوتن نہ لائیو پیچھے پچھتانان
پیرے کیرے پانچ دن سب کیسے بھاوے/ اٹھ رے تیرا کیا چلے جب لینے آوے
پیر کے پریوار میں رگ رجاتے ہوتے/ اوچھت اوڑان پیوں کا سیج والے سوتے
سب سہیلیاں مل کر میرا اچُلا سے او/ کچھ سیوا کچھ سیّا میرے انگ لگاؤ
میاں محمود کی پالکھی پانوں پھولو چھائے/ ہم چلے گھر اپنے تم بھوروں وے بھاوے

کلامِ وصال محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ در وقتِ وصال :

بھوری تیرے نے سوں کری آبائے مارو پڑ چھے کاچو
بھرے جوبن من تھاؤ تو تاروں تیرے ساچوں
نہانے چھوں نادان چھوں مارے مرچھی گیلے
اے مترے ہوں ملے دوں تو منے تیسجی دلے
کاچو کرس ڈھالے نے تے کیم پرتھا سے
انو محمود نے آویوں جنور وجیوں لیجا سے

ابر نہ کیروں ساوتک نین بھر کجرا ساروں

مان سکھے تو مان جی مانے تھاروں

کلامِ آخر وصال محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ گفت :

جیوڑا توں بھور نہ آوے پھیر ولے

جب آپ چالے خم ڈولے کیا میلی کارے

ہنس راج ہسے ہسے آپ سدھارے بھور ہاتھ او پھرولے

جب آئے جنورا گڑ جو بہیلا کونسو جوہ جن جوہ جیا

صد چھوٹے نے تر و چھٹے کایا نگر گڑا بہیلیاں

جب سات سیگت مل بھگت کینا ہاتھی کین ِگن باندھیا

جن وشرے رن جیت چالیا پاڑ تالے ناچیا

جب پال پھوٹے جیو چھوٹے تیر کپاروں بے چال

ہے ہے کارن لوگ جو ملیا کہو نے جیورا کہاں گیا

محمود روئے روئے جل جو بھریاں نیر و ہیو پر تال رے

خالق لیکھوں پوچھ سے تو ہو سے کون حوال رے

خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا کے وصال کے وقت - غسل کرواتے وقت کی کرامت :

حضرت نے دو تین غرغرہ کر کے کہا ''یا اللہ'' اپنی جاں کو جاں بحق کر دی اور عقبیٰ کی طرف راہی ہوئے۔ اس وقت عماد الملک اور اشرف خان تجہیز و تکفین کا سامان تیار کر کے آپ کو تخت کے اوپر سلائے، جامہ جسم اطہر سے اتارا اور جب ازار بندھ (ناڑا) کھولنے لگے تو حضرت نے آپ کے ہاتھ سے پکڑ لیا، اس وقت حضرت شاہ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ بابا! یہاں کوئی نامحرم نہیں۔ یہ سن کر حضرت نے آپ کے دست مبارک کو اٹھایا تو ہاتف سے ندا آئی کہ 'الا ان اولیاء اللہ لایموتنا لٰکنا بیت النا من دارً علیٰ زارٍ' یعنی اولیاء اللہ مرتے نہیں

بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان کا سفر کرتے ہیں۔

حضرت کو غسل دے کر آپ کے لاشۂ مبارک کو صندوق میں رکھ کر چانپانیر سے تمام حاضرین مجلس صندق کو سب کے دوش بہ دوش لے کر چلے اور بیر پور میں ایک نیم کے درخت کے نیچے جنازہ رکھا جہاں آپ کے والد صاحب حضرت شاہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے وہاں مزار کے قریب رکھا۔ اس وقت وہاں ایک شخص سویا ہوا تھا۔ خود حضرت نے فرمایا کہ سونے والے اٹھ جا کیوں کہ یہ جگہ قبر محمود کی ہے۔ جب وہ اٹھا اور جنازہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور اٹھتے ہی ولایت نصیب ہوگئی۔ یہ آپ کی کرامت اس وقت ظاہر کی۔

حضرت شاہ شیخ الاسلام لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مکان پر حاضر تھے اور آپ کو خبر ملتے ہی حاضر ہوئے اور آپ نے یہ جگری کہی۔

عقدہ در پردہ بلا دل گفت حضرت شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ عرف شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ:

واہلا ہل میلا ہو مُج کو، تمھوں تج لگے سائیں

ہائے رے تیری نس صبجائی، نیند گوائے من تا

دہن آئے بھولے اس برہن، ستائے کروں داس کی چِتا

من میرے تو بسیارے، پیارے جہو پیکے

ہیڑے نیچ راکھے پیو، ہم سونا پر کھیلے جی یے

سیج سونے مجھ تن اوتا، یا براہ نہ چھور پاس

کس پر ین ہوں دل بہلاؤں، تھڑے برس چھ ماس

تجھی مانگوں تجھی مناؤں، سمروں تیرا ناؤں

لاڑ ملی محمود پیا سو، مکھ دیکھے بل جاؤں

یہ جگری سن کر حضرت نے دست مبارک لمبا کر کے مصافحہ کیا۔ اس وقت حضرت جمال محمد رحمۃ اللہ علیہ آبدیدہ ہوئے اور آپ نے بھی جگری کہی۔

عقدہ - شاہ سید جمال محمد رحمۃ اللہ علیہ کا والد کی وفات پر بلادل گفتگو :

اب مجھ آئے بتالے میرا بالمیا....../ تج بن دھن نہ سہاوے......
ساتھی تئی کیا کیارے....../ واہیلا تیں کیا کیارے......
بہت کروں کیا جان پیونجی او ہاتھ نمیرا....../ مجھ دکھیا کہ پوچھے کئے کروں نہ پھیرا......
نینوں نیند نہ آوے سانڈھرمن ماہا....../کس دن ملے توں مجھے گل دیوا باہا......
شاہ الداہ تن پیو سنے محمود بیتا....../ کہے جمال پھر مجھ کیوں رہیا نچیتا......

جگری گفت حضرت چاند محمد بن حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ :

جب جگری پوری ہوئی تو حضرت جمال محمد رحمۃ اللہ علیہ سے سینہ بسینہ ملے۔اس وقت حضرت محمد چاند رحمۃ اللہ علیہ آئے اور آپ نے بھی جگری کہہ سنائی۔

جگری گفت حضرت محمد چاند رحمۃ اللہ علی

بیرن ملو نے باں نہ پیار، ایرے مج دھو جگ ماہی اور ہار
تم بن مجھ کو سب جگ سونا، کس دہرا کہوں راؤ
بیٹھے بچوں بولوں ساتھی، کیوں نہیں کہتے آؤ
دو جگ بہتر تم نہیں بیرن، مان لہا بھو بھانت
اگن بیرو گے لاگے مجھ کو بند، ہو جاتے دانت ہو بیرن
شاہ چاہلدہ بابن اپنا، ان ہوں رچایا راج
ایسے سادکری تم میرے، بند ہو چکی کاج
شاہ چاہلدہ تن بیرن، محمود میرا مان ودھاؤ
ونش اوسر تجھ کر تیرے، چاند کے سپنے آؤ

خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا کا وصال کے بعد بھی بنیے کو قرض لوٹانا :

جب یہ غمناک جگری پوری ہوئی تو آپ کے بھائی صاحب سے حضرت ملے اور آہستہ

سے بھائی کے ساتھ بات کی اور اس وقت آپ کے لب ہلے۔اس وقت بعض لوگوں نے کہا کہ آپ سے کیا فرمایا کہ آپ کے لب ہلے؟ آپ نے کہا جو بھید حق اور حضرت کے درمیان ہیں، یہ کہنا مجھے منع فرمایا ہے، اگر یہ کہوں تو شریعت میں نقصان ہے، اس لئے میں کہہ نہیں سکتا۔محمود پورا اور بیر پور کے سب مسلمان اور آپ کے خویش واقربا حاضر ہوئے اور شاہ کے غم میں آنسو بہانے لگے اور ایک بنیا جس کا نام راما تھا، وہ بھی آیا اور وہ بھی حضرت کے غم میں آنسو بہانے لگا۔آپ نے راما نامی بنیے کو دیکھ کر فرمایا کہ اس بنیے کا میں قرضدار ہوں، اسے اٹھارہ روپیہ لا دو قرض کے بندھ سے مجھ کو چھڑا دو۔ یہ سن کر حضرت لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں اس قرض کو ادا کرتا ہوں۔ اس وقت آپ عقبیٰ کی طرف چلے اور مزارِ اقدس میں بیہوش ہوئے۔

جب آپ کا عرس شریف آتا ہے اس وقت قوال تنبورا لے کر کلام گاتے ہیں اس وقت ماروراگ گاتے ہیں تو اسی وقت قبرِ انور پر پسینہ آتا ہے تو زائرین رومال اپنے تر کرتے ہیں اور تبرک لے کر روانہ ہوتے ہیں۔

خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک بنانے کا بیان :

ملک نے تین لاکھ روپیہ نکال کر بھائی ابدارالملک اور لڑکا اختیار ملک سے کہا، تم جاؤ اور وہاں سے پتھر لا کر حضرت کا روضۂ مبارک بناؤ، بھائی اور لڑکا روپیہ لے کر کھمبات جا کر کشتی میں بیٹھے اور وہاں سے ہر رنگ کے پتھر خرید کر جہازوں میں لانے لگے مگر پتھر دریا میں ڈوب گئے۔ حضرت کی دعا سے انسان بچ گئے۔ بھائی اور پسر دوبارہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ لے کر گئے اور پتھر خرید کر آنے لگے تو وہ پتھر بھی دریا میں ڈوب گئے۔تیسری بار ملک نے پچاس ہزار روپیہ لے کر سپاہیوں کے ساتھ میں بھیج کر پتھر منگوائے مگر وہ بھی دریا میں ڈوب گئے۔ملک بہت ہی رنجیدہ ہوا اور اس کے عقیدے میں کچھ فرق نہیں آیا اور بولا کہ یہ میرا نقصان ہوا ہے وہ میں نے پیر پر قربان کر دیا۔ جب رات کو ملک سویا تو حضرت نے خواب میں فرمایا کہ ملک! تیرے سر پہ یہ بوجھ مت اٹھا کہ مجھے تو آسمان کا سایہ بس ہے اور یہ پتھر کے گنبد کی مجھ کو ہوس نہیں۔ملک یہ سن کر بہت پریشان ہوا اور زار زار رونے لگا اور کہنے لگا کہ حضرت کو یہ میری خدمت اور ہدیہ منظور نہیں۔پھر ملک اپنے بھائی او

رلڑکے کو ساتھ لے کر آپ کے مزارِ اقدس پر حاضر ہو کر زار زار رونے لگے اور بہت ہی آزردہ ہوئے تو حضرت کی کچھ مہربانی ہوئی اور بشارت دی کہ اگر ہوس ہے تو صبر کر، مت گھبرا اور جو کلیسری دیوی ہے اس کو میں حکم دیتا ہوں تا کہ وہ پتھر اٹھا لا کر یہاں میدان میں لا کر درگاہ کے لئے ڈھیر کرے، تو خاطر جمع رکھ۔ روضہ اور گنبد کی فکر نہ کر۔ الغرض رات میں کلیسری دیوی آن کی آن میں پتھر لا کر میدان میں رکھ گئی۔ جب فجر کو ملک اٹھا تو کیا دیکھتا ہے کہ پتھروں کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور شکرِ حق بجا لایا اور ملک نے سنگ تراشوں کو بلایا۔ وہ سنگ تراش ایک سو بہتر تھے۔ ان کا سردار راما نامی تھا۔ وہ سب پتھروں کو کاٹ کر صفائی دار بنانے کے کام میں لگ گئے۔

ملک عماد الملک و دیگر کا وصال :

عماد الملک کے بھائی عین الملک کا وصال ہو گیا اسی روز محرم کا پہلا چاند تھا اور لڑکا اختیار الملک بھی محرم کی نو تاریخ کو واصلِ بحق ہوا اور عماد الملک کے حقیقی بھائی ابدار الملک بھی محرم کی پندرہویں تاریخ کو واصلِ جنت ہوئے ہیں۔ ان تینوں کا مزار مسجد کی دکن کی جانب ہے الغرض چند سال کے بعد حضرت کا روضہ تیار ہوا۔ اس وقت حضرت نے ملک سے فرمایا، اب بس کر اور زیادتی مت کر، تو ملک نے عرض کی، اگر حکم ہو تو کشادگی کے لئے ایسی دوسری عمارت بناؤں۔ یہ عرض کرتے ہی روضہ میں دریا پڑا۔ پھر تو اس کی فکر میں کچھ گھڑی گزری اور صبح و شام عاجزی کی۔ جب دوسرے طبقہ کی خوشی حضرت کی طرف سے ہوئی۔ اسی روضہ کے تیار کرنے میں بارہ برس گزرے اور ماہ ربیع الآخر کی گیارہویں تاریخ کو وہ بھی واصلِ جنت ہوئے۔ اور ان کو روضہ کے سامنے مغرب کی طرف مدفن کیے۔ اگر سال کی ضرورت ہو تو ۹۵۳ھ۔

ان احوال کو مختصر کر کے حضرت کے تین صاحبزادوں کو سناتا ہوں کہ آپ بچپن میں علم دین سیکھتے تھے اس وقت سے وہ ولایت سے نوازے ہوئے تھے۔ ان میں بڑے حضرت شاہ لاڈ محمد شیخ الاسلام تحفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ وہ قطب الاقطاب ورائے غوث الانام تھے۔ جب آپ پیدا ہوئے اس وقت آپ کے والد صاحب نے جگری کہی، اس وقت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ بعد مبارکباد آپ تشریف لے گئے۔

حضرت خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ
کے فرزندوں
کے حالات و واقعات

حضرت خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں کے حالات وواقعات :

ارے باولے تو بر ہی نیکی دھار............ ہوں چھلیوں رنگ اپنے بنی سب دکھ بسار......
اتل کیری انگی یا سوہے دیسوں لال موتی...... آج پریتم گھر آویں گے ہی بیر بھوٹی......
جگ کا جل کر کنگن جو باہر تل بول ہسیا کنسب چڑا پالو یاد یکھت موہ رسیا......
پریت پیاری پرم رس بھریا نبی محمد پایا...... سکھ سہاگن دن مجھ دِتا لاڈ محمد گھر آیا......

کلامِ گفت محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ :

آج کریا کی نے سائیں یا، دیکھ ہر ایک سے اچھی بدھایا
پہنوں ابرن شہہ من بھاوے، پانچ بھوجن چاؤں سہاوے
ان چاؤں پیا گھر آوے، شہے آؤ گھر مان بدھایا
بھوآون تلک بت پائیاں، دو جگ مانگ ابوسرایا
اکھی محمود گیانی سنیہلو، بیوِ کہے مبارک اب دھو

دوہرا گفت دادا پیر شاہ شاہِ عالم میاں منجن رحمۃ اللہ علیہ مان دوہے زختنہ :

ابومحمد عرش سے تحفہ آیا آؤ......
میپ مبارک مجھ دیا جب سانجھل تین شاد......
خان قہیا میں پیار سولے ہیا او مامینت......
بیگی اشرف خان کے سائیں کی تے چُنت......

اس وقت سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ خلفاء کی روحوں کے ساتھ مبارک باد کے لئے تشریف فرما تھے۔ جب جگری تمام ہوئی تو سرکار مبارک باد فرما کر تشریف لے گئے اور حضرت کے چھوٹے صاحبزادے شاہ جمال محمد رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے، اس وقت حضرت نے جگری کہی۔

عقدہ در پردہ شابِ بوقت تولد شاہ جمال محمد رحمۃ اللہ علیہ :

آج سائیں ہم پر توٹھا، میرے دودن میہا سودوڑا
جب جایا جمالو مائے، تب امرت گھونٹی پلائے
جگ مل کر کرو بدھائی، سب سپنا گوت ملاؤں
من ساروں کا سمجھاؤں، سات عالم جمالو بہے ناؤ
من سنگو کی رے بھایا، رنگ خالق نے اپنے ملایا
بنے چنگا بیڑا پایا، آج جا چک ساری بلاؤ
رنگ رے کی سا ہیلی گاؤں، بھر موتیوں تھال بدھاؤ
یہ سوہد یہ جا چک گاؤں، محمود جی کو سکھ سناؤ
محمود یوں گود بھراؤ، کہورے بھا ئیو آمین۔

دوہرا

اس کل کورے آئے، ک کریرے نادر دیان داؤ
کل جگ کیری پاؤں نہ لائے، پیرا پنے کہ پساؤں
پاک مشاہدہ سائیں کیرا، من میرے میں آیا
رُن رُن ہوبے آسکھ، سپورن بر ہامارن سایہ
نیر مل ہیلا اپنا کچو، میل صحبا یا دھویا
جیامان محمود کے ہو ہیڑا، ویسا سب کس دھویو

حضرت خواجہ محمود دریائی دولہا کے فرزندوں کے واقعات شیخ الاسلام حضرت شاہ سیدلاڈ محمد تحفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

راوی کا بیان ہے کہ حضرت شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں اپنی گلی میں کچھ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ وہاں ایک درویش جذام کا مریض تھا وہ آپ کے نزدیک آیا تو آپ اس

درویش پر تھوکے۔ اس حرکت سے وہ رونے لگا اور آہ وزاری کرتا ہوا حضرت میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت کے آگے فریاد کی کہ آپ کے صاحبزادہ با کمال غوث الابرار کا درجہ رکھتے ہیں۔ مگر میری اس بیماری کو دیکھ کر مجھ پر تھوکے۔ یہ اولیاء اللہ کی شان کے خلاف ہے۔ تب حضرت نے آپ کو بلا کر اور کچھ سخت زبان سے دو سخن کہے تو حضرت شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی، آپ کیوں خفا ہوتے ہو۔ اگر آپ کا حکم ہو تو میں اس کوڑھی کے جسم پر اپنا ہاتھ پھراؤں، فقیر گدا کیوں مجھ پر شک لاتا ہے، اگر آپ فرمائیں تو میں اس کا جسم اپنی زبان سے چاٹوں اور کبھی دوبارہ اس کا نام نہ لوں۔ یہ سن کر درویش بولا کہ اے شاہزادہ صاحب! آپ کرم فرما کر میرے جسم پر ہاتھ پھیر دو۔ یہ سن کر شاہزادہ صاحب نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا، تب آپ کے مبارک ہاتھ کے لگنے سے اس کوڑھی نے شفا پائی اور اس کا جسم خوشنما بن گیا مگر حضرت شاہزادہ صاحب آپ کے والد صاحب کے الفاظ سے ناراض ہوئے۔ اس وقت حضرت محمود محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پشت مبارک سے درد پیدا ہوا جس سبب آپ کا چہرہ مبارک زرد (پیلا) جاتا رہا۔ اس روز رات کو خواب میں حضرت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اے محمود محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ! میرا تحفہ جو شاہ لاڈ محمد شیخ الاسلام ہیں۔ ان سے پانی دم کروا کے پی لو تا کہ آپ کا درد اور رنج دور ہو جائے۔ یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے۔ حضرت کا تمام جسم معطر ہو گیا۔ آپ نے شاہزادہ صاحب کو بلا کر پانی دم کروا کے نوش فرمایا، آپ نے شفا پائی۔ یہ روایت حضرت شاہ عبدالقادر جو حضرت شاہ میاں بابو کے جگر پارے آپ کے لڑکے نے بیان کی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام عرف حضرت لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ :

حضرت شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ جب موڈاسہ میں تشریف فرما تھے، اس قصبہ میں ایک راہب (نجوم کا دیکھنے والا) تھا۔ وہ نجوم کے علم کا پورا ماہر تھا، اس نے کہا کہ کل کو ایک پاس (گھڑی) کے بعد سورج گہن مغرب کی طرف غائب ہوا ہے تو لوگوں نے کہا یہ نیک ہے یا بد! تو وہ بولا کہ آئندہ سال بد ہوگا۔ ایسا قحط جہان میں پڑے گا کہ آسمان پر ابر بالکل نہ آئے گا اور ایک

قطرہ بھی پانی کا نہ برسے اور لوگ حیران پریشان ہوں۔ یہ سن کر سب لوگ جمع ہو کر حضرت شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی اور راہب کا تمام بیان آپ کو سنایا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ کل کو ہرگز سورج گہن نہیں ہوگا، تم مت گھبراؤ اور خدا کی ذات پر بھروسہ رکھو تا کہ تمہارے سر سے قحط دور ہوگا اور تمہاری سب بلائیں دور ہوں گی۔ اس وقت دو تین رئیس انسان موجود تھے ان سے کہا، تم اپنی آنکھیں بند کرو اور جب آنکھیں بند کر کے کھولی تو لوحِ محفوظ پر دیکھا کہ آئندہ سال بارش نہیں برسے گی۔ یہ دیکھ کر افسوس کرنے لگے کہ اب تو سب کی خرابی ہوگی۔ یہ لوگوں کی زبانی سن کر حضرت نے کہا کہ راہب کا کہنا سچ ہے اس نے اپنے نجوم کو دیکھ کر کہا تھا اور تم نے آنکھ سے دیکھا ہے کہ پروردگار خلاق پر قہار ہے، مگر تم غم مت کرو انشاء اللہ خالق الخلق رحمت والا ہے، قحط تو کیا چیز ہے مگر اللہ کے لطف سے خوشحالی ہوگی۔ یہ کہہ کر آپ نے دعا فرمائی تو لوحِ محفوظ پر قحط کے بدلے میں اس جگہ لکھا دیکھا پانی ہی پانی اور وہ سال اور سالوں سے بہتر ہوگا اور فرمایا، تمہارے دل کے موافق خالق نے یہ سال کرم کیا اور حضرت شاہ لاڈ محمد شیخ الاسلام کے طفیل قحط سالی دور ہوئی۔ یہ روایت حضرت شاہ عبداللطیف نے بیان کی ہے جو آپ کے پوتے ہیں۔

حضرت شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ کا شہر موڈاسہ میں قحط دور کرنا :

حضرت محمد چاند رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت خواجہ سید شاہ محمود محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی ہیں اور حضرت شاہ لاڈ محمد صاحب کے چاچا ہوتے ہیں وہ دونوں رشتے میں چچا بھتیجا اور ساڑو ہوتے ہیں، حضرت شاہ احسن رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ سید سمیع الدین عرف شاہ سادھن رحمۃ اللہ علیہ کے لڑکے ہوتے ہیں ان کی بڑی لڑکی حضرت شاہ چاند محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ میں اور دوسری چھوٹی لڑکی (صاحبزادی) حضرت شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نکاح میں تھی۔ اس بیوی کا نام گلفام ہے۔ موڈاسہ کے مسلمانوں نے آپ کو اپنے یہاں بلایا۔ وہاں آپ نے قیام کیا اور آپ نے آپ کے چچا کو مہمانی کے لئے بلائے۔ بعد وقت کھانے کے مسلمان کہنے لگے کہ اگر اس وقت کچی کیری (آم) ہوتا تو کیا خوب ہوتا۔ اس وقت حضرت نے چچا سے کہا کہ مہمان کچی کیریاں مانگتے ہیں تو ان کو دینا چاہئے جس سے وہ خوش ہو جائیں۔ اس وقت چچا نے فرمایا کہ

اے نورِ چشم ! یہ موسم سردی کا ہے اور ماہ کارتک کا ہے اس وقت کیری (آم) کا موسم نہیں ہے۔ اس وقت حضرت شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ خیمہ کے پاس کھڑے تھے اور آپ نے خیمہ کی چوب ہلائی تو بارش کی بوندوں کے مانند کیریاں صد ہا ہزار گریں تو ان کو کاٹ کر قیمہ بنایا وہ سب مہمانوں نے کھایا۔ جس وقت خیمہ کی چوب ہلائی اسی وقت آپ نے دوہرا کہا :

دوہرا گفت حضرت شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ :

کیری مانگے لوک ڑاویوساتھی منا/ کاج سوارو ہر کسوں کروں لاڈ کی چینت ......
مناقب لاڈ صاحب کے دلارام....../ بہت ہیں کر سکوں کیا ان کو ارقام

حضرت شاہ ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ کا ابوتراب کو مرید بنانا......

حضرت شاہ ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ بوقتِ وصال حضرت میاں محمود محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے منجھلے صاحبزادے کا لقب قطب زماں رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کا نامِ پاک شاہ ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ رکھا، ان کو آپ کے والد بزرگوار نے خرقۂ خلافت عطا فرمایا کیوں کہ آپ پیشوائی کے لائق تھے۔ خلقِ خدا کی رہنمائی کیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس ایک جوان ابوطالب نیک صالح نے کہا کہ یہاں صاحبِ جاہ کون ہیں؟ تو کہا گیا کہ حضرت شاہ ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ سن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے خواب کا حال کہ سنایا کہ میں نے آج ایسا خواب دیکھا ہے کہ مجھے جمالِ قطب الاقطاب نظر آئے کہ گویا آپ کے بابا کی صورت اور مجھے یوں نظر آیا کہ مجھے اپنا مرید بنایا ہے۔ جب اس نوجوان ابوطالب کی گفتگو سنی تو آپ روضۂ منور کے اندر تشریف لے گئے اور دروازہ بند کر دیا اور قبرِ انور کے قریب جا کر عرض کی کہ آپ مجھے اپنا دیدار کرائیں۔ بابا حضرت آپ کے فرزند کی بات سن کر قبر شریف سے اٹھے اور سینہ تک باہر آئے۔ اس وقت وہ نوجوان ابوطالب ساتھ میں تھے اور ابوطالب کو اپنے دستِ مبارک پر بیعت کرا کے آپ گلشنِ تربت میں تشریف لے گئے۔ ابوطالب نے اپنے دل کی مراد پائی اور اس کی مشکل کشائی ہوئی۔

قطبِ زماں حضرت شاہ ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شرابی کو مرید بنانا......:

ایک روز ایک شراب پینے والے نے حضرت شاہ ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، آپ مجھے اپنا مرید بناؤ اور خدا کی راہ دکھاؤ۔ تو آپ نے اس کو جواب دیا کہ تو شرابی ہے۔ اس لئے میں تجھے مرید نہیں بناؤں گا کیوں کہ میرے سرکار نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ شراب ناپاک ہے اور ایسی حالت میں تو آیا ہے۔ اس لئے تیرا ہاتھ پکڑنا اچھا نہیں۔ تو وہ بولا کہ انسان کا مرتبہ بڑا ہے۔ اس میں شرابی یا غیر شرابی سب یکسان انسان ہیں اور ان کے مرتبہ میں فرق نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ شرابی کے لئے جہنم ہے اور اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ شرابی بولا کہ دوزخ اور جنت کہاں ہے۔ اور کس نے دیکھی ہے؟ حضرت نے پھر اس منکر سے کہا کہ تو اپنی دونوں آنکھیں بند کر دے۔ جب اس نے آنکھیں بند کیں تو اس نے دائیں طرف جنت کے بیچ صوفی اور صالحین کو دیکھا۔ وہ آرام سے بہترین تخت پر آرام فرما رہے ہیں۔ اور فرشتے کوثر کے پانی کے پیالے بھر کر کھڑے ہیں پلانے کے لئے۔ ان کے لئے مزے دار رنگ برنگ کے کھانوں کے دسترخوان حاضر ہیں۔ جب بائیں طرف دیکھا تو دوزخ بھڑک رہی ہے، اس کے اندر شرابیوں کی خرابی اور دوزخ کا عذاب ہو رہا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ ڈرا اور صدقِ دل سے توبہ کی۔ آپ نے بھی اس کو شراب سے توبہ کرا کر اسے مرید بنا لیا اور اسے صالحین کا مرتبہ عطا فرمایا دیا اور وہ نوجوان واصلِ بحق ہو گیا۔

قطبِ زماں حضرت شاہ ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال و آپ کی اولاد :

حضرت شاہ ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ خدا کے پیارے تھے اور یادِ الٰہی سے آپ کا ایک سانس بھی خالی نہیں تھا۔ آپ کی بہت سی کرامتیں مشہور ہیں۔ آپ حضرت کے منجھلے صاحبزادے ہیں۔ آپ کا وصال ۹۵۶ھ کے رمضان المبارک کی ۲۷ تاریخ کو ہوا ہے۔ یہ واقعہ حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت شاہ ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے تھے۔ اول حضرت محمد شاہ شریف رحمۃ اللہ علیہ۔ دوئم حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ۔ سوئم حضرت عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

جو حضرت میاں محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ اپنے آگن میں جلوہ افروز تھے۔ اس وقت حضرت شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ گیارہ ماہ کے تھے۔ وہاں آنگن میں مٹی پڑی ہوئی تھی اس سے آپ کھیل رہے تھے۔ اس وقت حضرت نے فرمایا، یہ عاصی ہیں عاصی اور کہا اس کو خلاصی خلاصی۔ اس وقت حضرت کے ساتھ حضرت شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے لڑکے حضرت شاہ پیار اللہ رحمۃ اللہ علیہ حاضر تھے اور آپ نے عرض کیا، جدی! یہ تو حضرت ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دلبند صاحبزادے ہیں اور آپ ان کو کیوں ایسا کہتے ہو؟ یہ سن کر آپ نے دوبارہ فرمایا، نہ یہ عاصی ہیں بلکہ یہ ہوگا آشکارا۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئے۔ جب وہ عمر رسیدہ ہوئے، آپ نے محمود خوانی ملفوظ لکھی۔ حضرت محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ دادا کے حکم سے آپ سلطان بندر تشریف لے گئے۔ شہر کی ایک مسجد میں آپ شاہ محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ ٹھہرے۔ وہاں لوگ آکر کہنے لگے کہ آپ کون ہو؟ اور کہاں سے آئے ہو؟ آپ نے فرمایا، میں شہہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کا پوتا ہوں مگر کسی نے آپ کا کہنا نہیں مانا۔ اور آپ کو غلط سمجھا۔ آپس میں مشورہ دیا کہ انہیں آزمایا جائے۔ وہاں ایک شخص احمد کا لڑکا مادرزاد نابینا تھا اسے لائے اور آپ سے کہنے لگے کہ اگر آپ حضرت محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہو تو آپ دعا فرمایئے تاکہ یہ نابینا بینا (دیکھتا) ہوجائے۔ آپ نے فرمایا بہت خوب، یہ کہہ کر آپ نے اس اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی کہ یارب! تو قاضی الحاجات ہے تو اپنے محبوب کے وسیلہ سے نابینا کی آنکھ روشن کردے۔ اس دعا کا نکلنا تھا کہ اندھے کی آنکھوں میں روشنی آگئی ان کے طفیل سے نابینا بینا ہوگیا۔ وہاں جو حاضر تھے وہ سب کے سب آپ سے بیعت ہوئے۔ آپ نے وہاں قیام کیا۔ وہاں ایک سید زادی سے آپ نے شادی کی۔ وہاں آپ کے تین فرزند ہوئے، وہاں آپ کے فیضان سے تمام فیض یاب ہوئے۔ آپ وہاں ہی رحلت فرما گئے۔ آپ کا مزارِ اقدس وہیں ہے۔ آپ کا روضہ نورانی ہے۔ اس میں زینت کے لئے بہترین چیزیں استعمال کرکے روضہ بنایا گیا ہے۔ جب سورج نکلتا ہے اور اس کی کرنیں روضہ مبارک پر گرتی ہیں۔ تو اس وقت انسان کی نظر روضہ پر ٹھہر نہیں سکتی۔ اس روضہ کے جو خادم ہیں وہ بادشاہ سے تین لاکھ مبلغ ہر سال کو پاتے ہیں۔ یہ روز آپ کا روم میں ہے۔ (ترکستان کو روم کہتے تھے۔)

محمد شریف بن ابو محمد سلطان بندر جانا :

حضرت کے صاحبزادہ حضرت ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ حضرت محمود ولد ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ دادا کی پیشین گوئی کے مطابق تیار ہوکر سلطان بندر تشریف لے گئے اور وہاں ایک مسجد کے بیچ اترے۔ وہ ہوا میں اڑ کر تشریف لے گئے تھے۔ مسجد میں وہاں کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ آپ کس سرزمین سے یہاں تشریف لائے ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں بیرپور کا باشندہ ہوں اور محمود میاں رحمۃ اللہ علیہ کے لڑکے کا لڑکا ہوں۔ تب ان لوگوں نے کہا، اگر آپ لڑکے محمود دریائی کے ہیں تو جو کچھ ہم کہیں وہ ہمارا مدعا پورا کرو۔ آپ نے فرمایا، کہو تمہارا کیا مدعا ہے؟ اس کا برلانے والا خدا ہے۔ اس وقت سب نے مشورہ کیا کہ شیخ احمد کا لڑکا آنکھوں سے معذور ہے۔ اگر وہ بینا ہوجائے تو ہم کو یقین آئے یہ سن کر حضرت نے لڑکے کو بلایا اور آپ نے اپنے دستِ مبارک کو اس کی آنکھوں پر پھرایا اور عرض کی کہ اے پروردگار! از طفیلِ شاہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے، اس لڑکے کو بینا کردے۔ اسی وقت اس لڑکے کی بینائی آگئی۔ یہ دیکھ کر وہاں سلطان بندر کے رہنے والے آپ کے معتقد ہوگئے اور آپ نے وہاں قیام کیا اور وہاں ایک سید کی صاحبزادی سے نکاح کیا، ان سے دو فرزند تولد ہوئے۔ اور لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔ آپ کا وہاں پر ہی وصال ہوا۔ آپ کا وہاں ذیشان روضہ بنایا گیا۔ اس روضہ میں تین قبریں ہیں یگانے ایک تو آپ کی اور دو آپ کے دونوں فرزندوں کی ہیں۔ آپ کے روضہ مبارک بنانے میں تین لاکھ روپیہ کا خرچ ہوا ہے۔ وہ روضہ خوشنما سورج کے مانند چمکتا ہے۔

حضرت سیدنا شاہ جمال اللہ غوث العالم رحمۃ اللہ علیہ کے تین محل :

حضرت شاہ جمال محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد صاحب کے طفیل صاحبِ کرامت باکمال ولیٔ کامل تھے۔ آپ کی نظر سے زمین کے ساتوں طبق مخفی نہیں تھے۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ دنیا تیرہ سال کی عمر بنا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے کہا کہ مجھے آپ اپنے نکاح میں لو تو میں آپ کو زر وجواہر سے نواز دوں گی۔ تب آپ نے فرمایا کہ ابھی تو جا، میں تجھے کل جواب دوں گا۔ یہ سن کر دنیا واپس ہوگئی اور آپ نے یہ حقیقت آپ کے والد صاحب کو پیش کی تو آپ نے

ارشاد فرمایا کہ دنیا فنا ہونے والی ہے، اس سے الفت کرنا اچھا نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ مکار اور بے وفا ہے۔ جب تک عیش وعشرت کا سامان مہیا ہے تو وہ آئے اور جب اس میں کمی پائی تو وہ بھاگ جائے مگر تم سے اقرار کر کے زندگی بھر تمہاری حکم برداری میں رہے تو اگر تمہارا جی چاہے تو رکھو یہ میرا حکم ہے۔ الغرض دوسرے روز دنیا زر وجواہر اور پوشاک پہن کر حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ آپ نے وعدہ کیا تھا وہ پورا کرو۔ آپ نے دنیا سے فرمایا کہ تو مکار ہے۔ اور بے وفا بھی ہے۔ تجھ سے انسان کا دل رنجیدہ ہے اور فقراء اس لئے تجھ سے بیزار ہیں۔ یہ سن کر وہ بولی، خدا کے قول سے میں ہرگز آپ کے سرا سے جاؤں گی نہیں اور جب تک آپ باحیات ہیں۔ وہاں تک میں خوش ہوکر رہوں گی۔ میں آپ سے بے وفائی نہیں کروں گی اور آپ میری مشکل کشائی کریں، تو آپ نے فرمایا کہ میں تیری خواہش نہیں رکھتا مگر جب دل سے آتی ہے تو آ۔ الغرض جب وہ حضرت کے مکان میں آئی تو آپ نے بہت سے دولت پائی اور وہ ساکن ہوئی۔ شہر گجرات احمد آباد سارنگ پور میں آپ کے تین محل تھے۔ (۱) لکھا محل (۲) لال محل (۳) آئینہ محل اور ایک محل جمال پور کے اندر ہے جس کو دیکھنے سے سب غم دور ہو جاتا ہے اور اس میں ۱۲۰ خادمہ مانند حوروں کے تھیں اور سات شیر عطر سے پوشاک کو تر کرتے اور جمعہ کو اکٹھا کر کے حوض بھرتے، وہ عطر کو حوض میں ڈالتے اس میں سب خادمہ کو نہانے کا حکم دیتے۔ وہ نہا دھو کر اپنے مکان میں آتیں تب حضرت حکم فرماتے کہ حوض کی نالی کھول دو۔ جب نالی کھل جاتی تو وہ تمام عطر بہہ جاتا۔ اس وقت غریب لوگ اپنے لباس کو تر کرتے اور کچھ ساتھ لے جا کر اس کا غریب انسان دھندہ کرتے تھے۔

سلطان بہادر شاہ کالڑکا شاہ محمود حضرت شاہ سید جمال الدین کو ملنے آنا ......

حضرت شاہ جمال محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیری وسخاوت کا حال سن کر بہادر شاہ کالڑکا عاقبت محمود اپنے خادموں کے ساتھ حضرت کی ملاقات کے لئے آیا۔ اپنے جاسوس کو آپ کی خدمت میں بھیج کر کہلایا کہ آپ کی ملاقات کے لئے سلطان آیا ہے تو اس وقت آپ نے خادم کے ساتھ کہلا بھیجا کہ میں جمعہ کے روز سلطان سے ملاقات کروں گا۔ آپ سلطان کی ملاقات کے لئے باہر نہیں آئے تو سلطان ناامید ہو کر واپس اپنے مکان پر غصہ کر کے گیا۔ اس وقت محمود کے

وزیر نے محمود سے کہا کہ میاں بڑے گستاخ ہیں کیوں کہ وہ دولت سے پُر ہیں اور وہ ایسا سمجھتے ہیں کہ گویا گجرات ان کا گھر ہے اس لئے بادشاہ کی طرف ان کی نظر نہیں۔ ہم نے آپ کو پہلے سے ہی کہا تھا مگر آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا اور آپ نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ الغرض حضرت جمعہ کے روز اپنے مریدوں کے ساتھ مسجد میں تشریف لائے تو اس روز بادشاہ مسجد میں نہیں آیا بلکہ اپنے محل میں بیٹھا رہا مگر جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر بادشاہ کی ملاقات کے لئے اس کے محل میں تشریف لے گئے اور جہاں سلطان بیٹھا تھا وہاں آپ تشریف لے جا کر سلطان سے مصافحہ کیا مگر سلطان اپنے تخت سے آپ کے استقبال کے لئے اٹھا نہیں تو حضرت نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا کہ بدظن! تجھ کو حق تعالیٰ معذور کر دے گا اور تو خبردار رہنا کیوں کہ ایک روز تجھے غیبی مار پڑے گی۔ یوں ہی بددعا دے کر اپنی دولت سرا میں تشریف لے آئے اور سلطان کے سر میں درد اٹھا مگر وہ درد ایسا تھا کہ وہ قریب المرگ ہو گیا تو خادم اور اس کے عزیز مل کر اسے بزرگوں سے پانی دم کرا کر پلایا مگر دردِ سر دور نہیں ہوا۔ مگر اس شہر میں ایک شہنشاہ رہتے تھے، وہ تیس سال سے اپنا بستر چھوڑ کر باہر نہیں نکلے تھے۔ ان کے پاس سلطان کے خادم گئے اور عرض کی، سلطان دردِ سر سے پریشان ہے، علاج بہت کئے مگر کچھ فرق نہیں ہوتا۔ اس وقت آپ نے مراقبہ کر کے دیکھا تو کہا کہ یہ تو حضرت میاں محمود کی مار ہے، سلطان کے درد کو مٹانے کی کسی میں طاقت نہیں مگر حضرت کے خاندان کا کوئی ہو اور وہ دعا کرے تو سلطان کا درد جائے۔ الغرض سلطان نے پوچھتا کر حضرت شاہ جمال الدین کو بلوایا تو آپ وہاں تشریف لے گئے اور سلطان کے سر پر لکڑی کا اشارہ کیا۔ بہانے سے سلطان کے سر پر رومال پھرایا اسی وقت دردِ سر جاتا رہا۔ سلطان نے شفا پائی۔ اس وقت بھی اس کے امراء نے سلطان کو کہا کہ شہنشاہ کچھ تو غور کر، کہ پے در پے حضرت نے بہانہ کر کے سر پر لکڑی مار سر کو زخمی کر دیا۔ یہ سن کر سلطان غصہ میں آ گیا اور کہلایا، یہاں سے چلے جاؤ، یہاں سے رہنا تمہارا اچھا نہیں۔ یہ خبر سن کے آپ کے قبیلہ والے بہت ناراض ہوئے تو آپ نے اپنی زبان سے فرما دیا کہ ہم یہاں سے جائیں گے نہیں کیوں کہ یہاں سے جانے کے لئے ہمارے رب کی طرف سے حکم نہیں۔ مگر سلطان تجھ کو اس جہان سے نکلنا پڑے گا۔ آپ نے سلطان کے حکم کو رد کر دیا اور آپ

نے اس کے حق میں بددعا فرمائی۔ جب کسی کی قضا آتی ہے تب اس کے دل کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ اور سلطان نے دوبارہ حضرت کو خبر بھجوائی مگر وہ آپ تک جانے نہ پائی۔ حضرت کی بہن کے صاحبزادہ حضرت میاں عبدالوحود رحمۃ اللہ علیہ اس پیغام سے آگاہ ہوئے تو صبح کے وقت آپ کے ماموں کے پاس تشریف لائے اس وقت اور حضرت کو حقیقت سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو پانی تم دیکھتے ہو وہ خون نظر آتا ہے آپ حجرے میں تشریف لے گئے اور مصلیٰ اٹھا کر کہا کہ دیکھو یہ سر سلطان کا پڑا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت عبدالودود رحمۃ اللہ علیہ آپ کی مامی صاحبہ کے پاس گئے اور کہا، یہ رازِ نہاں ہے اور حضرت نے سلطان کا سر کاٹ کر مصلے کا نیچے رکھا ہے۔ یہ بات سن کر محل کے سب لوگ خاموش ہو گئے۔

گجرات کی حکومت اکبر کے نام کر دینا :

اور حضرت نے کہا، گجرات کی سلطنت فنا کر کے اکبر کے ہاتھ دی، الغرض اسی رات کو برہان الدین نیمک نے تلوار سے محمود کا سر کاٹا اور خود تخت پر بیٹھا تو دوسرے روز سب شہر میں غوغہ اٹھا گھر گھر میں کہ برہان الدین جو پیسے سے خریدا تھا وہ آج تخت پر بیٹھا ہے، شاہ کو مار کر کے، پھر تو جاسوسوں نے جلال الدین اکبر کو خبر دی کہ گجرات کی حکومت آپ کو حضرت نے دی ہے۔ اور آپ کو اس بات سے آگاہ کرتے ہیں۔ تو تم جلدی سے احمد آباد آؤ کیوں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ سلطان کو فنا کر کے گجرات کی بادشاہت دہلی کے جلال الدین اکبر کو دی ہے، یہ سنتے ہی جلال الدین احمد آباد آئے۔

اکبر جلال الدین کا حملہ کرنا :

سلطان مظفر سلطان برہان الدین سے ڈر کر بھاگا اور سرخیز میں جا کر دم لیا۔ اس کے پاس کچھ سوار اور پیادے بھی تھے۔ اس وقت مظفر کا لشکر بہت سا تباہ ہوا۔ مظفر کے کئی امراء بھی مارے گئے تو وہاں سے مظفر بھاگ کے اپنے ماموں کے وہاں پہنچا اور چھپ گیا۔ یہ خبر جلال الدین کو ملی تو وہ بھی لشکر لے کر اس کے پیچھے پہنچ گیا۔ راجہ جلال الدین نے کہلا بھیجا کہ مظفر کو میرے حوالے کر دو ورنہ آپ نے ملک کی آس چھوڑ دے۔ یہ بات سن کر راجہ ڈر گیا اور اپنے وزیروں کو مشورے کے لئے حاضر کیا تب وزیروں نے کہا کہ سلطان کو پکڑا دو۔ تب راجہ نے اپنے

مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

بھانجے کو پکڑ کر حاضر کیا تو مظفر نے ہیرے کو چوس لیا اور اسی وقت اپنی جان دے دی اور دوسری روایت ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے اپنے پیٹ میں خنجر مار کر جان دے دی، یہ جو اللہ کا حکم تھا وہ ہوا اس پر کسی شاعر نے دوہرا کہا ہے :

دوہرا در شان راجہ موروے / بھڑوا بھارا کچھ کا...... کل کھوٹے مت ہے......
سبھی موروے کارنے...... دی مکھ مظفر دن......

مظفر شاہ کی دو صاحبزادیاں تھیں، ان پر جلال الدین اکبر عاشق ہوا اور ان کو اپنی بیوی بنانے کا ارادہ کیا۔ یہ سن کر دونوں صاحبزادیوں نے ہیرا زہریلا چوس کر اپنی جانیں دے دیں سن لو یہ سچ ہے، قول بزرگوں کا کبھی ٹلتا نہیں، کیوں کہ حضرت کی بددعا سے مظفر کا کوئی اس جہاں میں نام و نشان نہ رہا۔

بیان آنا اکبر کا دہلی سے اور تخت نشین ہونا گجرات پر :

جب سلطان تخت پر بیٹھا تو تمام جاگیرداروں پر سخت ہوا۔ وظائف داروں کی جاگیریں ضبط کر لیں مگر ان میں سے شہاب الدین احمد نامی خان تھا وہ سلطان کا پیارا تھا، اس نے موقعہ پا کر سلطان سے کہا کہ وظائف دار اور مشائخ اور سادات اکثر ہیں مگر ان سب کی جاگیریں ضبط میں آگئی ہیں اس لئے سب دلگیر ہیں ان کے حق میں آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ فرمائیں ویسا کروں۔ تب سلطان نے کہا، جو حقدار ہیں ان کو بلواؤ تا کہ ان کو دیکھ کر فرمان دیا جائے۔ اس وقت خان نے شہر میں اعلان کروادیا کہ جو بھی وظائف دار آئے تو اپنے ساتھ میں فرمان لے کر دربار میں حاضر ہو جائے۔ تین روز کے بعد سارنگ پور میں شہاب الدین احمد کی خاطر ہم سب کو بلوائے ہیں۔ یہ حقیقت حضرت شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آکر جاگیرداروں نے کی۔ آپ بھی ساتھ چلو تا کہ ہماری مشکل کشائی ہو جائے۔ تب حضرت جمال اللہ نے فرمایا، مجھے اکبر سے کوئی سروکار نہیں اور تم کو مطلب ہو تو تم جاؤ۔ یہ سن کر تمام جاگیرداروں نے مشورہ دیا کہ حضرت شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ تو غنی ہیں اور ہرگز نہیں آئیں گے۔ پھر ہم سب مل کر چلیں سب کے سب جمع ہو کر شہاب الدین نواب کے پاس حاضر ہوئے تو نواب سلطان کے پاس جا کر کہنے

لگا کہ سب جاگیردار آئے ہیں تو سلطان نے فرمایا سب کو مجھ سے ملواؤ۔

اکبر بادشاہ کا حضرت سید جمال اللہ دریائی کو ملنے آنا...... :

اس وقت مہاوت کو حکم دیا کہ ہاتھی کو دیوانہ کر کے لاؤ۔ جب دیوانے ہاتھی کو ان جاگیرداروں کی طرف چھوڑ دیا تو اس سے کہا کہ اپنے پیروں سے کچل ڈالے۔ پھر سلطان نے کہا کہ ایسا کوئی ولی ہے کہ ہم ان سے نیک راستہ حاصل کریں؟ تو وزیروں نے کہا، ہاں سلطان ہیں حضرت شاہ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ اور وہ بڑے صاحبِ کرامت ہیں اور وہ نورِ نظر حضرت شاہ خواجہ سید محمود محبوب اللہ عرف دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ دلبند ہیں اور ایک نے کہا، وہ مغرور ہیں اور دنیا کی دولت سے بھرپور ہیں اور کہنے لگا کہ ان کی خادمہ ایک سوبیس (۱۲۰) ہیں اور ہر ایک خادمہ کا حجرہ الگ الگ ہے یہ سن کر سلطان بولا کہ یہاں کوئی دانا ذی ہوش اور عاقل ہے؟ اس وقت نواب شہاب الدین حاضر تھا، وہ اپنے کو دانا سمجھتا تھا، اس نے سلطان سے کہا کہ اس بندے کو اگر حکم ہو تو اس پیر کا جاسوس بنوں۔ تب سلطان نے کہا، تو فقیروں کی طرح اپنا بھیس بنا اور لباس پہن کر درویش کی صورت بنا اور جھولی ہاتھ میں لے کر حضرت کے گھر جا اور وہاں گدائی کر کے تجھے ٹکڑا کھانے کا دیوے، مگر تو ہرگز اسے کھانا نہیں اور پوچھے تو کہنا کہ میں انجانا ہوں کیوں کہ آپ کا کھانا کراہت، ناروا اور شبہ دار ہے کیوں کہ آپ نے ایک سوبیس خادمہ رکھی ہیں، قید کر کے اپنے گھر آپ پر ان کا نان ونفقہ واجب ہے، اگر پہنچتا ہو تو بہتر ہے ورنہ آپ کے گھر کا کھانا شریعت میں درست نہیں الغرض وہ سب باتیں سلطان نے بتائیں سب کے سب یاد رکھ کر حضرت کے دروازے پر حاضر ہو گیا۔ اس وقت حضرت مسجد میں وعظ فرما رہے تھے اور گدا کو آپ نے آپ کے پاس بلا کر نزدیک بٹھا کر کھانا منگوایا اور درویش سے کہا کہ کھا تو وہ بولا کہ میں نہیں کھاؤں گا اس کھانے کو روا کر دو تو کھاؤں تب حضرت نے کہا، کس طرح یہ کھانا ناروا ہے؟ تو وہ بولا کہ آپ کے قبضے میں ایک سوبیس خادمہ ہیں۔ ان کا نان ونفقہ آپ پورا کرتے ہیں؟ یہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ تو ہر حجرے میں گدائی کر، جس حجرے میں حاضر نہ ہوں وہ عورت اور ملکیت کا تو وارث بنے، پھر وہ مسجد کے دروازے سے نکل کر حجرہ در حجرہ پھر مگر کوئی حجرہ ایسا نہ پایا

کہ حضرت وہاں حاضر نہ ہوں۔ یہ دیکھ پھر مسجد کی جانب گیا تو وہاں بھی حضرت وعظ فرما رہے تھے۔ یہ دیکھ کر واپس سلطان کے پاس گیا اور تمام سرگذشتہ واقعات اس سے بیان کیے تو سلطان کو عقیدت مندی ہوئی اور آپ کی ملاقات کے لئے دیوانہ وار پھرتا ہوا سیر کرتا ہوا آپ کے آئینہ محل کے قریب آیا تو دریافت کیا، یہ محل کس کا نظر آ رہا ہے کہ اس کا ثانی شہر میں کوئی اور محل نہیں، اس وقت سب نے کہا کہ یہ محل حضرت کا ہے جو حضرت خواجہ سید دریائی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ پھر سلطان نے کہا جس نے سلطنت گجرات کی فنا کر دی؟ تب وزیروں نے کہا ہاں بادشاہ! یہ وہی اللہ کے پیارے ہیں، اس وقت مشائخ ساتھ آئے تھے تو وزیروں نے کہا کہ مشائخ کے ساتھ میں آپ وظیفہ کر رہے ہیں تو سلطان وہاں سواری سے اتر کر آپ کے دیوان خانے میں جا بیٹھا اور حضرت کو خبر پہنچائی کہ سلطان اکبر دیدار کا طلبگار ہے۔ اور آپ قدم رنجہ فرمائیں اور باہر تشریف لے آئیں۔ تب حضرت نے جواب دیا کہ ہم ظہر کے وقت باہر آئیں گے اگر سلطان کو ملنا ہے تو بیٹھے ورنہ ان کو اختیار ہے۔ یہ سن کر سلطان آزردہ ہوا اور وہاں سے اٹھ کر اپنے مقام پر گیا اور پچاس سوار اور سو پیادے چھوڑ گیا اور کہہ گیا کہ آپ کو محافہ میں بٹھا کر میرے محل میں لے آنا، جب ظہر کے وقت حضرت باہر تشریف لے آئے تو اس وقت بادشاہ کے خادموں نے کورنش بجالا کر عرض کی کہ حضرت! اکبر شاہ یہاں چند ساعت بیٹھ کر اپنے محل میں گیا ہے اور ہم کو آپ کو ساتھ میں لے جانے کے لئے یہاں چھوڑ گیا ہے تو آپ کرم فرما کر محافہ میں بیٹھ کر تشریف لے چلیں۔ اس وقت آپ کے پاس آپ کا خادم ذی ہوش موجود تھا تو آپ نے اس سے مشورہ لیا کہ مجھے سلطان اکبر نے بلوایا ہے اس میں تیری کیا رائے ہے؟ تو اس نے عرض کی، حضرت! وہاں ضرور جانا چاہئے کیوں کہ سلطان آپ کی ملاقات کو یہاں تک آیا تھا اور اس کی تمنا آپ سے ملنے کی ہے تب آپ محافہ میں بیٹھ کر روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ میں سرخیل کو لیا تھا۔ آپ جب سلطان کے محل کے قریب پہنچے تو بادشاہ نے وہاں دروازے پر ہاتھی کھڑا رکھا تھا۔ مہاوت بھی حاضر خدمت تھا۔ جب حضرت کا محافہ قریب آیا تو سلطان نے فیل بان سے فرمایا کہ ہاتھی مجنوں کو پیر کی طرف روانہ کر۔ اس حرکت سے بیل ڈرے اور بھڑکنے لگے تو حضرت نے ہاتھ

میں رسی پکڑ کر اس پر پھرائی اور بیلوں سے کہا، اے دلاور! مت بھاگو اور ہوشیار رہو بھاگنے سے تم کو شرم آنی چاہئے کیوں کہ تم بیل ہو؟ محبوب رب کے اور ایک ہاتھی سے کیوں دبتے ہو؟ یہ سن کر بیل دم اٹھا کر ہاتھی کی جانب سر ہلا کر چلے تو ہاتھی اپنی جگہ پر تھم گیا اور مہاوت اس پر غصہ کرنے لگا اور بہت انکوش مارے مگر اس میں چلنے کی کوئی طاقت نہیں تھی۔ ہاتھی نے اپنا سر جھکا کر حضرت کو سلام کیا اور حضرت کے رعب سے ہاتھی وہاں لرزتا تھا۔ یہ سلطان جھروکے میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا اور اس نے فیل بان سے کہا کہ تو حضرت سے بے ادب کیوں ہوا؟ اس وقت حضرت شاہ کے قریب پہنچ گئے تو سلطان وہاں سے اٹھ کر سات قدم چل کر آپ کے استقبال کو آیا اور آپ کو مسند پر بٹھا کر خود کھڑا رہا مگر وقتِ مصافحہ کے سلطان کے ہاتھ کو حضرت نے دبایا اور آپ کی آستیں سے دو شیر نکلے یہ دیکھ کر سلطان نے شور وغل کیا اور ڈرتے ہوئے حضرت کو تخت پر بٹھایا۔ اس وقت احمد شہاب الدین اور امیر اور حکمراں کو بلا کر سلطان نے کہا، حضرت کی آستینوں میں دو شیر ہیں، اگر ان کو چھوڑ دیں تو ناحق ہم کو وہ مار ڈالیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ ان کو ایک سو بیس گاؤں ہیں وہ ان کو نظر کر دو تا کہ وہ یہاں سے اپنے مکان پر تشریف لے جائیں۔ تب احمد شہاب الدین خان آپ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت! آپ کو آفرین ہے کہ ایک بدظن کو آپ نے عقیدت مند کر دیا اور سلطان کی عرض ہے کہ اگر آپ یہاں ٹھہرنا چاہیں تو مکان آپ ہی کا ہے ورنہ آپ اپنے مکان پر تشریف لے جائیں اور آپ چلیں تو میں آپ کے ساتھ چلوں، تب حضرت نے فرمایا کہ سلطان کی اطاعت کر، مگر جو وظائف دار آئے تھے ان کو ہاتھی نے ستائے اور ناحق مارے ہیں، اگر ان کے وظیفے واپس دیوے تو ہم بھی وظیفہ لیں، پھر نواب احمد خان سلطان کے پاس گیا اور حقیقت سے آگاہ کیا تو سلطان نے حکم دیا کہ ان سب کی جاگیر واپس دے دو۔ اور وظیفہ داروں کو جاگیر حضرت نے واپس دلا دی اور آپ مکان پر تشریف لے آئے۔

وصال جناب حضرت جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ :

حضرت شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عمارت آپ کی عبادت گاہ بنائی تھی اور اس میں آپ عبادت کیا کرتے تھے۔ اور ہر ایک کے لئے حاجت برلانے کی دعائیں کرتے تھے۔ مگر لوگوں کا ظلم اور رنگ دیکھ کر آپ آہ وزاری کرتے۔ ایک رات آپ نے جناب باری میں مناجات

کی کہ اب دنیا کا غم مجھ کو سہا نہیں جاتا۔ اس لئے تو مجھے اپنی طرف بلا لے۔ اسی دور میں تین دن گزرے تب آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ عرض کرتے ہیں کہ دنیا سے مجھے محبت نہیں ہے۔ اس وقت آپ کے والد صاحب سے خواب میں عرض کی کہ بابا مجھے آپ کی آغوش میں لے لو۔ اس وقت آپ کے والد صاحب حضرت خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سلطان اکبر دل وجان سے محبت کرے گا۔ پھر آپ نے عرض کی مساکین اور غرباء کا دکھ برداشت نہیں ہوتا آپ دعا فرمایئے تا کہ میری عمر کوتاہ ہو، پھر والد صاحب نے فرمایا کہ ابھی آپ کی عمر کے بارہ سال باقی ہیں۔ تب آپ نے عرض کی یہ مجھے نہیں چاہئیں تب والد صاحب نے فرمایا کہ اب باقی بارہ رات اور دن ہیں اور یہ گزر جائیں گے تو تم موت کا جام پیوگے۔ یہ گفتار بابا کی سن کر اپنی آل اولاد کو بیر پور کی طرف بھیجے اور آپ نے ایک دوہرا لکھ بھیجا۔

دوہرا گفت جمام اللہ رحمۃ اللہ علیہ :

سکھ کے دن سونا بھی باسے بسے سود کھ / پیارا تجھے معلوم ہیں سیوا کر ب سکھ

کلام فرح انجام گفت جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ :

بل ہاں ہاں ہان مورکھ، چیت رے من مان ہان/ کون سو کمبل کا یا تیری، ہیڑا نین اور دانت
ہیری امولکھ انکھیاں تیری ملجا سے کس بھانت/ ہاتھی گھوڑے جن گھر جاکے، جھولتے دن اور رات
سوکس کا جن آئے آنگن، پیادہ گئے اس بار/ دیکھ تماشا دنیا کیرا، جیا سپنا رات
کہہ پچھتاوے جاگ جمالو، مترے ملے ہات
کلام دوہرا وہ جب کہ آئے، جواب اس کا ہوا او پرا بائے
جواب دوہرا لکھوں میں ایا مے، کرو پڑ غور تم اس کے بیاں میں

جواب دوہرا :

جان جمالو بات اٹل سے اونچی گئی/ بازی گئی نکھات بازیگر من ٹرے نہیں

حضرت شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ احمد آباد شہر کی خلقت کی زیارت کر کے بیر پور

تشریف لے آئے اور آپ کی وفات ہوگئی۔ یہ خبر سن کر سلطان جلال الدین اکبر بہت ہی افسوس کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مجھے معلوم نہ تھا اور میں ملاقات سے محروم رہا۔ حضرت کو آپ کے والد صاحب کے روضہ میں سب خویش اکابر نے مل کر دفن کیا۔

شاہ پیار اللہ نور اللہ ولد شیخ الاسلام حضرت شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ :

حضرت خواجہ سید شاہ پیار اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ لاڈ محمد شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور حضرت قاضی میاں محمود محبوب اللہ عرف دریائی دولہا کے پوتے ہیں۔ آپ کے اوصافِ گرامی لاتعداد ہیں۔ آپ نے کبھی دنیا کی دولت کی تمنا نہیں کی مگر آپ کے مریدین روز بروز آپ کی خدمت میں نذر و نیاز لے کر حاضر ہوتے تھے، ساتھ میں نقد یعنی روپیہ ہدیہ میں لاتے اور آپ کے حجرے مبارک میں جمع رکھتے۔ جب جمعہ کی رات آتی تو آپ حضرت حجرے میں آتے، وہاں دنیا کی نعمت بیحد ہوتی تو اسے دیکھ کر آپ فرماتے کہ کس لئے یہ سب جمع کیا گیا ہے؟ اس وقت خدام عرض کرتے کہ اے حضرت غوث الوریٰ مرشد و پیر! اس میں ہماری کوئی تقصیر نہیں کیوں کہ یہ تو طلباء اور مریداں صدق دل سے نذرانہ لائے ہیں۔ یہ سن کر حضرت خاموش رہے اور جمعہ کے روز طلباء اور مسکینوں کو جمع کر کے بانٹ دیتے یہاں تک کہ آپ کے حجرے میں مٹی کا برتن بھی نہیں رہنے دیتے تھے اور جب مکان خالی دیکھتے تو یہ کچھ دوہرا خوش ہو کر کہتے تھے۔ حضرت پیار اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ ہر جمعہ کو جو کچھ حاضر ہوتا تھا وہ سب تقسیم کر دیتے۔ آپ کے مرید ایسے یقین والے تھے کہ اسی طور ہر ہفتہ حجرا خالی ہوتا تو وہ بھر دیتے تھے اور آپ بانٹتے رہتے، ایسے آپ توکل والے تھے۔ اور دنیا کے زر و دینار سے بیزار تھے۔ آپ کے پاس جو بھی مال دولت آتا اسے آپ بانٹ دیتے تھے۔

حضرت خواجہ سید پیار اللہ رحمۃ اللہ علیہ :

حضرت شاہ پیار اللہ رحمۃ اللہ علیہ پہاڑوں میں ہمیشہ عبادت و ذکر و اذکار کے لئے جایا کرتے تھے۔ اور وہ دنیا کو کوئی تکلیف نہیں دیتے تھے۔ آپ کا ایک واقعہ اس طرح سے راوی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز آپ پہاڑ پر چلہ کشی کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت

آپ کے پاس دس کھجوریں تھیں اسی پر آپ نے چلہ پورا کیا۔ اور بعد فارغ ہونے کے بیر پور میں اپنے مکان پر تشریف لائے اور آپ نے مصلے کو کھولا۔ ایک چونٹی اس میں سے نکل کر آئی۔ اس وقت حضرت نے کہا کہ یہ طریقۂ الفت ہے پیار اللہ رحمۃ اللہ علیہ کیوں کہ تم نے اس چیونٹی کو بے وطن کیا ہے اور اس کو رنج میں ڈالا ہے اس لئے تمہاری عبادت مقبولِ درگاہ نہیں۔ یہ افسوس کی بات ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے دل میں سوچ کر پہاڑ کی طرف اس چیونٹی کو لے کر تشریف لے گئے اور اسے اس کے مقام پر پہنچا کر آپ مکان پر تشریف لائے اور چیونٹی کا دل دکھایا نہیں اس نقل کے مطابق ایک غزل ہے اسے بیان کرتا ہوں :

غزل صوفی از حضرت عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ

ولا گر تجھ کو ہے خواہش، لقائے حضرت باری
خیالِ معصیاں اللہ سے، تو اپنے دل کو کر آری

اگر کچھ ہوش ہے تجھ کو، دل اعصائی کا پیا کر
یہاں ہرگز روا مت رکھ، جہاں کی توں دل آزاری

رفیق اگر تجھ کو ہو توفیق، احسن حسن، کاریگر
کہ جزا فعال خوش گوئی، کرے تو حشر میں یاری

حدیثِ سرورِ دیں ہے، کہ دنیا کشت عقبیٰ ہے
یہاں پر کشت گاری جس وجہ کی باروی باری

بھروسہ کیا ہے دم کا، وہ آوے یا کہ نہ آوے
توں ہو بیدار وقتِ نیم شب کر جرم سے زاری

انیسِ غم زدہ ہو اور جلیسِ خاصگان ہو
حمیمِ مہرباں ہو بے کسوں کی کر مددگاری

الٰہی واسطے مقبول، حق شاہ پیار اللہ
لطیفِ کمتری کو، دے نبی کی حکم برداری۔

حضرت شاہ پیار اللہ نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا چار پائی اچکنا :

حضرت شاہ پیار اللہ موڈاسہ شہر میں مقیم تھے۔ وہاں ایک نیا حاکم آیا اور اس نے ہر مکان سے ایک ایک چار پائی لانے کو سپاہی بھیجے، مزدور کے ہاتھ سے جب وہ چار پائی حمالوں نے لاکر اکٹھا کی اور قصبہ کی طرف روانہ ہوئے، اس وقت حضرت شاہ پیار اللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلیز پر کھڑے ہوئے تھے۔ اس وقت آپ کی طرف ایک آدمی دوڑا اور حضرت کو پکڑ لایا اور حضرت کے سر پہ ایک کھاٹ اٹھوائی، آپ پر کچھ رحم نہ کھایا۔ جب قلعہ کے دروازے پر آپ پہنچے، اس وقت حاکم نے آپ کو دیکھا اور غور سے دیکھا تو چار پائی سر سے اوپر ہے تو اس وقت حاکم نے کہا سپاہیوں سے کہ یہ کون انسان ہے؟ یہ کوئی غوث اہلِ کرامت یا قطبِ زماں ہے؟ الغرض اس وقت اہلِ مجلس دیکھنے لگے غور سے اور کہنے لگے کہ یہ تو حضرت محبوب سبحان حبیب اللہ حضرت شاہ پیار اللہ رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ ہیں، یہ سن کر حاکم حضرت کے قدمبوس ہوا اور اپنے گناہوں کی معافی مانگی۔ اس وقت حضرت حافظ کا مصرع پڑھے۔

حضرت شاہ پیار اللہ نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ جب وہ حاکم جس نے آپ کے سر پہ چار پائی رکھوائی تھی، وہاں سے آپ اپنے مکان کی طرف واپس لوٹے اور اس مغرور حاکم کے حق میں بددعا کی تو حاکم اپنے عہدے سے معزول کر دیا گیا۔ آپ کے اوصاف بہت ہیں مگر فی الحال یہاں لکھنے کی گنجائش نہیں، اس لئے یہاں سے اب آپ کے صاحبزادے حضرت دلیل العلماء شاہ سالم رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ واقعات یہاں تحریر کرتا ہوں۔

حضرت دلیل العلماء شاہ عالم بن شاہ پیار اللہ کی دعاؤں سے بورسد کی ہندو عورت کو لڑکا ہونا :

حضرت شاہ سالم رحمۃ اللہ علیہ ایک روز قصد کر کے مسافر ہو کر بورسد تشریف لے گئے۔ وہاں پر ایک حرجی نام کا ہندو قوم کا عاشق رہتا تھا اور اس نے سنا کہ حضرت شاہ میاں محمود محبوب اللہ عرف دریائی دولہا کے پوتے بیرپور سے اس قصبہ بورسد میں تشریف لائے ہیں، یہ سن کر وہ اس کی

عورت کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ادب سے مرد و زن دونوں نے آپ کی قدمبوسی کی اور اپنا مقصد بیان کیا کہ یا حضرت! آپ دعا کرو تا کہ ہم ہمارا مقصد پائیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تیری عورت بے اولاد ہے، اس سے تیرا گھر آباد ہوگا۔ میرے اجداد کی برکت سے پروردگار دولڑکے دے گا۔ الغرض حمل پر دس ماہ گزرے تو اس کے وہاں اسی عورت کے پیٹ سے لڑکا پیدا ہوا اور اس کے بعد دوسرا بھی لڑکا پیدا ہوا۔ اسی طرح اب تک بورسد میں ان کی اولاد ہے۔

حضرت عبدِ منعم ابن شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ :

حضرت شاہ لاڈ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت شاہ پیار اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوا تین اور فرزند تھے، وہ حضرت عبد منعم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں یہ سب آپ کے صاحبزادے تھے۔ ان میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ شیخ الوقت تھے اور حضرت شاہ عبد منعم رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے علماء تھے، اس وقت کے جید علماء حضرت شاہ عمر شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان سے جو مسئلہ حل نہ ہو سکتا تو حضرت شاہ ولی اللہ سے حل کراتے تھے۔ آپ کو پروردگارِ عالم نے علم لدنی سے نوازا تھا اور آپ ہمیشہ ذکر و فکر میں تمام وقت گزارتے تھے۔

حضرت شاہ عبد منعم رحمۃ اللہ علیہ :

حضرت شاہ پیار اللہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان کے مہینے میں تراویح پڑھاتے تھے، اس وقت آپ کے مقتدیوں میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبد منعم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ اور چوتھے حضرت شاہ عمر پیر عالمِ جید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے سوا اور بھی انسان موجود تھے، جب قرات حضرت پیار اللہ رحمۃ اللہ علیہ پڑھ رہے تھے۔ اس وقت حضرت شاہ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لقمہ دیا تو اس وقت حضرت شاہ عبد منعم رحمۃ اللہ علیہ خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ چچا ابا کو تم نے کیوں لقمہ دیا اور ان سے تم نے گستاخی کی، کیوں کہ ابھی تم بچہ ہو اور اتنی جرأت تم میں کہاں؟ خبردار ! اب کبھی ایسی گستاخی نہیں کرنا۔ بزرگ کا ادب اور تعظیم کرنا، اس وقت حضرت شاہ پیار اللہ نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کو کچھ مت کہو یہ برابر (صحیح) ہیں کیوں کہ میں نے لوحِ محفوظ پر لکھا ہوا دیکھا ہے کہ عمر غلطی کو درست کرنے والے ہیں۔ پھر

حضرت نے تراویح کی نیت کی اور بھتیجے کوعزت دی۔

حضرت شاہ عمر بن شاہ عبدمنعم رحمۃ اللہ علیہ ورافضی :

حضرت شاہ عمر بن شاہ عبدمنعم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں مرزا ایلم کلی بیگ مغل بیر پور میں حاکم تھا اور وہ ہر سال زمینداروں کو اور مشائخوں کو اناج کی چٹھی دیتا تھا یہ دستور حضرت شاہ حمیدالدین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے چلا آتا تھا مگر اس کمینے مغل نے حقداروں کو چٹھی دینا بند کر دیا تو اس وقت حضرت کے پاس تمام مشائخ اور زمیندار آ کر عرض کرنے لگے کہ حضرت ! اس مغل رافضی نے ہماری اناج کی چٹھی بند کردی ہے اور یہ سلسلہ حضرت شاہ حمیدالدین رحمۃ اللہ علیہ سے چلا آرہا ہے تو آپ اور ہم سب مل کر اس کے پاس چلیں اور آپ کے ذریعہ سے ہمارا سب کا کام بن جائے، اس وقت آپ نے فرمایا کہ مجھے اس وقت اس کام سے دور رہنے دو، تم سب مل کر جاؤ، سب نے اصرار کیا مگر آپ تو اپنے ورد وظائف میں ہر وقت رہا کرتے تھے اور کبھی دنیادار حاکم سے ملتے نہیں تھے اس بات سے یہ مغل پورا واقف تھا اور جب دیگر مشائخ نے اس کی خدمت میں حاضر ہوکر چٹھی کا کہا تو اس نے بہانہ کیا کہ حضرت شاہ عمر رحمۃ اللہ علیہ یہاں تشریف لائیں تو میں چٹھی دوں گا۔ یہ بات اس کی سن کر تمام زمیندار آپ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کہ حضرت ! مغل نے آپ کے وہاں آنے پر چٹھی دینے کا وعدہ کیا ہے تو آپ کرم فرما کر ہمارے ساتھ تشریف لے چلو تو بہتر ہوگا۔ تب آپ نے فرمایا کہ یہ مغل رافضی بڑا جھوٹا اور زبان دراز ہے۔ اور بہت بڑا فتنہ انگیز ہے، اس لئے فساد خور جانی دشمن ہمارا ہے، یہ سب باتیں جو اس نے کہیں وہ سب فتنہ سے خالی نہیں اور وہ غلہ کی چٹھی ہرگز نہیں دے گا۔ مگر سب زمیندار آپ کو لاچار کر کے ساتھ لے گئے۔ جب آپ اس حاکم نابکار کے مکان پر تشریف لے گئے، اس وقت اس کمینے نے آپ کی طرف حقارت سے دیکھا اور شیخی کر کے مسکرایا اور آپ کے ساتھ میں بدی سے پیش آیا۔ آپ دلگیر ہوکر واپس آپ کے دولت خانے پر تشریف لے آئے اور دلگیر ہوکر درگاہِ جدی کے مزار پر حاضر ہوئے اور مزارِاقدس پر جو غلاف تھا، اس غلاف میں اپنا سر ڈال کر عرض کی یا جدی! مجھے مرزا نے دنیا میں خجل (شرمندہ) کیا ہے۔ اس طرح آہ و زاری غلاف کے اندر منہ رکھ کر کرتے رہے

اور اپنا منہ باہر نہ نکالا یا، جب تک ان کو ظاہر نہ ہوا۔ آپ کا جواب مل گیا تو آپ مکان پر تشریف لے آئے تو اس وقت آپ کو شدت کی بخار نے زور کیا، آپ کی بخاری کی خبر قصبہ میں گھر گھر پھیل گئی اور تمام کے تمام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حکیم اور طبیبوں کو حاضر کیا، جب انہوں نے آپ کی نبض دیکھی تو سب رونے لگے اس وقت آپ نے ایک مصرعہ فارسی کا پڑھا:

فرد فارسی :

طبع زادۂ عشق را نہ بزم گیر اے حکیم رنج تو بے فائدہ است مجے من لا دوا است

سب حاضرین مجلس کے دل شق ہو گئے اور کہنے لگے کہ اب حضرت کو واصل ہونے کا امکان ہے مگر ہم کو یہ مرزا برباد کردے گا، اس وقت آپ نے فرمایا کہ کچھ غم مت کرو، خداوند کریم قادرِ مطلق ہے اور اس مرزا کو جہنم میں داخل کرا کے میں مولیٰ کے نام پر جان حاضر کردوں گا۔ آپ کا یہ کہنا تھا کہ حاکم مرزا کے جسم میں ایسا درد پیدا ہوا کہ اس کو پالکی میں سلا کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شور وغل کرنے لگے اور کہنے لگے کہ آپ دعا فرماؤ تاکہ اسے شفا ملے، اب آپ سے ہرگز سرکشی نہ کرے گا اور آپ کے کہنے کے مطابق کرے گا۔ آپ رحم فرماؤ تب آپ نے فرمایا کہ اس کے جگر کو حضرت میاں محمود محبوب اللہ عرف دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کے تیر نے چھید دیا ہے اس لئے یہ زخم اچھا نہیں ہوگا اور پھر وہ واپس پھر کر مرزا کے مکان میں داخل ہوئے او روہاں جا کر دیکھا تو مرزا مرا ہوا تھا۔ اور اس کا جنازہ احمد آباد پہنچایا اور اس کو اس کے دادا کے قبرستان میں دفنایا۔

حضرت شاہ عمر بن عبدالمنعم رحمۃ اللہ علیہ دوسرے روز سوئے عقبیٰ تشریف لے گئے، ان کی حکایت یہاں ختم کر کے ان کے بھائیوں کا بیان سنو، بی بی رضیہ نصرت کے شکمِ پاک سے پانچ فرزند تولد ہوئے۔

پیار اللہ نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں کے حالات :

حضرت بی بی رضیہ نصرت حضرت شاہ ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھی۔ آپ کے اول فرزند شاہ سالم مسمیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے صاحبزادے حضرت شاہ سعداللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مزارِ مبارک پرانتج میں تالاب کی بوکھ میں ہے، وہاں آپ کا مزارِاقدس پر وہاں کے

رہنے والے آپ کے شیدائی وہاں جا کر نذر و نیاز مزارِ اقدس پر حاضر ہو کر کرتے ہیں اور تیسرے صاحبزادے حضرت شاہ معروف رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مزار اقدس پرگنہ مونڈھا (تحصیل کپڑونج) میں ہے اور چوتھے صاحبزادے شاہ طیفور رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور ان کا مزار علیینہ میں ہے۔ اور پانچویں صاحبزادہ حضرت شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مزار سورٹھ کاٹھیاواڑ کے نوانگر میں ہے۔ یہ سب حضرت کے پیارے نبیرے تھے۔ اور والد صاحب کے حکم سے مسافر ہوئے تھے اور گھر سے نکل کر جابجا عالم میں سیاحی کرتے تھے، ان میں سے حضرت شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ زبردست مست تھے اور وہ برہنہ رہتے تھے۔

جام نگر نوانگر میں حضرت پیر سید شاہ منصور بن شاہ پیار اللہ کا سوکھے کنویں کو ہرا بھرا کر دینا :

حضرت شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ ایک وقت آپ کے ساتھ میں دو درویشوں کے کولکیر نوانگر میں اترے۔ اس وقت وہاں کا راجہ جام نامی تھا۔ اور اس کو کہا کہ تو تیری لڑکی دے ورنہ اپنے ملک سے ہاتھ اٹھالے، اگر تو نے لڑکی نہیں دی تو میں تیرے راج کو تاراج کر دوں گا۔ آخر تو فقیروں کی طرح محتاج ہو جائے گا۔ یہ سن کر راجہ نے وزیروں کو بلا کر مشورہ کیا اور راجہ نے کہا، تم سب وزیر مل کر کوئی تدبیر کرو تا کہ حضرت یہاں سے چلے جائیں۔ دلگیر ہو کر اس وقت سب نے مل کر مشورہ کر کے حضرت سے کہا اگر آپ کو راجہ کی لڑکی کی خواہش ہے اور آپ شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہو تو ہم کہیں وہ کام کرو، تب آپ نے ان سے کہا کہ کہہ دو جو کچھ تمہارے دل کا مقصد ہے کیوں کہ حق تعالیٰ بڑا کارساز ہے اور مشکل کو آسان کرنے والا ہے۔ تب وزیروں نے حضرت سے کہا کہ راجہ کا باغ ہے اس میں ایک کنواں ہے وہ قدیمی سوکھا ہے۔ اس میں پانی کا قطرہ بھی نہیں اور باغ میں سب پودے بھی خشک ہیں اگر باغ ہرا بھرا ہو جاوے اور کنواں پانی سے لبریز ہو جائے تو آپ کو لڑکی دے دیں اس وقت آپ نے فرمایا انشاء اللہ ہم کل جائیں گے اور وہ باغ سوکھا ہے اس کو دیکھ آئیں گے۔ آپ فجر کو اٹھ کر تشریف باغ میں لے گئے اور اس کنویں میں آپ نے لعابِ دہن ڈالا تو اسی وقت کنواں جوش میں آیا، پانی سے لبریز ہو گیا اور باغ بھی ہرا بھرا ہو گیا تو پھر باغباں ن ے راجہ کو جا کر خبر دی کہ حضرت نے گلشن

کر دیا ہے، آپ چلئے وہاں، اور نظر سے دیکھا کہ کنواں لبریز ہے، الغرض راجہ وزیروں کو لے کر باغ میں گیا۔ اور دیکھ کر حیران ہو گیا، جب وہاں اس نے درختوں کی طرف دیکھا تو بہت سوچ میں پڑ گیا اور اس کی عقیدت مندی اتنی بڑھ گئی کہ وہ حضرت پہ دل و جان سے فریفتہ ہو گیا۔ راجہ کچہری میں آیا اور حضرت شاہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کو بلوائے اور راجہ نے لڑکی کو سنوار کے مجلس میں لا کر بٹھایا اور راجہ نے حضرت کو کہا کہ، یہ لڑکی آپ کو نذر کی، آپ چاہیں تو اسے نکاح میں لے سکتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت نے کہا، یہ لڑکی مجھے منظور ہے اور آپ نے لڑکی کے سر پہ ہاتھ رکھا تو اسی وقت وہ بھی حضرت کی طرح مست بن گئی اور اسی وقت اس کی زبان سے کلمہ جاری ہوا۔ حضرت کے طفیل وہ بھی مقبولِ رب ہو گئی۔

حضرت محمد چاند برادر حضرت خواجہ محمود محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو چرایا ہوا انار آپ کو کھانے دینا...... :

حضرت شاہ محمد چاند رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحبِ کرامت اور ولی اللہ تھے۔ اور ہر وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ آپ کی زبان سے کبھی بھی غلط یا فحش الفاظ نہیں نکلے ہیں اور آپ نے کبھی مکروہ یا مشکوک غذا نہیں کھائی۔ ایک وقت کا واقعہ ہے کہ ایک شخص کسی باغ میں سے انار چرا کر لایا اور اس وقت آپ حضرت کے ملفوظات میں سے محمود خوانی پڑھ رہے تھے کہ وہ انار کاٹ کر خادم نے ایک طبق میں اس کے دانے رکھ کر آپ کے سامنے لا کر رکھا۔ تب آپ نے اس وقت دونوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اے دانے جا یہاں سے۔ اس سخن کے سنتے ہی انار کے دانے طبق میں سے کیڑوں کی طرح چل کر روانہ ہو گئے تو سب حاضرینِ مجلس یہ دیکھ کر تعجب میں ہوئے۔ تب حضرت نے فرمایا کہ یہ ممنوع (ناجائز چوری کا) تھا۔ اس انار کے دانے کیڑوں کی طرح چلے گئے۔ آپ نے انار کے لانے والے سے کہا کہ ناجائز غذا درویش کو نہیں کھلانا۔ وہ انار کو لانے والا بہت پچھتایا اور اپنے گناہ کی معافی مانگی اور صدق دل سے توبہ کی اور وہ حضرت کا طالب ہوا۔

حکایت حضرت محمد چاند صاحب بن حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کا شیر سے بات کرنا:

حضرت شاہ محمد چاند رحمۃ اللہ علیہ ایک روز پیر مگلی پہاڑ پر عبادت کے لئے تشریف لے جارہے تھے کہ وہاں ایک شیر راستے میں ملا اور بیچ راستے میں کھڑا ہوگیا۔ آپ نے اس شیر سے فرمایا کہ تو کس لئے راستے میں کھڑا ہے؟ تو اس نے عرض کیا، حضرت! مجھے ایک ازدہے نے پریشان کررکھا ہے، وہ میرے غار میں گھس گیا ہے، باہر نہیں آتا۔ مجھے پریشان کررکھا ہے۔ آپ اس ظالم ازدہے سے میرا مکان واپس دلاؤ۔ انصاف کرکے میری مشکل حل کردو، یہ عرض کرکے شیر اپنے غار کی طرف گیا تو وہ ازدہا نیند سے جاگا اور دم ہلا کر اس کے منہ سے ایسے شعلے نکلے کہ جیسے قہر کی بجلی چمکتی ہو اور وہاں جو سبز گھاس اگی ہوئی تھی، وہ بھی جل کر خاک ہوگئی۔ اس وقت حضرت نے اسمِ اعظم پڑھ کر آپ نے فرمایا ازدہا! اگر شیخی کرتا ہے تو تیری شیخی سب مٹ جائے گی۔ تو مثل مینڈک کے ہوجائے گا۔ یہ سنتے ہی اژدہا ڈرا، کانپنے لگا، شیر کے غار کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ شیر خوش ہوکر اپنے غار میں گیا۔ حضرت محمد چاند رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بہت ہیں مگر یہاں فی الحال گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے ان کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالقوی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ مناقب لکھتا ہوں۔

حضرت شاہ عبدالقوی بن حضرت شاہ چاند محمد رحمۃ اللہ علیہ کا گاؤں بھالیج میں آگ کو بجھانا :

حضرت عبدالقوی رحمۃ اللہ علیہ بھالیج گاؤں میں مقیم تھے۔ آپ نے وہاں ایک حجرے میں قیام کیا تھا۔ اس وقت بھالیج میں آگ لگی جس سے مکان جل کر خاک ہوگئے۔ کیوں کہ اس وقت ہوا چل رہی تھی۔ اس غم سے وہاں کے لوگ تلملا رہے تھے۔ اور چاروں طرف سے لوگ اکٹھا ہوکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ حضرت! تشریف لے چلو۔ آگ میں ہماری بستی کے مکان برباد ہوئے جاتے ہیں۔ اس وقت آپ حجرے سے اٹھے اور جہاں آگ جل رہی تھی وہاں تشریف لے گئے۔ آپ نے ایک پانی کا بھرا ہوا برتن لے کر اس پر آیاتِ

قرآنی پڑھ کر آگ کی طرف چھڑکا۔ اسی وقت وہ آتش (آگ) سرد ہوگئی۔ حضرت کے طفیل ان کا مال سامان سب بچ گیا۔ آپ کے مناقب بہت سے ہیں مگر یہاں گنجائش نہیں، اس لئے ان کے صاحبزادگان کا ذکر لکھتا ہوں۔

حضرت شاہ عبدالقوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے شاہ حامد اور ان کے خلف حضرت شاہ محمد میر عارف رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ اور وہ بہت بڑے متقی تھے۔ ان کے صاحبزادے حضرت شاہ محمد چاند ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے اور وہ بڑے ذی وقار اور اہلِ معانی تھے اور ان کے پانچ خلف (شہزادے) تھے۔ ان میں سے دو زندہ رہے وہ تھے حضرت شاہ حامد قوی اور دیگر حضرت شاہ عبدالنبی۔

ام الاولیاء حضرت بی بی ہدیہ علیہ الرحمہ کی دعاؤں سے بلائیں دور ہونا :

ارض محمود کا بن سراخیں کلکے ایخ
عزت دو ہو جگ میں سو بی بی ہدیہ دیکھ
دعا کرے تینا والد ہر ہرین بے دعا نہ گھر کہوں
جگت کرامت جانئی سو سال ہند صبح

بی بی ہدیہ علینہ میں جا کر مقیم ہوئی وہاں حجرے میں رہی، علینے کی سب بلائیں آپ کی دعا سے کھوگئی اور وہاں آپ کو کرامات بہت سی ظاہر ہوئی اور آپ کی دعا سے سب کی مراد بر آئی آپ کے واقعات بہت ہیں۔

حضرت شاہ علی رضا صاحب بن حضرت شیخ سید حاجی محمد یعقوب قدس سرہٗ کا بیان:

حضرت شاہ علی رضا صاحب حضرت قاضی محمود دریائی صاحب کے خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کو دہلی سے مغل شہنشاہ شاہ عالم ثانی سے بیر پور پرگنے کی ۱۰۰۰ بیگھہ زمین کا فرمان ۱۲۷۱ھ میں دیا تھا۔ آپ کو اس فرمان میں حضرت قطب محمود صاحب قدس سرہٗ کا سجادہ نشین لکھا گیا ہے۔ آپ کا مزار مبارک بیر پور میں حضرت قاضی خان قدس سرہٗ کے مقبرے اور چاند میاں کے چورا کے درمیان میں ہے۔ حضرت شاہ علی رضا صاحب کے والدِ بزرگوار شیخ حاجی محمد یعقوب کو

۱۱۱۲ھ میں بیر پور پرگنے کے گاؤں کا فرمان مغل شہنشاہ شاہ عالم نے دہلی سے دیا تھا۔اس فرمان میں دریائی صاحب کو شیخ الکبیر کا خطاب لکھا گیا ہے۔اس فرمان میں آپ کو دریائی صاحب کا سجادہ نشین تحریر کیا ہے۔مہر (۱) شاہ علی رضا بن حاجی محمد یعقوب اور (۲) حضرت حاجی محمد یعقوب کی بھی ہے اس فرمان میں حضرت حاجی محمد یعقوب کو بیر پور پرگنے کے (۱) کولکم (کوڈیم) اور (۲) کھاٹا گاؤں دیے گئے ہیں۔

حضرت قاضی خان قدس سرہٗ کا مقبرہ حاکم امیر وفادار نے تعمیر کرایا ہے۔ یہ مقبرہ شاہ عالم کے زمانے کے کچھ پہلے تعمیر ہوا۔درگاہ شریف کے اندر کے مزاروں کا نقشہ شاہ سالم بن پیار اللہ صاحب (قدس سرہٗ) کے حکم سے تین طالبِ علم (۱) عبدالقدوس (۲) عبدالقیوم اور (۳) مولانا احمد نے تیار کیا ہے۔

فارسی ملفوظات ودستاویزات سے ترجمہ کیا۔ راقم ۔ حاجی کمال الدین زین الدین پیرزادہ شنبہ مورخہ ۲؍فروری ۱۹۹۱ء، ۱۶؍رجب ۱۴اویں صدی، وقتِ زوال، ممبئی۔

خاندانِ دریائی کے بزرگوں کے حالات وواقعات :

حضرت سید شاہ پیار اللہ نور اللہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اول فرزند شاہ سالم صاحب کے بعد شاہ سید عبدالہادی عرف شاہ الہادیہ صاحب تھے۔آپ خواجہ دریائی کے سجادہ نشین تھے آپ کو درگاہ شریف خواجہ دریائی کی فارسی کی سند انگریز حکومت نے انگریزی میں دے کر مقام نڈیاد استقبال کیا تھا۔آپ بڑے عالمِ دین وشاہِ بے کسب بزرگ تھے۔آپ کے ایک اور بھائی حضرت سید شاہ میاں علی تھے۔آپ بھی بڑے عالم تھے۔ شاہ الہادیہ صاحب کے دو فرزند ہوئے۔(۱) شاہ صاحب عرف سید شہاب الدین (۲) حضرت شاہ سید بابو تھے۔

ان سے اور شاخیں بھی آج بیر پور شریف میں موجود ہیں۔مگر ہم آگے یعنی کہ حضرت سید شاہ الہادیہ کہ فرزند یعنی کہ فرزند سید شاہ حضرت سید شاہ شہاب الدین عرف شاہ صاحب سے جو شاخ چلی اس پہ نگاہ کرے۔شاہ صاحب سے حضرت خواجہ شاہ محمد میٹھا عرف شاہ میٹھا پیدا ہوئے۔ آپ بھی اپنے زمانے کے بڑے عالی قدر عالم وپرہیزگار ولیٔ کامل تھے۔آپ کے تین فرزند ہوئے جو تمام بڑے عالم دین مفکر وعبادت گزار ولیٔ کامل ہوئے۔(۱) سید خواجہ ہاشم عرف ہاشمی

میاں (۲) سید خواجہ سراج الدین (۳) سید خواجہ علم الدین عرف شاہ عالم میاں۔ان بزرگوں کی شاخیں آج تک موجود ہیں۔

اب ان کی اولادوں میں......حضرت پیر سید شاہ خواجہ عبدالجبار عرف جھومیاں رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل تھے۔آپ کے والد سید خواجہ علم الدین عرف شاہ صاحب تھے۔ان کے دو بھائی اور تھے (۱) سید خواجہ ہاشم میاں (۲) سید خواجہ سراج الدین انہی کی اور اولادیں بھی آج بیر پور شریف میں موجود ہیں۔آپ نے تحفۃ القاری ملفوظ ۳؍شعبان ۱۱۹۳ھ میں فارسی میں نقل لکھی ہے۔جسے قریب ۲۱۱ سال کا وقت گزر چکا ہے۔اس کے علاوہ دوسری دینی کتابیں بھی لکھی تھیں جو عربی وفارسی میں تھیں۔)اس کی نقل حضرت پیر سید الحاج کمال الدین بن محدث گجرات زین الدین نانا حضور کے پاس تھیں۔(یہ ممبئی میں رہتے تھے) انہوں نے ایک خط جو میرے پاس موجود ہے اسی میں آپ نے حضرت عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ نے شجرہ شریف کورٹ میں رجسٹرار کیا تھا ویسا لکھا ہے اس کی فوٹو کاپی سے مجھے ممبئی سے مورخہ ۲۰؍اگست ۱۹۸۴ء کو لکھا ہے۔آپ عبدالجبار کے چار صاحبزادے تھے۔(۱) رحمو میاں (۲) لیما میاں (۳) باقر میاں (۴) کمال الدین ہوئے۔ان چاروں کی شاخیں بیر پور میں موجود ہیں۔

حضرت پیر خواجہ سید الحاج کمال الدین رہے۔ بڑے عبادت گزار باعمل صاحبِ کشف بزرگ تھے آپ نے گجرات کے بیشتر علاقہ کا دورا کیا تھا۔(حضرت شاہ کمال الدین عرف کمودادا کو ۱۸۶۵ء کو انگریز حکومت نے ممبئی علاقہ کے گورنران کاؤنسل کی جانب سے سند نمبر ۱۱۸ ایکڑ زمین ۱۱۹ دے کر حضرت خواجہ سیدنا شاہ محمود دریائی کی وہیوٹ کرنے کے طور پر سند دی تھی آپ کو سجادہ نشین بھی لکھا ہے۔جونا شر کے پانچویں پشت کے جدِ اعلیٰ ہیں۔) حدیث نبوی اور قرآن پاک کی تفسیر وغیرہ علم اپنے گھر کے علماء وفضلاء سے حاصل کیا تھا۔آپ کے کل چھ صاحبزادے تھے یہ تمام عالم، فاضل تھے۔اپنے ۶ بیٹوں، بیٹی، داماد کے ساتھ میں یعنی ۱۴ بیٹے بیٹوں کی بیویوں اور وہ دادا دادی یعنی کل ۱۶ افراد ایک گھر کے حج بیت اللہ گئے تھے۔آپ لوگ سب کے سب بڑی عمر اور کثیر اولاد والے کمبے کے بھائی، بھتیجے، ناتی نواسے والے تھے۔

اس بنا پر آج بیر پور شریف میں پہچان ان گھر والوں کی کموٹولا کے نام سے ہوتی ہے۔ اس کنبہ میں ہر دور میں بڑے بڑے نامور علمی، تہذیبی، خوش اخلاق اور دنیا کے معاملات سے دور رہ کر علم دین اسلامی تبلیغ، مریدین و معتقدین میں ہمہ وقت سفر میں گزارتے تھے۔ سفر کی بنا پر جائیداد ملکیت سے دور رہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کنبہ سے بڑا کام لیا، یہی چھ چھ (یعنی بھائیوں نے) گجرات، راجستھان، مدیہ پردیش، مہاراشٹر اور دکن کے دورے کئے۔ دور دیہاتوں میں جاجا کر اسلام کی سچی تبلیغ اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چل کر کی۔ جن کے نام کچھ اس طرح ہیں۔ (۱) سید مولانا حاجی دوست محمد (۲) سید مولانا حاجی مفتی جمال الدین (۳) سید خواجہ حاجی مفتی شاہ عالم (۴) سید مولانا حاجی قاسم میاں (۵) سید حاجی مولانا اکبر میاں (۶) سید خواجہ حاجی مفتی عالم ربانی شاہ صاحب میاں۔

حج کے موقع پر دادی جان نے اللہ تعالیٰ کے گھر میں منیٰ، مزدلفہ، مقامِ ابراہیم، صفا مروہ اور مدینہ شریف میں دعا کرتے کہ اللہ تعالیٰ میری ہر ایک نسل میں تو حاجی رکھنا ویسا ہی ہوا ہے۔ آج اسی چھٹی پشت میں نسل بہ نسل الحمدللہ حاجی ہیں۔ یہ پرہیزگار ماں کی سچی دعا ہے۔ پھر انہی سے جمال الدین بن کمال الدین بن عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ آپ سے پانچ فرزند ہوئے جن کے نام حسب ذیل ہیں: (۱) صاحب میاں (شہاب الدین) (۲) موسو میاں (۳) ولی میاں (۴) سید میاں (۵) مراد میاں ہوئے اور ایک صاحبزادی ہوئی تھی۔ حضرت پیر الحاج مولانا شاہ جمال الدین کی شادی سیدہ سابڑی بی بی (صابرہ بی بی) سے ہوئی تھی۔ ملک رسول میاں بن حسین میاں بن چھابا میاں بن ملک رسول میاں سے ہوئی تھی۔ (ان کا خاندان آگے چل کر حضرت قاضی خان صاحب سے جا کر سلسلہ ملتا ہے، یہ قاضی خان صاحب حضرت سید شاہ حمید الدین چاہلدہ عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے داماد ہیں آپ کی صاحبزادی سیدامۃ الرؤوف عرف بی بی صاحبہ سے نکاح ہوا تھا۔ انہیں بیر پور پرگنہ کے گاؤں راجنا ولیمر واڑا انعامی طور پر ملے تھے۔ بادشاہی دور میں یہ دستاویز فارسی میں تھے۔ انگریزی حکومت نے ۱۷۶۰ء میں مقام کھیڑا بلا کر انگریزی میں سند دی تھی اور یہ ملک خاندان والوں کو دیے تھے۔ بتاریخ ۷/ مارچ ۱۹۸۷ء مطابق ۶/رجب ۱۴۰۷ھ

پیرزادہ حاجی کمال الدین زین الدین صاحب کے خط میں مجھے لکھا ہے۔) میرے دادا حضرت سید شاہ مولانا شہاب الدین مقام بالاسنور میں تلاؤ دروازہ کے پاس آئی ہوئی کھجوری مسجد میں ۴۰ سال امامت پر فائز رہے۔ بالاسنور سے بیر پور نواب صاحب کی خانگی ٹپال آپ کبھی کبھی لاتے لے جاتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد بیر پور آتے ظہر کی نماز کے وقت واپس چلے جاتے۔ اس طرح مقام ورگھری تحصیل لوناواڈا ضلع پنچ محل کی مسجد کی بنیاد بھی آپ نے ڈالی تھی۔ وہاں بھی ۱۵ سال امامت کا فریضہ نبھایا تھا۔ سب کے سب پانچوں بھائی دیندار اور عالم باعمل تھے۔ ہماری دادا اماں سیدہ اجو بی بی تھیں، آپ بھی بڑی علم والی پرہیزگار خاتون تھیں۔ ان میں حضرت شہاب الدین بن جمال الدین صاحب سے آگے لکھ رہا ہوں۔ ان کے پانچ فرزند تھے۔

(الف) (۱) پیرزادہ سید عبدالرحمان بن شہاب الدین (صاحب میاں)

آپ پولیس میں تھے دین دنیوی علم گھر کے لوگوں سے اور بیر پور میں حاصل کیا۔ آپ کی شادی کارنٹا شریف جناب پیرزادہ نور بی بی کے ساتھ ہوئی تھی آپ بڑے ابا (ناشر) کے تھے۔ بھری جوانی میں انتقال فرما گئے بڑی اماں کارنٹا شریف چلے گئے۔ یہاں اپنی والدہ و بھائیوں کے ساتھ رہتے تھے۔ آپ کے ایک فرزند ہوئے، جناب پیر سید قمر الدین بابا کے والد کا انتقال ۱۴/رجب ۱۹۴۳ء میں ہوا، تدفین بیر پور میں ہوئی اور والدہ حجانی نور بی بی کا انتقال ۲۸/اکتوبر ۱۹۹۲ء کو ہوا، کارنٹا شریف میں مدفون ہیں۔

نام : پیر سید قمر الدین المعروف پیرزادہ

پیدائش : ۲۰/شعبان ۱۳۶۳ھ مطابق ۴/اپریل ۱۹۴۴ء کے دن ہوئی تھی۔

۱۱ سال کی عمر میں یعنی ۱۱/شوال مطابق جون مہینے میں ۱۹۵۵ء کو احمد آباد دارالعلوم شاہ عالم (جمال پور) میں داخل ہوئے پھر ہر سال عرس کارنٹا شریف میں جاتے میرے والد پیر سید فتح محمد بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ناشر) کی دوکان کے ٹینٹ منڈب لگاتے۔ چاچا بھتیجا ساتھ میں رہتے تھے۔ انہیں عالم کی سند مورخہ ۲۰/شعبان ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۲ء کو ملی سند لے کر کارنٹا گئے۔ کچھ دنوں کے بعد عرس مخدوم کارنٹا جانے کے بعد والد شاہ سید فتح محمد صاحب کو میرے نانا

حضور سید شاہ الحاج عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میاں آپ کا بھتیجا عالم کی سند لے کر آیا ہے۔ اور ابھی تک کارنٹا سے بیر پور کیوں نہیں آئے۔ آپ فوراً انہیں بیر پور بلا لو، والد نے بیر پور بلایا میں قمرالدین بابا دادا حضور پیر عبدالرزاق بابا کو ملنے گئے۔ آپ نے عمامہ، نئے کپڑے، جوتے، شیروانی، اچکن وغیرہ کا انتظام کروا دیا۔ یہ سارا انتظام فتح محمد چاچا نے کروایا تھا۔ ایک جاندار جلوس یہ جلوس بیر پور گھانچی واڈ (شیخ بھائیوں کی مسجد) اب مسجدِ الف سے نکلا اس جلوس میں بیر پور کے تمام بڑے حضرات احمد چاچا، یاسین چاچا، غلام محمد چاچا، مراد چاچا، شہاب الدین میاں، نجو میاں، فضلی میاں، احمد میاں، ملک عنایت شاہ، ملک احمد شاہ، امراؤ میاں ملک وغیرہ شامل تھے۔ یہ جلوس خاص بازار سے قصبہ میں ہوتا ہوا درگاہ شریف پہنچا۔ اس وقت بیر پور شریف کے تمام بڑے مشائخ آستانۂ خواجہ دریائی پر آپ کے ارشاد مبارک پر میرے لئے حاضر رکھے تھے۔ درگاہ شریف میں جانے کے بعد دادا حضور نے کہا مولانا کمال الدین وعظ کرو، میں نیا تھا۔ لوگ جتنے موجود تھے اس وقت کہ جید عالم فاضل تھے۔ اور دادا حضور کا حکم تھا کیا کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمت دی۔ خواجہ دریائی کے سامنے انا اعطینٰک الکوثر پر میں نے تھوڑی دیر وعظ کیا۔ پھر دادا حضور شاہ سید الحاج عبدالرزاق بابا رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اچھا بیٹھ جاؤ۔ اسی آیت کو عنوان بنا کر بڑے اچھے انداز میں بیان کیا تھا۔

خلافت اول : بالآخر آپ نے مجھے درگاہ شریف کے اندر ہی عمامہ باندھا اور سلسلۂ دریائیہ سہروردیہ وغیرہ سلسلوں کی خلافت دی۔ سب کے سب نے دعا سے سرفراز فرمایا تھا۔ بعد میں بڑے بڑے پیرزادگان (سیدزادوں) نے مجھے دادا حضور کے کہنے پر عمامہ پہنایا سلام دعا کے بعد حضور نے مجھے ایک پین اپنی جیب سے نکال کر دی، مولانا کمال الدین یہ رکھو، آپ کے بہت کام آئے گی۔ میں چھوٹا تھا بھلا پین سے کیا کام کروں گا وہ پین جو کام کر گئی اس سے دنیا خاص کر گجرات اور پوری دنیا جانتی ہے کہ آپ طیبہ کے سہ تنتری (۱) سنی کون (۲) بہارِ شریعت (۳) ذکرِ جمیل (۴) سیرت سید المرسلین دیگر گجرات میں بے شمار کتابیں آپ نے ترجمہ اور اشاعت کی ہیں۔ سند ملنے کے بعد آپ نے مجھے کہا دو چار دن بعد رمضان شریف آنے والے

ہیں آپ ساٹھویں تراویح پڑھانے جانا میں آپ کو چھوڑنے جاؤں گا۔ خیر اسی رمضان میں اتفاق سے بیر پور مسجد چاہلدہ کے امام حضرت پیر سید الحاج انور میاں جنیدی دریائی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے۔ مجھے دادا حضور نے کہا اب آپ کہیں نہیں جاؤ گے، رمضان کی تراویح اور نمازیں یہیں ادا کرواؤ گے۔ الحمدللہ مجھے بڑا فخر ہوا۔ جس مسجد میں شاہ خواجۂ خواجگان پیر حمیدالدین رحمۃ اللہ علیہ خواجہ دریائی اور میرے تمام اجداد نے یہاں نماز پڑھی اور پڑھائی وہی جگہ مجھے نصیب ہوئی تھی۔ آپ مجھے ٹینٹائی، بالانور، ہلدروا وغیرہ جانے کو کہتے تھے۔ حضرت نے دارالعلوم شاہ عالم جمال پورا احمد آباد میں قریب ۲۵ سال گزارے تھے، آج بھی آپ وہاں سرپرست ہیں۔ ان کے علاوہ بالاسنور، ٹنکراریا، بڑودہ دیگر دارالعلوم سنی مسلم کمیٹی گونڈل اور دیگر اسلامی تنظیموں میں آپ سرپرست ہیں۔ آپ نے قریب سات بار حج کیا ہے۔ افریقہ، انگلینڈ، سعودی عرب، پرتگیز، فرانس، کینیڈا، امریکا دیگر اور دنیا کے دیشوں اور کشمیر کنڈلہ سے کچھوچھا لکھنؤ اندور وغیرہ ہندوستان کا بھی دورہ کیا ہے۔ آپ کا پوتا بھی حافظ و عالم کی سند پر فائز ہے۔ آپ کی چوتھی پشت دیکھنے والے ہمارے خاندان میں نصیب پانے والے ہیں۔ آپ نے اپنے والد اور دادا کو نہیں دیکھا ہے بلکہ آپ نے تو اپنے والد کو بھی نہیں دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں اضافہ کرے......آمین......آپ کی والدہ سید پیرانی ماں نور بی بی اور بیٹا عبدالمصطفیٰ میاں کو بھی آپ نے حج کروایا ہے، آپ بھی آپ کے والد کے جانشین ہیں۔

خلافت دوم : بتاریخ ۲۵/ مارچ ۱۹۶۸ء مقام کچھوچھہ شریف، خانقاہِ اشرفی میں حضرت پیر سید مولانا شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ اشرفی قادری کی خلافت اجازت وغیرہ ۱۴ خانوادوں سے نوازا تھا۔

خلافت سوم : ۱۹۹۹ کی سال میں بتاریخ ۶/ اپریل کو حج زیارت کے بعد بغداد شریف آستانۂ حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین و ناظم حضرت پیر سید عبدالرحمٰن عرف ظہیرالدین قادری دامت برکاتہٗ العالیہ نے قادری سلسلہ کی خلافت سے نوازا تھا۔

خلافت چہارم : ۱۹۷۹ء میں حضرت پیر مفتیٔ اعظم (کانپور) سلطان المناظرین قبلہ

شاہ رفاقت حسین مظفر پوری رحمۃ اللہ علیہ نے پیرانِ پیر قطب الاقطاب سیدنا شاہ قطب محمود جلالی سہروردی (خلیفۂ مخدوم جلال الدین بخاری، سہروردی رحمۃ اللہ علیہ) کارنٹا شریف کی جامع مسجد میں اشارہ شدہ خلافت واجازت سے نوازا، وہ خلافت یہ ہے: قادری، چشتی، اشرفی، حامدی، برکاتی، ضیائی وغیرہ خلافت واجازت سے نوازا۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

شادی : آپ کی پہلی شادی اپنے ماموں صاحب کی بیٹی سیدہ قریشہ بی بی صاحبہ کے ساتھ ہوئی تھی انہی سے (۱) حاجی عبدالمصطفیٰ میاں (۲) جمال الدین (۳) فاطمہ بی بی اولاد ہوئی تھی۔

(ب) (۲) پیرزادہ سید احمد میاں شہاب الدین (صاحب میاں)

ہمارے چاچا جناب حضرت سید احمد میاں صاحب دیندار نمازی اور بیر پور شریف کی مسجد و درگاہ شریف دریائی سرکار کے ٹرسٹی رہے۔ وہ جوانی میں پان وتمباکو کی تجارت کرتے تھے، آپ غالباً ۸۵ سال کی عمر میں ۶/مئی ۱۹۸۷ء کے روز وفات پائے۔

ان کے چار صاحبزادے تھے۔ (۱) پیرزادہ سید جمال الدین (۲) محمد میاں (۳) حسین میاں (۴) زین الدین (یوایس اے والے)

(۱) جمال الدین احمد میاں صاحب بیر پور گرام پنچایت کے ممبر بھی تھے درگاہ شریف میں بھی کافی وقت خدمت کی۔ ان کی شادی بیر پور (محمود پورا) میں سید غلام نبی بن محمد میاں کی بیٹی سرو بی بی سے ہوئی۔ آپ ۱۹۸۷ء میں جیل میں غازی کی حیثیت سے رہے۔ ان کی وفات تاریخ ۲۱/جولائی ۲۰۰۳ء مطابق ۳/جمادی الاخر ۱۴۲۴ھ کو ہوئی۔ سید جمال الدین صاحب تجارت وکھیتی کا کام کرتے تھے ان کے دو صاحبزادے (۱) پیر سید ریاض الدین (۲) پیر سید اعجاز الدین اور ایک صاحبزادی سیدہ جہاں آرا بی بی ہیں جو ناشر کی زوجہ ہیں۔ جناب ریاض الدین نوکری اور جناب اعجاز الدین سرکاری ٹیچر ہیں مقام کہان، تحصیل ضلع بھروچ۔

(۲) پیرزادہ سید محمد میاں احمد میاں صاحب ایس ٹی میں کنڈکٹر تھے اور آپ مقام دھولکا ضلع احمد آباد میں رہے تھے۔ آپ کی شادی مقام دھولکا کے باشندے شاہ سید مرتضیٰ میاں الولی الحسین صاحب کی صاحبزادی سیدہ نسیم بانو سے ہوئی تھی۔ آپ دینی کام میں حصہ لیتے تھے۔

آپ کے ایک صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ (۱) پیر سید حمید الدین عرف پیارے صاحب اور صاحبزادیوں میں (۱) سیدہ صفی النساء (۲) سیدہ فرض النساء (۳) سیدہ شائستہ بی بی ہیں۔ آپ کا صاحبزادہ سید حمید الدین دھولکا میں ہی رہتے ہیں اور پیشہ سے وکالت کررہے ہیں۔ ابھی آپ سرکار دریائی رحمۃ اللہ علیہ درگاہ شریف ٹرسٹ میں ٹرسٹی بھی ہیں۔ (پیرزادہ محمد میاں آپ کا وصال ۱۱/رمضان ۱۴۲۷ مطابق ۵/اکتوبر ۲۰۰۶ء میں بروز جمعرات کو ہوا)۔

(۳) پیرزادہ مولانا سید حسین میاں احمد میاں صاحب دارالعلوم شاہِ عالم میں پڑھے اور گجرات کے کئی گاؤں میں امامت کی، فی الحال گھر پر ہی ہیں۔ آپ کی شادی اپنے چاچا پیر سید یاسین میاں صاحب کی صاحبزادی سیدہ مقصودہ بی بی سے ہوئی۔ آپ کے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہے۔ (۱) سید حفیظ الدین (۲) سید مولانا قاری محمد ہاشمی میان (۳) سید صدام حسین (۴) صاحبزادی سیدہ شبانہ بی بی۔

(۴) جناب پیرزادہ زین الدین احمد میاں صاحب آپ پیشہ سے ٹیچر تھے اور آپ کی شادی اپنے ماموں کے یہاں یعنی ملک خاندان میں ہوئی۔ مقصودہ بی بی ابنِ احمد حسین میاں سے ہوئی آپ بھی ٹیچر تھے۔ آپ بیر پور درگاہ شریف کے ٹرسٹی بھی رہے بعد میں آپ اپنی بیوی اور بچہ کے ساتھ امریکا جا کر بسے۔ آپ کی وفات ۲۱/ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ بروز بدھ مطابق ۹/دسمبر ۲۰۰۹ء کو ہوئی۔ آپ کے دو صاحبزادے (۱) سید خورشید احمد (۲) سید سراج الدین و صاحبزادیاں (۳) سیدہ عطیہ بانو (۴) سیدہ نازنین بانو ہیں جو سبھی آج بھی امریکہ میں بسے ہوئے ہیں۔

(ج) (۳) پیرزادہ سید صوفی غلام محمد شہاب الدین (صاحب میاں)

ہمارے چاچا جناب حضرت سید غلام محمد صاحب جوانی میں کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ پھر بیر پور جامِ دریائی مسجد میں امامت پر فائز رہے خدمت دیتے رہے۔ آپ کی شادی سیدہ زہرا بی بی ابن سید عثمان میاں امام میاں بخاری کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ آپ کے ایک صاحبزادہ سید اختیار احمد اور ایک صاحبزادی سید محمودہ بی بی ہیں۔ سید اختیار احمد نے اپنی والدہ کے ساتھ ۲۰۱۰ء میں حج کیا تھا۔ آپ کی شادی آپ کے چاچا کے یہاں ہوئی۔ سیدہ خیر النساء

(فاطمہ بی بی) سے ہوئی آپ کے تین فرزند ہیں۔

(د) (۴) پیرزادہ سید یاسین میاں شہاب الدین (صاحب میاں) سید یاسین میاں صاحب میرے (ناشر) کے چوتھے نمبر کے چاچا تھے۔ آپ جوانی میں ڈیسر، ورچھیسر، ساولی وغیرہ گاؤں میں رہ کر دین کا کام انجام دیتے تھے۔ پھر بیرپور گرام پنچایت میں (کارکن) رہے۔ جن بلائیں آپ سے جلدی دور ہو جاتی تھیں۔ آپ نے گجرات میں خواجۂ دریائی نام کی کتاب لکھی تھی۔ میرے والد کے گزرنے کے بعد آپ نے دلی محبت کے ساتھ ہماری دیکھ بھال رکھی تھی۔ آپ کی وفات عرس خواجہ دریائی کے مطابق ۵/ربیع الآخر کو انتقال ہوا تھا۔ آپ صاحب کے تین صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں ہیں صاحبزادوں میں (۱) سید نظام الدین (۲) سید نعیم الدین (۳) سید مولانا نصیر الدین ہیں۔

(ر) (۵) میرے والد حضرت پیرزادہ سید فتح محمد صاحب میاں علم دین گھر کے لوگ والد، چچاؤں سے سیکھا۔ تین یا چار دھورن کا گجراتی علم سیکھا۔ بھائیوں کے ساتھ پان کی دوکان درگاہ شریف کے کام وتمباکو بیڑی بنوانے کا کام تھا۔ بیرپور شریف میں آپ کی بڑی عزت تھی آپ نے کھیتی بھی کی اور پودے بھی کافی زمین میں لگائے تھے۔ ہماری ایک زمین میں قریب ۶۰ سے ۷۰ آم کے پیڑ لگائے تھے جو کافی بڑے تھے۔ ۱۹۷۳ء کی بارش کی زیادہ ریل آنے سے بہہ گئے تھے۔ کچھ بڑے پیڑ تھے لیکن گھریلو حالات سے مجبور کر کے بالآخر ۱۹۸۳ء میں خود میں نے ہی انہیں کٹوا ڈالا تھا۔ یہ میری زندگی کا سب سے بڑا درد رکھنے والا کام کیا تھا۔ وقت کی مجبوری نے حالات نے مجبور کیا تھا کیونکہ کوئی سہارا نہ تھا کھانا، پینا، اسکول مدرسہ کے لئے دنیوی کاموں کے لئے روپیہ نہیں تھے۔ والدہ اکیلی تھیں اور کوئی کمائی کا ذریعہ نہ تھا لمبی زمین نہیں تھی۔ کیا کرتے۔ والدہ کا وصال بتاریخ ۱۴/نومبر ۱۹۷۶ء مطابق ۱۲/ذی القعدہ ۱۳۹۶ھ صبح ۱۱ بجے ہوا تھا۔ نانا حضور مجھے اور بھائی پیر سید الحاج صفی اللہ صاحب کو ۱۴/مئی ۱۹۷۷ء مطابق ۲۵/جمادی الاول ۱۳۹۷ھ کو بیرپور شریف سے احمد آباد دارالعلوم شاہ عالم میں داخل کرا کے علم دین حاصل کرنے نانا جان حضرت پیر سید الحاج عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ رکھ گئے تھے۔ اس وقت حضرت قبلہ حاجی پیر سید مولانا کمال الدین المعروف

پیرزادہ دارالعلوم شاہ عالم میں موجود تھے۔ انہیں دیکھ بھال اور قیادت میں سونپا تھا، کچھ وقت کے تقاضے نے مجھے مجبور کیا دارالعلوم کی پڑھائی چھوڑ کر بیرپور آنا پڑا تھا۔ کیوں کہ جب میری ہی ۱۰ سال کی عمر تھی میرے بعد پیر یوسف میاں، قریشہ بی بی اور عائشہ بی بی یہ تین بھائی بہن چھوٹے تھے۔ یہ حالات گھر کے ودیگر خانقاہی حالات نے ہمیں مجبور کر دیا تھا۔ نانا حضور کی سب ملکیت اماں صاحب کے ہاتھوں آئی تھی۔ انہی مکان، کتابوں اور صحبت کی وجہ سے دینداری علم وفضل عزت و دولت نصیب ہوئی تھی۔ اماں صاحب نے سارے قریب ۱۲ مکان کرایے پر دیے تھے انہی کے کرایوں سے ہمارا گذران ہوتا۔ ایک وقت تھا اماں کے قریب ۸۰ تولہ سونا اور ۲۰ کلو کے اوپر چاندی تھی۔ لیکن وقت کروٹ لیتا ہے (امتحان علمی وعملی ہر ایک پر آتا ہے ایسا دور ہم پر بھی گزرا تھا) کہ صبح کی چائے بھی نہ ملتی تھی، دوسری تو بات دور کی تھی۔ خیر ماں کی دعا، نانا جان والد والدہ کی تعلیم، تربیت اور ہمت، حوصلے نے ہمیں واپس اسی موڑ پر لا کر رکھ دیا ہے۔ یہ سارا منظر خواجہ دریائی سرکار کی سچی محبت سے نصیب ہوا۔ ہر وقت آپ کی سوانح حیات پڑھنا، دکھانا پھیلانے کا کام کرتے رہے، کرتے رہیں گے انشاء اللہ اور دن رات ہمیں کامیابی نصیب ہو ویسی آپ بھی دعا کریں آمین! بڑے بھائی پیر شفیع اللہ صاحب کو قاری کی سند دارالعلوم شاہ عالم سے ملی تھی۔ اس کے ۶/اکتوبر ۱۹۸۵ء بروز اتوار مطابق ۱۰/محرم الحرام کو حضرت قبلہ حاجی پیر کمال الدین زین الدین (ممبئی والا) کی زیر صدارت میں خلافت اول کی سند حضرت پیر سید الحاج مفتی گجرات شاہ قمر الدین بابا المعروف دریائی اشرفی نے سلسلہ عالیہ، اشرفیہ، قادریہ، چشتیہ وغیرہ کی خلافت دی تھی۔

خلافت دوم : بغداد شریف سے حضرت شیخ سید میراں عبدالقادر جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین کی جانب سے بھی جناب پیر سید ظہیر الدین قادری نے خلافت عطا کی ہے۔

خلافت سوم : حضرت سید شیخ الاسلام محمد مدنی باوا کچھوچھہ سے بھی خلافت سے نوازا تھا۔ آپ نے دریائی سرکار پر گجراتی، انگلش، اردو میں کتابیں لکھیں وشائع کی ہیں۔

حضرت سید شاہ شفیع اللہ کی شادی مقام محمود پورا کے پیرزادہ سید عبدالرحیم فیروز میاں صاحب کی بیٹی سیدہ ہاجرہ بی بی کے ساتھ بتاریخ ۲۳/مئی ۱۹۹۲ء مطابق ۲۰/ذی القعدہ ۱۴۱۲ھ کے دن ہوئی۔ اس دن (ناشر) کا بھی نکاح ہوا تھا یعنی دونوں (ناشر) بھائیوں کی شادی

ایک دن ایک ساتھ ہوئی تھی آپ کی پانچ اولادیں ہیں۔(۱) ذکیہ بی بی عرف طٰہٰ بی بی ۱۰ پاس
(۲) حسن مثنیٰ عرف طفیل احمد ۱۰ پاس (۳) عبدالرزاق کلاس ۶
(۴) محمد جیلانی، کلاس ۵ (۵) صائمہ بی بی کلاس ۳

آپ نے کینیا، تنزانیہ، ملاوی، مزمبیہ، ساؤتھ افریقہ، دبئی، کموروس دیشوں کے کافی باردورے کئے ہیں۔ دین اسلام کی بڑی خدمت کرتے ہیں آپ نے مقام بھلوڑا، مہیسہ، برینا، بڑودا وغیرہ کئی جگہ مسجد مدرسوں کی بنیاد رکھی ہے۔ آپ نیوز پیپر راج دنڈ اسلامی ماہنامہ فلاح اسلام چلا رہے ہیں۔

اس طرح دین کے کام میں تینوں بھائی یعنی پیر شفیع اللہ، پیر محمد مدنی میاں (ناشر)، پیر یوسف میاں نے اپنے اپنے ذمہ ایک دوسرے کا کام ایک جی جاں، ایک ساتھ مل کر (تین تار ایک ساتھ) کرتے رہے۔ خانقاہ و دین دنیوی ترقی کرتے کرتے بالآخر بتاریخ ۲۱/جولائی ۲۰۰۷ء کو میں خود (ناشر) کچھ مجبوری برداشت نہ آنے کی وجہ سے اپنے بھائی سے الگ ہو گئے۔ خیر ہر وقت نئی بات سوچ دلاتا ہے۔ خود مختار ہو کر وہ چیلنج بالآخر پا لیا جو جس کے لئے نکالا گیا تھا۔ الحمدللہ تیسرے بھائی پیر سید محمد یوسف میاں نے علم بیر پور لونی شریف، جودھپور، ٹنکاریہ، مدرسوں ودارالعلوموں سے حاصل کیا۔ انہوں نے بھی اپنے نانا کے مریدین ومعتقدین سے رشتہ بنائے رکھے آج اپنی طرح دین کا کام انجام دیتے ہیں۔ ان کی شادی احمد آباد کی نسرین بی بی بنتِ چھوٹو میاں قادری نڈیاد کے رہنے والے ہیں خاندانِ قادریہ میں کی ہے۔

مورخہ ۲۹/مئی ۲۰۰۶ء کو نکاح کیا گیا ان کے ایک بیٹا پیرزادہ حامد اکمل ہے۔ ایک بیٹی کا نام حامدہ بی بی ہے۔ بیٹا انگلش میڈیم میں لوناواڑا میں پڑھتے ہیں، بیٹی چھوٹی ہے۔ حضرت پیر سید الحاج قمر الدین دادا صاحب نے مورخہ ۱۷/جولائی ۲۰۰۷ء مطابق ۱۴۲۹ھ خلافت واجازت سے نوازا تھا۔ میری دو بہنیں ہیں قریشہ بی بی وعائشہ بی بی ہیں۔ دونوں کا نکاح ۳۰/مئی ۱۹۹۹ء کو ہوا تھا۔ پہلی بہن کے بیٹے کا نام شہاب الدین بیٹی کا نام میمونہ بی بی ہے۔ پیرزادہ ریاض الدین جمال الدین سے ہوا (یہ ناشر کی بیوی کے سگے بھائی ہیں۔) دوسری بہن کے دو بیٹے (۱) باقر احمد (۲) محمد شیلانی اور ایک بیٹی آسیہ بی بی ہے۔ انہوں کا نکاح پیرزادہ شکیل احمد محمود میاں سے

ہوا ہے۔ مگر کچھ ناانصافی کی وجہ سے قریب ۴ سال پہلے احمد آباد اپنے بھائی (ناشر) کے اپنے بچوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مدد فرمائے۔ آمین!

حضرت پیر سید مولانا شاہ الحاج قطب زماں خواجہ عبدالرزاق بن شاہ صاحب میاں رحمۃ اللہ علیہ (ناشر) کے نانا حضور تھے۔ آپ کی پیدائش ۵/اگست ۱۹۰۰ء میں ہوئی تھی۔ علم دین والد، چاچا سے اور آپ کے سسر حضرت پیر سید حافظ ومحدث علامہ الشاہ ولیٔ کامل محدث گجرات زین الدین بن علم الدین بن کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ سے عربی، فارسی کی سند لی۔ بعد میں مرید و خلیفہ بھی انہوں کے تھے۔ آپ کی بیوی کا نام سیدہ زینب بی بی تھا۔ آپ کے ۱۷ اولادیں ہوئی تھیں۔ جن میں ایک بیٹے حضرت پیر سید مولانا عبدالقادر (ماموں جان ناشر کے تھے) پیدائش ۳/فروری ۱۹۳۳ء کو صبح ۵ بجے مطابق ۸/صفر ۱۳۵۲ھ جمعہ کے روز پیدا ہوئے۔ جوانی کی حالت میں وفات پا گئے تھے۔ علم دین سورت دارالعلوم سے حاصل کیا تھا اس وقت ساری پڑھائی سنی عقائد سے دی جاتی تھی بعد میں وہابیت کی طرف یہ مدرسہ ہو گئے ہیں۔ ان کے بعد میری والدہ ماجدہ سیدہ ام الخیر آمنہ بی بی ہوئے اکیلے زندہ رہے۔ ان کا نکاح بتاریخ ۸/مئی ۱۹۶۱ء میں پیرزادہ سید فتح محمد بن شاہ سید مولانا شہاب الدین بن جمال الدین بن کمال الدین سے ہوا تھا۔ نانا حضور حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے میں نے آگے لکھا ہے اسی طرح بیر پور (گھانچی واڑ) سانٹھبا، ٹینٹوئی، ہلدروا، منوبر، شیر پورا وغیرہ امامت کا فریضہ نبھایا تھا۔ لیکن آپ خود مختار زندگی پسند بھی کیا تھا۔ بیر پور شریف میں آپ نے چائے کی ہوٹل کے بعد صابن کا کارخانہ بھی کیا تھا۔ جس میں میرے چاچا اور دیگر حضرات بھی کام کرنے آتے تھے۔ ممبئی میں سات راستے کی جگہ اور تاردیو میں بھینسوں کے طبیلے و دودھ کا دھندہ بھی کیا کھیتی بھی بیر پور شریف میں کرتے تھے۔ اس کے باوجود علمی خانقاہی کام بجالاتے دینی اور دنیوی معاملات میں قاعدے قانون میں بڑھ چڑھ کر آپ حصہ لیتے اسی لئے درگاہ شریف حضرت خواجہ محمود دریائی B.387 ٹرسٹ، رجسٹر تاریخ ۲۹/دسمبر ۱۹۵۳ء کھیڑا اور مسجد چاہلدہ (قصبہ مسجد) B-333 کے بانی وٹرسٹی رہے۔ آپ کی محنت سے اور دور دراز کام کرنے کی وجہ سے ان کے بعد میرے پاس بیر پور شریف کے ان

تمام کاموں کا آپ کے ہاتھوں کیا تھا۔ پیپر ورک کا ایک بڑا دستاویزی خزانہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ نانا حضور اکیلے ہونے کے باوجود اپنے ہر کام میں کامیابی پائی اس کی وجہ آپ نیک سچے خانقاہ کی بقاوعزت وعظمت کو بچانے کے لئے کام کرتے رہے لیکن ایک آدمی کب تک غلط لوگوں سے مقابلہ کرتا رہے۔ آپ جوانی میں بھی اپنے والد چاچا اور سسر کے مریدین معتقدین کی مسند پر سجادہ نشینی پر فائز تھے۔ آپ بیر پور شریف میں اس زمانے میں پہلے ایسے پیر تھے جو سابر کانٹھا، بناس کانٹا، احمد آباد، بھروچ، پنچ محل، مدھیہ پردیش، راجستھان، مہاراشٹر کے گاؤں میں جن جن علاقوں میں گئے وہاں آپ ہی مقبول ہوئے تھے۔ آپ قد آور اور مضبوط جسم کے تھے، نیلا عمامہ شریف اور شیروانی اکثر استعمال کرتے بڑے مہمان نواز تھے۔ مریدوں کو اپنے گھر کے کنویں سے پانی کھینچ کر خود نہلاتے، سانپ، بچھو وغیرہ کے زہر اتارنے میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ بندے ناشر نے کئی بار دیکھا ہے آپ نے اپنے چہیتے مرید جناب حاجی احمد ولی پٹیل مقام موسم، تحصیل واگرا، ضلع بھروچ کو بڑی کرامت بتائی اس کی چشم دید آج ان کی بیوی حجانی عائشہ بی بی حاجی احمد پٹیل قریباً ۹۰ سال کی عمر میں زندہ ہیں۔ بندے (ناشر) کو دوسال سے یاد کرتی تھیں اس لئے دو ماہ پہلے روبروان کو انہی کے داماد کے گاؤں مقام ڈیرول تحصیل بھروچ جا کر ملا تھا۔ انہوں نے کئی بار مجھے میرے بھائی، میری والدہ اور ان کی اولادوں کو بتاتے ہیں کہ موضع موسم کی زمین ایک غیر مسلم گراسیہ کی تھی وہ ساری قریب ۸۰۰ بیگھہ زمین حاجی احمد رکھنا چاہتے تھے مگر وہ گراسیہ کے پاس جاتے لیکن وہ کوئی بھی مسلم کو دینے کو تیار نہ تھا اور کہتا تھا کہ میں اس گاؤں میں مسلمان بسنے نہ دوں گا۔ یہ سن کر جناب حاجی احمد ولی پٹیل صاحب اپنے پیرومرشد کے پاس بیر پور آئے آپ نے کہا کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل وکرم کرے گا، آپ واپس جائیں اور اس کی زمین کے کوئی حصہ والی زمین سے ایک مٹھی مٹی لے کر واپس میرے پاس آجاؤ۔ وہ مٹی لے کر آئے آپ نے گیارہ دن رات پیر مگلی پہاڑ پر آتے جاتے اس پر کچھ پڑھ کر دم کرتے تھے۔ بارہویں دن حضرت احمد پٹیل صاحب کو کہا، جاؤ یہ مٹی آپ جہاں سے لائے تھے وہاں جا کر واپس ڈال دو اللہ تعالیٰ جلد کرم فرمائے گا۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد وہی گراسیہ

جناب حاجی احمد ولی پٹیل صاحب کو ساری زمین دینے آ گیا تھا۔

الغرض حضرت کی پیشین گوئی کہ مطابق آپ نے اسی گاؤں میں مسجد کی بنیاد رکھی اور جناب پٹیل حاجی احمد ولی کی تین بیویوں سے کثیر تعداد میں اولاد ہوئی۔ جو یہ بات کہ آج بھی شہادت دیتی ہے یہ ہے اللہ والوں کی زندہ کرامت۔ آپ کے بے شمار واقعات ہیں آپ نے ۱۹۶۵ء میں حج کیا، انہی کے ساتھ (احمد ولی پٹیل) اور دیگر مریدین کے ساتھ کی تھی۔ آپ بڑے عبادت گزار نماز کے پابند ذکر ہمیشہ اللہ ہو اللہ ہو زباں پر رہتا تھا۔ میری پرورش اور میرا ذمہ انہی کے ذمہ تھا کیونکہ اس گھر میں کوئی بچہ نہ تھا۔ میری نانی ماں سیدہ حجانی، عالمہ زینب بی بی بنتِ زین الدین علیہ الرحمہ دیکھ بھال کرتی تھیں۔ میرے ہی سامنے میری نانی ماں والدا ور نانا جان کا انتقال ہوا تھا۔ حضرت نانا جان کی وفات ۲۶/ ذی القعدہ ۱۳۹۷ھ مطابق ۹/ نومبر ۱۹۷۷ء کے دن ہوا تھا۔ کیونکہ میری نانی ماں سید حجانی زینب بی بی حاجی عبد الرزاق کی انتقال چاند ۲۵/ شعبان ۱۳۹۶ھ مطابق ۸/ ستمبر ۱۹۷۶ء کے دن ہوا تھا۔ فقیر والد ۲۱/ ذی القعدہ ۱۳۹۶ھ بروز اتوار مطابق ۱۴/ نومبر ۱۹۷۶ء کو، یہ تینوں ایک سال کے اندر انتقال فرما گئے تھے اس وقت میری عمر قریب ۱۰ سال کی تھی۔

رحلت نامہ حضرت مولانا حافظ سید زین الدین محدث گجرات ولد علم الدین صاحب دریائی حنفی القادری الچشتی السہر وردی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ (یہ ناشر کے والدہ کے سگے نانا حضور ہیں۔)

(۱) حمد کے لائق ہے وہ جس نے جہان پیدا کیا اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو رتبۂ اعلیٰ دیا۔

(۲) سونپ کے نظم جہان محبوب اپنا کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اے شفیع المذنبین خیر الوریٰ۔

(۳) ہم غریبوں کو تمہارا ہے فقط اب آسرا دین کا سرسبز گلشن دیکھ لو مرجھا گیا۔

(۴) شاہ شمس العارفین محمود محبوبِ خدا خطِ گجرات میں مشہور ومعروف اولیاء۔

(۵) قصبۂ بیر پور جن کے نور سے تھا باصفا ہائے پر گام ازل ان کے خلف کو آ گیا۔

(۶) یعنی زین الدین بھی اب چل بسے دار بقا اور پھر سرسبز ان کے خلف کو آ گیا۔

(۷) تھے امیر کابلی شاہ خراسان ان کے پیر پاک دل پاکیزہ طینت شاہ نیک خردسن ضمیر۔

(۸) فیض سے تھے ان کے زین الدین ایک بدرِ منیر صاحب استاد ورنگِ ما عارفت مے بینظیر۔

(۹) ہائے پیغامِ قضائے ان کو بھی یوں آ گیا دین کا سرسبز گلشن یک بیک مرجھا گیا۔

(۱۰) ابرِ غم سارے جہان پر یوں چھا گیا کیا قیامت آ گئی کیا حشر برپا ہو گیا۔

(۱۱) جس طرف دیکھو بس ایک طوفانِ غم سا آ گیا اس کے خون آنکھوں میں ہے اللہ یہ کیا ہو گیا۔

(۱۲) موت کا پیغام زین الدین کو بھی آ گیا دین کا سرسبز گلشن ہی مگر مرجھا گیا۔

(۱۳) کیا اچانک یا الٰہی یہ مصیبت آ گئی موت کس کی جو یہ رنج والم برسا گئی۔

(۱۴) آفتابِ دین پر بدلی سی کیا چھا گئی روئے انور کس کا چھپنے سے شب غم آ گئی۔

(۱۵) موت کا پیغام زین الدین کو بھی آ گیا دین کا سرسبز گلشن یک بیک مرجھا گیا۔

(۱۶) خلق روتی ہے ادھر اور اس طرف فرزندوں زن آپ کیا جاتے ہیں سب کو چھوڑ کر اصلی وطن۔

(۱۷) ہم سے آخر کس طرح اٹھے گا یہ رنج ومحن ہائے دنیا مرکزِ آفاتِ صد رنج وفتن۔

(۱۸) موت کا پیغام زین الدین کو بھی آ گیا۔ دین کا سرسبز گلشن ہی مگر مرجھا گیا۔

(۱۹) کب ملو گے اور کہاں اتنا تو فرما دو ذرا چہرۂ انور کو پھر اللہ دکھلا دو ذرا۔

(۲۰) پھر دلوں کو آتشِ الفت سے گرما دو ذرا بے قراروں کو تسلی دے کے سمجھا دو ذرا۔

(۲۱) اللہ تعالیٰ تم کو پیغام قضا آ گیا گلشن ملت شگفتہ ہو کہ پھر مرجھا گیا۔

(۲۲) عمر سب ذکرِ الٰہی میں گزاری آپ نے کر دیا ایک علم کا سرچشمہ جاری آپ نے۔

(۲۳) جاہلوں کی زندگی یعنی سدھار و آپ نے کیسے عمدہ حافظ اور بنوائے قاری آپ نے۔

(۲۴) اللہ تعالیٰ ان کو پیغامِ قضا کیا کیا آ گیا، دین کا سرسبز گلشن ہی مگر مرجھا گیا۔

(۲۵) مرشدِ عالم محدث اور مقرر آپ تھے، فضل اور حکمت کی دنیا میں بھی رہبر آپ تھے۔

(۲۶) عالموں اور فاضلوں میں سب سے برتر آپ تھے، حافظ قرآن تھے اس پر مفسر آپ تھے، فضل اور حکمت کی دنیا میں بھی رہبر آپ تھے۔

(۲۷) موت کا پیغام زین الدین کو بھی آ گیا، دین کا سرسبز گلشن یک بیک مرجھا گیا۔

(۲۸) ایک عالم کس قدر نامی گرامی چل بسے، پیشوائے خلق اور مذہب کے حامی چل بسے۔

(۲۹) اولیاء وانبیاء مشہور ونامے چل بسے، چل بسے ہاں عارضی بھی اور دوامی چل بسے۔

(۳۰) موت کا پیغام زین الدین کو بھی آ گیا۔ گلشنِ مذہب شگفتہ ہو کے پھر مرجھا گیا۔

(۳۱) جمعہ کا دن اور وہ خطبہ سنانا آپ کا، وہ رجب کی پہلی اور ممبر پہ زینہ آپ کا۔

(۳۲) سورۂ رحمان سے جمعہ پڑھانا آپ کا، اللہ تعالیٰ پر اثر انداز رہنا آپ کا۔

(۳۳) کیا کہے منظر ہمارے سامنے کیا آ گیا، گلشنِ ملت ہی گویا یک بیک مرجھا گیا۔

(۳۴) تھی رجب کی چوتھی اور تھا روز بھی اتوار کا، غش جو آیا کہ یوں موت کے آثار کا۔

(۳۵) ہائے وقتِ اثر چل بسنا میرے سردار کا کیا غلام احمد نا سینا شق ہو مجھ نا چار کا۔

(۳۶) موت کا پیغام زین الدین کو بھی آ گیا۔ گلشن مذہب شگفتہ ہو کے پھر مرجھا گیا۔

یہ رحلت نامہ حضرت پیر سید مولانا غلام احمد دریائی بیرپوری نے آپ کے وفات پہ لکھا تھا۔

دعائے محمودی

تاج المحققین، قدوۃ الواصلین، شمس العارفین، مرشدِ انشاجو، محبوبِ الٰہی، قطب ربانی، سلطان الاولیاء سیدنا شاہ خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ ہر فرض نماز پڑھنے کے بعد رب کی بارگاہ میں عاجزانہ حقیر، غریب، لاچار ہو کر ربِّ کریم کی حضور یہ دعائے محمودی پڑھا کرتے تھے۔ یہ دعا پڑھنے سے دل میں عجب کیفیت ملتی ہے۔ لہٰذا روحانی علم تلاش کرنے والوں کو اکثر یہ دعائے محمودی پڑھنا چاہیے۔ ہر فرض نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا قبول ہو۔ آمین!

الٰہی توبہ توبہ	اللہ میں توبہ کرتا ہوں میری گناہوں کی
الٰہی توبہ توبہ	اللہ میں توبہ کرتا ہوں میری گناہوں کی
توفیق نیک بخش الٰہی	اللہ نیک توفیق دے
بخشندۂ تو ئیں خطائی	گناہوں کی بخشش کرنے والا تو ہی ہے

من مسکین غریب بندۂ گدائی — میں تیرا غریب، لاچار بندہ ہوں

من خدا خود را نہ شناختم — میں نے اپنے آپ کو ہی جانا نہیں

گاہے تخمِ نیکی نہ کاشتم — میں نے کبھی نیکی کا بیجا بویا ہی نہیں

از غیر توں روزیٔ نہ دستم — تیرے علاوہ اور کوئی بھی مجھے روزی دینے والا نہیں

غیر شرعِ آاے خود کردم — شریعت کے خلاف ہی میں نے کام کیا ہے

من بھی ترسم از تو ہر دم — تیرے سے میں ہمیشہ ڈرتا ہوں

من نے خود را بتو سُپردم

میں نے اپنے آپ کو تیرے ہی حوالے کیا ہے۔

از ہیر سو ہوا نہ رستم — نفس کے احسان میں نے چھوڑے نہیں ہیں

دل خود بادوں نے بستم

میرے دل جو مکروہات ہیں اسے میں نے دیکھا ہے — سرگردہ بتو ہشتم

تیرے (احکامات) کے میں خلاف گیا ہوں — بکشائے در توں رحمانی

تیرا رحمانی دروازہ میرے لئے کھول دے

برماز مکر شیطانی

شیطان کے مکر وفریب سے مجھے بچا

برنامے توں جین قربانی

تیرے نام پر میری جان قربان ہے

نامِ عصیان وقتِ جوید

میرے اعمال نامہ گناہ کا قیامت کے دن — کُن کرم کُن ندۂ بشوید

میرے اوپر (کرم، رحم) کرنے والے — بعد دعا کے محمود بگوید

کرم فرمان کی وجہ یہ ہے کہ محمود دعا کرتا ہے۔

شجرے

شجرۂ عالیہ قادریہ شاہیہ دریائیہ

(۱) الٰہی بحرمت رحمت عالم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) الٰہی بحرمت حضور سید الاولیاء اسد اللہ مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ

(۳) الٰہی بحرمت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

(۴) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

(۵) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

(۸) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ السید الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

(۹) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالواحد یمنی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ ابوالحسن علی ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوسعید مبارک علی بن حسین مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ ابومحمد محی الدین سید عبدالقادر غوثِ اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ علی حداد رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵) الٰہی بحرمت حضرت شیخ افلح رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) الٰہی بحرمت حضرت شیخ قطب الیمین ابی الغیب ابن جمیل رحمۃ اللہ علیہ

(۱۷) الٰہی بحرمت حضرت شیخ فاضل بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸) الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عبید غوثی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹) الٰہی بحرمت حضرت شیخ جلال الدین حسین المشہو مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰) الٰہی بحرمت حضرت شیخ صدر الدین راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ

(۲۱) الٰہی بحرمت السید برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۲۲) الٰہی بحرمت السید سراج الدین شاہ عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۲۳) الٰہی بحرمت السید حمید الدین چاہلدہ عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۴) الٰہی بحرمت السید شاہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ

(۲۵) الٰہی بحرمت السید لاڈ محمد شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

(۲۶) الٰہی بحرمت السید شاہ پیار اللہ نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۷) الٰہی بحرمت السید شاہ عالم ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۸) الٰہی بحرمت السید مرحق اللہ دیا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۲۹) الٰہی بحرمت السید شاہ شہاب حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۰) الٰہی بحرمت السید شاہ میٹھا ذوالعلیٰ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۱) الٰہی بحرمت السید شاہ عالم علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۳۲) الٰہی بحرمت السید عبدالجبار ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۳) الٰہی بحرمت السید حاجی شاہ کمال الدین نور العین رحمۃ اللہ علیہ

(۳۴) الٰہی بحرمت السید حاجی سیدی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۳۵) الٰہی بحرمت السید حاجی قطب زمان عبدالرزاق محبوبِ حق رحمۃ اللہ علیہ

(۳۶) الٰہی بحرمت السید حاجی شاہ قمر الدین نور الاولیاء مدظلہ العالی

(۳۷) الٰہی بحرمت السید حاجی شاہ محمد مدنی غفرلہٗ۔

شجرۂ عالیہ سہروردیہ شاہیہ دریائیہ

(۱) الٰہی بحرمت سرور کائنات حضور احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) الٰہی بحرمت امیر الاولیاء سید الاصفیاء مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ

(۳) الٰہی بحرمت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

(۴) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ

(۵) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

(۶) الٰہی بحرمت سلطان ابراہیم ابن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

(۸) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا سقطی کرخی رحمۃ اللہ علیہ

(۹) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ممشاد علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ضیاء الدین عبدالقاہر ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الدین محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا جلال الدین حسین حیدر میر سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۷) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا سلطان احمد الکبیر بخاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا جلال الدین حسین مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ناصر الدین محمود نوشہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا برہان الدین عبداللہ قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۲۱) الٰہی بحرمت السید سراج الدین شاہ عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۲۲) الٰہی بحرمت السید حمید الدین چاہلدہ عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۳) الٰہی بحرمت السید شاہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ

(۲۴) الٰہی بحرمت السید لاڈ محمد شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

(۲۵) الٰہی بحرمت السید شاہ پیار اللہ نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۶) الٰہی بحرمت السید شاہ عالم ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۷) الٰہی بحرمت السید مردحق اللہ دیا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۲۸) الٰہی بحرمت السید شاہ شہاب حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۹) الٰہی بحرمت السید شاہ میٹھا ذوالعلیٰ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۰) الٰہی بحرمت السید شاہ عالم علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۳۱) الٰہی بحرمت السید عبدالجبار ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۲) الٰہی بحرمت السید حاجی شاہ کمال الدین نور العین رحمۃ اللہ علیہ

(۳۳) الٰہی بحرمت السید حاجی سیدی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۳۴) الٰہی بحرمت السید حاجی قطب زماں عبدالرزاق محبوبِ حق رحمۃ اللہ علیہ

(۳۵) الٰہی بحرمت السید حاجی شاہ قمر الدین نور الاولیاء مدظلہٗ العالی

(۳۶) الٰہی بحرمت السید حاجی شاہ محمد مدنی غفرلہٗ

شجرۂ عالیہ چشتیہ شاہیہ دریائیہ

(۱) الٰہی بحرمت سرورِ کائنات حضور احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) الٰہی بحرمت مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ

(۳) الٰہی بحرمت سیدنا امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

(۴) الٰہی بحرمت سیدنا حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

(۵) الٰہی بحرمت سیدنا داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) الٰہی بحرمت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) الٰہی بحرمت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

(۸) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ابوعلی رودباری رحمۃ اللہ علیہ

(۹) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سعید الدین حذیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امین الدین حبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابواسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابواحمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو محمد ابدال رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶،الف) الٰہی بحرمت خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۷) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سلطان الہند معین الدین حسن غریب نواز چشتی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ الاسلام بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۱) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مخدوم نصیر الدین روشن چراغ دہلوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۲) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید جلال الدین حسین مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ

(۲۳) الٰہی بحرمت حضرت سید ناصر الدین نوشہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۲۴) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید برہان الدین قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۲۵،الف) الٰہی بحرمت السید حمید الدین جاہلدہ عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۵) الٰہی بحرمت السید سراج الدین شاہ عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۲۶) الٰہی بحرمت السید شاہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ

(۲۷) الٰہی بحرمت السید شاہ محمد شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

(۲۸) الٰہی بحرمت السید لاڈ محمد شیخ الاسلام پیار اللہ نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۹) الٰہی بحرمت السید شاہ پیار اللہ نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۰) الٰہی بحرمت السید شاہ عالم ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۱) الٰہی بحرمت السید مرد حق اللہ دیا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۳۲) الٰہی بحرمت السید شاہ شہاب حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۳) الٰہی بحرمت السید شاہ میٹھا ذوالعلیٰ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۴) الٰہی بحرمت السید شاہ عالم علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۳۵) الٰہی بحرمت السید ابوالجبار ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۶) الٰہی بحرمت السید حاجی شاہ کمال الدین نور العین رحمۃ اللہ علیہ

(۳۷) الٰہی بحرمت السید حاجی سیدی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۳۸) الٰہی بحرمت السید حاجی قطب زماں عبدالرزاق محبوب حق رحمۃ اللہ علیہ

(۳۹) الٰہی بحرمت السید حاجی شاہ قمر الدین نور الاولیاء مدظلہٗ العالی

(۴۰) الٰہی بحرمت السید حاجی شاہ محمد مدنی غفرلہٗ

شجرۂ عالیہ مغربیہ شاہیہ دریائیہ

(۱) الٰہی بحرمت سرورِ کائنات حضور احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) الٰہی بحرمت مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ

(۳) الٰہی بحرمت سیدنا امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

(۴) الٰہی بحرمت سیدنا حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

(۵) الٰہی بحرمت سیدنا داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ابی عثمان مغربی طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ

(۸) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ابوبکر نساج رحمۃ اللہ علیہ

(۹) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ابوالفضل بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ابوالبرکات سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا علی مسعود اندلسی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ ابی مدائن شعیب رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ابی محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ابوالعباس قریشی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا محمد قیمی مغربی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۷) الٰہی بحرمت سیدنا شیخ بابا اسحاق کھٹوی مغربی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ الاسلام سراج الصدیقین مخدوم شاہ احمد گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا برہان الدین عبداللہ قطب عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰) الٰہی بحرمت السید سراج الدین شاہ عالم بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۲۱) الٰہی بحرمت السید حمید الدین چاہلدہ عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۲) الٰہی بحرمت السید شاہ محمود محبوب اللہ دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ

(۲۳) الٰہی بحرمت السید لاڈ محمد شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

(۲۴) الٰہی بحرمت السید شاہ پیار اللہ نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۵) الٰہی بحرمت السید شاہ عالم ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۶) الٰہی بحرمت السید مرد حق اللہ دیا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۲۷) الٰہی بحرمت السید شاہ شہاب حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۸) الٰہی بحرمت السید شاہ میٹھا ذوالعلیٰ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۹) الٰہی بحرمت السید شاہ عالم علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۳۰) الٰہی بحرمت السید ابوالجبار ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۱) الٰہی بحرمت السید حاجی شاہ کمال الدین نور العین رحمۃ اللہ علیہ

(۳۲) الٰہی بحرمت السید حاجی سیدی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۳۳) الٰہی بحرمت السید حاجی قطب زماں عبدالرزاق محبوب حق رحمۃ اللہ علیہ

(۳۴) الٰہی بحرمت السید حاجی شاہ قمر الدین نور الاولیاء مدظلہٗ العالی

(۳۵) الٰہی بحرمت السید حاجی شاہ محمد مدنی غفرلہٗ

شجرۂ طیبہ مشائخ سلسلۂ عالیہ قادریہ اشرفیہ

بخش دے یارب! شفیعِ دوسرا کے واسطے — سرور وسید محمد مصطفیٰ کے واسطے
دین ودنیا کی میری سب مشکلیں آسان کر — حضرت مولا علی مشکل کشا کے واسطے
دور کردے میرے مولا! مجھ سے ہر کرب وبلا — سبطِ اصغر اس شہیدِ کربلا کے واسطے
میرے سجدوں کو بھی یارب! کردے تو زین العباد — حضرت سجاد رأس الاولیاء کے واسطے
علم ہو بہرِ عمل اور ہر عمل ہر زیرِ علم — حضرتِ باقر امام وپیشوا کے واسطے
صدق ہو گفتار میں اور صدق ہی کردار میں — جعفرِ صادق شہِ صدق وصفا کے واسطے
سر جھکادوں جب کہیں سن لوں تیرا پیارا کلام — موسیٰ کاظم شہِ صبر ورضا کے واسطے
دے بلندی مجھ کو بھی اپنے رضائے خاص کی — شاہ ہمنامے علیِ مرتضیٰ کے واسطے
کر عطا حسنِ عمل کے ساتھ حسنِ خاتمہ — شاہ حسن بصری امیر الاولیاء کے واسطے
میرا سینہ ہو الٰہی! اور ہو تیرا حبیب — شاہ حبیب عجمی کی شانِ دلربا کے واسطے
یا الٰہی ! رنگِ داؤدی میں مجھ کو رنگ دے — حضرتِ داؤد طائی خوش نوا کے واسطے
یا الٰہی! امر بالمعروف کی توفیق دے — حضرت معروف کرخی رہنما کے واسطے
یا الٰہی! مجھ پہ ہر سرِّ خفی کر دے جلی — شاہ سری سقطی کے کشفِ حق نما کے واسطے
یا الٰہی! ہو جنودِ حق میں میرا بھی شمار — حضرت شیخ جنید پارسا کے واسطے
یا الٰہی! دولتِ صدق وصفا کردے نصیب — حضرت بوبکر شبلی با صفا کے واسطے
ایک دیکھوں ایک جانوں ایک کا ہوکر رہوں — عبدِ واحد شاہ تمیمی کی سخا کے واسطے
دین ودنیا کی عطا کر دیجئے سب فرحتیں — حضرتِ بوالفرح طرطوسی بخدا کے واسطے
یا الٰہی! حسن نیت حسنِ ایماں کر عطا — بوالحسن ہنکاریؒ پیرِ ہدیٰ کے واسطے
عاقبت میری مبارک ہو میری دنیا سعید — بو سعید شاہ مبارک باخدا کے واسطے
الغیاثُ الغیاثُ یا غیاث العالمیں — غوثِ اعظم بندۂ قدرت نما کے واسطے
ذکرِ حدادی کی جلوہ ریزیاں کردے عطا — شاہ علی حداد میرے پیشوا کے واسطے
بخش دے یارب! مجھے دارین کی ساری فلاح — اس علی افلح کے زہد واتقا کے واسطے
مجھ پہ یارب! جھوم کر برسے تیرا ابرِ کرم — حضرت بوالغیث اس بحرِ عطا کے واسطے

فضل فرما اور مردہ دل کو دے دے زندگی
ابن عیسیٰ فاضلِ حق آشنا کے واسطے
رات دن برسا کرے ذوقِ عبادت کی گھٹا
شاہ عبید غیثؒ اس بے ریا کے واسطے
دین کو میرے جلالت کر عطا اے ذوالجلال!
شاہ جلال الدین بخاری رہنما کے واسطے
دونوں عالم کی شرافت بخش دے مولا! مجھے
اشرفِ سمناں میرے غوث الوریٰ کے واسطے
آنکھ میں دے نور میرے رزق میں دے برکتیں
نورِ عینِ عبدِ رزاق اولیاء کے واسطے
میری دنیا ہو حسیں اور میرا عقبیٰ ہو حسیں
شاہ حسن سردارِ بزمِ اتقیا کے واسطے
دل میں ہو عشقِ محمد، لب پہ ہو حمدِ خدا
شاہ محمد اشرفِ شاہِ ہدیٰ کے واسطے
میرا سر ہو اور سودائے محمد مصطفیٰ
حضرت سید محمد اولیاء کے واسطے
راہِ حق میں مجھ کو جانبازی کا جذبہ کر عطا
شاہ حسینِ ثانی کے صبر ورضا کے واسطے
برکتوں سے بھر دے میرا کاسۂ دل اے کریم!
حضرت عبدالرسولِ پارسا کے واسطے
جس طرف دیکھوں نظر آئے مجھے نورِ خدا
شاہ نوراللہ نورالاصفیاء کے واسطے
میرا سر ہو اور ہو سرمستیٔ حب اللہ
شاہ ہدایت اللہ میرے نا خدا کے واسطے
بس عنایت ہی عنایت ہو میرے اللہ کی
شاہ عنایت اللہ کی مہر و وفا کے واسطے
یا الٰہی ! رات دن مجھ پر رہے اشرف کا فضل
نظرِ اشرف سید اہل صفا کے واسطے
اے خدا تیری نوازش ہر گھڑی مجھ پر رہے
شاہ نواز اس صاحبِ جود وسخا کے واسطے
یا الٰہی! عمر بھر خاکِ درِ اشرف رہوں
شاہ صفت اشرف کے زہدِ بے ریا کے واسطے
مست کردے مست رکھ اور اپنے مستوں میں اٹھا
حضرت سید قلندر کی ولا کے واسطے
یا اللہ العالمیں! منصب میرا کردے بلند
سید منصب عالی کی ارتقا کے واسطے
حسنِ پاکیزہ عطا کر اشرفی دربار سے
حضرت اشرف حسینِ مقتدا کے واسطے
یا الٰہی! حمد سے تیری کبھی غافل نہ رکھ
شاہ بو احمد ہمارے پیشوا کے واسطے
مجھ پہ احمد کا ہو سایہ مجھ پہ اشرف کا کرم
سیدی مختار اشرف با صفا کے واسطے
۱۔ ایک اختر کیا ہے سارے سنیوں کو بخش دے
یا الٰہی! شافعِ روزِ جزا کے واسطے
۲۔ یا الٰہی! تو مجھے راہِ شریعت پر چلا
عالمِ دیں، شاہِ قمر رہنما کے واسطے
یا الٰہی ہر دم مدینے کی فضا میں رہیں
شاہِ مدنی غلامِ مدنی کے واسطے

(۱۔۲ کی جانب سے خلافت ملی ہے۔)

شجرۂ قادریہ سہروردیہ دریائیہ

اصلها ثابتٌ وفرعها فی السمآء

یا الٰہی مصطفیٰ اور مرتضیٰ کے واسطے
سرورِ شہداء حسینِ مقتدا کے واسطے
شاہ زین العابدیں وباقر با جعفر امام
موسیٰ کاظم علی موسیٰ رضا کے واسطے
تقی و نقی و عسکری مہدیٔ آخر زماں
جعفر وثانی علی، عسکر علا کے واسطے
شاہ عبداللہ و احمد شاہ ومحمد شاہ
شاہ محمد اور جعفر پیشوا کے واسطے
شاہ علی اور شاہ جلال و احمد
عارف کبیر جلال الدین مخدوم الوریٰ کے واسطے
ناصرالدین حضرت محمود اور برہان الدین
الملقب قطب عالم پارسا کے واسطے
شاہِ شاہانِ جہاں سید محمد نامور
المخاطب شاہِ عالم باسخا کے واسطے
عالمِ اسرارِ یزدانی استادِ دو جہاں
شاہ حمیدالدین امامِ اصفیاء کے واسطے
حضرت محمود شمس العارفین محبوبِ حق
شیخ السلام پیارے باسخا کے واسطے
شاہِ عالم اور میاں اللہ دیا مردِ خدا
شاہ صاحب اور شاہ میکا ذوالعلیٰ کے واسطے
شاہ عالم اہلِ دل اور حضرتِ عبدالجبار
اور کمال الدین شاہِ خوش لقا کے واسطے
شاہ حاجی جمال الدین وشاہ مولانا شہاب الدین کے واسطے
اور شمس الدین مجرم کے گناہ کر معاف
اکبر واصغر یہ سارے اولیاء کے واسطے
اور یہ بیکس رضا اور عامل کی دعا
کر قبول شہدائے شاہِ کربلا کے واسطے
یا الٰہی تو مجھے راہِ شریعت پر چلا
حضرتِ شاہِ قمر کمال الدین کے واسطے
یا الٰہی ہر دم تیری یاد میں رکھ مدنی بنا کر
دینِ اسلام کے غازیوں کے واسطے
اے مریدو تم یہ شجرے کو پڑھو شام و صبح
خوش وسیلہ ہے یہی یومِ جزا کے واسطے
غلامی میں مجھے اپنا شہا ہر دم بدم رکھیو
عنایت کرکے مجھ پر سدا زیرِ قدم رکھیو
مہرِ پدری نہ مجھ سے توڑیو، مت کم رکھیو
گلاب الدین پر ہر وقت اپنا بس کرم رکھیو
کہ بخشش سے تمہارے مجھ کو ہے امید بس آئی
ہوا آفاق میں ظاہر مبارک نام دریائی
(رحمۃ اللہ علیہ)

ختم خواجگان

ختم خواجگان جسے عام طور پر لوگ خواجہ کا ختم کہتے ہیں۔ یہ ختم پڑھنے سے مصیبتیں آفتیں اور پریشانیاں دور کرنے کے لئے بیماریوں سے شفا پانے کے لئے حاجتوں ومرادوں کو پوری کرنے کے واسطے مجرب ومقبول نیت وارادہ سے ایک دل سے پڑھا جائے تو ہر مقصد میں اللہ تعالیٰ اپنا فضل وکرم عنایت ختم پاک کی دعا سے حاصل ہوتا ہے۔

سبھی سلسلہ کے بزرگ واہل اللہ طریقتِ سہروردیہ، قادریہ، چشتیہ ونقشبندیہ بزرگوں کا ہمیشہ یہ رواج رہا ہے یہ ختم سلسلہ کے ہر ایک بزرگوں نے الگ الگ ترکیبوں وطریقے سے ختم پڑھا ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ضیاء القلوب یہ ختم شریف تحریر کیے ہیں۔

یہ ختم شریف ایک سے زیادہ انسان مل کر پڑھتے ہیں۔ گنتی کے لئے بادام یا کھجور کے بیج رکھیں تو زیادہ بہتر ہے۔ ہر شخص اس میں سے تھوڑے تھوڑے دانے لے کر پورے پڑھے اور اس کے بعد جو سلسلہ کے طریقہ سے پڑھا وہ سلسلہ کے بزرگوں کا واسطہ بنا کر دعا کی جائے۔ دعا میں عاجزی قبلہ رو بیٹھ کر پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھ کر ہر نماز کے بعد یا ہر بڑے موقع پر خدا پاک کے پاس اپنے ہر جائز مقصد کے لئے پڑھا جائے اور دعا ہر وقت کرنی چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتوں کے لئے دعا کیا کرو کیونکہ دعا مومن (مسلمان) کا ہتھیار ہے۔

ختم خواجگان

(نقشبندیہ طریقے کے مطابق)

سب سے پہلے باوضو باادب سب ختم پڑھنے والے دوزانو بیٹھیں۔ پھر ہاتھ اٹھا کر ان اللہ وملٰئکتہٗ یصلون علی النبی یٰایھاالذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماًo پھر درود شریف پڑھیں۔

۱۔	بسم اللہ کے ساتھ میں الحمد کی سورت پوری	۷مرتبہ
۲۔	درود شریف	۱۰۰ مرتبہ
۳۔	بسم اللہ کے ساتھ میں الم نشرح کی سورت پوری	۷۹مرتبہ
۴۔	بسم اللہ کے ساتھ میں قل ھواللہ کی سورت پوری	۱۰۰۰مرتبہ
۵۔	بسم اللہ کے ساتھ میں الحمد کی سورت پوری	۷مرتبہ
۶۔	درود شریف	۱۰۰ مرتبہ
۷۔	یا قاضی الحاجات	۱۰۰ مرتبہ
۸۔	یا کافی المہمات	۱۰۰ مرتبہ
۹۔	یا دافع البلیات	۱۰۰ مرتبہ
۱۰۔	یا حل المشکلات	۱۰۰ مرتبہ
۱۱۔	یا رافع الدرجات	۱۰۰ مرتبہ
۱۲۔	یا شافع الامراض	۱۰۰ مرتبہ
۱۳۔	یا مجیب الدعوات	۱۰۰ مرتبہ
۱۴۔	یا ارحم الراحمین	۱۰۰ مرتبہ
۱۵۔	درود شریف	۱۰۰ مرتبہ

ہو سکے تو یا مفتح الابواب اور یا مسبب الاسباب یہ دو بھی ۱۰۰۔۱۰۰ مرتبہ پڑھیں۔ اس ختم شریف کے بعد حق تعالیٰ سے زیادہ عاجز ہو کر اپنی حاجت، آرزو کی دعا کریں، کہ یا اللہ حضور صلی اللہ علیہ کے صدقے سبھی نبی واولیاء غوثِ پاک وخاص کر نقشبندی بزرگوں کے وسیلہ سے میری یہ حاجت ومراد پوری فرمادے۔ آمین!

ختم خواجگان

(چشتیہ طریقے کے مطابق)

سب سے پہلے باضو باادب سب ختم پڑھنے والے دوزانو بیٹھیں۔ پھر ہاتھ اٹھا کر ان اللہ وملٓئکتہٗ یصلون علی النبی یاایھاالذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماًo پھر درود شریف پڑھیں۔

۱۔ درود شریف — ۱۰ مرتبہ

۲۔ لاملجأ ولامنجأ من اللہ الا الیہ — ۳۶۰ مرتبہ

۳۔ بسم اللہ کے ساتھ میں الم نشرح کی سورت پوری — ۳۶۰ مرتبہ

۴۔ لاملجأ ولامنجأ من اللہ الا الیہ — ۳۶۰ مرتبہ

۵۔ درود شریف — ۱۰ مرتبہ

اللہ تعالیٰ سے پھر عاجزی کے ساتھ اپنی حاجت ومراد کے لئے دعا کریں کہ یا اللہ تعالیٰ یاارحم الراحمین اپنے فضل وکرم سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتمام نبیوں، خلفائے راشدین، اہلِ بیت، آلِ پاک کے صدقے وطفیل وتمام اولیاء غوثِ اعظم وخاص کر چشتیہ بزرگوں، اولیاء کے صدقۂ طفیل یا اللہ تعالیٰ میری/ ہماری دعا قبول فرما۔ خاص کر خواجہ معین الدین غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے میں۔ آمین!

ختم خواجگان

(قادریہ وسہروردیہ طریقے کے مطابق)

۱۔ بسم اللہ کے ساتھ میں الم نشرح کی سورت پوری — ۱۱۱ مرتبہ

۲۔ سبحان اللہ والحمدللہ ولاالٰہ الااللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیمo — ۱۱۱ مرتبہ

۳۔ سورۂ یاسین — ۱ مرتبہ

۴۔ بسم اللہ کے ساتھ میں الم نشرح کی سورت پوری — ۱۴۱ مرتبہ

(ختم طویل پڑھنا ہے تو الم نشرح کی سورت ایک ہزار بار پڑھنی چاہئے۔)

۵۔ درود شریف — ۱۱۱ مرتبہ

یہ ختم پورا ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ سے عاجزی وخاکساری سے دعا مانگے اور اپنی حاجت پیش کرے کہ یا اللہ یارحیم، یاکریم اپنے خاص فضل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تمام انبیاء، رسولوں، نبیوں کے صدقے وخاص طور پر غوثِ اعظم وشیخ شہاب الدین سہروردی، قادری سہروردی وتمام بزرگوں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے صدقۂ طفیل میری/ ہماری دعا قبول فرما۔ ہماری ہر مراد، مقصد، تمناؤں وحاجتوں کو قبول فرما۔ آمین یارب العالمین!

نوٹ : یہ عمل (ناشر) نے اپنے ساڑھے چار سال جیل کی سلاخوں میں باقاعدہ ہر بڑے دن میں پڑھا کرتے تھے اس کی برکت سے ہمیں رہائی نصیب ہوئی۔

ختم خواجگان

پہلے ہاتھ اٹھا کر ایک بار سورۂ فاتحہ پڑھیں پھر سورۂ فاتحہ بسم اللہ ملا کر سات بار، پھر درود شریف ۱۰۰ بار، سورۂ الم نشرح بسم اللہ ملا کر ۷۹ بار، سورۂ اخلاص بسم اللہ ملا کر ۱۰۰۱ مرتبہ، سورۂ فاتحہ بسم اللہ ملا کر ۷ مرتبہ درود شریف ۱۰۰ بار پڑھیں۔ فاتحہ پڑھ کر ختم کا ثواب بزرگوں کی روحوں کو بخشے جس کی جانب ختمۂ شریف سلسلہ کے بزرگوں کے واسطے کی نسبت کی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ سے ان بزرگوں کا وسیلہ بنا کر عاجزانہ اپنے نیک مقصد کے لئے دعا کریں۔ جب تک مقصد میں کامیابی نہ ملے وہاں تک یہ ختم پڑھتے رہیں۔ ان شاء اللہ مقصد حاصل ہوگا۔ آمین!

سلسلۂ سہروردیہ کے اشغال

سلسلۂ سہروردیہ کے اشغال

سہروردیہ سلسلہ کے مشائخ اور صوفیاء اپنے تمام اوقات تقسیم کر کے اعمال بجالاتے ہیں۔

خرقہ : مرشد یعنی پیر اپنے مرید کو خرقہ عطا کرتا ہے۔خرقہ کی بیعت کی سند حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تک مسلسل ہے۔

صبح صادق کے اوراد : صبح صادق طلوع ہو تو شہادت کی تجدید کرے۔اس کے بعد صبح کی دو رکعت سنت ادا کرے۔پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یاایھا الکٰفرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھے۔اس کے بعد کم ازکم ایک سو بار سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ استغفر اللہ پڑھے۔

پھر جس قدر ممکن ہو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور سنت وفرائض کے درمیان دعائے ماثورہ پڑھے۔

اس کے بعد فرض نماز باجماعت پڑھے۔فرائض کے اپنے معمول کے اوراد ووظائف پڑھے۔بعدازاں لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرے۔

سر کو ناف پر جھکائے۔یہی طہورِ نفس کی جگہ ہے اور وہاں سے لا الٰــہ نکالے اور دائیں کندھے پر لائے۔اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کا اعتراف کرے اور الا الــلہ کی جبر پوری ہمت وقوت سے قلبِ صنوبری پر مارے۔تاکہ آتشِ ذکر کی حرارت دل کو پہنچے اور دل پر واقع چربی پگھل جائے۔اس چربی کے جلنے اور پگھلنے کی ایک مخصوص بو ہے۔اس آگ کے پیچھے ایک نور ہے۔اس نار اور نور کا اثر گاڑھے خون پر ہوتا ہے۔جو حیاتِ حیوانی کا سرچشمہ ہے۔

حاضر کرنا : ذاکر کو چاہئے کہ نفس یعنی سانس کو دل پر حاضر کرے اور الا اللہ کا ایک دائرہ بنائے۔جو قلب کو محیط کرے۔اس میں نفی کے مقابلے اثبات کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔

مبتدی (نیا سالک) لا الٰہ الا اللہ سے مراد لا معبود الا اللہ کی نیت کرے۔

متوسط لا مطلوب الا اللہ یا لا مقصود الا اللہ کی نیت کرے۔

مخلوق کی محبت دور کرنے کے لئے لا محبوب الا اللہ دھیان میں رکھے۔کشف وکرامات

کے اظہار سے پرہیز کرے۔

بعض صوفیاء جس دم سے سانس کو دل پر حاضر کرکے باقاعدہ گنتی کرتے ہیں یہ ہندو جوگیوں کا طریقہ ہے اس سے بچنا چاہئے۔

مذکورہ مراقبہ : جب سورج چڑھ جائے تو سالک کو چاہئے کہ ذکر کو چھوڑ کر مذکور (اللہ) کا مراقبہ کرے اور تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میری ذات کے ذرے ذرے کو گھیرے ہوئے ہے۔
اس طرح سالک حق تعالیٰ کے قرب کا ادراک حاصل کرے۔

تلاوتِ قرآن مجید : بعدازاں دو رکعت اشراق پڑھے۔ ذکر کرے اور دعا مانگ کر قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ یوں سمجھے کہ گویا اللہ تعالیٰ کے سامنے پڑھ رہا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ اپنا کلام خود بول رہا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت انتہائی حضورِ قلب، صفائے باطن، ادب واحترام اور خشوع وخضوع نیز انکساری کے ساتھ کرے۔ ایک یا دو پارے تلاوت کرے۔ اس سلسلہ میں چلہ کشی بھی کی جاتی ہے۔ اور تمام نمازیں (تمام فرض نمازیں) نوافل، تہجد، اشراق، چاشت، اوابین اور دیگر نمازیں پڑھتا رہے اور ذکرواذکار اور وردوظائف بھی کرتا رہے۔

چلہ کشی : سالک کو مسجد میں بیٹھ کر جملہ وظائف، ذکراذکار، مراقبہ اور تلاوت قرآن مجید کا چلہ بھی اس سلسلہ میں کروایا جاتا ہے۔

(سلوکِ صوفیاء، صفحہ نمبر ۱۱۲-۱۱۳، مصنفہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ)

بزم خواجہ دریائی کمیٹی کے کام

اور

حاضری دینے والے بادشاہ ودیگر مشاہیر

بزمِ خواجہ دریائی کمیٹی

۱۔ بزمِ دریائی کمیٹی

۲۔ زیرِ سرپرست : پیر سید الحاج قمر الدین باوا المعروف دریائی اشرفی

۳۔ زیرِ نگراں : پیر سید الحاج شفیع اللہ باوا المعروف دریائی اشرفی

زیرِ ماتحت :

۴۔ پیر سید الحاج فیروز میاں جی دریائی

۵۔ پیر سید الحاج محمد مدنی باوا المعروف دریائی اشرفی

۶۔ پیر سید الحاج عبد المصطفیٰ میاں المعروف دریائی اشرفی

۷۔ پیر سید محمد یوسف بابا المعروف دریائی اشرفی

کمیٹی کی جانب سے کیے گئے کاموں کی فہرست

۱۔ لنگر خانہ : خواجہ محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ

۱۵ کمروں کے ساتھ ۵۵-۶۰ ایک منزلہ (حاجی پیر قمر الدین بوا کی کوششوں سے)

۲۔ ۳۰۰ فٹ کوٹ ملک قبرستان سے دادی اماں درگاہ شریف تک ۲۰۰ ٹریکٹر ماٹی پور کے پکا پتھر کا کوٹ بنایا و سیڑھی تا کہ قبرستان پانی میں بہہ نہ جائے۔

۳۔ درگاہ شریف مسجد جائے دریائی ۰۵-۶۰ نیا عبادت خانہ۔

۴۔ پانی کی ٹنکی و مسجد سے لے کر دادی اماں درگاہ و اوپر والے بلند دروازے تک قریب ۸۰۰ فٹ پائپ لائن ڈالی (پیر قمر الدین باوا نے اپنی مرحومہ والدہ کے ایصالِ ثواب کے لئے کروایا تھا۔)

۵۔ پرانی جامع دریائی مسجد او پر ٹائلس قریب ۷۰۰۰۰ روپیہ تک کا خرچ۔

۶۔ جامع دریائی کے نئے دروازے میں سریہ و سیمنٹ قریب ۱۰۰۰۰ روپیہ تک کا خرچ۔

۷۔ خواجہ ابو دادا رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ سے دادی اماں کی درگاہ شریف تک پکا مٹی ڈال کے روڈ بنایا، قریب ۱۵۰۰۰۰ روپئے خرچ

۸۔ مسجد جامع دریائی میں کارپیٹ نیلے کلر کا قریب ۷۰۰۰۰ روپیہ جناب حاجی یعقوب صالح سانسرودوالا و دیگر حضرات کی جانب سے (حسبِ فرمائش: حضرت پیر سید حاجی محمد مدنی باوا)

۹۔ رمضان روزہ و افطار کے لئے سائرن۔

۱۰۔ چار سیٹ ٹائم بیگ گھڑی درگاہ و مسجد کے لئے۔

۱۱۔ نماز کی تقویم: برائے ایصال ثواب مرحوم پیر سید فتح محمد صاحب میاں دریائی قادری رحمۃ اللہ علیہ (والدِ ناشر)

۱۲۔ تقویم ۱۳۔ قرآن پاک کی پارہ کی فریم۔

۱۴۔ مسجد جامع دریائی دولہا کی تختیاں

۱۵۔ ٹوئیلیٹ - سخاویں پرانے میں پائپ لائن پانی کی۔

۱۶۔ ۳۰ نئے پائخانے کے لئے۔ ۱۷۰۰۰۰ سے بنائے گئے و پائپ لائن پانی کے لئے۔

۱۷۔ خواجہ دریائی درگاہ شریف میں نئ پلیٹ نانا حضور حضرت حاجی سید پیر عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کے لئے۔ (۷۰۰۰ روپیہ)

۱۸۔ درگاہ شریف میں کلر سالن میں تقریباً ۳۵۰۰۰ روپیہ ۱۹۹۷ء میں۔

۱۹۔ درگاہ شریف میں ۵۰۰+۵۰۰ گرام اور ایک کلو چاندی کے چھتر بلا بھائی بمبئ والوں کی طرف سے (فرمائش: بزمِ دریائی کمیٹی)

۲۰۔ درگاہ شریف مین گنبد تلے انگریزی نیم پلیٹ ۵۰۰۰ روپیہ۔

۲۱۔ لنگر خانہ عرس درمیان ۱۹۹۳ء سے چاند ۸ سے ۱۱ تک۔

۲۲۔ پانی ڈیمائی والا پریوار- ۱۹۷۵ء سے عرس درمیان چاندے سے ۱۳ تک مفت پانی پلایا جاتا ہے۔

۲۳۔ مسجد کے نئے ہال کے لئے پتھر آرس کے ۸۰۰۰۰ روپیہ ٹرک بھاڑے کے ساتھ جناب سیٹھ، پرمار، عثمان بھائی گجرات فریز احمد آباد (حسبِ فرمائش: حضرت پیر سید حاجی مدنی باوا)

۲۴۔ خواجہ سرکار ابو دادا رحمۃ اللہ علیہ نیا مزار شریف تعمیر ۷ لاکھ روپیہ تک خرچ کر کے جناب تاب حضرت حاجی پیر نجو میاں حاجی بابا مقام ممبئ طرف سے (ہوٹل السعو دیہ موضع ماہم)

۲۵۔ قاضی خان وحضرت شاہ علی رضا رحمۃ اللہ علیہ درگاہ کا آگے کا کام (جناب مرحوم پیر سید فتح محمد باوادریائی کے ہاتھوں ۱۹۷۵ء میں)

۲۶۔ ۲۰۰۱ء میں پانی سے مسافر خانہ میں نقصان ہونے سے لنگر خانہ کی جانب سے ۳۰۰۰۰ روپیہ کا سامان۔

۲۷۔ بمقام موٹا گاؤں ضلع بانسواڑہ، راجستھان کے باشندے (۱) گیتا بہن پٹیل (۲) ڈاکٹر وینا پٹیل جو بمبئی میں تاڑ دیو میں رہنے والے پٹیل رام چندر مہاراج کی بیٹیاں ہیں۔ ان دونوں کی جانب سے حضرت خواجہ محمود دریائی دولہا شرف درگاہ شریف کے گنبدوں پر دو سونے کے کلس جو ایک حضرت خواجہ محمود دریائی دولہاؒ کے مزارِ مقدس کے گنبد خاص پر ہے اور دوسرا کلس آپ کی والدہ ماجدہ کی درگاہ کے گنبد پر ہے۔ اس سونے کا وزن قریب سوا کلو ہے۔ اور ان کی جانب سے اور ان کے بھائی کی جانب سے ہر سال درگاہ شریف کے عرس کے دنوں میں لنگر خانہ کا تمام انتظام فی سبیل اللہ کیا جاتا ہے۔

آخر میں ایسے تعصب پرست دور میں ان بزرگان صوفیائے کرام کے عقیدت مند موجود ہیں، جو ان بزرگوں کی زندہ کرامتوں میں شامل ہیں۔ درگاہ شریف ٹرسٹ کی جانب سے ان کی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کا اعزاز بھی کیا ہے جو قابل ذکر ہے۔ گجرات اور راجستھان کے تمام اخبارات اور ٹی وی نے بھی یہ خبریں براہِ راست نشر کی تھیں۔

Administrator جناب ایم اے سید صاحب (ڈپٹی کلکٹر) کو ہم نے ایک عرضی دی کہ آپ اس درگاہ ٹرسٹ کے مہتمم صاحب ہیں لہٰذا آپ سے ہماری یہ التجا ہے کہ عرس میں آنے والے زائرین کو پاکی کے لئے غسل خانے (مرد اور عورتوں) کے جلد از جلد بنائے جائیں۔ سید صاحب نے ہماری اس عرضی کو منظور کرتے ہوئے فوراً بیس بیت الخلاء اور دس غسل خانے مرد اور عورتوں کے لئے الگ الگ بنوا دیئے تھے۔ نہ صرف اتنا کہ موجودہ صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے پوری درگاہ شریف کے احاطے میں ستر سی ٹی وی کیمرے لگا دیئے، اور اس کے لئے الگ الگ دو بڑے کنٹرول روم بنائے گئے، دو بڑے اسکرین بھی لگا دیئے جس سے عرس کے دوران

پوری معلومات حاصل ہوتی تھیں۔ اور دو الگ الگ جگہ اس عرس میں دس لاکھ سے بھی زیادہ آنے والے عقیدت مندوں کے گاڑی پارکنگ کا بھی بہترین انتظام کیا گیا تھا۔ اس پارکنگ پلاٹ کے استعمال کے لئے میں نے اپنی ذاتی کھیتی باڑی کا سروے نمبر ۴۳۳ پورا وقف کر دیا تھا۔ سکیوریٹی کے لئے سو سے زائد ہندو اور مسلم نوجوان لڑکوں نے مسلسل پندرہ روز تک اپنی خدمات انجام دی تھیں۔ ان نوجوانوں کی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو ایک ٹی شرٹ اور پانچ سو روپیہ نقد دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی۔ میں نے دعائے خیر کی تھی۔

اس طرح خانقاہِ دریائی کی بے پناہ دل سے بزمِ دریائی کمیٹی کی جانب سے کام کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ خواجہ دریائی کے اس سخاوتی کام کو قبول کرے۔ آمین!

دربارِ خواجہ دریائی سرکار میں حاضری دینے والے بادشاہ، راجہ، مہاراجہ نواب، سلطان، وزیر، امراء، مکھیہ منتری، ایم پی، ایم ایل اے وغیرہ کی معلومات

۱۔	سلطان محمود بیگڑا	بادشاہ (گجرات)	۴ مرتبہ
۲۔	سلطان مظفر شاہ حلیم (مرید وخلیفہ دریائی سرکار کے)	بادشاہ (گجرات)	۶-۷ مرتبہ
۳۔	سلطان بہادر شاہ	بادشاہ (گجرات)	۳ مرتبہ
۴۔	وزیرِ خزانہ سلطان امداد الملک (مرید وخلیفہ، سمدھی دریائی سرکار)		کئی مرتبہ
۵۔	ہمایوں بن بابر مغل	بادشاہ (دہلی)	۲ مرتبہ
۶۔	اکبر بادشاہ مغل (۳ بار شاہ جمال اللہ دریائی سے ملاقات کی۔)	بادشاہ (دہلی)	۱ مرتبہ
۷۔	ویرا پگی راجہ	پادلہ-بیر پور	کئی مرتبہ
۸۔	ویر بھدر سنگھ سولنکی (ڈبلپور-لوناواڑا)		کئی مرتبہ

۹۔ اس کے علاوہ مغل سلطنت کے بادشاہ امراء، وزیروں نے کئی بار حاضری دی ہے۔ ان کی سند اور انگریز حکومت کی طرف سے جاری رکھی گئی زمینوں کی سند سے پتہ چلا ہے کہ کئی بار انگریز حکومت کے کلکٹر اور گورنروں نے حاضری دی ہے۔ بالاسنور، جوناگڑھ، پالنپور وغیرہ کے نوابوں نے بھی حاضری دی ہے۔ بلکہ بالاسنور نواب صاحب نے قریب ۶۰-۷۰ سال تک درگاہ شریف کا وہیوٹ بھی کیا ہے۔

اس کے بعد ہندوستان کی آزادی کے بعد یہاں کے حسب ذیل نیتاؤں نے بھی حاضری دی ہے۔

۱۔	ہتیند ردیسائی	مکھیہ منتری گجرات	۱ مرتبہ
۲۔	شنکر سنگھ واگھیلا	مکھیہ منتری گجرات	۲ مرتبہ (ناشر کی حاضر میں)
۳۔	احمد بھائی پٹیل	ایم پی، گجرات	۱ مرتبہ
۴۔	سید شہاب الدین	ایم پی	۱ مرتبہ
۵۔	شانتی لال پٹیل	ایم پی، گجرات	۱ مرتبہ
۶۔	پیلوں مودی	ایم پی، گجرات	۱ مرتبہ
۷۔	نور جہاں بیگم صاحبہ (بی بی)	دھاراسبھیہ ونسٹر	کئی بار
۸۔	مان سنگھ چوہان	دھاراسبھیہ ونسٹر	کئی بار
۹۔	اقبال بھائی پٹیل	(دنڈک گجرات ودھان سبھا)	۱ مرتبہ
۱۰۔	مکیش بھائی شکل	(کھیڑا ضلع پنچایت پرمکھ)	کئی بار
۱۱۔	عائشہ بیگم صاحبہ	(دھاراسبھیہ)	۲ مرتبہ

اوپر کی ترتیب میں ۲-۴-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱- کی درگاہ شریف کی زیارت کے وقت ناشر نے تعارف وان کے لئے دیش کی ترقی کے لئے دعا بھی کی ہے۔

گجرات سرکار کے سچو، اس کے علاوہ کھیڑا ضلع کے کلکٹر، ڈے کلکٹر، معاملات دار، ایس پی، ڈی آئی جی اور سرکار کے الگ الگ ڈپارٹمنٹ حاضری دینے آئے ہیں۔

بموقعۂ صندل وعرس خواجہ محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ میں خدمت دینے والے سخی حضرات

۱۔ جناب ملک عثمان شاہ عنایت شاہ صاحب کی جانب سے قریب ۴۹۴ سال کے مسلسل دریائی سرکار کا پیلا سفید غلاف نسل بہ نسل آتا ہے۔ صندل کے بعد وہی پہلا غلاف پیش کیا جاتا ہے یہ اپنے گھر میں ماتھے پر رکھے رہتے ہیں۔ جب تک آپ سے مانگا نہ جائے اور صندل کی رسم پوری نہ ہو وہاں تک یہ اپنے سر پر یہ غلاف رکھے رہتے ہیں۔ ان کی یہ خدمت قابلِ تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ دریائی سرکار ولیٔ کامل کی دعا سے ان کے مقصد میں کامیابی دے۔ آمین!

۲۔ قریب ۱۵۰ سال سے جناب فتح محمد رحمومیاں مجاور ونگارچی شیخ ماسٹر حاجی غلام نبی اور ان کے خاندان کے لوگ درگاہ شریف خواجہ محمود دریائی میں صفائی کا کام ونوبت بجانے کا کام انجام دیتے ہیں۔ ان خاندانوں کو بھی درگاہ شریف کی خدمت کے بدلے جاگیری کی سندیں الگ سے دی گئی ہیں۔ یہ زمیں آج بھی ان کے پاس اس خدمت کے عوض میں موجود ہیں۔

۳۔ قریب ۲۰۰ سال سے احمد آباد کے محمد میاں نبی میاں گاندھی اور ان کا خاندان دریائی سرکار کا صندل لے کر آتا ہے اور خدمت انجام دیتے ہیں۔ جن میں آج جناب مشتاق بھائی چھٹے والے اور ان کے تمام بھائی بھتیجے یہ خدمت انجام دیتے ہیں۔ دریائی کرم جم کے برسے ان کی آل واولاد پر۔ آمین!

۴۔ بالاسنور نواب صاحب کی جانب سے قریب ۱۵۰ سال سے زیادہ سفید مخمل کا غلاف مبارک اپنی شان وشوکت کے ساتھ خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ جناب نواب صاحب کا کوئی نہ کوئی خاندان کا فرد عرس کے درمیان آکر اپنے بزرگوں کی رسم کو ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا کرے۔ آمین!

۵۔ ڈیمائی والا پریوار (دعائے فتح) قریب ۴۰ سال سے جناب (۱) حاجی عبدل بھائی ووہرا مرحوم (۲) جناب عبدالغفور ووہرا مرحوم (۳) جناب آدم بھائی ووہرا (۴) حجانی رابعہ بی بی

(۵) جنابی فیروز بھائی اینڈ برادرس...... یہ حضرات عرس کے دوران سبھی لوگوں کو فری میں پانی تقسیم کرتے ہیں۔ یہ لوگ ۱۳ دن رہ کر اپنا کام دھندہ چھوڑ کر اپنے پیر کے بتائے نقشِ قدم پر چل کر فری پانی پلانے کا کام انجام دیتے ہیں۔ (ناشر کے والد نے یہ کام کروایا تھا)۔ اللہ تعالیٰ اس کام پانی پلانے میں، پلانے والوں کو اور پینے والوں کو صبر، شکر ادا کرنے کی توفیق دے۔ اور دونوں جہاں میں برکتیں رحمتیں شہیدِ کربلا و خواجہ محمود دریائی کے صدقے ملے یہی دعا ہے۔ آمین!

۶۔ جناب بنسی لال رام چند پٹیل ممبئی والے (موٹا گاؤں، راجستھان) ناشر و بھائیوں کے مشورے سے قریب ۲۰ سال سے فری عرس خواجہ دریائی سرکار میں لنگر خانہ کھلاتے ہیں۔ ہندو مسلم اور تمام قوم کے لوگ یہاں ایک ساتھ بیٹھ کر خواجہ دریائی لنگر خانے میں کھاتے پیتے ہیں۔ دادا دریائی اور زیادہ ان کے کام لے۔

۷۔ بیرپور کے بھاوسار ششی کانت بھائی دیو چندر کمار۔ آخری ۷۔۸ سال سے ایس ٹی بس اسٹینڈ سے درگاہ شریف تک تمام قوم کے لوگوں کو لانے لے جانے درگاہ شریف تک تین چار رکشہ فری ۲ دن تک رکھتے ہیں۔

۸۔ شیخ سلیم بھائی جمال بھائی آخری سات سال سے درگاہ شریف کے سامنے مفت پانی پلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خدمات قبول کرے آمین!

۹۔ کھیڑا ضلع پنچایت کی جانب سے ۷ دن فری میڈیکل ٹیم خدمت میں حاضری دیتی ہے۔ اس کے علاوہ ایس ٹی ڈیپو بالاسنور لوناواڑا، بایڈ، موڈاسہ بسوں کو ایکسٹرا چلانے کا بھی کام قریب ۳۰ سال سے چالو ہے۔ کھیڑا ضلع پولیس کو بھی درگاہ ہر سال خدمت لی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بیرپور کے ہندو مسلموں کے یہاں کسی نہ کسی بہانے دریائی سرکار کے مہمان آتے ہیں اور تمام قومیں ایک ساتھ ایک جٹ ہو کر عرس خواجہ دریائی سرکار ۴۹۵ سال سے مناتے آتے ہیں۔

فیض دریائی زندہ باد !

بیرپور شریف ایک نظر میں

(آج اور کل)

تاریخ کی جغرافیائی نظر میں گجرات راجیہ کے متوسط علاقہ میں آیا ہوا کھیڑا ضلع (اب نیا ضلع کا نام مہی ساگر) کا آخر گاؤں جو موضع تحصیل بیر پور 11-23 اترا کانکش 29-73 پورو ریکھانش پر آیا ہوا ہے۔ تقریباً پانچ کلومیٹر کے گھیراؤ میں پھیلا ہوا ہے اور اس گاؤں کی سرحدیں پنچ محل (گودھرا)، سابر کانٹھا (ہمت نگر)، اراولی (موڈاسہ) کی سرحدیں ملتی ہیں۔ اسٹیٹ ہائی وے سے بالاسنور اور لیمڑ یا چوکڑی جو اسٹیٹ ہائی وے نمبر ۸ سیکس لین سے جڑا ہوا ہے۔ یہ روڈ حضرت سرکار خواجہ محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کی حد سے گزرتا ہے۔ بیر پور شریف دو حصوں میں بنٹا ہوا ہے۔ کیونکہ باوری ندی اوپر سے آتی ہوئی گاؤں کو دو حصوں میں بانٹتی ہوئی واپس مل جاتی ہے۔ اتر کی جانب درگاہ کی طرف کا حصہ محمود پورہ کے نام سے بسا ہوا ہے۔ اور دوسری جانب یعنی جنوب والے حصہ پہ پرانا گاؤں بیر پور بسا ہوا ہے۔ ایک حصہ پرانا اور ایک حصہ نئے زمانے کا ترقی کرتا ہوا لگتا ہے، بیر پور گرام پنچایت سے پہچانی جاتی ہے۔ بتاریخ ۱۰/نومبر ۲۰۱۳ء بروز اتوار کے ریکارڈ کے مطابق بستی کی ۲۰۱۱ء مردم شماری کے حساب سے 10238 کل بستی ہے جس میں مردوں کی تعداد و عورتوں کی تعداد شامل ہے۔ گاؤں میں انیسویں پشو دھن کی گنتی کے حساب سے 1,198 ہے۔ جس میں گائے، بھینس، بکری، بیل وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ گرام پنچایت کے ممبروں کی تعداد ۱۹ ہے اور ایک سرپنچ ہوتے ہیں اس کے 20=19+1 مرد عورت ہوتے ہیں اس میں ہندو مسلمان بھائی سبھی ہوتے ہیں۔ سرپنچ مسلم ہیں۔ جناب نعیم الدین پیرزادہ ہیں۔ ڈے سرپنچ دلیپ بھائی شکل ہیں۔ گاؤں میں کنویں ۱۰، چیکڈیم ۴، ہینڈ پمپ ۴۵، تالاب ۶، آنگن واڑی اور سرکار مانیہ سستے اناج کی دوکانیں ۳ ہیں۔ گاؤں میں متداتاؤں کی تعداد میں مرد ۲۹۷۲ ہیں اور خواتین کی تعداد ۲۷۸۴ ہیں کل ۵۸۵۶ متداتا ہیں۔ گاؤں میں (الف) وارڈ سے (ف) وارڈ تک کے مکان اور دوکانیں ۲۷۸۷ آئی ہوئی ہے۔ ۱۰ سے ۱۵ مسلمانوں کی ہول سیل دوکانیں ہیں۔ اور جس میں ہندو مسلمان بھائیوں کی آبادی ہے۔ چھوٹے چھوٹے کیبن تقریباً ۱۰۰ سے ۱۵۰ تک ہیں۔ غریبی ریکھا سے نیچے بی پی ایل کارڈ دھارک ۱۰۹۸ لوگ رہتے ہیں۔

۱/اپریل ۱۹۶۱ء سے ۱/اگست ۲۰۱۳ء تک اس کے وجود میں ہے۔ اس گرام پنچایت میں ہندو اور مسلمان سرپنچوں نے گاؤں کی خدمت کی ہے۔ ابھی بیر پور شریف میں ۳ بڑی مسجدیں ہیں۔ جہاں پر جمعہ کی نماز ادا ہوتی ہے اور ۲ چھوٹی مسجدیں ہیں۔ ۴ مسجدیں شہید حالت میں ہیں۔ ۲ بڑی مسجدوں کے سراغ ملتے ہیں۔ بیر پور کے خاص بازار میں ۵۰ میٹر کے اندر ۲ بڑی مسجدیں ہیں۔ سب سے پہلی مسجد چاہلدہ ہیں۔ (قصبہ مسجد) گاؤں کی مسجد کی سنگِ بنیاد حضرت دریائی صاحب کے والدِ ماجد و پیرو مرشد حضرت حمید الدین چاہلدہ عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بنائی تھی۔ اس مسجد میں تقریباً نسل بہ نسل ہمارے خاندان کے عالموں و فاضلوں نے ۶۰۰ سال سے زیادہ امامت و نظامت کی ہے۔ جس کا ٹرسٹ نمبر بی-۳۳۳ ضلع کھیڑا سے گجرات وقف بورڈ میں رجسٹرڈ ہے۔ دوسری جانب مسجد الف (گھانچی واڑا) میں آئی ہوئی ہے۔ اس مسجد میں میرے نانا حضور حضرت پیر سید الحاج عبدالرزاق دریائی، قادری، سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ۳۰ سال بغیر معاوضہ کے مسجد میں امامت کا شرف انجام دیا ہے۔ اور نئی مسجد بنانے میں بھی آپ حضرت نے کافی مدد کی اور کرائی تھی۔ اس مسجدِ الف کو ۱۰ سال پہلے شہید کر کے نئی تعمیر کی اس کی سنگِ بنیاد حضرت پیر سید الحاج قمر الدین باوا اے دریائی اشرفی قادری کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ جس میں بیر پور شریف کے تمام پیرزادگان حاضر تھے۔ اس میں مخصوص طور پر حضرت پیر سید شفیع اللہ باوا، مدنی باوا، یوسف باوا اور دیگر حضرات نے بھی اپنے ہاتھوں سنگ بنیاد میں حصہ لیا تھا۔ اب یہ دونوں مسجدیں کافی بڑی اور خوبصورت انداز میں بنائی گئی ہیں۔ جن کے مینارے اسلام کی بلندی کی گواہی دیتے ہیں اور تیسری مسجد بڑی مسجد حضرت خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کے سامنے ہے۔ اس مسجد کا سنگِ بنیاد حضرت خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں سے تعمیر کرائی تھی اور اس مسجد کے لئے حضرت دریائی صاحب نے اپنے جاگیری کے گاؤں کارنٹا شریف میں آپ کے اجداد (پردادا) کے مالکی و جاگیری گاؤں کے جنگلوں سے لکڑا منگایا جاتا تھا۔ اور لکڑا لانے کی ذمہ داری حضرت خواجہ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ انجام دیتے تھے۔ جو بیل گاڑی اور ہاتھیوں پر لکڑے لاتے تھے۔ مسجد تعمیری کے وقت مین موبھ تقریباً ۳ گز یا ۳ فٹ کم پڑا تھا۔ یہ

معاملہ و منظر حضرت جدِّ کریم خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا آپ نے فرمایا، آپ سب لکڑے کے دوسرے چھیڑے کے پاس جاؤ جو کم جگا ہے اس طرف کھڑا رہنا ہے۔ جو موبھ لکڑا کم تھا آپ نے کہا اللہ کے حکم سے لمبا ہو جا اور ویسا ہی ہوا اور اسی پہ مسجد کی چھت بنی۔ سبحان اللہ! ابھی یہ مسجد ہماری کوششوں سے تقریباً ۵۰×۶۰ کا نیا حصہ بنایا گیا ہے۔ جس میں حضرت پیر سید قمر الدین باوا نے اپنے حلقہ کے لوگوں سے مدد وللہ کروائی تھی۔ جو تقریباً 15 لاکھ کے اندر ہے اور یہ تمام مسجدوں میں دنیاوی تمام لیٹسٹ (جدید) سہولیات وغیرہ سے بھرپور ہے۔ دو چھوٹی مسجدیں ہیں جو ایک نیا بس اسٹینڈ ہے اس کے پاس جمعیت پورا (مواڈا) کی مسجدیں ہیں۔ دوسرا محمود پورا میں آئی ہوئی ہے۔ ان مسجدوں میں ہماری والدہ ماجدہ سیدہ مخدومہ ام الخیر، آمنہ بی بی عبدالرزاق علیہ الرحمہ زوجہ (بیوی) پیر سید فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کے لئے ۵۰۰۰ روپیہ ادا کیے تھے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ عید کی نماز پڑھنے کے لئے عیدگاہ لیمر واڑا روڈ پر ہے۔ اور ایک مسجد داؤدی وورا فرقہ کی ہے یہ مسجد وانیہ واڈ میں آئی ہوئی ہے۔ جو ابھی حیات ہیں لیکن اس کا کوٹ ٹوٹ چکا ہے۔ مسجد کی کافی بے حرمتی ہوتی ہے۔ یہ مسجد ہندو علاقوں میں ہیں یہ لوگ اس مسجد کا ادب کرتے ہیں ۲۰۰۲ء کے دنگوں میں بھی ان لوگوں نے مسجد کی بے حرمتی نہیں کی۔ اس سے بڑا ایکتا اور بھائی چارہ کی مثال کہاں ملے گی۔ بیرپور شریف میں چار دینی مدرسہ آئے ہوئے ہیں اس میں صرف ناظرہ درجہ کی تعلیم ہی ملتی ہے مگر صد افسوس کے ساتھ لکھنا پڑھ رہا ہے کہ انتظامیہ کی جانب سے کوئی بھی مدرسہ تہہ دل سے اسلامی اصولوں کے تحت ہمارے بچوں کے لئے کوئی ٹھوس دینی تعلیم کے لئے کام نہیں ہو رہا۔ ایک وقت تھا جہاں سے دہلی تک کوئی مسائل کی کمی ہوتی تو یہاں سے رابطہ کر کے اس مسئلہ کا حل یہاں کے عالموں و مفتیوں اور محدثین سے کرایا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ وہ دین واپس لوٹا دے...... آمین! گاؤں پنچایت گھر، معاملات دار، آفس، تالوکا پنچایت، پولس اسٹیشن، لائبریری (اس لائبریری کے مکان کیلئے زمیں خانوادۂ دریائی کے پیرزادہ بھائیوں کی طرف سے تحفہ میں دی ہوئی ہے) جی، ای، بی ۶۶ کیوی ٹیلی فون ایکسچینج، پوسٹ آفس، خانگی دواخانے، ہاسپٹل، سرکاری اسپتال، سرکاری گیسٹ ہاؤس و پرانا گیسٹ ہاؤس تین بڑی

ہائی اسکول جس میں ا سے ۱۲ درجہ ہیں۔ ا پی ٹی سی کالج، آرٹس کالج، بی ایڈ کالج، مانو مندر، آشرم شالہ، کنیا شالہ دو، تین کمار شالہ اور ایک اردو اسکول اور پلے اسکول نرسری ہے۔ اس کے علاوہ تین بڑے مندر اور ایک جن دیراسر اور ایک سوامی نارائن مندر ہے۔ چار پانی سپلائی کی بڑی ٹنکی بھی ہیں۔ اور دو انڈر گراؤنڈ ٹنکی بھی ہے۔ اور گاؤں میں اب گٹر لائن بن چکی ہے۔ چار ہال بھی ہیں جو ہندو بھائیوں کے ہیں۔ ایک گھانچی جماعت خانہ (شیخ جماعت) کا ہے اور ایک لنگر خانہ جو درگاہ کے قریب ہے۔ گاؤں بڑا ہونے کے ساتھ، نیا بس اسٹینڈ کا علاقہ نئے زمانے کا جدید سہولیات سے بھری دوکان بنگلے اور سوسائٹی آئی ہوئی ہے۔ نئے بس اسٹینڈ کے پاس نئی سوسائٹی بن چکی ہے۔ اس میں ایک مدنی پارک نام سے سوسائٹی کی سنگِ بنیاد ہوئی ہے۔ جس کی سنگِ بنیاد تقریباً ۱/مارچ ۲۰۰۴ء کو مجھ ناچیز (ناشر) کے ہاتھوں سے ہوئی تھی۔ یہاں ہر قسم کے وہیکل بڑے پیمانے پر گھومتے ہیں جو سونے پر سہاگہ کرتے ہیں۔ اس گاؤں میں چھوٹے بڑے گاؤں اور شہروں سے تقریباً ۱۲۵ سے زیادہ لوکل وا یکسپریس بسیں آتی جاتی ہیں۔ گاؤں میں 98% آر سی سی کے پکے روڈ بنے ہوئے ہیں۔ اور یہ تو ہوئی ایک طرف کی بات جو نہ لکھنی چاہئے لیکن تاریخ لکھنے والے ہمیشہ تاریخ کو سامنے رکھا ہے۔ ہمارا مقصد تو خواجہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ہی کے لئے لکھنا اور سمجھانا ہے۔ مگر میں نے اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے یہ لکھا ہے۔ آپ کے فارسی کلام ملفوظات تحفۃ القاری کے ناشر حضرت سیدنا شاہ منصور بن چاند محمد بن حمیدالدین چاہلدہ رحمۃ اللہ علیہ کا لکھنے کا طرز میرے لئے گائڈ لائن بنا۔ آپ تحفۃ القاری کے مصنف و ناشر ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب لکھنے کی شروعات حضرت اورنگ زیب محی الدین عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے حکومت کے درمیان لکھنا شروع کیا۔ اور شہزادہ شاہ عالم بہادر شاہ پہلے کے وقت درمیان ۱۱۱۹ھ مطابق ۱۷۰۸ء میں یہ کتاب پوری کی تھی۔ انہوں نے اپنی یہ کتاب اس زمانے کے تمام پہلوؤں کو شامل کر لیا تھا۔ جیسے کہ ہند میں کون کون سی جگہ راجہ راج کر رہا ہے کس طرح اناج بویا جاتا ہے کس طرح کے سکے چلتے ہیں۔ اسی طرح تمام مضامین کی آپ نے اس کتاب میں شامل کیا تھا۔ اور اسی کتاب کو فارسی میں ری پرنٹ کرنے کے لئے انڈیا سرکار نے پیر محمد شاہ

ٹرسٹ احمد آباد کو گرانٹ دی تھی۔ اور ۹۷-۱۹۹۶ء کو اس ٹرسٹ کے سائے تلے پانچ سو کاپی چھپی تھی۔ اور کتابیں ہم نے سو خرید کر ہمارے گھر والوں کو دی تھی۔ ان لوگوں کا یعنی کہ پیر محمد شاہ ٹرسٹ اور جناب پروفیسر بامبے والا صاحب و پروفیسر محمود حسین عباسی صاحب اور پروفیسر محمود حسین وزیڈا ے دیسائی وغیرہ کا میں تہہ دل سے شکرگزار ہوں کہ انہوں نے ہمارا خاندانی کام تھا جو ہمارے لوگ نہ کر سکے وہ ہمیں کر کے دے دیا۔ کیونکہ ہمارے خاندانی حضرات کے پاس جو قلمی کتابیں تھیں وہ نہ کسی کو بتاتے تھے نہ کسی کو دیتے تھے، کیا معلوم ایسا کرنے میں انہیں کیا لطف ملتا تھا۔ میں اپنے خاندان والوں کو ان کتابوں کو حاصل کرنے کے لئے دیکھنے کے لئے ترستا تھا، مگر وہ نہ مل سکی۔ اسی طرح گجرات کے زیادہ خاندان والوں نے بڑی بڑی کتابیں جو بزرگوں نے ہمارے لئے چھوڑی تھیں وہ اپنے گھر کے الماریوں میں بند کر دی تھیں اور اسی وجہ سے ایک قدیم علمی سرمایہ دیمک کھا گئی۔ اسی لئے مجھے مجبور ہو کر لکھنا پڑا ہے کہ پیرزادوں کو مٹی کھا گئی، اور کتابوں کو دیمک کھا گئی۔ اللہ سب کو نیک توفیق دے...... آمین! میں نے اوپر جو گاؤں کا کچھ جغرافیائی ذکر کیا ہے وہ اسی تحفۃ القاری سے لیا تھا کہ میرے پورے ہند اور گجرات کو چھوڑ کر کم سے کم بیرپور شریف کا جغرافیائی بیان لکھ سکوں۔ بازار کے خاص راستے سے بائیں ہاتھ سے چلتے کھڑیات اتر کر خواجہ دریائی سرکار کے والد کی زندہ کرامت والی باولی ندی والا پل پر درگاہ شریف کی حد شروع ہوتی ہے، اسی ندی پر اب نیا پُل بن چکا ہے پرانا پُل اب ندی میں دفن ہو چکا ہے۔ اسی ندی میں ایک زمانے میں اصلی گھی ملتا (بہتا) تھا۔ اسے لے کر جانے والے لوگ ابھی بھی حیات ہیں۔ لیکن ہائے رے بدقسمتی اب پانی بھی نہیں ملتا۔ پل پار کرنے کے بعد ندی کے خاص دروازہ 'بابِ خواجہ دریائی' ہے۔ یہ چونا اور اینٹوں سے بنا ہے۔ جو ایک منزلہ ہے چھت پر پترے لگے ہوئے ہیں۔ جو تقریباً ۱۵ فٹ چوڑا اور ۳۵ فٹ اونچائی والا ہے۔ لیکن اب ندی کے اندر آدھا مٹی میں دفن ہو چکا ہے۔ اس گیٹ سے اوپر جانے کے لئے تقریباً ۲۰۰ فٹ کے فاصلے پر اور ایک قدیم بلند دروازہ ہے۔ ان دروازوں کے بیچ تقریباً ۱۵ فٹ چوڑا پکا اونچائی دیتا ہوا پگھتیوں والا روڈ بنا ہوا ہے۔ اس میں قریب ۱۸۰ اسٹیپ ہیں جو بہت خوبصورت لگتے ہیں۔ ان دونوں

سائڈوں پر عرس خواجہ دریائی کے دوران دوکانیں لگتی ہیں اور اوپر چلتے دونوں سائڈ قبرستان ہے۔ اب یہ دروازہ کچھ ناسمجھ لوگوں نے اپنی من چاہی وہی وٹ کے تحت قدیم اس دروازہ تاریخ میں بدل دیا۔ وہاں ابھی نیا گیٹ بنانے کے لئے کچھ کام چھوڑ دیا ہے۔ خیر اللہ تعالیٰ بہتر جاننے والا ہے۔ اب کچھ اوپر کے حصہ کا بیان بتانے جا رہا ہوں۔ یہاں گھنگور بڑے بڑے پیڑ ٹھنڈک دیتے ہیں۔ جن میں نیم، کھرنی کے پیڑ ہیں۔ اور یہاں پر ۵۰۰ سال پرانی خانقاہ دریائی صاحب کی اولاد والوں کی ہے۔ اب ہم خاص درگاہ شریف کے صحن میں ہیں۔ اس صحن کی مغرب، شمال اور جنوب کی طرف تین دروازے ہیں۔ اب ہم درگاہ شریف میں آ چکے ہیں۔ اب آپ نے جدید زمانے سے سنگِ مرمر سے بنا ہوا صحن میں تینوں پر کتھئی کلر کی ٹائلس لگی ہوئی ہیں۔ سات سیڑھی چڑھتے ہوئے آپ کو خیال آئے گا کہ ہم روحانی و شاہی درباروں میں آ چکے ہیں اور ہماری حاضری نصیب لے کر آئی ہے۔ درگاہ شریف ۵۵ فٹ لمبی اور ۶۲ فٹ چوڑی بنی ہوئی ہے اور پوری درگاہ شریف کی عمارت ۶۴ کھمبوں پر اور چھوٹے بڑے ۱۷ گنبد اس عمارت کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ صدر دروازے سے داخلی ہوتے ہی جہاں گنبدوں کے اندر کانچ کا کام کیا ہوا ہے جس میں قرآن پاک کی آیتیں اور خواجہ دریائی سرکار کی دعاؤں کے اشعار رنگ برنگی کانچ سے منڈھے ہیں۔ اس کام میں تقریباً دو لاکھ سے زیادہ کی رقم سرکار دریائی دولہا کے چاہک و دیوانے حاجی دیپ سنگھ بھائی رانا صاحب نے دیا ہے۔ جو مقام دریائی اسمرتی مقام ناپاونٹا ضلع آنند کے رہنے والے ہیں۔ یہ رقم آپ کے تمام مرحوم اور مسلم مرحوموں کے ایصال ثواب کے لئے دی ہے۔ ۲۰۰۳ء میں دریائی سرکار کے سجادہ نشینوں نے آئل پینٹ کلر کروایا تھا اس وقت ۶۵۰۰ روپیہ خرچ ہوا تھا۔ یہ درگاہ شریف حضرت صاحب کے مرید و خلیفہ ملک الشرف ملک امداد الملک رحمۃ اللہ علیہ جو سلطان مظفر شاہ حلیم رحمۃ اللہ علیہ کے وزیر تھے۔ بارہ سال اس درگاہ کے پیچھے اور لاکھوں روپیوں کا خرچ کر کے اس درگاہ شریف کو تعمیر کیا ہے آپ کی قبرِ انوار پر ساڑھے بائیس ایریا کا گنبد ہے۔ سات سیڑھی اوپر سوا بار فٹ ایریا گول گنبد ہے اور سوا من وزن برابر سونے کا سونیری کلش ہے یہ بھی برسوں پرانا ہے۔ درگاہ شریف زائرین کے بیٹھ سکے اس لئے ۴۸ فٹ لمبا و ۱۸ فٹ

چوڑے دوطرف ہال بنے ہوئے ہیں۔ مشرق مغرب کی طرف ۳۰۔۴۰ فٹ کا ہال بنا ہوا ہے۔ اندر جانے کے بعد مزاروں کے پاس چاروں طرد چاروں دروازوں کے اوپر پانچ فٹ چوڑا وساڑھے پانچ فٹ اونچائی والے دروازے پر سلور چاندی کے نقشیں کام ہوا ہے۔ اور مین دروازہ بھی چاندی کے نقشیں کام سے بنا ہوا ہے، اور صدر دروازوں پر کعبہ شریف کے دروازوں پر جو تالا لگتا ہے ویسا ہی یہاں تالا لگتا ہے۔ درگاہ شریف کے اندر فاتحہ خوانی قرآن خوانی تلاوت وغیرہ کے بیٹھنے کے لئے ۱۰-۳۰ کا ہال ہے اور اس گنبد تلے تین مزارِ پاک ہیں۔ (۱) سلطان الاولیاء عاشق اللہ، معشوق اللہ ثانی غوثِ اعظم حضرت پیر سید خواجہ محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ (۲) استاد الاولیاء، عارف باللہ حضرت سیدنا حمید الدین چاہلدہ قادری، سہروردی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ یہ حضرت دریائی صاحب کے والد پیر و مرشد و استاد و روحانی پیشوا ہیں۔ (۳) قطب دوراں غوث زماں سیدنا خواجہ مولانا احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یہ دریائی صاحب کے برادر ہیں۔

اب دریائی صاحب کے مزارِ پاک کے قدموں میں جنوب والے ہال میں خواجہ محمود دریائی کے بھائی (۱) شاہ شرف الدین (۲) شاہ محمد گوہر (۳) شاہ محمد وغیرہ بھائیوں کے مزار اور آپ کے فرزند تحفۂ رسول شیخ الاسلام شاہ لاڈ محمد رحمۃ الہ علیہ، یہ آپ کے بڑے صاحبزادے ہیں اور حضرت سیدنا شاہ جمال اللہ عرف جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ یہ دریائی صاحب کے تیسرے نمبر کے صاحبزادے ہیں۔ اور ان مزاروں کے علاوہ آپ کے پوتے پر پوتے کے مزارات ہیں۔ جو اپنے اپنے وقت کے غوث وقطب، ولی، عالم، شاعر اور پیرانِ عظام آرام فرما رہے ہیں۔ انہی لوگوں سے ایک تک پُرنور سدا دریائی سمندر فیضانِ کرم چلتا رہا ہے۔ خلق ومخلوق میں آج بھی پوری دنیا کے لوگ آپ کی اولاد میں دنیا کے مانے ہوئے پیرانِ عظام و عالمِ دین اور مفتیان کرام موجود ہیں۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ ہم گنہگاروں، خاکساروں، دکھیوں کا دکھ درد دور کرنے (کروانے) کا روحانی ہیڈ کوارٹر ہوگا۔ درگاہ شریف کے باہر آنے کے بعد جنوب کی طرف آپ ہی کے درگاہ شریف کو لگ کر صدر کھلا صحن ہے اس کے اندر دریائی صاحب کے نانا حضور سیدنا خواجہ سمیع الدین عرف قاضی سادھن رحمۃ اللہ علیہ کا اور آپ کی

نانی میاں، ماموں صاحب وننیہال والوں کے مزارات ہیں۔ آپ کے نانا حضور مقام امتھنی عرف زین الآباد تالوکا خانپور ضلع پنچ محل کے آپ حاکم وجاگیردار تھے۔ یہ گاؤں کارنٹا شریف کے نزدیک ہے۔ اسی بیچ میں عرس خواجہ دریائی کے موقع پر منتیں اتارنے کے لئے کانٹا (ترازو) رکھا جاتا ہے۔ باہر آنے کے بعد حضرت دریائی سرکار کے بہن اور بہنوئی کے مزارات ہیں۔ اس کے بازو میں حضرت سیدنا شاہ علی رضا دریائی قطبی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ آپ دریائی سرکار کی چوتھی پشت سے ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے جید عالم دین اور ولیٔ کامل تھے۔ آپ کارنٹا شریف درگاہ شریف حضرت سیدنا شاہ قطب محمود دادا رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین پر منصب تھے۔ آپ کو مغلیت کے حاکم شہنشاہ ہندوستان شاہ عالم ثانی نے پرگنۂ کارنٹا شریف کو ایک ہزار بیگھہ زمین کا فرمان ۱۱۲۷ھ میں دیا تھا اس فرمان کے اوپر سند بادشاہِ ہندوستان نے بھی شاہ قطب محمود دادا رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین لکھا ہے اور اس کی سند ہمارے پاس الحمدللہ موجود ہے۔ اس کے بازو میں ایک خانقاہ ہے اور اس کے پیچھے دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے سجادہ نشین حضرت ابو محمد عرف اشرف خان رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ یہ درگاہ شریف قریب پندرہ سال پہلے ہمارے خاندان کے بزرگ پیر حاجی نجم الدین عرف حاجی بابا جو ہوٹل السعودیہ ماہم ممبئ والوں نے تقریباً تین لاکھ روپئے خرچ کر کے شاندار روضہ بنایا تھا۔ دروازے میں جو لکڑی ہے ان میں بہترین نقاشی کی ہے اور اردگرد بہترین نقشیں کام والی جالیاں موجود ہیں۔ یہ سفید گنبد والی درگاہ شریف بہت خوبصورت لگتی ہے۔ اس درگاہ شریف کے پیچھے نیم کا پیڑ کے نیچے حضرت منصور بن ابو محمد رحمۃ الہ علیہ کی قبر ہے جو اب ایک مقبرے کی شکل میں موجود ہے انہوں نے حضرت دریائی سرکار کے ملفوظات کی کتابیں محمود خوانی لکھی تھی۔ درگاہ شریف کا کوٹ چھوڑنے کے بعد ہمارا قبرستان ہے جس میں ہمارے چھ پشتوں کے بزرگوں کی قبریں موجود ہیں۔ یہ تمام لوگ اپنے اپنے وقت کے عالم، کامل، محدث، پیر ومشائخ وغیرہ تھے۔ اور آٹھ فٹ کی چوڑائی اور چالیس میٹر لمبائی والا روڈ چھوڑ کر سامنے حضرت دریائی سرکاری صاحب کی والدہ کے پکی گنبد کے مزارات ہیں۔ یہاں اب شاندار کام ہو چکا ہے مزارات کے اردگرد آرس کے پتھروں کے نقشیں کام کیا ہوا کٹھرا بنا ہوا

ہے یہ کٹھرا واسپارٹک ٹائلس جناب پیرزادہ اقبال باپو ماہم ممبئی والوں نے بڑی عقیدت سے دادی ماں کی سچی نسبت رکھ کے کیا ہے۔ اس کام میں اودے پور کے اپنے ایک چاہنے والے وسوالی موہن لال سلوی (وکیل) صاحب نے مقام اودے پور راجستھان نے اپنی ایک منت پوری ہونے کی عوض میں پرانا کام تڑوا کر قریب ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ کروا کر بنوایا تھا۔ یہ پندرہ سال پہلے کی بات ہے یہ قومی ایکتا کی مثال ہے اور بزرگوں کی درگاہ میں فیض عام بخشش کا یہ سلسلہ جاری اور ساری رہتا ہے۔ ہاں دھابا بھرنے کے بعد اس کا چاروں طرف دیوار، صحن اور دھابے کا پلاسٹر وغیرہ حضرت قمرالدین باوا کے ہاتھوں سے ہوا ہے۔ اس درگاہ شریف میں ان ناموں کے مزارات ہیں۔ (۱) بی بی سیدہ فتح ملک جو دریائی صاحب کی سگی والدہ ماجدہ ہیں۔ (۲) بی بی سید بی بی ملک (۳) بی بی سیدہ ماہ ملک (۴) بی بی سیدہ راجع ملک کے مزارات ہیں۔ اس درگاہ شریف پر ایک کرامتی پتھر ہے اس کا تقریباً تین چار کلو کا ہے۔ اس پتھر پہ بیٹھنے سے تمہاری منت اور اور تمنا پورے ہونے والی ہوگی تو یہ پتھر گول گول گھوم جاتا ہے اور نہیں ہونے پر گھومتا نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اس درگاہ کے چاروں طرف مسلمان قبائلوں کا قبرستان ہے۔ اب ہم حضرت درگاہ شریف کے سامنے آجاتے ہیں یہاں ایک کھرنی (راین) کا پیڑ ہے اس کے نیچے دریائی صاحب کی بی بی صاحب (زوجہ) رابعۂ ثانی مریم زمانہ ام الاولیاء سیدہ بی بی فتح ملک علیہ الرحمہا آرام فرما ہیں اور ان کی بغل میں دریائی صاحب کی چہیتی بیٹی سیدہ صاحبزادی چاند بی بی علیہ الرحمہا کا مزارِ پاک ہے۔ دریائی صاحب نے ان بیٹی کے نام چاند ساگر نام کا تالاب کھدوایا تھا اور بنوایا تھا۔ جو بھی آج بھی موجود ہے جو آج بھی بیرپور پرگنہ کے جمال پور علاقہ میں پڑتا ہے بہت بڑا تالاب ہے۔ اور اس آستانہ کے اردگرد اور سجادہ نشینوں کی قبریں ہیں سامنے محمود پورا راستے میں جانے کے بازو میں بڑے عالی شاہ دروازہ والی مسجدِ جامع دریائی دولہا ہے۔ اس کے بازو میں پیپل کے پیڑ کے نیچے دریائی سرکار کے خلیفہ اور درگاہ شریف تعمیر کروانے والے ملک امدادالملک اور آپ کے بھائی بھتیجوں کی قبر ہے۔ اور اسی کے سامنے چوکھٹ سلیب والی درگاہ ہے اس میں حضرت دریائی صاحب کے استاد مولانا احمد صاحب کی قبر ہے اور مسجد کے پیچھے دریائی

صاحب کے چہیتے قوال میر داؤد اور میر کالو کی قبر موجود ہے۔ اب ہم نیچے اتر رہے ہیں یہاں پر بہت بڑا میدان ہے جو ایک زمانے میں پھول کی کھیتی ہوتی تھی۔ گاڑیاں وغیرہ یہاں پارک کی جاتی ہیں یعنی کہ ٹانکی، ہینڈ پمپ، کنواں وغیرہ اسی میدان پر ہے۔ ڈیموئی والا پریوار جناب حاجی مرحوم عبدل بھائی ووہرا اور جناب مرحوم غفور بھائی ووہرا اور جناب احمد بھائی ووہرا اور جناب سیٹھ فیروز بھائی عبدل بھائی ووہرا اور ان کی والدہ حجانی رابعہ بی بی وغیرہ عرس کے آٹھ دن دن رات مفت پانی پلانے کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ اس کام کے لئے ہمارے والد حضرت مرحوم پیرزادہ سید فتح محمد بن مولانا شہاب الدین (سہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ) نے چالو کروایا تھا اور اسی جگہ دریائی بھکت بنسی لال (ببلا بھائی) چندرکانت پٹیل مقام تاردیو ممبئی میں رہتے ہیں ان کی جانب سے عرس درمیان ۸ سے ۱۲ چاند تک دونوں وقت کھانا لنگر خانے میں مفت کھلایا جاتا ہے جو تقریباً ۲۰ سال سے جاری ہے۔ یہاں پر ہم نے بزمِ دریائی کمیٹی کی جانب سے لنگر خانے کی عمارت ہمارے مریدین معتقدین سے بنایا ہے۔ اس لنگر خانے کے سب خرچ کی رقم قمرالدین باوا کی کوششوں سے حاصل ہوئی ہے۔ جس کی لمبائی ۴۵×۶۵ ہے اس میں دس کمرے ہیں جن کے سائز ۱۰×۱۰ ہیں اور لنگر خانے کے نیچے پانچ کمرے ہیں۔ اس لنگر خانے میں ہندو مسلم کو ساتھ بیٹھا کر صبح دال اور چاول و شام کو کڑی کھچڑی بنا کر کھلائی جاتی ہے اور یہ منظر دیکھنے لائق ہے۔ اسی کے سامنے دس کمروں والا مسافر خانہ بنا ہوا ہے جو ۳۰ سال پرانا ہے اس کے بازو میں نئی پلاننگ ۲۰×۱۰۰ کی ہے مسافر خانہ کے لئے نکال کر رکھی ہے۔ اور اس کے کونے میں ۲۰×۳۰ کے دو کمرے بنے ہوئے ہیں جسے جناب یوسف بھائی ووہرا اسٹارڈ یکوریشن موڈاسہ والوں نے بنوائی ہے۔ عرس کے درمیان اپنا منڈپ وفراش خانہ کی آفس بناتے ہیں۔ مشرق کی طرف دودھ کی ڈیری ہے یہ مکان ڈیری کے لئے درگاہ شریف کی زمین دان دی گئی ہے۔ یہ دودھ گھر عرس کے دوران آنے والوں کے لئے دودھ کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کام آتی ہے اور مغرب کی طرف املی کھٹی کے پیڑ کے نیچے درگاہ شریف درگاہ شریف کی طرف سے دان کی گئی زمین پر خواجہ محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ اسکول ہے جو لگھومتی اسکول ہے جس میں درجہ ۸-۱۰ تک تعلیم ہے

لیکن اب یہ اسکول پانی میں بہہ گیا ہے۔ ہماری کم علمی چھوٹی نظر نے اس کھلتے پھول کو پہلے ہی پودھوں کو ہمارے ہی لوگوں نیکاٹ دیا یہ اسکول فی الحال بند ہو چکی ہے۔ آپ جان سکتے ہیں کہ ہم نے قوم کے لئے وآنے والے زائرین کے لئے ، بے حساب کام کیا اور ہمارے جانب سے کیسے گئے کاموں کی فہرست ہم بعد میں دیں گے اور اوپر جانے کے بعد دریائی سرکار نے کو داپنے نام سے بسایا ہوا گاؤں محمود پورا آباد ہے یہاں پر مسلمانوں کی زیادہ بستی ہے، اس میں کچھ ہندو بھائی بھی رہتے ہیں ان کو بھی دریائی صاحب نے ہی بسایا تھا جس میں کمہار، پنڈیا لوگوں کے مکان ہیں۔ اس علاقہ میں درجہ ۱ سے ۸ تک سرکاری اسکول ہے اس اسکول کی زمین بھی پیرزادہ بھائیوں کی طرف سے بھینٹ دی ہے۔ اب ہم یہاں سے صدر روڈ پر آجاتے ہیں یہ روڈ دولائن کا بن چکا ہے ایک راستہ لیمڑ یا چار راستہ کی طرف جاتا ہے۔ یہیں ہائیوے روڈ پر آگے اور درگاہ شریف قریب آدھا کلومیٹر دور بہت بڑا پہاڑ ہے جسے پریم گلی، کوہِ الت پہاڑ کہا جاتا ہے۔ اس پہاڑ پر تقریباً ۸۰۰ فٹ اونچائی پر ہے اوپر چڑھتے چوٹی پر بہت بڑا میدان ہے اور وہاں پر حضرت پیر سید قطب الدین دریائی، قادری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے۔ یہ دریائی صاحب کی ساتویں پشت سے ہیں۔ یہاں پر کرامتی دودھ کا تالاب (چھوڑا) ہے جس عورت کو دودھ نہ آتا ہواس کی منت رکھنے سے ان عورتوں کو دودھ شروع ہو جاتا ہے۔ اب ہم نیچے اترتے ہیں یہاں پر ایک خاص حضرت دریائی سرکار کا غار ہے۔ اسی غار میں دریائی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا اکثر وقت گزارا ہے۔ آپ چھ چھ ماہ کے روزے رکھتے اور پھر ایک سال کے روزے رکھتے اور اپنے معبود اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے تھے۔ اس بڑی پرہیزگاری پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبوب اللہ کا خطاب دیا تھا۔ اس کا تذکرہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔ اسی کے بازو میں جانجر دیوی کی بھی گپھا ہے جو سات بہنیں تھیں ان ساتوں نے حضرت دریائی سرکار کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے مسلمان بنی تھیں آپ نے انہیں اپنے بازو میں ہی جگہ دی تھی۔ اس پہاڑ پر تھوڑا اوپر آپ کے کراماتی شیر کی گپھا ہے پہاڑ کے مغربی سمت کی طرف نیچے اترتے وقت ایک نیر ملی کا پیڑ ہے اس پیڑ کے کچھ بیج جس کی آنکھوں کی روشنی کم ہے اسے چاہئے کہ یہ بیج لے کر تانبے کے برتن پر گھس کر آنکھوں پر

لگانے سے دور ہو جاتا ہے۔ یہ بھی حضرت کی بڑی کرامات ہے اور اب پہاڑ کی طرف گھوم جانے کے بعد ایک چھوٹی پہاڑی پر مسجدِ حلیمہ جو مظفر خان فوجدار نے بنوائی تھی جو ساڑھے پانچ سو سال سے شہیدی حالت میں تھی الحمدللہ اسی سال یعنی ۲۰۱۳ء میں اسے واپس نماز پڑھنے کے لائق مسجد بنا دی ہے اور وہاں پر ایک تراشا ہوا پتھر بھی لگایا ہے۔ اسی جگہ پر حضرت نے اپنے مرید سلطان مظفر شاہ حلیم دویم کو یہاں پر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروائی تھی۔ یہاں پر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ہیں۔ یہاں پر کوئی غمزدہ آدمی اپنی مشکل حل کرنے کی نیت سے دو رکعت نفل نماز پڑھ کر دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو ضرور قبول کرتا ہے۔ گاؤں کے چاروں طرف اپنے اپنے وقت کے ولی کامل اور شہداء کے مزار ہیں۔ عرس کے موقع پر ہندوستان بھر کے تاجر لوگ اپنی اپنی دوکانیں لے کر آتے ہیں، ان میں ہندو، مسلمان تمام لوگوں کی دوکانیں لگتی ہیں جن میں کھانا، پانی، ناشتہ، الیکٹرانکس، کپڑے اور دیگر طرح کے اسٹال لگتے ہیں اور ہندو مسلمان قومی سدبھاؤنا کے طور پر ۶۰۰ سال سے اس عرس کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی اپنی طرف سے خدمت انجام دیتے ہیں۔ اس عرس کے موقع پر درگاہ شریف کے صحن میدان میں بھوت وجن، آسیب زدوں کے علاج ہوتے ہیں۔ ۹۔۱۰۔۱۱ چاند کو تقریباً چالیس پچاس ہزار لوگ عورتیں ومرد حاضری دیتے ہیں اور سرکار سے شفا پا کر اپنے گھر لوٹتے ہیں۔ انہی لوگوں میں زیادہ (98%) ہندو قوم کے ہوتے ہیں۔ مغرب کی جانب جمال پور (بیرپور) میں دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کے نام تالاب کھدوایا تھا جسے چاندساگر نام دیا تھا جو ۶۰۰ سال سے آج تک اپنی گواہی دیتا ہے۔ یہاں پر ہی بالاناتھ جادوگر کو اپنی کرامت دکھائی تھی اور بازو میں گنج شہداء کے مزارات ہیں۔ یہاں سے اب ایک نہر اسے آج کی سرکار نے کھدوائی ہے اسے سجلام سفلام نام دیا ہے یہ بھادر ڈیم سے نکل کر شمالی گجرات میں ختم ہوتی ہے۔

شائع کتب اور حوالہ جات کتابیات

شائع کی گئی کتابیں

(۱) کراماتِ خواجہ محمود دریائی حصہ اول (گجراتی)
سال طباعت: 29-09-1992 مطابق ۱/ ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ
تعداد اشاعت : 3000 ہدیہ: 12 روپیہ

(۲) کرامتِ گلشن دریائی (گجراتی)
مطبع : سنی مسلم کمیٹی، گونڈل تعداد اشاعت :5000 اکتوبر 1991ء
اشاعت نمبر : 167 ربیع الآخر

(۳) گلدستۂ خواجہ دریائی (گجراتی) اشاعت نمبر: ۴۲۰ اسمپادم شمیم ہمت نگری
مطبع : سنی مسلم کمیٹی، گونڈل، تعداد : 8000، دسمبر 1999ء رمضان 1420ھ

(۴) کرامتِ خواجہ محمود دریائی حصہ دوم (گجراتی)
مطبع: سنی مسلم کمیٹی، گونڈل، تعداد: 5000 اگست 1995ء ربیع الاول 1416ھ
اشاعت نمبر : 202

(۵) کرامتِ خواجہ محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ (گجراتی) طباعت : 30-10-1990 بروز منگل، 10/ ربیع الآخر ، تعداد: 1000 پریس ٹرینٹی امپریشنس G.I.D.C بیلیمورا، ضلع ولساڑ

(۶) فیضانِ خواجہ محمود دریائی دولہا (گجراتی) سال اشاعت :1993-9-2 بروز منگل مطابق ۱۲/ ربیع الاول 1413ھ۔ پریس: دریائی آرٹ پرنٹرس پولیس اسٹیشن کے پیچھے وکھار فلیا بیلیمورا، 396311 ضلع ولساڑ

(۷) آمن ماہانہ خصوصی نمبر (گجراتی) اشاعت: 1-6-2003 بروز اتوار سیریز انک 39 سالتھ 29/ ربیع الاول 1424 تنتری، عثمان بھائی قریشی مطبع: فیروز خان پٹھان احمد آباد مکان نمبر 1208 جان صاحب کی گلی تین دروازہ، احمد آباد

(۸) Divine Path monthly (English)

April-2005 Vol.5 NO.2 Safar-Rabiul awwal.1426

Hon. Editor Mahmood Ekhlas P.iPubli by Irfekhis

20-B V.P. Nagar D. Ambedkar Rd. Khar Mumbai-40052

(۹) Qadri Tohfa Ruhaani Duriya(Urdu Monthly) Eng.

Vol. No. 1-Issue No.11 Daaruhani Duniya90 S.V,P. Road

Bachwali House Mazanine Fln, dongri Mumbai-9

اسپیشل نمبر My. 2005 ربیع الآخر 1425

(۱۰) شاہِ مدینہ (ماہانہ، گجراتی) انجمن سیرتِ مصطفیٰ، سول کورٹ گلی سامنے مقام پادرا
ضلع وڈودرا۔391440 تنتزی: مولانا محمد ساجد اشرفی
سال۔2، نمبر:4 سیریز نمبر 15 میں 2006ء مطابق ربیع الآخر 1427ھ
سلطان الاولیاء، (اسپیشل نمبر)

(۱۱) فلاحِ اسلام سال ۲ سیریز نمبر ۱۷ (ماہانہ، خصوصی نمبر) (گجراتی) ماہِ ربیع الاول-
ربیع الآخر 1425ھ، تنتزی: قاضی حضرت دریائی طباعت : تشقیٔ اسلام
C/o فلاحِ اسلام (ماہانہ) آفس عائشہ پارک توکل سوسائٹی کے پیچھے، سرخیز روڈ
احمد آباد-382210

(۱۲) حضرت قاضی محمود دریائی رحمۃ اللہ علیہ بیرپور (گجراتی) مصنف: پیرزادہ یاسین میاں
امام میاں، طباعت: ۱۳ پہلی بار، ناشر: ترقی اسلام، موضع پوسٹ تیلاو، وایا سرخیز
تحصیل آنند، احمد آباد-382210

(۱۳) کرامتِ بہارِ دریائی مصنف پیرزادہ یاسین میاں صاحب میاں صاحب (گجراتی)

(۱۴) کرامتِ خواجہ محمود دریائی دولہا۔21-3-2008، ۱۲ ربیع الاول 1429ھ اردو حصہ ۱-۲

(۱۵) کراماتِ خواجہ محمود دریائی علیہ الرحمہ حصہ اول۔ دوم، مطبع: حسینی کمیٹی (سنی) لاتی پلاٹ
موربی، ضلع راجکوٹ، اشاعت نمبر: 286، (محبوب کے پیلوڈیا) تعداد: 6000

دوسری بار 12 ربیع الآخر 1429ھ (گجراتی)

(۱۶) گلدستۂ خواجہ دریائی (اردو) مصنف: شمیم ہمت نگری

(۱۷) داستانِ دریائی دولہا یعنی قاضی محبوب اللہ (اردو رسم الخط، گجراتی)
تعداد اشاعت : 2000 ہدیہ 21 روپیہ۔ تاریخ 7-4-1991
ناشر : پیرزادہ فتح محمد حاجی انور میاں صاحب دریائی سہروردی بیرپوری

(۱۸) حضرت خواجہ محمود دریائی صاحب سوانح حیات حصہ اول (گجراتی)
مصنف اور ناشر: قاضی صدرالدین رضا میاں نظامی، تعداد اشاعت اول: 1000
1921ء مطابق 1921ھ، قیمت : 2.50 روپئے۔

(۱۹) حالاتِ خواجہ محمود دریائی دولہا (گجراتی) مصنف: حضرت سید نورالدین صاحب اشرفی
ناشر : شیخ سماج راج پوری گیٹ بالاسنور، ضلع کھیڑا، تاریخ 30-10-1999

(۲۰) شانِ خواجہ دریائی دولہا حصہ اول دوم، آڈیو قوالی کی کیسیٹ بنوائی 2000ء

(۲۱) ثوابِ حیات V.C.D کیسیٹ 2003ء
K.M.D. Audio-Video Group Birpur
Voice: Moulana M. Idarish Khan Sahab
G.F. peerzada, Y.F. Peerzada, H.M. Peerzada
M.Hanif, Singer

(۲۲) حضرت خواجہ محمود دریائی Mp.3, C.D حمد نعت منقبت 2004ء

یہ ۱، ۲، ۴، سے ۱۱، ۱۴، ۱۵، ۱۶ کتابوں کے ناشر پیرِ طریقت عالمِ شریعت علامہ، الحاج سید شاہ پیر شفیع اللہ بابا، ایف دریائی اشرفی، چشتی، سہروردی، قادری (خلیفۂ دریائی اشرفی بغدادی قادری) ہیں۔

معاون شاعر : (۱) پیر سید الحاج محمد مدنی بابا المعروف دریائی قادری
(۲) پیر سید محمد یوسف بابا المعروف دریائی قادری

حوالہ جات

ان کتابوں سے مضامین لیے ہیں

عربی : قرآن پاک، معارف القرآن کا ترجمہ لیا گیا ہے۔

فارسی (قلمی): (۱) مفاتیح القلوب (۲) فوائدِ محمودیہ مصنف، حضرت سید شیخ عبدالرزاق جعفری زینبی (داماد خواجہ دریائی دولہا) (۳) کنز الکرامات، مصنف حضرت سید شاہ قاضی عمر محمد رحمۃ اللہ علیہ (۴) تحفۃ القاری مصنف حضرت سیدنا شاہ منصور بن چاند محمد بن شاہ حمید الدین چا بلدہ رحمۃ اللہ علیہ (۵) محمود خوانی مصنف حضرت شاہ سیدنا منصور بن خواجہ ابو محمد عرف اشرف خان رحمۃ اللہ علیہ

(اردو) : (۱) تفسیر نعیمی (۲) تاریخ صوفیائے دکن (۳) مشائخ احمد آباد (۴) مرآۃِ سکندری (۵) طبقات الاولیاء (۶) ہندو پاک کے اولیاء (۷) تاریخِ ہند (۸) مجمع الاولیاء (۹) خزینۃ الاصفیاء (۱۰) نزہۃ الخواطر (۱۱) آئینِ اکبری (ابوالفضل) (۱۲) اسرار الابرار (۱۳) تذکرۂ حضرت مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت (۱۴) تذکرہ شاہ رکنِ عالم (۱۵) تاریخ ابلیات (۱۶) کتابِ چشتیاں (۱۷) تاریخ ادب اردو (۱۸) تاریخ تمدنِ گجرات (۱۹) تاریخ زبانِ اردو (۲۰) ہندوستانی زبان (۲۱) تذکرۃ الاولیاء حصہ اول دوم مصنف سید امام الدین گلشن آبادی (۲۲) ملفوظاتِ اولیاء (۲۳) اخبار الاخیار، مصنف شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (۲۴) تاریخ صوفیائے گجرات مصنف ڈاکٹر ظہور الحسن شارب (۲۵) سخنورانِ گجرات مصنف سید ظہیر الدین مدنی (1981ء نئی دہلی) (۲۶) اکابرینِ گجرات ۱۱ حیات شاہِ عالم مصنف حضرت صوفی نذیر احمد مراد آبادی (2001ء) (۲۷) مراۃِ احمدی (۲۸) اولیائے گجرات۔

ہندی : (۱) سیرتِ خواجہ غریب نواز (۲) آپ کیا جانتے ہیں۔

گجراتی : (۱) کرامتِ خواجہ محمود دریائی حصہ اول دوم (1995-1992) (۲) فیضانِ خواجہ حضرت محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ (1993-9-2) مصنف سید پیر شفیع اللہ باوا المعروف دریائی اشرفی قادری سہروردی (۳) داستانِ دریائی دولہا یعنی قاضی محبوب اللہ مصنف حضرت پیر

فتح محمد مولانا حاجی انور میاں زینبی، دریائی سہروردی، بیر پوری (۴) احمد آباد کے اولیاء مصنف عبداللہ ایم پٹیل (1981ء) (۵) حالتِ خواجہ محمود دریائی دولہا مصنف حضرت سید مولانا نورالدین صاحب اشرفی (30-12-1999) (۶) گجرات کے پاٹ نگر احمد آباد (۷) گجراتی زبان کی ترقی (۸) رحمت خزانۂ دریائی مصنف پیرزادہ سید یاسین میاں ابن پیر مولانا شہاب الدین دریائی (۹) گجرات کی تہذیبی تاریخ (اسلامی دور) حصہ اول، دوم گجرات ودھا سبھا (احمد آباد 1968ء) (۱۰) گلدستۂ خواجہ دریائی (اردو: 1197ء گجراتی: 1999ء) مصنف شمیم ہمت نگری (۱۱) تذکرۂ اولیاء اللہ اور تاریخ نہر والا پیرانا پٹن شمالی گجرات مصنف سید طالب علی قادری (۱۱ر نومبر 1963ء) مقام میراں داتار، اونجا ضلع مہسانہ (۱۲) شانِ اہلِ بیت اور نورانی کلینڈر 1997ء احمد آباد ایم اے ایم جی پی سمپادکوں سرور اشرفی، شیدا قریشی، اشرف احمد آبادی 16 جون 1966ء (۱۳) ہمارے نانا جان حضرت پیر الحاج کمال الدین بن سید محدث حافظ زین الدین دریائی قادری رحمۃ اللہ علیہ ممبئی والے نے 1981 سے 1994ء تک خط و کتابت جو آپ نے ممبئی سے ہمیں لکھے تھے یہ بھی کچھ اس کتاب میں شامل ہیں۔ (۱۴) (الف) جناب پروفیسر محمود حسین عباسی کے تحفۃ القاری کے دیباچوں میں سے بھی کچھ فٹ نوٹ شامل ہیں۔ (۱۴) ہجری سے عیسوی کرنے کے لئے سندیش پیپر تاریخ 23-2-2004ء کی تھیوری کا استعمال کیا گیا ہے۔ (۱۶) حیاتِ قطبِ عالم (۱۷) یادِ ایام (۱۸) فلاحِ اسلام (ماہانہ 2004ء جون) (۱۹) اکابرینِ گجرات (۲۰) تاریخِ اولیائے گجرات (۲۱) مراۃِ احمدی (۲۲) مراۃِ سکندری (۲۳) بھارت کا گزیٹیر (۲۴) نقش ما گجرات 1991ء (۲۵) گجرات اسٹیٹ گزیٹیر (کھیڑا، پاٹن، احمد آباد) (۲۶) درمیان دور کا بھارت (۲۷) گجرات کا راجکیہ وتہذیبی تاریخ 7-8-9 (۲۸) فارسی لغت حصہ اول سے چہارم (۲۹) اردو گجراتی ڈکشنری (۳۰) نقشبندی اولیاء حصہ اول (۳۱) مناقبِ اہلِ بیعت (۳۲) پاٹن کے اولیائے کرام (۳۳) گجراتکے صوفی اولیاء کے لکھے ہوئے فارسی گرنتھ (۳۴) دستاویزوں، سندوں، گورنمنٹ ڈاکیومینٹ، فٹ نوٹ (۳۵) طیبہ (ماہانہ)

منقبت اور نجات عمل

اسلام کے نگہباں-محمود خواجہ تم ہو

از نتیجۂ فکر :

شاعرِ اسلام غنیمت بالاسنوروی

محبوبِ رب کے جاناں   محمود خواجہ تم ہو
اسلام کے نگہباں   محمود خواجہ تم ہو
محبوبِ شیرِ یزداں   محمود خواجہ تم ہو
واللہ ماہِ تاباں   محمود خواجہ تم ہو
پھیلایا دین تم نے   ویران جنگلوں میں
لاریب شمعِ عرفاں   محمود خواجہ تم ہو
چمکے ہزاروں تارے   دربار سے تمہارے
پُر نور مہرِ تاباں   محمود خواجہ تم ہو
بیمار کو شفائے   کلی ملی ہے تم سے
ہر لا دوا کے درماں   محمود خواجہ تم ہو
گجرات کی ہے عظمت   دم سے فقط تمہارے
ہم خادموں کے ارماں   محمود خواجہ تم ہو
گھبرائے کیوں غنیمت   خوف وخطر سے کوئی
ناچیز کے نگہباں   محمود خواجہ تم ہو

منقبت

شاہ محمود دریائی

نذرانۂ حضرت مولانا قاضی احمد میاں صاحب مرحوم، بالاسنوروی

شاہ محمود بیاں کیا کروں رتبہ تیرا   پاکبازوں میں سنا ذکر ہے اونچا تیرا
ہاشمی چاند کہوں کیا رخِ زیبا تیرا   دین ودنیا میں درخشاں ہے اجالا تیرا
قدِ پُر نور، شہِ ہاشمی دولہا تیرا   دیکھوں قسمت سے ملوں آنکھوں پہ تلوا تیرا
پدر، افدر نے شہہِ دین کی گود میں اس دم   طفلِ پُر نور سا دیکھا قدِ بالا تیرا
چارسو سال تک لگاتار تیرے روضہ پر   خیر وخیرات کا بٹتا رہا باڑا تیرا
مذہبِ غیب سے سرساد کی دایا اپنی   فسطِ الفت میں جو چولھا تھا ابالا تیرا
زندگی میری جہنم ہے تجھے بن دیکھے   خلد پاجاؤں اگر دیکھ لوں جلوہ تیرا
خلق مشہورِ سراسر ہے لقب دریائی   کیسے مایوس ہو دربار کا منگتا تیرا
شانِ محبوبی کی یک ہلکی نظر ہومجھ پر   ذلت زدہ کب تک رہے بندہ تیرا
احمدِ عاصی کے مختار ہو مالک و سرور   سر پہ عاصی کے حمایت ہے پنجہ تیرا

پیارا مدینہ

نور کا مرکز پیارا مدینہ، رب نے نبی سے سجایا مدینہ
رحمت والا، برکت والا ، عظمت والا سارا مدینہ
دکھ کے کانٹے پھول بنے ہیں، دیکھاجب وہ پیارا مدینہ
جنت کی کیاری ہے سہانی، جنت کا آئینہ مدینہ
نور کا دریا، فیض کا گلشن، عرشِ بریں کا نظارا مدینہ
جیسے زمیں پہ جنت اتری، ایسا مہکے نرالا مدینہ
قافلے والو! جنت لے لو، مژدہ یہ ہے سناتا مدینہ

جس نے جو بھی مانگا، ملا ہے بخشش کا ہے خزانہ مدینہ
دین ودنیا، نجات وعقبیٰ دیتا نہیں ہے کیا کیا مدینہ
ہوا ہے مولیٰ! ساری امت دیکھے میرے آقا کا مدینہ
کلیاں کلیاں گلشن گلشن سب کا ترانہ مدینہ مدینہ
تیرا وظیفہ جو چاہے میرا وظیفہ مدینہ مدینہ
جنت میں بے چین ہے عاشق، ڈھونڈھ رہا ہے پیارا مدینہ
دینے پہ گر آؤ خدا تو، مانگوں گا بس آقا کا مدینہ
مشک سے زیادہ خوشبو اس کی، شہد سے زیادہ میٹھا مدینہ
نوری فضا، برفیلی ہوائیں، خلد سے جیسے اترا مدینہ
ذرے سورج، قطرے سمندر کیا سے کیا ہے کرتا مدینہ
مدنی کے مدنی کی حسرت، مدفن ہووے اس کا مدینہ

بزرگوں کے اقوال

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے حالات شریعت ہیں۔ دل مبارک کے حالات طریقت ہیں۔ روحِ پاک کے حالات حقیقت۔ شرع شریف کے حالات معرفت ہیں۔ انہی چار چیزوں یعنی شریعت ،طریقت، حقیقت اور معرفت کا نام دین ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ دین اللہ ہیں۔ (تفسیرِ نعیمی)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے جس نے میری وفات کے بعد میری قبرِ شریف کی زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (بخاری شریف)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ بیتِ رسول اللہ کی تعریف میں یوں فرمایا ہے کہ اے اہلِ بیتِ رسول! تمہاری محبت قرآن کی وجہ سے فرض ہے۔ تمہاری بڑی شان کے لئے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز قبول نہ ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

سرکار غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب تک شیخ (پیر) میں بارہ خصلتیں نہ ہوں

وہ سجادے (سجادہ نشین، گدی نشین) پر نہ بیٹھے۔ دو خصلتیں خدا کی کہ ستار اور غفار ہو۔ دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ شفیق اور رفیق ہو۔ دو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ صادق اور مصدق ہو۔ دو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کہ نیکی کا حکم دینے والے اور برائے سے ہٹانے والا ہو۔ دو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ کھانا کھلائے اور رات بھر بیدار رہے۔ دو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی کہ عالم اور بہادر ہو۔ (لہب الاسرار)

اگر سید کسی غیر سید عورت سے نکاح کرلے تو اولاد سید ہے کہ انہیں زکوٰۃ لینا حرام ہے اور اگر غیر سید کسی سید عورت سے نکاح کرے تو اولاد سید نہ ہوگی۔ انہیں زکوٰۃ حلال۔ سید کی اولاد ہر حال میں سید ہے چاہے لونڈی سے ہو یا غیر سید عورت سے۔ (احکام القرآن)

سید گناہ کرے تو دوگنا مجرم ہے۔ اول اسلام کا مجرم، پھر نسبِ رسول کا مجرم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہونا بڑے فخر اور عزت کی بات ہے۔ مگر ایمان اور نیک اعمال کی شرط پر۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی بی فاطمہ زہرہؓ سے فرمایا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن دوسرے لوگ ایمان لے کر آئیں اور تم میرا نسب۔ (تفسیر نعیمی)

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ دو جرموں کے سوا کسی گناہ پر رب کی طرف سے جنگ کا اعلان نہیں کیا گیا۔ ایک سود لینا اور دوسرے اولیائے کرام سے دشمنی رکھنا۔ (تفسیر نعیمی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کام میں حیران ہو جاؤ تو قبر والوں سے مدد طلب کرو۔ (تفسیر نعیمی)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ممبر یا قبرِ انور چومنا کیسا ہے؟ فرمایا کوئی حرج نہیں۔ ابن ابی السوک ایمان رحمۃ اللہ علیہ سے جو کہ مکۂ مکرمہ کے شافعی علماء سے ہیں منقول ہے کہ قرآن کریم حدیث کے اوراق، بزرگانِ دین کی قبریں چومنا جائز ہے۔ (تفسیر نعیمی)

مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے (خزانہ جلالی) میں لکھا ہے کہ نیکیاں اور بدیاں میں مکان کی بزرگی زمانے کی بزرگی اور انسان کی بزرگی کا بھی اعتبار ہے مکان کی

بزرگی جیسے کہ مکۂ مکرمہ کی ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہوتا ہے زمانے کے بزرگی جیسے ماہِ رجب اور جمعہ کا دن کہ اس زمانے میں ایک نیکی ستر نیکیاں لاتی ہیں اور ایک بدی ستر بدیاں کے عذاب کی بنیاد بنتی ہیں۔انسان کی بزرگی جیسے فاطمی سید اور علماء کی اگر یہ ایک نیکی کریں تو دوسروں کے مقابلے میں دگنا ثواب پائیں اور ایک گناہ کریں تو دوسروں سے بڑھ کر عذاب پائیں۔(سبوسنابل شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص کسی عالم کے پاس دو گھڑی بیٹھا یا اس کے ساتھ دو لقمہ کھائے یا دو باتیں سنیں یا دو قدم اس کے ساتھ چلا اس نے اللہ تعالیٰ دو جنتیں دے گا ہر جنت دنیا سے دوگنی ہوگی۔(مشکوٰۃ الانوار)

نجات عمل پر موقوف ہے نسب پر نہیں

ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے حاضر خدمت ہو کر حضرت سیدنا جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ چونکہ اہلِ یعت رسول اللہ سے ہیں اور اہل بیت سے ہیں اس لئے مجھ کو کوئی نصیحت فرمائیں۔لیکن آپ خاموش رہے اور دوبارہ حضرت داؤد طائی نے کہا کہ اہلِ بیت ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فضیلت بخشی ہے اس لحاظ سے نصیحت کرنا آپ پر فرض ہے۔یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ مجھے تو یہی خوف لگا ہوا ہے کہ روزِ محشر کہیں میرے جدِّ اعلیٰ ہاتھ پکڑ کر یہ ثواب نہ کر بیٹھیں کہ تو نے خود میری اتباع کیوں نہیں کی۔اس لئے کہ نجات کا تعلق نسب سے نہیں بلکہ اعمالِ صالحہ صالحہ پر موقوف ہے۔یہ سن کر داؤد طائی کو بہت عبرت ہوئی۔اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ جب اہلِ بیت پر خوف کا غلبہ کا یہ عالم ہے تو میں کس گنتی میں آتا ہوں اور کس چیز پر فخر کرسکتا ہوں۔

اے انسانو! خبردار! صوفیوں کے گروہ کی ہر ایک بات وکام کا انکار مت کروان کے حالت انہی پر چھوڑ دو۔شرع شریف کے معاملات میں مخالفت کوئی مسئلہ نظر آئے تب بھی تم ایسی صورت میں شریعت کے پابند وخاموشی اختیار کرلو۔(حضرت سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ۔عراق)

شجرۂ نسب

دریائی صاحب قاضی محمود محبوب اللہ کی ایک شاخ

حضرت شاہ قاضی محمود دریائی صاحب
↓
حضرت شاہ لاڑ محمد صاحب
↓
حضرت شاہ پیار اللہ صاحب
↓
حضرت شاہ عالم صاحب
↓
حضرت شاہ میاں علاؤ الدین صاحب
↓
حضرت شاہ صاحب
↓
حضرت شاہ میٹھا میاں صاحب
↓
حضرت شاہ عالم میاں
↓
حضرت شاہ جبو میاں صاحب عرف عبد الجبار
↓
حضرت شاہ کمال الدین (کمو دادا)
↓
حضرت شاہ جمال میاں
↓
حضرت شاہ صاحب میاں
↓
حضرت شاہ فتح محمد

- شفیع اللہ
- غلام عباس عرف مدنی میاں
- یوسف میاں

حضرت جبو میاں عرف عبد الجبار

- رحمو میاں ← باسط میاں ← نبی میاں ← احمد میاں
- لیما میاں ← فیض الدین میاں ← امام میاں ← حسین میاں
- باقر میاں ← گلو میاں ← بڑا میاں ← باقر میاں ← محمود میاں
- کمال الدین عرف کمو میاں
  - عالم میاں ← زین الدین ← کمال الدین ← علم الدین
  - ڈوسا میاں ← عثمان میاں ← نجو میاں
  - اکبر میاں ← حسین میاں ← غلام محمد
  - قاسم میاں ← اجو بی بی ← کمال الدین
  - شاہ صاحب ← رضا میاں ← آمنہ بی بی
  - جمال میاں
    - شہاب الدین عرف صاحب میاں
    - موسو میاں ← غلام رسول
    - ولی میاں ← امو بی بی ← احمد میاں
    - سید میاں ← انو میاں ← محمود میاں
    - مراد میاں
      - غلام محمد
      - حسین میاں
      - رسول میاں
      - امراؤ میاں

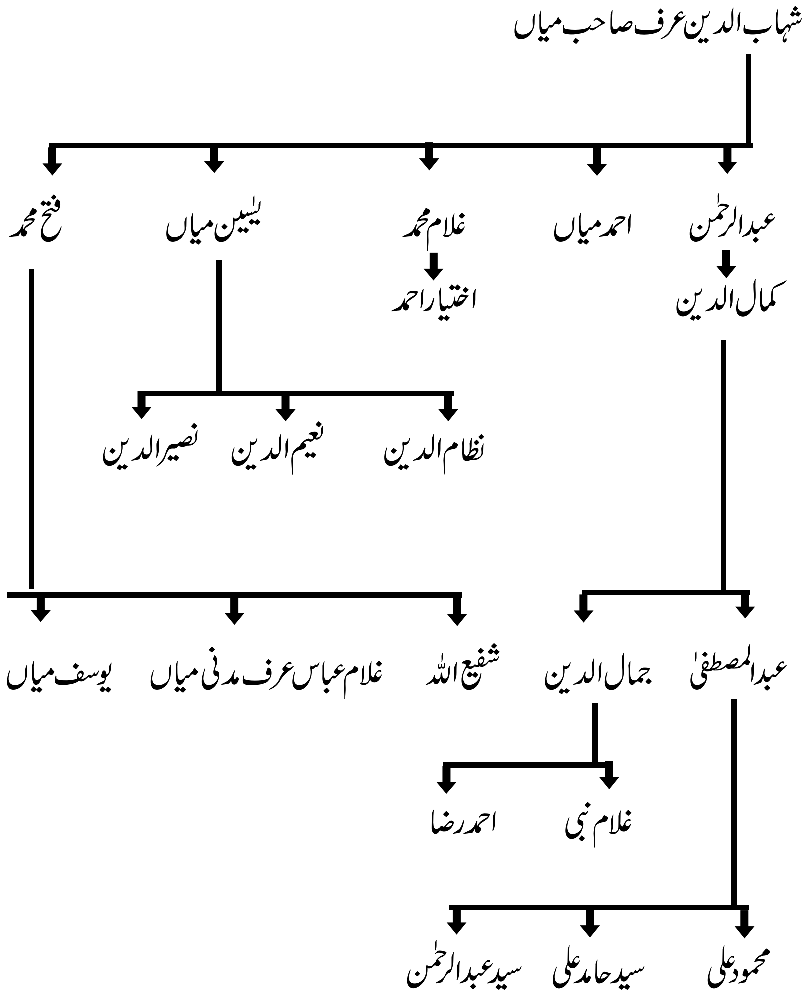

زیارتِ مصر

زیارت (کیرو، مصر) ۱۲؍دسمبر ۲۰۱۸ء

(۱) سیدہ نفیسہ بی بی (رحمۃ اللہ علیہا)
(۲) مفسرِ احلام علامہ ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ
(۳) سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا (حضرت علیؓ کی بیٹی)
(۴) سیدنا علی محمد رضی اللہ عنہ (امام جعفر صادقؓ کے بیٹے)
(۵) سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا (حضورؐ کی پھوپھی)
(۶) سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہ (امام حسینؓ کی بیٹی)
(۷) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (امام جعفر صادقؓ کی بیٹی)

زیارت (تنتا شہر، مصر) بتاریخ ۱۳؍دسمبر ۲۰۱۸ء (کیرو تا تنتا شہر، مسافت ۹۴ کلومیٹر)

(۸) سیدنا امام بدوی رضی اللہ عنہ (تیسرے قطب)
(۹) سیدنا عبدالعال رضی اللہ عنہ
(۱۰) سیدنا عبدالمتعال رضی اللہ عنہ
(۱۱) سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ
(۱۲) سیدنا نورالدین رضی اللہ عنہ
(۱۳) سیدنا احمد حجاب رضی اللہ عنہ
(۱۴) سیدنا مجاہد رضی اللہ عنہ
(۱۵) نبی پاک صلی اللہ علیہ کے نقشِ قدم

زیارت ڈیسوک سٹی، ۱۳؍دسمبر ۲۰۱۸ء (کیرو سے ڈیسوک سٹی، مسافت ۱۶۱ کلومٹر

(۱۶) سیدنا ابراہیم الداسوقی رضی اللہ عنہ (چوتھے قطب)
(۱۷) سیدنا شرف الدین موسیٰ رضی اللہ عنہ (امام داسوقی کے بھائی)
(۱۸) نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی کا نشان

زیارت (الکزینڈرا،مصر) بتاریخ ۱۳؍دسمبر ۲۰۱۸ء (کیرو سے الکزینڈرا: ۲۱۵ کلومیٹر

(۱۹) صاحبِ بردہ سیدنا امام بوسیری رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰) سیدنا ابوالعباس المرسی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۱) سیدنا محمد صلاح الدین رضی اللہ عنہ (امام زین العابدین کے بیٹے)

(۲۲) سیدنا محمد مسعود رضی اللہ عنہ (امام زین العابدین کے بیٹے)

(۲۳) سیدنا محمد منقعی رضی اللہ عنہ (امام زین العابدین کے بیٹے)

(۲۴) سیدنا امام عبدالملک الجہنی رحمۃ اللہ علیہ (امام الحرمین)

(۲۵) سیدنا ابی امام و قیع بن الجراح رضی اللہ عنہ

(۲۶) سیدنا غریب رضی اللہ عنہ

(۲۷) سیدنا محمد شریف مغربی رضی اللہ عنہ

(۲۸) سیدنا یوسف جرانی رضی اللہ عنہ

(۲۹) سیدنا محمد ابودرداء رضی اللہ عنہ

(۳۰) سیدنا محمد برکہ رضی اللہ عنہ

(۳۱) سیدنا محمد مغربی یمانی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۲) سیدنا محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

(۳۳) سیدنا محمد اِجابہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۴) سیدنا محمد حلوانی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۵) سیدنا محمد طرودی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۶) سیدنا مکین الدین اسمر شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۷) سیدنا ابوالدر یاقوت العرش حبشی رضی اللہ عنہ

(۳۸) حضرت سیدنا نبی دانیال علیہ السلام

(۳۹) حضرت سیدنا لقمان حکیم رضی اللہ عنہ

نوٹ: نمبر ۲۶ سے ۳۵ تک سبھی ہستیاں سیدنا ابوالعباس مرسی کے خصوصی شاگرد ہیں۔

زیارت (کیرو،مصر) بتاریخ ۱۴؍دسمبر ۲۰۱۸ء

(۴۰) سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۱) سیدنا ابوجعفر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۲) سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا (امام حسینؓ کی بیٹی)

(۴۳) صحابیِ رسول ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

(۴۴) سیدنا یحیٰ شبیہ رحمۃ اللہ علیہ

(۴۵) علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۶) سیدہ رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا

(۴۷) سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

(۴۸) سیدنا محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ (حضرت علیؓ کے بیٹے)

(۴۹) امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ (کتاب: تابعین الحقائق کے مصنف)

(۵۰) سیدہ فاطمہ بنتِ حسن انور رضی اللہ عنہا

(۵۱) صحابیِ رسول سیدنا عقبہ بن عامر جوہائنی رضی اللہ عنہ

(۵۲) صحابیِ رسول سیدنا امر بن العاص رضی اللہ عنہ

(۵۳) سیدنا فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ

(۵۴) سیدنا صہیب بن ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ

(۵۵) قراء سبعہ رضی اللہ عنہم

(۵۶) سیدنا امام وقیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ (امام شافعیؒ کے استاد)

(۵۷) سیدنا احمد بن عطاء اللہ سکندری رحمۃ اللہ علیہ

(۵۸) سیدنا علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ

(۵۹) شیخ الاسلام حضرت قاضی القضاۃ علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ

(۶۰) سیدہ بی بی نفیسہ کا چلہ گاہ

(۶۱) سلطانِ مشرق ومغرب عبداللہ بن ابوجمرہ رحمۃ اللہ علیہ

(۶۲) سیدنا ابوالفتح محمد بن سید الناس شافعی اندلسی رضی اللہ عنہما

(۶۳) سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ مبارک

زیارت (کیرو،مصر) بتاریخ ۱۵؍دسمبر ۲۰۱۸ء

(۶۴) سیدہ زینب رضی اللہ عنہا (امام حسینؓ کی بہن)

(۶۵) احرامات مصر (گیزا پراِمڈ)

(۶۶) المتحف المصری (مصری میوزم)

زیارت (کیرو،مصر) بتاریخ ۱۶؍دسمبر ۲۰۱۸ء

(۶۷) سیدہ فاطمہ بنت امام حسن رضی اللہ عنہما

(۶۸) سیدہ فاطمہ ام غلام رضی اللہ عنہما (امام حسن کی بہو)

(۶۹) سیدہ ابوالبرکات سید احمد ضردیری رحمۃ اللہ علیہ

(۷۰) سیدنا صالح سباعی رحمۃ اللہ علیہ

(۷۱) سیدنا بنیامین (سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائی)

(۷۲) سیدنا شہاب الدین رضی اللہ عنہ

(۷۳) سیدہ فاطمہ نبویہ رضی اللہ عنہا (امام حسینؓ کی بیٹی)

(۷۴) شارحِ بخاری علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

(۷۵) علامہ احمد بن محمد قسطلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب:

محمد ذیشان حنفی (پران پور، ضلع پیلی بھیت شریف، یوپی)

متعلم : الازہر یونیورسٹی، کیرو (مصر)

Whatsapp & Contact No : +201203663786

زیارت بغداد

زیارت بغداد ۱۷۔۱۸؍دسمبر ۲۰۱۸ء

(۱) پیرانِ پیر دستگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی بغدادی پہلے قطب رحمۃ اللہ علیہ

(۲) مفسرِ احلام علامہ ابنِ سیرین رحمۃ اللہ

زیارت احمد الرفاعی سٹی دربار سے الرفاعی سٹی 276 کلومیٹر دوری

(۱) سیدنا احمد کبیر رفاعی دوسرے قطب رحمۃ اللہ علیہ

زیارتِ المدائن دربار سے المدائن ۲۰؍دسمبر ۲۰۱۸ء 38 کلومیٹر دوری

(۱) صحابیِ رسول سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

(۲) صحابیِ رسول سیدنا حذیفی الیمن العبدی رضی اللہ عنہ

(۳) صحابیِ رسول عبداللہ بن جابر الانصاری رضی اللہ عنہ

(۴) سیدنا محمود بن ظاہر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ نسب غوث پاک کی اٹھارہویں پشت میں

(۵) امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ۔ دربار سے دوری ۱۴ کلومٹر

(۶) سیدنا بشر بن حارث الحافی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) سیدنا شیخ ابوبکر شبلی بارہویں امام رحمۃ اللہ علیہ

زیارت سامرہ۔۲۱؍دسمبر ۲۰۱۸ء۔ دربار سے دوری ۱۳۲ کلومٹر

(۱) سیدنا امام الہادی علی نقی دسویں امام رحمۃ اللہ علیہ

(۲) سیدنا حسن من علی العسکری گیارہویں امام

(۳) سیدنا نرگس حسن العسکری کی بیوی ہیں۔

(۴) سیدنا سَلِل حسن العسکری کی والدہ ہیں۔

زیارت بغداد۔۲۲؍دسمبر ۲۰۱۸ء

(۱) سیدنا ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) سیدنا الحارث المجالسی سری (جنید بغدادی کے ماموں)

(۳) سیدنا ابوزینب البغدادی

(۴) سیدنا ابواحمد البغدادی

(۵) نبی اللہ سیدنا یوشع بن نون علیہ السلام

(۶) سیدنا ابووہاب بحل الدعنہ بن امر الہاشمی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) سیدنا ابراہیم بن احمد الخواص رحمۃ اللہ علیہ

(۸) سیدنا ابوفیض سجان بن ابراہیم ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

(۹) سیدنا ابومحفوظ معروف بن فیروز الخرقی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) سیدنا امام بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱) سیدنا شہاب الدین ابوحفص عامر السہر وردی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) سیدنا حجت الاسلام ابوحامد محمد الغزالی النیشاپوری

(۱۳) سیدنا امام موسیٰ بن جعفر الکاظمی رحمۃ اللہ علیہ (ساتویں امام)

زیارت المسیب ۲۳ر دسمبر ۲۰۱۸ء دربار سے دوری ۷۷ کلومیٹر

(۱) سیدنا محمد بن مسلم بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ (عمر ۱۰ سال)

(۲) سیدنا ابراہیم بن مسلم بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ (عمر ۹ سال)

(۳) سیدنا عون بن عبداللہ بن جعفر جو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں۔

(۴) سیدنا الحور التمیمی رحمۃ اللہ علیہ

زیارت حلہ ۲۴ر دسمبر ۲۰۱۸ء

(۱) نبی اللہ سیدنا ایوب علیہ السلام

(۲) سیدنا بی بی رحمت (سیدنا ایوب علیہ السلام کی والدہ)

(۳) بئرِ ایوب (سیدنا ایوب علیہ السلام کی جانب یہ کنواں منسوب ہے۔ایک روایت کے مطابق عرفہ کی رات میں کنویں میں زمزم کا پانی ملتا ہے۔

زیارت کوفہ ۲۴ر دسمبر ۲۰۱۸ء دربار سے دوری ۱۷۶ کلومیٹر

(۱) سیدنا امام مسلم بن عقیل الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ (امام حسین کے چچازاد بھائی)

(۲) صحابیِ رسول سیدنا حبیب بن مظاہر الاسدی الیمنی رضی اللہ عنہ

(۳) مصلہ گاہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

(۴) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جگہ

زیارت نجف اشرف ۲۴ر دسمبر ۲۰۱۸ء دربار سے دوری ۱۸۱ کلومیٹر

(۱) سیدنا سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

(۲) سیدنا علی اصغر رضی اللہ عنہ (امام حسین کے بیٹے)

(۳) سیدنا علی اکبر (امام حسنؓ کے بیٹے)

(۴) سیدنا ابوالفضل عباس الہاشمی علمبردار رضی اللہ عنہ

(۵) شہدائے کربلا۔

مرتب:

محمد ذیشان حنفی (پران پور، ضلع پیلی بھیت شریف، یوپی)

متعلم : الازہر یونیورسٹی، کیرو (مصر)

Whatsapp & Contact No : +201203663786

بسم الله الرحمٰن الرحيم

مثال الاجازة والخلافة

الحمدللّٰه القادر القوى ذى الجلال والاكرام الذى شرف الانبياء بتشريف الخلافة علىٰ سائر الانام والصلوٰة والسلام علىٰ اشرف المخلوقات سيدنا ومولٰينا محمد وعلىٰ اٰلهٖ العظام واصحابه الكرام من يومنا الىٰ يوم القيام. اما بعد! فلماوجدت علىٰ جبهة الاعز الارشد اخى فى الدين والدنيا والآخرة بيرزاده السيد محمدمدنى المعروف بغلام عباس ماوردت من انوارالسعادة فاجلسته علىٰ سرير الخلافة الأشرفية وتوجّه بتيجان الكرامة الروحانية واجزته بجميع ما اجازنى شيوخى الكرام من الاعمال والأشغال والاوراد والوظائف والنقوش والتعويذات وجميع السلاسل العلية القادرية والجشتية المذكورة فى هٰذا الشجرة المباركة واوصيه ونفسى بتقوى الله فى السر والعلان وبالتمسك بمذهب اهل السنة والجماعة ظاهراً وباطناً وبالارشاد والبيعة للطالبين الصادقين وباالدعاء لى ولوالدىّ ولمن له حق علىٰ ولسائر المسلمين والمسلمات واناالفقير الىٰ حضرة الرّب الغنى السيد محمدمدنى الاشرفى الجيلانى اٰمين سجاده مخدوم الملت ابى المحامد السيد محمدالمحدث الأعظم الكجوجوى عليه الرحمة والرضوان۔

دستخط مع مهر

تاريخ ١٤/ ماه جمادى الآخر ١٤٢٨ھ

مطابق ٢٩/ جون ٢٠٠٧ء شب شنبه

بسم الله الرحمٰن الرحيم

مثال الاجازة والخلافة

الحمدلله نورقلوب السالكين بطاعته، واشرق شمس قلوبهم بنور مشاهدته، وحققهم بكمال ذل عبوديته، واطلعهم علىٰ معارف أسراره، فكانوا به من المتحققين، وبشريعته من المتمسكين، فساروا بين الناس انور اساطعة ويدورالامعة، يهتدى الناس بهم الىٰ طريق الرسالة المحمدية قال تعالى : اولٰئك الذين هداهم الله فبهدٰهم اقتده، وأشهد أن لا اله الا الله خص بعض عباده بالولاية، فأجزل عليهم العطايا، وحفهم بالعناية، قال سبحانه وتعاليٰ : يختص برحمتهٖ من يشآء وأشهد أن سيدنا محمدالسادات، وقائد القادات، ومنبع الكمالات، ورئيس الكل بالكل فى الحضرات، وعلىٰ اٰلهٖ واصحابهٖ أولى الكمال والزيادات وبعد :

أجازنى بمشيخة الطريقة الرفاعية :

السيد الشريف الشيخ محمد عن والده العلامة السيد ذنون، كما أخذها عن مولانا محمدابى الهدىٰ الصيادى الرفاعى، كما أخذها عن شيخه الامام العارف بالله السيد عبدالله الراوى، وهو عن شيخه السيد احمد الراوى، وهو عن شيخه السيد نورالدين حبيب الله الحديثى، وهو عن السيد برهان الدين الخزامى الصيادى.وهو عن أخيه السيد نورالدين، وهو عن أبيه السيد عبدالعلام الخزامى، وهو عن عمه امام العارفين السيد سراج الدين، وهو عن جده السيد محمود الصوفى، وهو عن أبيه السيد محمد برهان، وهو عن أبيه السيد حسن الغواص، وهو عن أبيه السيد الحاج محمدشاه، وهو عن أبيه مقتدى الرجال الأعلام السيد محمد خزام

دفين الموصل الحدباء، وهو عن عمه السيد ملك المندلاوى، وهو عن أبيه السيد محمود الأسمر، وهو عن أبيه السيد حسين العراقى، وهو عن ابن عمه السيد تاج الدين، وهو عن ابن عمه السيد عبدالرحمٰن شمس الدين عبدالكريم أبى محمد الواسطى، وهو عن أبيه السيد صالح عبدالرزاق، وهو عن أبيه السيد شمس الدين محمد،وهو عن أبيه السيد صدرالدين على، وهو عن أبيه قطب الأفراد السيد أحمد الصياد، وهو عن أخيه القطب المتمكن أبى الحسن عبد المحسن، وهو عن جده مقبل يد الرسول المكرم غوث العرب والعجم أبى العباس مولانا السيد أحمد الرفاعى الكبير الحسينى رضى الله عنه وعنهم أجمعين. وسندة مشهور الىٰ رسول الله صلى اللّٰه عليه وسلم وهٰذه السلسة تسمى بسلسلة الذهب.

اجازنى الشيخ العلامة أكرم عبدالوهاب الموصلى بالطريقة الرفاعية فقال :

والبست الخرقة من السيد الجليل العارف الكبير السيد على بن السيد عبدالله العيدروسى، وهو عن أخيه أحمد بن عبدالله العيدروسى، وهو أخذها عن والده السيد عبدالله العيدروسى، وهو أخذها عن والده السيد العيدروسى، وهو أخذها عن القطب الشهير أبى بكر العيدروسى صاحب عدن، عن الشيخ جمال الدين بن محمد بن أحمد فضال، عن جمال الدين بن محمد بن محمد بن مسعود أبو شكيل الأنصارى، عن الشيخ شهاب الدين أحمد رداد، عن شيخه اسماعيل بن ابراهيم الجبروتى، عن محمد بن أبى بكر الضجاعى، عن برهان الدين العلوى، عن الشريف محمدبن الحسن السمرقندى، عن الحسين بن محمد الرفاعى، عن والده أحمد عن أبيه تاج الدين محمد، عن والده أحمد بن عبدالرحيم الرفاعى،

عن أخيه محمد، عن ابن عمه محى الدين ابراهيم الأعزب بن على، عن عهد الدين (بالتواتر)، عن أخيه محمد، عن ابن عمه محى الدين ابراهيم الأعزب بن على سيد، عن سيف الدولة على بن عثمان ، عن خالة الشيخ الكبير أحمد بن أبى الحسن الرفاعى الحسينى السيد أحمد الرفاعى، عن سيدى منصور الرفاعى، عن على بن عبدالقادر الواسطى، عن الفضل بن كامخ، عن ابن على غلام بن عبدالقادر الواسطى، عن الفضل بن كامخ، عن ابن على غلام بن بركات، عن على بن البازنارى، عن على العجمى، عن الشبلى، عن الجنيدالبغدادى، عن سرى السقطى، عن معروف الكرخى، عن دائود الطائى، عن حبيب العجمى، عن الحسن البصرى، عن علىٰ اميرالمؤمنين كرم الله وجههٔ، عن النبى صلى الله عليه وسلم .

أما أسانيد الطرق والأورادغير ماتقدم، فأستفتح يسند الطريقة العلية الرفاعية :

ارويها اجازة عن شيخين جليلين وهما: (١) الشيخ على الغربى الرفاعى الحسينى، (٢) الشيخ مخلف الرفاعى الحسينى وكلاهما عن الشيخ يوسف الرفاعى نزيل الكويت رحمه الله تعالىٰ، فيقول الشيخ يوسف الرفاعى رحمه الله تعالىٰ، (١) أرويها بطرق علية مختلفة، وسلاسل مباركات مشرفة اخض ثلاثه منها بالذكر، تلقى كلها بالامام السيد أبى الهدىٰ العيادى شيخ السلطان عبدالحميد العثمانى، فاروبها عن (١) الشيخ عبدالحكيم بن سليم عبدالباسط القائى، ثم عن (٢) العلامة السيد محمد سعيد النعمان مفتى حماد،(ح) وعن (١) العلامة السيد مكى الكتاتى الحسنى، عن (٢) السيد ابراهيم الراوى صاحب كتاب (السير والمساعى

فى أوراد الامام الرفاعى) (ح) وعن الشيخ (١) عبدالله مصطفىٰ الشامى الحلبى عن (٢) السيد تاج الدين ابن السيد حسن خالد ابن الامام ابى الهدىٰ الصيادى، ثلاثيهم. اعلىٰ السيد محمدسعيد، والسيد ابراهيم، والسيد تاج الدين عن جد الأخير (٣) الامام السيد أبى الهدىٰ الصيادى، وهو عن (٤) الامام السيد محمدمهدى بهاء الدين الشهير بالراس، وهو عن (٥) شيخه جليل القدر والجاه السيد الشيخ عبدالله، عن (٦) شيخه ووالده السيد الشيخ احمد الراوى الرفاعى، وهو تلقاها عن شيخين، الاول (٧) السيد الشيخ بدوى الرفاعى، وهو عن (٨) أبيه السيد اسحٰق ، عن (٩) أبيه السيد طالب ، عن (١٠) أبيه السيد يوسف، عن (١١) أبيه السيد يعقوب، عن (١٢) أبيه السيد شعبان، عن (١٣) أبيه السيد صالح، عن (١٥) أبيه السيد عبدالرحمٰن، عن (١٩) أبيه السيد يوسف، عن (٢٠) أبيه السيد رجب، عن (٢١) أبيه السيد شمس الدين، عن (٢٢) جده القطب الداعى، ووسيلة كل داع الى الله ، أبى العلمين ومولانا وسيدنا الامام أحمد الرفاعى الحسينى رضى الله عنه وعنهم اجمعين. واخذ جدنا وسيدنا الامام احمد الكبير الرفاعى الصينى رضى الله عنه ولبس الخرقة عن (٢٣) خالة الشيخ الجليل منصور،وهو عن (٢٤) والده الشيخ يحيٰ الانصارى، عن (٢٥) والده الشيخ موسىٰ أبى سعيد الانصارى، عن (٢٦) والده الشيخ كامل، عن (٢٧)والده الشيخ يحيٰ الكبير، عن (٢٨) والده الشيخ أبى بكر بن موسىٰ الواسطى، عن (٢٩) سيدالطائفة الامام ابى القاسم الجنيد البغدادى رضى الله عنه وعن وعنهم (ح) الشيخ الكبير أبى الفضل على القارى الواسطى الشافعى، عن (٢)

الشيخ أبى الفضل بن كامح الواسطى، عن (٣) الشيخ أبى بكر الشبلى، عن (٤) السيد أبى على الروذبارى، عن (٥) الشيخ على العجمى، عن (٦) الشيخ أبى بكر الشبلى، عن (٧) سيد الطائفة الامام أبى القاسم الجنيد البغدادى، عن (٨) خالة الشيخ السرى سقطى ، عن (٩) الشيخ الجليل معروف الكرخى، عن (١٠) الشيخ دائود الطائى، عن (١١) الشيخ حبيب العجمى، عن (١٢) امام الجماعة الشيخ أبى سعيد البصرى، عن (١٣) مرجع الكل بالكل باب مدينة العلوم سيدنا وسندنا ومولانا الامام ابى الحسنين على كرم الله وجههٗ ، عن (١٤) حبيبنا وسيدنا الخلق أجمعين رسول رب العالمين صلى الله عليه وآله وسلم تسليماً كثيراً كثيرا.

وبهٰذه الطرق والأسانيد الرفاعية أجيز بها الشيخ العالم والرجل الصالح ......**السيد غلام عباس فتح محمد (مدنى بابا) دريائى، من غفرات ، الهند**...... بكل ما أجازونى به فى هٰذه الأسانيد المباركة، وأوصى المجاز بهٰذا السند بقراءة أوراد وأحزاب جدنا الامام الرفاعى قدس الله سرهٗ الشريف، وكتاب السير والمساعى للشيخ ابراهيم بن محمد الراوى الرفاعى قدس الله سره الشريف، وأن يحافظ علىٰ آداب الطريق وأن لا يخرج عن منهم أهل السنة والجماعة، ويلتزم منهج الأكابر من السادة الصوفية كما هو مقرر فى كتبهم وسلوكهم وأن لا ينسانى من صالح دعواته فى خلواته وجلواته لى ولوالدى ومشائخى، والعهد الذى بيننا أن الناجى منا يأخذ بيد أخيه الىٰ الجنة.

خادم العلم والصالحين :

عمار بن عبدالستار الرفاعى الحسينى البغدادى (العراق)

سرکارِ خواجہ کی مناجات کا اردو ترجمہ

سراپا جرم و عصیاں میں ، تو ہے غفار یا اللہ
سراسر عیب ونقصاں میں، تو ہے ستار یا اللہ
میں سرتا پا گناہوں سے ہوں مستی اور غفلت میں
تو کردے ذکر وطاعت سے مجھے بیدار یا اللہ
برے کاموں سے میرے ہو گئی بیزار سب دنیا
تو راضی رہ میرے مالک نہ ہو بیزار یا اللہ
میری توبہ کی بنیادوں کو مستحکم بنا دے تو
کہ میں کرتا رہوں ہر لحظہ استغفار یا اللہ
تو کر ایسا کرم مجھ پر بحقِ احمدِ مرسل
کہ مولیٰ جانکنی مجھ پر نہ ہو دشوار یا اللہ
نہ ہو مولیٰ عبادت میں میرا دل دوسری جانب
تو ہر وسواسِ شیطانی سے کر دے پار یا اللہ
مجھے ہو قبر کی تاریکیوں سے جس گھڑی وحشت
تو شمعِ معرفت سے کردے پُر انوار یا اللہ
معین الدینِ عاصی عرض کرتا ہے یہ رو رو کر
سلامت رکھ میرا ایماں تو ہے غفار یا اللہ
تصدق آیۂ لا تقنطوا کا، ہو کرم مولیٰ
میرے اس دردِ دل کا ہے تو ہی غمخوار یا اللہ

(دردؔ کاکوروی)

لعنۃ اللہ علیہم دشمنانِ اہلِ بیعت

باغِ جنت کے ہیں بحرِ مدح خوانِ اہلِ بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلِ بیت
کس زباں سے ہو بیانِ عز وشانِ اہلِ بیت
مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدح خوانِ اہلِ بیت
ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیتِ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلِ بیت
ان کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر وشانِ اہلِ بیت
رزم کا میداں بنا ہے جلوہ گاہِ حسن وعشق
کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہلِ بیت
پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے
خون سے سینچا گیا ہے گلستانِ اہلِ بیت
حوریں کرتی ہیں عروسانِ شہادت کا سنگار
خوبرو دولہا بنا ہے ہر جوانِ اہلِ بیت
جمعہ کا دن ہے کتابیں زیست کی طے کرکے آج
کھیلتے ہیں جان پر شہزادگانِ اہلِ بیت
باغِ جنت چھوڑ کر آئے ہیں محبوبِ خدا
اے زہے قسمت تمہاری کشتگانِ اہلِ بیت
حوریں بے پردہ نکل آئی ہیں سر کھولے ہوئے
آج کیسا حشر ہے برپا میانِ اہلِ بیت
گھر لٹانا، جان دینا، کوئی تجھ سے سیکھ جائے

جانِ عالم ہو فدا، اے خاندانِ اہلِ بیت

سر شہیدانِ محبت کے ہیں نیزوں پر بلند
اور اونچی کی خدا نے، قدر و شانِ اہلِ بیت

زخم کھانے کو، تو آبِ تیغ پینے کو دیا
خوب دعوت کی بلا کر دشمنانِ اہلِ بیت

اہلِ بیتِ پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہلِ بیت

بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دے اے حسنؔ
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہلِ بیت

(علامہ حسن رضا خاں حسن بریلوی)

دعائیہ قطعہ

ایمان کی لو اور میرے دل میں بڑھا دے
شیدائی مجھے شاہِ دو عالم کا بنا دے
میں اپنے گناہوں پہ پشیمان ہوں یا رب
محشر میں مجھے سایۂ رحمت میں جگہ دے

مناجات

بر من ز کرم یک نظر راجن جی
جو کرم تو نہ کرے کون کرے راجن جی
لطف تو دمی یاور و حامی چوں شود
ہم پر تو کبھی دُکھ نہ پڑے راجن جی
ہے خوف گناہوں کا ہمیں محشر میں

تجھ بعد گناہ کون ہرے راجن جی
ہو آلِ محمد کی جس دل میں محبت
ہرگز نہ وہ دوزخ میں جلے راجن جی
ہے عرض میری دین کے اور دنیا کے
سب کام میرے تجھ سے سرے راجن جی
جو دوست محمد کے ہیں ان لوگاں کا
اقبال وشرف اُن کا بڑھے راجن جی
پلہ ہو گراں بار میرا نیکی کا
جب حشر میں میزاں پہ چڑھے راجن جی
برسے جو ترا ابرِ کرم عاصی پر
سب نخلِ تمنا ہو ہرے راجن جی
ہو کلمۂ طیب میرے اُس وقت زباں پر
یہ عبد تیرا جب کہ مرے راجن جی
اُس وقت نظر کیجیو تو رحمت کی
جب گور میں لا مجھ کو دھرے راجن جی
یا رسول اللہ ! فریادم برس
یا رسول اللہ ! ندارم جز تو کس
مشکل ام پیش است در من بے کسی
اُس وقت نظر کیجیو تو رحمت کی
جب گور میں لا مجھ کر دھرے راجن جی
یا رسول اللہ ! ہمارے تم وصی

(دعا از حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ)

''مناقب خواجہ محمود دریائی'' کتاب پر تاثرات

(۱) حضرت محمد مدنی میاں باوا دریائی کی یہ کتاب دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔سرکار دریائی دولہا سے بے پناہ روحانی محبت پیدا ہوگئی۔الحمدللہ!

______ حضرت پیر قاضی مولانا یعقوب میاں دریائی بمقام بھروچ

(۲) جناب مدنی باوا کے ہاتھوں لکھی گئی یہ شاندار روحانی، علمی اور تاریخی معلومات سے بھرپور کتاب پڑھ کر سکون ملا۔اللہ تعالیٰ بزرگوں کے صدقے عمل کرنے کی توفیق دے۔آمین!

______ جناب الطاف حسین، اے حسینی دریائی
(ریٹائرڈ جج اینڈ نوٹیری، جوہاپورا احمد آباد (گجرات)

(۳) پیرومرشد برادر مدنی میاں باوا، خواجہ دریائی سرکار کی کتاب دیکھی اور بغور مطالعہ کیا۔حضرت مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت سے حضرت قطب عالم وشاہِ عالم سرکاروں سے دریائی دولہا کے آباؤ اجداد کے تعلقات، ان کی کرامتیں، فیض روحانی وخلیفہ ومریدین کے واقعات معلوم ہوئے۔اوراسی نسبت سے دونوں خاندانوں نے سلسلۂ سہروردیہ کو گجرات میں بڑی جانفشانی سے پھیلایا اور مریدین کی اصلاح کی۔اللہ سے دعا گو ہوں کہ ان اولیاء کرام سے ہمیشہ فیض ملتا رہے۔آمین!

______ جناب ناظم حسین، بنامیاں بخاری (امریکہ) صاحبِ سجادہ نشین
(امریکہ یو اس اے)، شاہ عالم سرکار درگاہ شریف وٹرسٹی احمد آباد، گجرات (انڈیا)

(۴) بھائی، بیٹا، مدنی میاں طول عمرہٗ، دادا دریائی سرکار کی نایاب کتاب پڑھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔دادا محدثِ گجرات، مولانا شاہ حافظ زین الدین دریائی رحمۃ اللہ علیہ و پھوپھا مولانا الحاج پیر عبدالرزاق دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چل کر آپ نے خانقاہِ دریائی پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

______ دعا گو: پیر سید الحاج علیم الدین حاجی کمال الدین دریائی، ممبئ

(۵) آپ نے مندی میں یہ کتاب بنا کر ہندی بھاشا کے لوگوں کو زبان اردو میں لکھ کر بہت بڑا کام انجام دیا ہے۔مبارکباد۔اس سے صوفیانِ طریقت والوں کو بھی معلومات ملے گی۔

______ پروفیسر اختر الواسع، نئ دہلی

(۶) بہت بہتر کتاب ہے۔مضمون بھی کافی اچھے ہیں۔تحقیق کرنے والے طلباء فیض یاب ہوں گے۔لہٰذا یہ ایک دستاویزی اور تاریخی کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔

______ پروفیسر حاجی میاں ناتھو میاں قادری، احمد آباد

(۷) برادرِ عزیز غلام عباس عرف مدنی میاں باوا............... آداب وتسلیمات!

مناقبِ خواجہ محمود دریائیؒ کے ذریعہ آپ نے دریائی خانوادے کی بہت بڑی خدمات انجام دی ہے۔حضرت قاضی محمود دریائیؒ سے منسلک تفصیلات کے علاوہ شجرات اور سلسلوں کا تعارف اور دیگر کارآمد معلومات بھی کافی بہم پہنچائی ہیں۔گویا آپ نے کوزے میں سمندر بھر دیا ہے، درگاہوں، مقبروں وغیرہ کی دلکش اور رنگین تصویروں نے کتاب کو اور بھی دیدہ زیب اور خوبصورت بنا دیا ہے۔میری جانب سے آپ کو بہت بہت مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

''گر قبولِ افتد زہے عز و شرف''

______ ارادت کیش: پروفیسر قاضی محمد نصیر میاں محمد میاں،
سابق صدر، شعبۂ اردو فارسی، گجرات آرٹس کالج، احمد آباد (گجرات)

(۸) یہ کتاب پڑھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔سید کسے کہتے ہیں؟ اور حضرت خواجہ دریائی دولہا کا سلسلۂ طریقت مضمون پڑھ کر دل کو بہت سکون ملا۔الحمدللہ!

______ پٹھان سمیع اللہ خان، اے ایڈووکیٹ، گجرات ہائی کورٹ احمد آباد، رہائش دھولقہ

(۹) ہندی میں لکھی گئی آپ کی مناقب محمود دریائیؒ کتاب مجھے بہت پسند آئی۔آپ کے ذریعہ ہمیں اولیاء کرام کی تمام معلومات ملتی رہے۔یہی دعا ہے۔

______ چاکر حاجی رحمت اللہ شاہ، پوسٹ بلدیا، مقام بھج کاچی

(۱۰) میں دریائی سرکار کا بڑا اعقیدت مند ہوں۔اس میں آپ کی یہ کتاب جو ہندی زبان میں لکھی گئی ہے، مجھے بہت پسند آئی۔اس کتاب کے مطالعہ سے میری اور آپ کی محبت میں اضافہ ہوا ہے۔

______ حنیف حسن بھائی ڈیاتر، مقام چھلچھر، ضلع گیر سومناتھ

(۱۱) میرے پیر مدنی باوا، آپ کی تحریر کردہ کتاب مناقب محمود دریائیؒ نے ہمیں اور آپ کو بہت قریب سے قریب تر لا دیا ہے اور ہمارے عزم اور عقیدوں میں اور پختگی آ گئی ہے۔آپ کی دعاؤں کا طالب۔

_____ حاجی نور محمد میمن، مقام نس واڑی، ضلع نرمدا

(۱۲) حضرت مدنی باوا سلام وآداب ...... ہانسوٹ ''وقف سیمینار'' کے وقت آپ نے مناقب دریائیؒ کتاب بطور تحفہ عنایت کی تھی۔ اس کتاب سے مجھے دریائی سلسلہ کی بھرپور معلومات حاصل ہوئی ہے۔ میں آپ کا ممنون ومشکور ہوں۔

_____ نور محمد چشتی، خانقاہِ چشتی مقام ہانسوٹ، ضلع سورت

(۱۳) ''مناقب محمود دریائیؒ'' یہ پوری کتاب قابل تعریف ہے۔

_____ حضرت پیر سید، سید ناصر حسین جی بخاری صاحب ولڈاوا (احمد آباد)

(۱۴) عزیزی مدنی میاں! بھائی آپ نے ہندی زبان میں مناقب محمود دریائیؒ کتاب لکھ کر بہت بڑا کام کیا ہے۔ ''تصوف'' میں یہ کتاب قابل ذکر ہوگی۔

_____ پیر سید الحاج دادا میاں باوا قادری ہودی حسینی

(۱۵) گجرات میں ہندی رسم الخط اور زبان اردو میں ایسی نایاب کتاب لکھنا قابل تعریف ہے۔ مخدوم سمنانی کا فیض خاص طور پر عطا ہے۔

_____ حضرت سید مخدوم اشرف، سجادہ اشرف اکیڈمی، کچھوچھا شریف

(۱۶) حضرت خواجہ محمود دریائیؒ کے حالات عرصہ سے تلاش کر رہا تھا۔ اسی دوران آپ کی تحریر کردہ کتاب مناقب محمود دریائیؒ دیکھی، تب مطمئن ہوا۔ مجھے کافی معلومات ملی۔ بہت بہت شکریہ۔

_____ حضرت پیر سید مہدی حسن چشتی، خدام خواجہ غریب نوازؒ، بمقام اجمیر شریف

(۱۷) ''مناقب محمود دریائی'' واقعی ایک نایاب دلچسپ، روحانیت سے بھرپور دل ودماغ کو حسین وسکون دینے والے اور بے حساب معلومات سے بھرپور ہے۔

_____ حاجی امام خان پٹھان، گجرات لوک ہت ٹرسٹ، بیت المال، جوہاپورا احمد آباد

(۱۸) جناب مدنی باوا ! آپ نے بہت نایاب کتاب لکھی ہے، میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور زیادہ دینی خدمت کرنے کا ذوق وشوق نصیب فرمائے۔

_____ سید سعید احمد چوک والا، ٹرسٹی این کے اسکول جیوراج پارک، جوہاپورا، احمد آباد

(۱۹) یہ کتاب لکھنا تو آپ کے ورثے میں آیا ہے۔ آپ نے گاگر میں ساگر سما دیا ہے۔ کافی چھوٹی موٹی باتیں لکھ کر خواجہ دریائیؒ ودیگر سلسلوں کی معلومات دی ہیں۔

_____ حاجی مشیر صاحب کلیمی، مدیر 'طیبہ' ماہنامہ وناظم اعلیٰ دار العلوم شاہِ عالم احمد آباد

(۲۰) جناب مدنی باوا! ہندی میں تحریر شدہ مناقب محمود دریائیؒ کتاب موصول ہوئی۔ آپ کو اور سنی کمیٹی کے تمام اراکین کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ قبول فرمائیں۔

_____ عثمان قریشی، مدیر 'آمین' ماہنامہ، احمد آباد (گجرات)

(۲۱) مناقب محمود دریائیؒ میرے نقطۂ نظر سے ایک بڑا تحقیقی کام ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ آپ نے مذہب اسلام اور اولیاء کرام کے مبلغ ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔ سنی کمیٹی بھی مبارکباد کی مستحق ہے۔ میری جانب سے مبارکباد

_____ عثمان خاں ملک، جنرل منیجر ریزروبینک آف انڈیا

(۲۲) خواجہ دریائیؒ کے حالات زندگی میں یہ ایک مفصل کتاب ہے۔ اتنی ضخیم کتاب لکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ دریائی سرکار کی کرمات ہے۔ دلی دعا۔

_____ پیر سید حاجی بابا، ماہم ہوٹل

(۲۳) پیرزادہ صاحب! آپ نے یہ بڑا کام کیا ہے۔ یہ کتاب بہت مقبول ہو۔ یہی میری دعا ہے۔

_____ ایس ایم پیرزادہ، (ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ جج، احمد آباد)

(۲۴) مناقب محمود دریائیؒ کتاب مدنی باوا سے تحفتاً ملی۔ ولیٔ کامل کی کتاب ہمارے لئے بڑی قیمتی اور نایاب رہے گی۔ ہم سب کی جانب سے مبارکباد۔

_____ ظہیر حاجی یونس بھائی منصوری ''گھر بسا کے دیکھو'' جوہاپورا احمد آباد

(۲۵) سرکاری پیر ومرشد مدنی باوا! آپ نے یہ کتاب لکھ کر ہم خاندانِ اہلِ بیت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ آپ کی عمر میں، روزی میں، علم میں رب تعالیٰ نبی کریمؐ کے صدقے طفیل برکتیں عطا کرے۔ آمین!

_____ پیر سید عالم باپو قادری ''قادری چمن'' مقام گونڈل راجکوٹ

(۲۶) جناب حضرت مدنی باوا! آپ نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ کتاب واقعی خوبصورت اور دیدہ زیب ہے۔ رنگین تصاویر سے کتاب کی خوبصورتی میں اور اضافہ ہوگیا ہے۔

_____ پروفیسر محی الدین بمبئی والا، حضرت پیر محمد شاہ لائبریری، احمد آباد

(۲۷) عزیز برادر مدنی میاں صاحب ! آپ کی ہندی میں تحریر کردہ میرے جدِ امجد کی مناقبِ محمود دریائیؒ کتاب پڑھ کر دل کو ازحد مسرت ہوئی ہے۔ اللہ آپ کے کام میں خیر و برکت عطا کرے۔ آمین !

_____ پیرزادہ سراج الدین آر دریائی، فیض محمدی پارک، جوہاپورا، احمد آباد

(۲۸) حضرت پیرو مرشد سرکار مدنی باوا صاحب ! مناقبِ محمود دریائیؒ کتاب عمدہ، خوبصورت اور اولیاء کرام کی تواریخ سے لبریز ہے۔ میری دلی دعا اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ قبول فرمائیں۔

_____ حبیب اجمیری (ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ جج، احمد آباد)

(۲۹) برادر عزیز مدنی میاں صاحب ! آپ نے بہترین کتاب لکھی ہے۔ واقعی آپ کا یہ کام قابل تعریف ہے۔ کافی معلومات حاصل ہوئی۔

_____ سید مشتاق علی بخاری (ریٹائرڈ پرنسپل، نڈیاد، ڈسٹرکٹ کیرے)

(۳۰) جناب پیر مدنی باوا! میں نے اپنی زندگی میں یہ پہلی کتاب دیکھی جو آپ کے جدِ اعلیٰ کے تمام خاندانی حالات سے بھرپور ہے۔ آپ نے کافی محنت کی ہے، مجھے آپ میں آپ کے نانا جان حضرت پیرو مرشد عبدالرزاق باواؒ کی تصویر نظر آتی ہے۔ آمین ! میری طرف سے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ''گر قبول افتد زہے عزو شرف''

_____ شیخ حاجی عبدالرزاق، جھنجھر پور والا، مقیم بیر پور

(۳۱) بھائی، بیٹا، مدنی میاں باوا ! آپ نے دادا حضور کی کتاب لکھ کر ہمیں کافی جانکاری عطا کی ہے۔ آپ نے کافی جستجو اور محنت و مشقت سے یہ کام انجام دیا ہے۔ نانا صاحب حضرت عبدالرزاق باوا کو کافی روحانی سکون ملے گا۔ دریائی سرکار میں میرا سلام پیش کرنا۔

_____ حضرت قاضی محمد میاں، خلیفۂ اشرفی دریائی، بولٹن، یوکے

(۳۲) جنابِ حضرت مدنی باوا !.......................... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی تحریری کردہ کتاب ''مناقب محمود دریائیؒ '' کا بغور مطالعہ کیا۔ سارے کے سارے مضامین خواجہ دریائیؒ کے سوانح کو پیش کرتے ہیں۔ آپ نے بڑی جانفشان ایسے یہ تحقیقی

کام کیا ہے۔ میں تہہ دل سے آپ کو اس کتاب کی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

_____ خادم اسلام مفتی اصغر علی اشرفی، دارالعلوم شاہ عالم، جماپور، احمد آباد

(۳۳) محترم صدر جناب حاجی سلمان بھائی اسانی صاحب سنی مسلم کمیٹی (گونڈل)

محترم جناب ''مناقب محمود دریائیؒ '' کتاب موصول ہوئی، شکریہ۔ سنی کمیٹی کے زیر اہتمام اشاعت کی ہوئی یہ کتاب واقعی ایک انمول خزانہ سے کم نہیں۔ آپ سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ جس طرح مستقبل میں شائع ہونے والی کتابیں ہمیں حیدرآباد بھیجتے رہیں۔ عین نوازش ہوگی۔

_____ خواجہ محمد قادر شاہ سہروردیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ رفاعیہ مداریہ عفی عنہ

(۳۴) قبلہ محترم جناب مدنی میاں باوا صاحب ! آپ کی لکھی ہوئی کتاب ''مناقب محمود دریائیؒ'' پر نظر ثانی کرتے ہوئے مجھے یہ محسوس ہوا کہ آپ نے بڑی جانفشانی و عرق ریزی سے یہ تحقیقی کام کیا ہے۔ میری طرف سے دلی مبارکباد۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اُسی سے دین کا کام کرواتا ہے۔ آپ کے جد امجد حضرت خواجہ محمود دریائیؒ کا گجرات کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان رہا ہے۔ اور نہیں کی یہ کرم نوازی ہے کہ عقیدت مند آج بھی اپنے عقیدوں پر قائم و دائم ہیں۔ دارالعلوم شاہ عالم کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے میں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے واقعی ایک بہت بڑا کام کیا ہے۔ آج تک کی تصوف کی مستند کتابوں میں یہ کتاب بھی یقیناً اہمیت کی حامل ہے۔

کتاب کے آغاز میں آپ نے سلسلۂ قادریہ، نقشبندیہ، شاذلیہ، چشتیہ، شطاریہ وغیرہ کے پس منظر کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ آپ نے سلسلۂ سہروردیہ کی تفصیل کے ساتھ حضرت قطب عالم، حضرت شاہ عالم اور قاضی محمود دریائیؒ تک کے حالات صاف اور سلیس زبان میں لکھے ہیں تاکہ قارئین کتاب کو بآسانی پڑھ سکیں، سمجھ سکیں۔ ''مناقب خواجہ محمود دریائیؒ'' کتاب کا سرورق بڑا خوبصورت اور دیدہ زیب ہے، طباعت بہترین ہے۔ میں آپ کو اور سنی کمیٹی کو تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ قبول فرمائیں۔

_____ مدیر : منیر ایس کلیمی ''طیبہ'' ماہنامہ، احمد آباد گجرات

ناظم اعلیٰ دارالعلوم شاہ عالم جماپور، احمد آباد

(۳۵) میں خواجہ دریائیؒ کی دعا کا آج بھی طلبگار ہوں۔ چونکہ آپ کی کرامت کا مجھے پوری طرح

یقین ہے اور میں اس بات کا گواہ ہوں۔آپ کی یہ شاندار ضخیم کتاب پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔

____ جناب حاجی اسرار بیگ مرزا (حاجی بھائی) میونسپل کاؤنسلر جوہاپورا، احمد آباد

(۳۶) آپ کی روحانی کتاب ''مناقب محمود دریائیؒ '' سے متاثر ہوا۔ درگاہ شریف بیر پور کی زیارت کو گیا، آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، یہ میرے لئے باعث فخر ہے۔

____ جناب این آر پٹھان، ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ جج

کریسینٹ اسکول اینڈ میڈیکل چیریٹیبل ٹرسٹ، جوہاپورا، احمد آباد

(۳۷) ہندی زبان میں ''مناقب خواجہ محمود دریائیؒ'' کتاب لکھ کر آپ نے ہندی کے قارئین اور دریائی دولہا کے عقیدت مندوں میں بڑا مقام حاصل کیا ہے۔ ان شاء اللہ ہم سب اس کتاب سے فیضیاب ہوتے رہیں گے۔شکریہ۔

____ جناب قاضی ایچ۔جی دریائی، مدیر: ''فلاح اسلام' ماہنامہ، عائشہ پارک سرکھیج احمد آباد

(۳۸) جناب سید صاحب مدنی باوا! سلام۔ آپ کی کتاب پڑھ کر متاثر ہوا۔ بیر پور جانے کا ارادہ کیا، فوراً زیارت کو پہنچ گیا۔ آپ کے مکان پر حاضری دی، کتاب ارسال کی۔شکریہ۔آپ کی محنت قابل تعریف ہے۔

____ سید اشرف علی ایڈووکیٹ، جوہاپورا احمد آباد

(۳۹) حضرت سید قبلہ مدنی باپو! آپ کی ہندی میں لکھی گئی مناقب محمود دریائیؒ کتاب پڑھی، بہت اچھا کام کیا ہے۔پوری کتاب بہترین ہے۔

____ منصوری حاجی پیر بھائی، جاورا، ڈسٹرکٹ اراولی

(۴۰) آپ کی کتاب ''مناقبِ محمود دریائیؒ'' سے بزرگان دین سے رغبت پیدا ہوگئی ہے۔ آپ اسی طرح لکھتے رہو۔ یہی دعا ہے۔

____ سید شوکت علی (وکیل) دھولکا، ڈسٹرکٹ احمد آباد

(۴۱) قبلہ مدنی باوا صاحب ......سلام مسنون ! ''مناقب محمود دریائیؒ '' کتاب موصول ہوئی۔ آپ کو مبارکباد۔ آپ نے اس کتاب کے حوالے سے کافی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔آپ

کے خانوادے کے تمام تر بزرگوں کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔میرے نقطۂ نظر سے یہ ایک اہم تحقیقی کام ہوا ہے۔اللہ سے دعا ہے کہ اللہ آپ کا زورِ قلم بڑھائے۔آمین!

____ مخلص مولانا محمد مظفر حسین شمسی، احمد آباد (گجرات)

(۴۲) حضرت مدنی باوا صاحب ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ہم بیرون ملک میں رہتے ہوئے بھی آپ کی بھیجی ہوئی کتاب مناقب محمود دریائیؒ بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ حضرت قمرالدین باوا کے ذریعے یہ کتاب ہم تک پہنچی ہے۔شکریہ آپ کو اور کمیٹی کو اللہ اور نوازے۔آمین!

____ پٹیل سلیم یعقوب گھنٹی والا، لوساکا، زامبیہ، افریقہ

(۴۳) سید پیر مدنی باوا صاحب! آپ کی کتاب مناقب محمود دریائیؒ بڑے غور سے پڑھی، تمام تر مضامین قابل تعریف ہیں۔آپ کے بزرگوں کا گویا یہ ایک دینی سفرنامہ ہے۔یوں کہوں تو بیجا نہ ہوگا۔''علم تصوف'' میں یہ کتاب ایک اہمیت کی حامل ہوگی۔

____ پٹیل حاجی مزمل، حاجی محمد ماسٹر، لوساکا، زامبیہ، افریقہ

(۴۴) حضرت قبلہ مدنی باوا صاحب ......سلام مسنون ! آپ کی کتاب موصول ہوئی، شکریہ۔میں چاہتا ہوں کہ اس کتاب کو میں گجراتی زبان میں ترجمہ کروں اگر آپ اجازت دیں۔ خیر، ایسی امید کے ساتھ۔آپ کا خیر اندیش،

____ خادم اہلِ بیت حضرت مفتی محمد اشرف رضا رضوی

خلیفۂ تاج الشریعہ، دارالعلوم مدینۃ العلوم، پوسٹ رتن پور، ڈسٹرکٹ کیرا۔

(۴۵) آپ کی ہندی میں تحریر شدہ کتاب دیکھی۔ دریائی سرکار کے مفصل حالات اور کرامتیں، آپ کی خدمات، آپ کی پرہیزگاری، تقویٰ وغیرہ کا تفصیل سے لکھا گیا بیان واقعی قابل تعریف ہے۔ دعائے خیر

____ حضرت مفتی مطیع الرحمٰن صاحب مدنی، دارالافتاء، ریلیف روڈ، احمد آباد

اصلاح نامہ

مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

مطبوعہ : 2021ء

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط عبارت	صحیح عبارت
22	17	محبوب	محمود
48	6	نمبر ۴۰	نمبر ۶۰
51	14	اضافپ	اضافہ
58	9	صدقہ حرما	صدقہ حرام
61	4	سب سے پہلے	سب سے اچھے
65	6	زکوٰۃ نہیں دے سکتے	زکوٰۃ دے سکتے
67	16	فخر افتخاری	فخر اختیاری
71	15	۹۰۱ھ	۹۱۰ھ
73	10	ہوئی تھی	ان کے بعد آپ کے بیٹے شیخ یتیم اللہ کی وفات ۱۰۰۹ھ میں ہوئی۔
75	7	آپ کی ولادت ۵۵۴	آپ کی ولادت ۵۵۶ھ
77	5	قطب الدین بختیار کا کی	کے بہت سارے خلیفہ ہوئے لیکن فرید الدین مسعود گنج شکر
78	10	اعلیٰ کے شارح	اعلیٰ درجے کے شارح
	20	با ترقی رہا	باصلاحیت بزرگ پیدا ہوتے رہے جن سے چشتیہ سلسلہ گجرات میں روبہ ترقی رہا۔
79	8	مودود ۸۴۲ھ	مودود وفات ۸۴۲ھ
80	17	۷۰۰سال	۸۰۰سال
81	21	خطاب علی ثانی تھا	آپ حنفی مذہب ستاریہ مشرب تھے، آپ کا نسب ۲۷ واسطوں سے سیدنا علی مرتضیٰ سے ملتا ہے آپ نے بچپن میں قرآن حفظ کرلیا تھا۔
82	2	علم حاصل کرتے رہے۔	پچیسویں سال سے آپ نے اپنے مدرسہ میں طلباء کو تعلیم دینا شروع کیا۔
84	9 17	سہروردی سلسلہ سید شاہ قاض	شیخ جلال الدین کے ذریعے پہنچا۔ آپ اور آپ کے خلیفہ حضرت شیخ علی بدایوں کی محنت کی وجہ سے بنگال میں سہروردی سلسلہ سید شاہ قاضی
85	20	اچھا سلوک کرنا چاہئے	ناداروں مسکینوں اور محتاجوں کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہئے۔
86	1	ساتوں قرأتوں	کے ساتھ قرآن کریم
90	3 8	اویسی بن محمد ذات گرامی سے	ابی سعید بن محمود جاری شدہ سلاسل کے علاوہ بھی حضور صلعم سے
	9	از جامع لاترعب	از جامع الترّ (عربی، قلمی) مصنف حضرت قطب عالم بخاری احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن)
91	2	میرے دیکھنے والے کے......	کے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا
92	2	خانقاہ	خزینہ
96	22	بعدنوں	بعد دونوں
97	1 12 15	بہت شوق رکھتے تھے آئے تھے رمضان شریف ۸۵۸ھ	روانہ ہوئے۔ وہ سینٹرل ایشیا کے مقام فرمان سے آئے ۷۵۸ھ

98	4	علی سرمست	رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سے فیض یاب تھے والد حضرت سیدنا
99	12	خلافت ملی	اس کے بعد حضرت مفتی سید الحاج قمر الدین بابا دریائی اشرفی سے بھی خلافت ملی۔
105	8	شیخ محمد	شیخ محمود
106	4	پیدائش ۸۲۵ھ	۸۵۳ھ
107	11	ذی القعدہ ۶۱۷ھ	۸۱۷ھ
113	22	ایک سال تک	تہہ خانہ خانقاہ حماد میں عشق حقیقی کی اور یاد الٰہی کی سرشاری میں
114	17	صاحب	کتاب
	1	شانِ نزول	جکریاں لکھنے
115	11	شاہد	شہید
117	10	مطابق ۲/۱ اکتوبر ۱۶۵۱ء	۲۱/۱ اکتوبر ۱۵۳۴ء
120	9	اہلیہ واڈ پہنچے	جو راجہ بھیم کی راجدھانی تھی عربی تاریخ دانوں میں اسے نہروالا لکھا ہے
122	1	بغاوت کی تھی	اس وقت فیروز شاہ نے اپنے بیٹے محمد شاہ کے کمزور ہاتھوں میں لگام دے دی۔
123	5	احمد شاہ نے ۷ سال	احمد شاہ نے ۸ سال
124	10	استعمال نہیں کیا تھا	کبھی کسی پر سختائی نہیں برتی اور ناحق ظلم وستم نہیں کیا۔
126	18	مطابق ۱۹۳۷ء	مطابق ۱۵۳۷ء
127	16	پرتگیز کی بناہ	پرتگیز کی پناہ
129	21	گھڑ سوار بلاسنور	گھوڑ سوار دے کر بلاسنور
130	14	ٹھہراؤ نمبر ۵۰۳۴	۵۰۴۳
131	3	انعام ملک	انعام ملکت
132	19	۱۱۰۷۵۲	۱۱۷۵۲
134	2	دسمبر ۲۰۱۳ء	نومبر ۲۰۱۳ء
141	6	پیر محمد شاہ درباہ	درگاہ شریف
	6	نجومیاں	کی بھتیجی ہوتی تھی مکان آپ نے ہمارے پھپھیرے بھائی احمد میاں نبی میاں
	7	ولی	وارث دارِول
145	14	کے حفید	حفید (پوتے)
148	8	کاجل مجھ	کاجل مکھ
	12	کہوں دکھ	کہوں اللہ دکھ
153	1	ساروں کو تو نہیں	ساروں کو تو ہی
158	7	کتاب کے لئے	پہلا پروگرام
	22	واسطے سے پورے	واسطے سے پوری
161	22	قریب ۴ بجے	قریب ۶ بجے
162	4	جواب تک موجود ہے	اسی درگاہ کے صحن میں عیدگاہ مسجد وقبرستان وغیرہ ہیں
164	19	آستانۂ دریا	داستانائے دریائی
165	7	موڈل بدل لیا	ہے اللہ رب العالمین ہی زمین وآسماں کا مالک ہے وہ جسے چاہے اسے دے
170	20	حضورِ پیر ثانی	سیدنا شاہ مقدوم جلال الدین جہاں نیا جہاں گشت سہروردی بخاری
174	6	بلانا باؤں	پلانا گاؤں
175	1	دین اسلام کے	سچی پکی بات ماننے والوں کو میرا اسلام یہاں چلنے کے
	1	گھاچی عابد ابن	عابد ابی بی
177	14	ساؤتھ انڈین ہوں	ااس نے کہا آپ کس لئے آئے تھے۔ ہم نے اوپر کی ساری بات بتادی اس نے کہا
178	22	اپنی زندگی	اپنی حیاتی زندگی

181	14	تحصیل دیہگام	کے بعد خواجہ دریائی سرکار کا گاؤں کے بیچ میں ہی چلہ ہے یہ کافی پرانا تھا
184	4	عمر شریف	عمر شریف : ۳۵۰ سال
188	16	آپ والے بزرگ	آپ آنے والے
191	16	آپس میں تقسیم	کرلیا تب راجہ بولا کہ ہندو گائے کو ماتا مانتے ہوئے اس کو کاٹ کر اس کو تقسیم کرلی اس بات پر راجہ کوان برہمنوں سے بہت نفرت پیدا ہوئی۔
194	13	جس کا پانی	تمام کافر بھی پیتے تھے اس پانی پہ آپ نے کچھ پڑھ کر دم کیا پھر وہ پانی
196	6	پالنپور جا کر	اس دیو کے مکان کو ڈھا کر وہاں مسجد بنانے کا حکم دیا تھا۔اس غرض سے آپ پالنپور جا کر
198	10	آپ کے مرید	آپ کے قریب
201	15	تقریباً ۷۷۰	تقریباً ۷۰۰
202	8	فوراً ۱۰۰ سوار	فوراً ۹۰۰سوار
206	10	چاک والا تھا	اور حضرت مقدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کا قمیض سینے پر چاک والا تھا
221	20	دانا نہ کھاتا تھا	آپ نے ماموں کی آواز پہچان کر اٹھے اور وضو کر کے قرآن شریف پورا کیا۔
222	20	صفحہ ۵	صفحہ ۵۱
226	6	شاہ اللہ دیا	شاہ الہادیہ
228	4	شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ	کی خانقاہ میں موجود تھے اس وقت حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ
234	17	عدد نکلتے تھے	۸۹۵عدد نکلتے تھے
	18	خیر مدام کے اندر	خیر مدام کے عدد
237	14	لہٰذا سب	لہٰذا صبر
240	9	شریک ہوگئے	راجہ واگزی اور میراں جی کے درمیان ایک سال جنگ ہوتی رہی
241	5	جی زبردست اور ہندو	کی زبردست ہار اور ہندو مسلم سمادھان
245	3	حضرت محمد	حضرت محمود
	5	۷۴ انسانوں	۶۳ انسانوں
247	2	آواز دیجئے	خادموں نے عرض کیا کہ حضرت آرام کر رہے ہیں ہم کو جگانے کی مجال نہیں
261	20	گود میں اٹھایا	اور فرمانے لگے
269	2	روزی مقدرس	یہ سن کر بادشاہ اپنی راجدھانی احمد آباد کی جانب راہی ہوا
276	7	جادو سے بیٹا	جادو سے گیٹا
283	19	مقرر کر کے	وہاں سے دولت آباد اور احمد نگر پر قابض ہوا تو اس نے صلح کر کے
285	2	تخت پر بیٹھا رہا	اور ۹ مہینے اور ۱۵ روز تخت پر بیٹھا
288	8	عزم نمود دور	در محمود نگر عرف بریپور بخدمتِ فیض درجت حضرت محبوب اللہ
	10	بہ عمر دروازہ	سالِ ہمراہ خدابودند درخانۂ خود بہ پٹن بودند فوج سلطانی
289	9	مرشد فیض کرم	کے دریا حضرت خواجہ دریائی حضرت خواجہ محمود دریائی دولہا رحمۃ اللہ علیہ
290	21	لیلا پور گاؤں جاؤ	پٹن نگر کے بھیل اور ڈاکوؤں کے خوف سے عوام کو بچاؤ
297	3	ولایت	خلافت
299	10	کہا کہ ہاتھ	کہا کہ ساتھ
303	1	اپنے گھر میں آیا	گھر میں واپس آیا۔ جیسے گھر میں داخل ہوا تو گھر کی بدلی ہوئی صورت دیکھ کر تعجب میں پڑ گیا۔
305	22	ڈوب گئی	شیخ احمد اور اس کا خاندان مال سامان کے ساتھ ڈوب گیا
306	4	دعا کرنے لگی	اور اپنے پیر و مرشد حضرت دریائی کو مدد کے لئے پکارنے لگی۔
319	17	کہاں سے آرہے ہو	اور کہاں جا رہے ہو
322	12	حسن محمود	حسن محمد

327	15	یہ آیت پڑھی	قم بہ اذن اللہ۔اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ جا،اس ہاڑ پنجر سے شیر کھڑا ہوگیا
	18	شیر کی گپھا	حضرت کی گپھا کی بغل میں
334	4	تمہاری پوری ہو	تمہاری مراد پوری ہو
335	6	اپنی جگہ پڑھائیں	اپنی جگہ بٹھائیں
348	19	آپ کا وصال ۹۴۵ھ	آپ کا وصال ۹۵۶ھ
	19	رمضان المبارک کی ۱۷ تاریخ	رمضان المبارک کی ۲۷ تاریخ
349	18	آپ نے شادی کی	وہاں آپ کے تین فرزند ہوئے وہاں آپ کے فیضان سے تمام فیض یاب ہوئے
351	11	لال محمد	لال محل
353	3	عبدالودود	عبدالوحود
356	18	وہاں ضرور آنا	وہاں ضرور جانا
357	7	قریب پہنچ گئے	تو سلطان وہاں سے اُٹھ کر سات قدم چل کر آپ کے استقبال کو آیا
364	6	مجھے	مجے
	9	حاضر کردوں گا	آپ کا یہ کہنا تھا کہ حاکم مرزا کے جسم میں ایسا درد پیدا ہوا کہ اس کو
369	2	اس فرمان میں مہر	آپ کو دریائی صاحب کا سجادہ نشین تحریر کیا ہے
	19	شاہ اللہ دیا	شاہ الہٰد یہ
370	11	اگست ۱۹۸۳ء	۱۹۸۴ء
376	14	مطابق ۱۹/دسمبر	۹/دسمبر
377	19	صبح گیارہ بجے ہوا تھا	نانا حضور مجھے اور بھائی پیر سید الحاج صفی اللہ صاحب کو
379	3	کلاس	کلاس ۵
382	4	آپ نے ۱۹۵۶ء	۱۹۶۵ء
383	8	آفتاب دن	آفتاب دین پر بدلی سی کیا چھا گئی
	12	مذہب وملت کا	دین کا سرسبز
	19	مقر آپ تھے	حافظ قرآن تھے۔اس پر مفسر آپ تھے
	22	خلق اور دوامی	مذہب کے حامی
391	4	(۱۶) حاجی شریف زندانیؒ	(۱۶-الف)) الٰہی بحرمت خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ
	13	(۲۵) سراج الدین شاہ عالمؒ	(۲۵-الف) الٰہی بحرمت السید حمید الدین چاہلدہ عارف باللہؒ
393	2	(۱۷) الٰہی بحرمت سیدنا محمد تسیمیؒ	(۱۷) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ بابا اسحاق کھٹوی مغربی سہروردیؒ
406	16	درگاہ شریف میں ممبئی	درگاہ شریف مین گنبد
413	5	ہائی وے نمبر ۱۸	۸
	12	گاؤں میں پشودھن	انیسویں پشودھن
	18	خواتین کی تعداد ۲۷۸۷	۲۷۸۴
	19	مکان اور دوکانیں	مکان اور دوکانیں ۲۷۸۷ آئی ہوئی ہے۔
	19	دوکانیں ہیں اور	جس میں ہندو مسلمان بھائیوں کی آبادی ہے
417	15	حد شروع ہوتی ہے	اس ندی پر اب نیا پُل بن چکا ہے پرانا پُل اب ندی میں دفن ہو چکا ہے
419	3	نقشیں کام ہوا ہے	اور مین دروازہ بھی چاندی کے نقشیں کام سے بنا ہوا ہے
433	4	دعا ہے	ہوا ہے
	4	میرے آقا کا مدینہ	کلیاں کلیاں گلشن گلشن سب کا ترانہ مدینہ مدینہ تیرا وظیفہ جو چاہے ہے میرا وظیفہ مدینہ مدینہ

پرانے فوٹو قریب ۵۰ سال سے پہلے

درگاہ شریف، مقام بیرپور

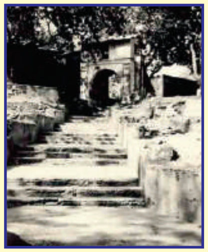

آستانہء خواجہ محمود محبوب اللہ دریائی سہروردی دریائی دولہا رحمت اللہ علیہ

مقام بیرپور شریف، ضلع، مہیساکر گجرات

مزار پاک حضرت خواجہ محمود دریائی سہروردی رحمت اللہ علیہ

مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

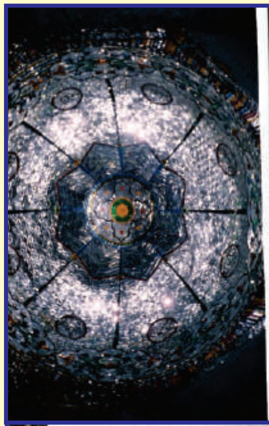

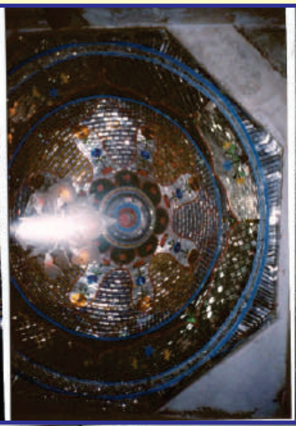

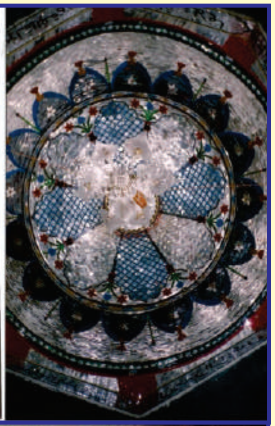

حضرت خواجہ حمیدالدین رحمت اللہ علیہ
دریائی صاحب کے والد

حضرت مولانا شاہ احمد رحمت اللہ علیہ
دریائی صاحب کے برادر

حضرت شاہ جمال اللہ
بن خواجہ محمود دریائی رحمت اللہ علیہ

حضرت شیخ الاسلام
سیدنا لاڈ محمد بن
خواجہ دریائی رحمت اللہ علیہ

دادی اماں حضرت دریائی صاحب کے والدہ ۔
مقام بیرپور

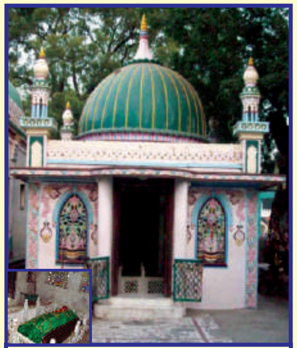

خواجہ ابو محمد
بن دریائی دولہا ۔ مقام بیرپور

حضرت منصور بن ابو محمد
بن دریائی دولہا ۔ مقام بیرپور

مقام بیرپور والدگرامی سید محمد مدنی فتح محمد دریائی

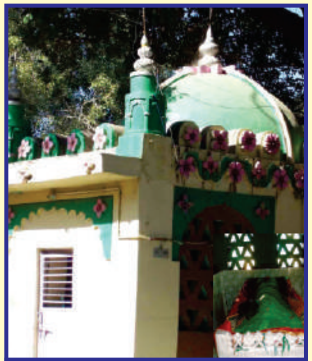

حضرت سیدہ چاند بی بی
دریائی دولہا صاحب کی صاحبزادی

حضرت فتح ملک ۔ مقام بیرپور
دریائی دولہا صاحب کے بی بی صاحبہ

دریائی صاحب کے
بہن اور بہنوئی

قاضی خان کا مقبرہ ۔
مقام بیرپور

حضرت شاہ علی رضا
بن حاجی یعقوب دریائی

مسجد جامع دریائی کا خاص دروازہ درگاہ کے سامنے۔ بیرپور شریف

مولانا شاہ احمد۔استاد
خواجہ دریائی دولہا

حضرت امدادالملک
وزیرخزانہ گجرات
خلیفہ و مرید خواجہ دریائی

صندل گھسنے کا پتھر
درگاہ شریف، بیرپور

درگاہ شریف میں جانے کا راستہ نیچے سے اوپر تک بیرپور شریف

حضرت خواجہ محمود دریائی کے صاحبزادوں کی خانقاہیں۔ بیرپور شریف

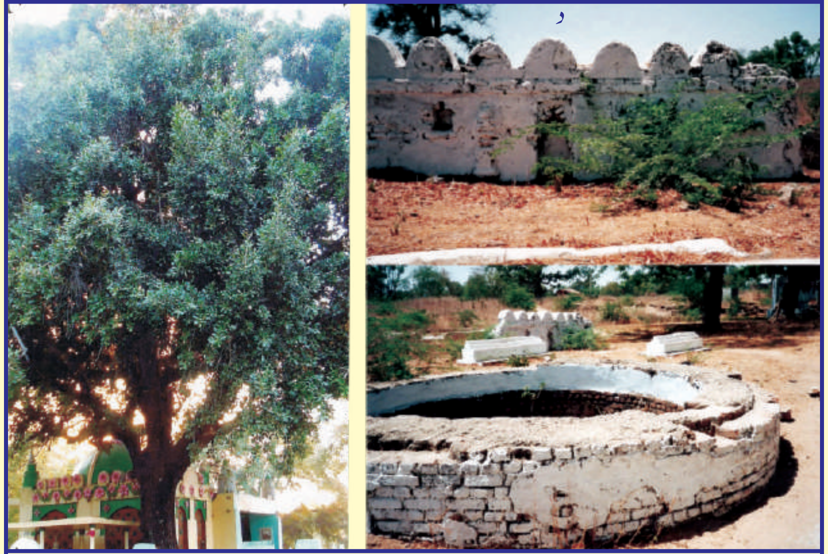

حضرت خواجہ محمود دریائی کا لنگرخانہ و پانی کی پرب ۔ بیرپور شریف

حضرت سیدنا قطب الدین دریائی کا مزارمبارک ۔پریم گلی پہاڑ کے اوپر، بیرپور

غار دریائی ۔ پریم گلی پہاڑ ۔ بیرپور

مظفرخاں فوجدار کی مسجد ۔ بیرپور

یہ جگہ پر حضرت مظفر شاہ حلیم بادشاہ کو خواجہ دریائی نے حضور ﷺ کے دیدار کے لئے بٹھائے تھے اور وہاں آپ کی سرکار کا دیدار ہوا تھا۔

بیر پور شریف گاؤں کی الگ الگ جگہ
بزرگوں کے مزارات و پرانی مسجدیں وعیدگاہ

بیر پور شریف گاؤں کی الگ الگ جگہ
بزرگوں کے مزارات و پرانی مساجد

مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

بیر پور شریف گاؤں کی الگ الگ جگہ کے بزرگوں مزارات و مدرسہ و مسجد

یہ مصنف کی والدہ نانا نانی
وغیرہ کے مزارات ہیں

حضرت سید جبو دادا رحمت اللہ علیہ
و ان کے فرزندوں کے مزار

سید شاہ علی سرمست قلندر درگاہ شریف مقام پٹن ۔ گجرات

حضرت سید مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمت اللہ علیہ۔مقام اوچھ شریف، ملتان، پاکستان

مخدوم سیدنا شرف الدین سہروردی، مشہدی رحمت اللہ علیہ
یہ قطب عالم کے پھوپھا و پھوپھی کے مزارات ہیں۔
مقام مکتم پور ۔ بھروچ ۔ ضلع۔ بھروچ

حضرت سیدنا شاہ محبوب یزدانی قطب ربانی غوث زمانی
ثانی اویس قرنی، شبلیء زمانی ۔ سیدنا شاہ خطیب قطب محمود قادری سہروردی رحمت اللہ علیہ مقام پوسٹ،کارنٹا شریف، تالقہ۔خانپور ضلع۔مہیساگر، یہ دریائی صاحب کے چوتھی نسل کے سگے دادا ہیں۔

سیدنا شاہ قطب حسن بن قطب محمود رحمت اللہ علیہ

سیدنا شاہ قطب محمود رحمت اللہ علیہ

سیدنا شاہ قطب ابراہیم بن قطب محمود رحمت اللہ علیہ

حضرت سیدنا شاہ زیدالعابدین
رحمت اللہ علیہ
قطب کارنٹا کے سسر ہیں
مقام کارنٹا شریف
تالقہ۔خانپور، ضلع۔ مہیسا گر

بھادرندی۔ جہاں قطب کارنٹا و
مخدوم جلال الدین جہانگشت رحمت اللہ علیہ
دونوحضرات کی چلاکشی کی جگہ ۔ کارنٹاشریف،
تالقہ۔ خانپور ضلع۔مہیساگر

حضرت شیخ احمد کھٹو مغربی۔ رحمت اللہ علیہ
کا مزار و مسجد مقام سرخیز، احمد آباد

حضرت محمود بیگڑا وغیرہ کا مزار ۔
مقام سرخیز روضہ کے سامنے، احمد آباد

مظفر شاہ حلیم
دریائی صاحب کے
مرید و خلیفہ ہیں۔

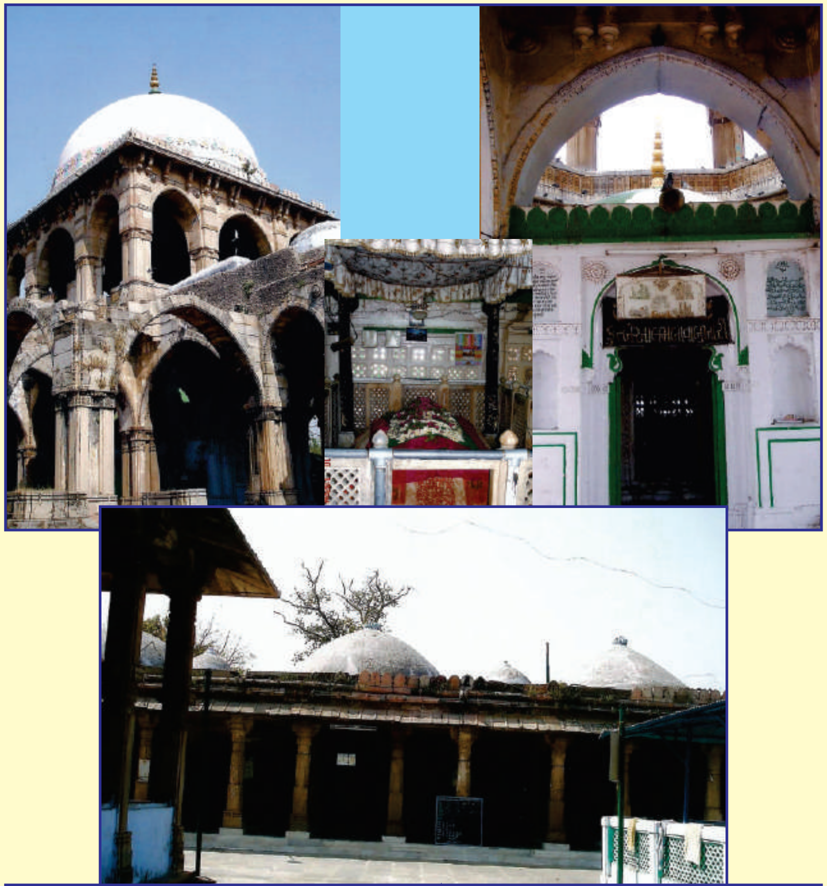

مزار پاک و مسجد
حضرت سیدنا قطب عالم رحمت اللہ علیہ مقام بٹوا ۔ احمد آباد

مخدوم جہاں نیان جہاں گشت کا چلّہ مقام بٹوا ۔ احمد آباد

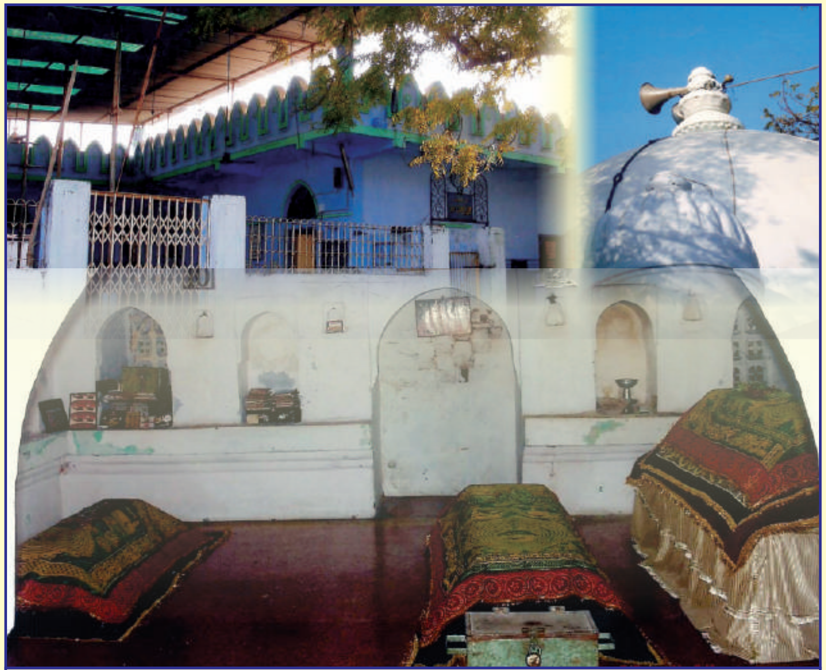

حضرت سیدنا شاہ محمد بن سیدقطب محمود کارنٹوی رحمت اللہ علیہ ۔ یہ دریائی صاحب کے سگے دادا ہیں۔
حضرت سیدنا شاہ حماد بن شاہ محمد بن قطب محمود رحمت اللہ علیہ ۔ یہ دریائی صاحب کے سگے چاچا ہیں
سرسپور، چارٹولہ قبرستان، انجر سنیما کے سامنے، شاہ حماد کا روضہ ۔ مقام احمدآباد

حضرت شاہ سید شیخ فرید رحمت اللہ علیہ
دریائی سرکار کے خالو و سسر،
مقام اوڈ ضلع۔آنند

حضرت سیدنا شاہ حمید شہید رحمت اللہ علیہ
دریائی صاحب کے سگے چاچا ہیں۔
محمدآباد، چانپانیر، پاواگڈھ

حضرت سیدنا شاہ محمد سراج الدین شاہ عالم محبوب باری رحمت اللہ علیہ
آستانہ ومسجد دادا پیر حضرت خواجہ محمود دریائی، شاہ عالم ۔ مقام احمدآباد

دریائی درگاہ سرکار کے داماد
خواجہ عبدالرزاق دریائی
و حضرت بی بی صاحب جمال ۔
مقام بالاسنور

مرید خاص خواجہ دریائی دولہا
حضرت سیدنا شہید میراں علی داتار رحمت اللہ علیہ (اُنّاوا۔ تالقہ۔اونجھا۔ ضلع۔مہسانہ)

حضرت پیر شاہ جہاں گیر رحمت اللہ علیہ
خلیفہء اول خواجہ محمد دریائی، مقام میگھرج ضلع۔ اروّلی

مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیدنا شاہ پیر علی محمد رحمت اللہ علیہ دریائی صاحب کے
خلیفہ مقام پانڈرواڑہ۔تالقہ۔خانپور۔ضلع۔مہیساگر

شاہ عبدالقوی مقام بھالیج۔ ضلع۔آنند

سیدنا منصور بن پیاراللہ بن لاڈمحمد بن
دریائی دولہا۔ بیڈیناکہ۔نوانگر، جامنگر

حضرت سیدنا سعاداللہ بن پیاراللہ
بن لاڈمحمد بن خواجہ دریائی دولہا۔
مقام پراتج، ضلع۔سابرکانٹھا

حضرت محمد شریف عرف آصف محمد بن ابو محمد
بن خواجہ دریائی دولہا۔ سوتراپاڑا،ضلع۔جوناگڑھ مسجد و درگاہ

دادی ماں کی درگاہ سوتراڑا، ضلع۔جوناگڑھ

دریائی سرکار کے خاندان کے
مزارات ۔ مقام۔علینہ۔ضلع۔کھیڑا

حصرت شہید سیدی و محمود شاہ بابا رحمت اللہ علیہ مقام بایڑ۔ضلع۔اروّلی

مناقب خواجہ محمود دریائی سہروردی قادری رحمۃ اللہ علیہ

شاہی وتاریخی مسجدیں
مقام محمد آباد (چانپانیر) پاواگڑھ، ضلع۔بڑودا

دریائی صاحب کا چلّہ
مقام بہیل، تالقہ۔دہیگام۔ ضلع۔ احمد آباد

دریائی سرکار کا چلّہ
مقام کٹھلال۔ ضلع۔کھیڑا

دریائی صاحب کا چلّہ
پیٹلاد، ضلع۔ آنند

مقام پوسٹ پلانا (نڈیاد)
کے چلّہ کی جگہ

راپور، احمدآباد دریائی صاحب کا
چلّہ کی جگہ

مقام لُسندرا تالقہ۔ساولی
دریائی سرکار کا چلّہ و مسجد

دریائی سرکار کا چلّہ
مقام چھاڈی ضلع۔بڑودا

ٹنڈاو تالقہ۔ساولی
چلّہ مبارک

سنی مسجد مصطفیٰ مقام کرچیا تالقہ ساولی
مسجد میں چلّہ

مقام کرچیا ساولی مسجد میں
دریائی سرکار کے چلّہ کی جگہ ہے۔

مقام ساولی ضلع۔وڈودرا
دریائی سرکار کا چلّہ

آدتیہ برلاگرپ کمپنی
گودھرا ۔ ہالول روڈ پر

آدتیہ برلاگروپ میں گودھرا ۔ ہالول
روڈ پر چلّہ کی جگہ

دریائی سرکار کے نام سے مدرسہء گلشن دریائی
ڈیسر تالقہ۔ساولی جی۔وڈودرا

مقام ڈیسر تالقہ ساولی ضلع۔وڈودرا
دریائی سرکار کا چلّہ

مقام جرگال۔ٹھاسرا۔ ضلع۔کھیڑا
دریائی سرکار کا چلّہ

مقام مین پورا،تالقہ۔ٹھاسرا، ضلع۔کھیڑا
دریائی سرکار کا چلّہ

دریائی سرکار کا چلّہ۔
مقام ملیج تالقہ نڈیاد ضلع۔کھیڑا

مقام انارہ تالقہ کٹھلال ضلع۔کھیڑا
دریائی سرکار کا چلّہ

دریائی سرکار کا چلّہ و مسجد ۔ مقام بھالیج، ضلع۔ آنند

خواجہ دریائی سرکار کا چلّہ
مقام علینا تالقہ نڈیاد ضلع۔کھیڑا

مقام سیگوہ نیشنل ہائیوے نمبر ۸،
تالقہ ضلع۔بھروچ دریائی صاحب کا چلّہ

خواجہ دریائی سرکار کا چلّہ کی جگہ، و واوکی جگہ مقام موڈاسا ضلع۔اروّلی

دریائی سرکار کا چلّہ و مسجد ۔ مقام مہدا ضلع۔کھیڑا